

غزوات
سوانح امام اعظم ابوحنیفہ

امام حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما
کے مبارک احوال

مصنف

حضرت شاہ ابوالحسن زبیر فاروقی مجددی
(فاضل جامعہ ازہر)

الفاروق بک فاؤنڈیشن، لاہور

رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سَوَاحِ اِمَامِ اعْظَمِ ابُو حَنِيفَہ

امامِ ائمہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت
کے مبارک احوال

مصنف
حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجددی
(فاضل جامعہ ازہر)

الفاروق بک فاؤنڈیشن۔ لاہور

حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	سوانح امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مصنف	حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ
ناشر	فاضل جامعہ الازہر الفاروق بک فاؤنڈیشن، لاہور۔
اشاعت	نومبر 1999ء
طابع	تخلیق مرکز پریٹرز، لاہور۔
قیمت	200/- روپے

اسٹاکسٹ
ضیاء القرآن پبلی کیشنز
داتا دربار روڈ، لاہور۔ فون: 7221953

3

فہرست کتاب امام الائمہ حضرت امام ابو حنیفہ النعمان زوطی کو فی رحمہ اللہ ورضی عنہ
موسوم بہ اہم تاریخی "امام اعظم ابو حنیفہ کی سوانح"

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۹	حضرت امام کی کنیت	۳	فہرست کتاب
۶۰	اہل عراق روایت کو حنیفہ کہتے ہیں	۱۵	تقریظ از جناب مولانا قاضی سجاد حسین
۶۰	ٹوٹنی کو حنیفہ کہتے ہیں	۱۷	تبصرہ از مولانا حکیم شرر مصباحی
۶۰	حضرت امام کی کوئی صاحبزادی نہ تھی	۲۰	مقدمہ، فصل اول از مولانا عبدالستار خاں
۶۱	حضرت امام کی ولادت اور وفات	۳۷	" فصل دوم
۶۱	قاضی ابو یوسف کی روایت	۴۳	" فصل سوم
۶۲	حضرت امام کی ولادت سنہ میں ہوئی	۴۹	ابتدائیہ
۶۲	ایک روایت سنہ کی ہے	۵۰	۱۳۹۷ھ (۱۹۷۷ء) میں مجاہد کا سفر
۶۲	ابو نعیم کی روایت سنہ کی ہے	۵۰	ابوزہرہ کی کتاب کا خلاصہ
۶۲	علامہ کوثری نے سنہ کی روایت کو لیا ہے	۵۰	عبد الحمید حمید کے دو تاریخی قطعات
۶۳	ایک افواہ	۵۲	حضرت عطار کے اشعار
۶۳	حضرت امام کی تابعیت	۵۳	حضرت امام کا نام و نسب اور جنسیت
۶۴	حضرت امام کی مرویات	۵۳	لفظ زوطی پر حاشیہ
۶۶	حضرت امام کا وطن کوفہ	۵۳	عمر بن حماد بن ابو حنیفہ کا بیان
۶۷	کوفہ حجاز الاسلام ہے، مخزن ایمان ہے	۵۴	اسماعیل بن حماد بن ابو حنیفہ کا بیان
۶۷	کوفہ قبۃ اسلام ہے	۵۵	جنسیت کے متعلق مختار قول
۶۸	دو شعر	۵۶	کولار کا بیان
۶۸	حضرت امام کی وجہ معاش	۵۶	خضری کا بیان
۶۹	حضرت امام کے چار خصال	۵۷	ایک غلط فہمی کا ازالہ
۶۹	ایک عورت کا واقعہ	۵۸	بشارت سرِ پاکرامت
۷۰	ایک ضعیفہ کا واقعہ	۵۸	امام مالک اور امام شافعی کی بشارت

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۷۸	آپ کی نماز کی خوبی کا بیان از ابو نعیم	۷۰	آپ کے شریک حفص کا واقعہ
۷۸	ابو جریۃ کا بیان	۷۱	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پیروی
۷۸	بیت اللہ میں ختم قرآن ایک رکعت میں	۷۱	صاحبزادہ حماد کے استاد کو عطیہ
۷۸	بیت اللہ کے خدمتگاروں کو مال و متاع دینا	۷۱	چار ہزار اور اس سے کم نفقہ ہے
۷۹	مَا رَأَيْتُ أَصْبَرَ عَلَى الطَّوَافِ وَالصَّلَاةِ مِنْ أَيْ كُنَيْفَةٍ	۷۲	امام ابو یوسف کی ثنا
۷۹	ہاتھ نے بشارت دی	۷۲	شفیق کا بیان، ایک مقروض
۷۹	بارگاہ نبوی سے اپنے مذہب کو پھیلانے کا حکم	۷۳	ابن حجر عسقلانی کا بیان
۸۰	گاہک سے زائد رقم لینے کے سلسلہ میں مدینہ منورہ کا سفر	۷۳	خلیفہ منصور کی عطیات بیت المال میں جمع کرائیں
۸۰	سب کا اتفاق ہے کہ ابو حنیفہ سب سے افقہ تھے	۷۳	منصور اور اس کی بیوی کا فیصلہ
۸۱	حضرت امام کا علم کی طرف راغب ہونا	۷۴	حضرت امام کا علیہ اور اخلاق
۸۱	شعبی نے آپ کو علم کی ترغیب دلائی	۷۴	آپ کا قد لباس، خوشبو کا استعمال
۸۱	علم کلام میں آپ کا مشغلہ	۷۴	مکر مرہ میں عطا سے ملاقات اور کلام
۸۲	اللہ نے آپ کو علم کلام سے الگ کیا	۷۴	بوسیدہ لباس والے سے معاملہ
۸۳	حضرت امام نے علوم پر نظر ڈالی اور فقہ کو اختیار کیا	۷۵	ابراہیم بن عیینہ کا قرض آپ نے ادا کیا
۸۳	خوارج سے زانیہ اور شرابی کے متعلق مناظرہ	۷۵	یوسف بن خالد سمتی کا رحلہ
۸۴	خوارج کا ہدایت پانا	۷۵	قد میانہ صورت اچھی، لہجہ شیریں
۸۶	اپنے صاحبزادے سے فرمایا کہ علم کلام چھوڑ دو	۷۶	حضرت امام کا زہد و رعب، خشیت، عبادت
۸۶	قیامت برپا نہ ہوگی جب تک علم ظاہر نہ ہوگا	۷۶	امام قاضی ابو یوسف کا بیان ہارون رشید عباسی سے
۸۶	حسن بن سلیمان نے کہا ہے علم سے مراد ابو حنیفہ کا علم ہے	۷۶	ہارون رشید نے ابو یوسف کا بیان قلمبند کرایا
۸۷	حضرت امام کی سند قرآن مجید کی	۷۷	امام محمد بن حسن کا بیان
۸۷	امام عاصم سے قرات پڑھی ہے	۷۷	امام زفر کا بیان
۸۸	حضرت امام کی سند حدیث شریف کی	۷۷	امام ابن مبارک ابو حنیفہ کے حاسد کو دیکھنا نہیں چاہتے
۸۸	حضرت امام کے مشائخ تین سو چوبیس ہیں	۷۷	ابن جریج کی تذاوی
۸۸	حضرت امام کے شاگرد نو سو چونتیس ہیں	۷۷	شام کے وضو سے صبح کی نماز پڑھنی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۹۸	حضرت امام کی فقہ کا سلسلہ	۸۸	امام ذہبی کا بیان
۹۸	مکہ مکرمہ میں ابو حنیفہ اور ازاعی کا مکالمہ	۸۹	امام سیوطی کا بیان
۹۸	رفع یدین نہ کرنے کی سند نہایت اعلیٰ	۸۹	امام ابن حجر ہیتمی کا بیان
۹۹	حضرت امام حماد	۹۰	حافظ ابن کثیر دمشقی کا بیان
۹۹	حضرت حماد سمیعی 'مالدار' محتشم اور صادق تھے	۹۱	علامہ ابن عماد حنبلی کا بیان
۱۰۰	حضرت امام ابراہیم ابو عمر ان نخعی	۹۱	خطیب تبریزی کا بیان
۱۰۱	اہل بیت اطہار سے محبت رکھتے تھے	۹۲	آگاہی۔ امام مالک سے روایت کا واقعہ
۱۰۲	حضرت ابو عبد الرحمن علقمہ نخعی	۹۳	حضرت امام کی سند فقہ
۱۰۲	ان سے صحابہ فتویٰ لیتے تھے	۹۴	حماد بن ابی سیمان کا بیان
۱۰۲	آپ کی وفات پر ابن عباس نے کہا علم کا سر پرست اٹھ گیا	۹۴	امام داؤد طائی کا بیان
۱۰۲	حضرت اسود بن یزید نخعی	۹۴	وہ افراد جو حضرت امام کے بدخواہ ہیں
۱۰۳	حضرت معاویہ نے ان سے استسقاء کی دعا کرائی	۹۴	فقہ حاصل کرنے کیلئے کس چیز سے مدد لی جائے
۱۰۳	حضرت عبداللہ بن مسعود مغربیہ ابن اُمّ عبد	۹۵	اسرائیل کی مداحی
۱۰۴	پہلے ہی دن غلام معلّم کا اعزاز ملا	۹۵	علی بن عاصم کی مداحی
۱۰۶	خلافت ابو بکر کے سلسلہ میں آپ کا قیاس مقبول ہوا	۹۵	مردِ ثقیل فقہ اور اہل فقہ کی منزلت نہیں جانتا
۱۰۸	آپ سنہ سے سنہ تک کوفہ میں رہے	۹۵	فقہ اور قیاس میں معمر کا بیان
۱۰۸	کوفہ کی جامع مسجد پہلا اسلامی مدرسہ کنز الایمان ہے	۹۵	ابو حنیفہ کے متعلق شعبہ کی رائے اچھی تھی
۱۰۹	مبارک سلسلہ گیارہ اشعار کا قطعہ	۹۶	ائمہ نے ابو حنیفہ سے حدیث کی روایت کی ہے
۱۱۰	افسوس کا مقام	۹۶	یحییٰ بن سعید ابو حنیفہ کا قول لیتے تھے
۱۱۰	حضرت عثمان کی شہادت کے بعد آغازِ فتنہ	۹۶	امام ابو داؤد آپ کی امامت کا اعتراف کرتے ہیں
۱۱۱	حجاج کی شقاوت اور بے ادبی	۹۶	مسائل میں تحقیق کرنی اہل مدینہ اہل کوفہ کا حق ہے
۱۱۲	حضرت امام کے اساسی اصول	۹۶	ایوب سختیائی کی مداحی پڑھو
۱۱۲	ابن حجر ہیتمی کا بیان	۹۶	جس رائے کا مستحق ہوگا وہ مسائل میں احتیاط کیسے کریگا
۱۱۳	امام فضیل بن عیاض کا ارشاد	۹۷	جس کی تعریف تینوں امام کریں وہ بے احتیاط کیسے ہوگا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۲۲	قیاس کو چھوڑ کر امتحان پر عمل کیا جاتا ہے	۱۱۳	امام ابن مبارک کی درایت
۱۲۲	۱۔ تعامل پر بھی عمل ہوتا ہے جس کو عرف کہتے ہیں	۱۱۳	امام شافعی نے کہا، لوگ قیاس میں ابو حنیفہ کے محتاج ہیں
۱۲۳	۸۔ حیلے۔ ابن قیم نے تین قسم کے حیلے بیان کئے ہیں	۱۱۴	ناسخ و منسوخ کی تحقیق
۱۲۴	خطیب بغدادی نے کتاب الحیل کی روایت کی ہے	۱۱۴	علامہ ابن حزم کا قول
۱۲۴	ابن تیمیہ نے شدت سے اس کا رد لکھا ہے	۱۱۴	ابو حنیفہ حدیث کو مقدم رکھتے ہیں۔ ابن قیم
۱۲۵	خطیب کی روایت کردہ کتاب سے حضرت امام کی تکفیر ثابت ہوئی ہے	۱۱۴	سلف کے نزدیک ضعیف حدیث
۱۲۵	علامہ نے کتاب الحیل کا صرف تذکرہ کیا ہے	۱۱۵	۱۔ اصل اول کتاب اللہ تعالیٰ
۱۲۷	مختیر العقول جوابات	۱۱۵	حضرت امام کے شاگردوں کی کثرت
۱۲۷	۱۔ از کتاب صبری	۱۱۶	۲۔ اصل دوم، حدیث مبارک
۱۲۷	۱۔ درزی کا واقعہ اور امام ابو یوسف	۱۱۶	۳۔ اصل سوم، حضرات صحابہ کا عمل اور ان کے فتاویٰ
۱۲۸	۲۔ دو بھائیوں کا دو بہنوں سے نکاح	۱۱۷	یہاں ہوں صحابہ کیلئے اور وہاں ہیں میری امت کیلئے (حدیث)
۱۲۸	۳۔ جرآن سید کی وفات اور اس کی والدہ	۱۱۷	۴۔ اصل چہارم، اجماع
۱۲۹	۴۔ دیوار میں موکھا پھوڑنا	۱۱۸	اجماع چاہے قولی ہو چاہے سکوتی
۱۲۹	۵۔ ایک عورت کو چھ سو دینار میں سے ایک دینار ترک	۱۱۸	اجماع حجت ہے
۱۳۰	۶۔ امام قتادہ سے امام ابو حنیفہ کا مکالمہ	۱۱۹	امام ابو یوسف کا رسالہ ”رد بر اوزاعی“
۱۳۱	۷۔ عطاء بن ابی رباح سے حضرت امام کا سوال	۱۱۹	۵۔ اصل پنجم قیاس
۱۳۱	۱۲۰۔ وَاٰتِیْنَاہٗ اٰھْلَہٗ وَبِشْلَہُمْ مَّعْمُومًا کا ترجمہ	۱۲۰	علموں کا معلوم کرنا آسان نہیں
۱۳۲	۱۲۰۔ ۲۔ از عقود البھان	۱۲۰	۶۔ اصل ششم، احسان، اللہ کا امتحان
۱۳۲	۱۔ دیوانی عورت پر اجرائے حد کا واقعہ	۱۲۱	قیاس کا چھوڑنا اور مناسب حکم اختیار کرنا
۱۳۳	۲۔ فحاک شاری خارجی کا واقعہ	۱۲۱	سہولت کی راہ اختیار کرنی
۱۳۳	۳۔ طلاق کا واقعہ اور سفیان ثوری کا جھنجھلانا	۱۲۱	زحمت سے بچنا امتحان ہے
۱۳۳	بالآخر حضرت امام کے فضل کا اعتراف	۱۲۱	علم کے دس حصوں میں نو حصے امتحان ہے (امام مالک)
۱۳۴	۴۔ بکیتی ہوئی ہنڈیا میں پرندہ کا گرنا	۱۲۱	بعض شوافع کی مخالفت
۱۳۴	۵۔ مال دفن کیا جگہ بھول گیا	۱۲۱	تفصیل سے کام لینا امتحان ہے (بعض محققین)

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۴۵	امام ابو حنیفہ کے حدیث کی روایت کرنیوالوں کا بیان متعذر ہے	۱۳۴	۶۔ مال چرایا مالک سے طلاق کی قسم لی کہ بتائے گا نہیں
۱۴۶	عظیم القدر فقہار اور محدثین کے نام جو ذہبی نے لکھے ہیں	۱۳۵	۷۔ اقامت کہنے والے کا اقامت سے پہلے کھنکارنا
۱۴۷	حضرت امام کی شاگردوں کو نصیحت	۱۳۵	۸۔ مرنے والے نے ابو حنیفہ کے واسطے وصیت کی
۱۴۷	پانچ وصایا	۱۳۵	۹۔ ربیعۃ الراعی اور یحییٰ بن قاضی کی کوفہ میں آمد
۱۵۰	آپ کی مرویات اور آثار کے ناقل آپ کے اصحاب ہیں	۱۳۶	۱۰۔ آپ کے سرعت جواب سے امام لیث متحیر ہو گئے
۱۵۰	آپ کے اصحاب آپ کی حیات میں درجہ کمال کو پہنچ گئے تھے	۱۳۶	۱۱۔ اسماعیل کو طلاق دینے میں شک ہوا
۱۵۱	قاضی القضاۃ امام ابو یوسف	۱۳۷	۱۲۔ امام اعظم اور ان کی زوجہ کا واقعہ
۱۵۲	آپ کی کتابوں کے نام	۱۳۷	۱۳۔ ابو حنیفہ کے پاس شیطان طاق کا آنا
۱۵۲	کتاب الخراج ہارون رشید کے واسطے لکھی	۱۳۸	۱۴۔ کوفہ میں غوارج کا داخل ہونا
۱۵۳	اس کا ترجمہ جائزے کے نام سے چھپا ہے	۱۳۸	۱۵۔ دہریوں سے مکالمہ اور ان کا نائب ہونا
۱۵۳	جائزے کا ابتدائی حصہ	۱۳۸	۱۶۔ آپ کا مخالف حافظ حدیث اور اس کی زوجہ کا واقعہ
۱۶۴	کتاب الآثار اور اس کی ایک روایت	۱۳۹	۱۷۔ کیا لا الہ الا اللہ کہیں کر پڑھتے ہو
۱۶۴	کتاب اختلاف ابو حنیفہ اور ابن ابی لیلیٰ	۱۳۹	۱۸۔ از مناقب امام موفّق
۱۶۵	کتاب رد بر سیر ادزاعی	۱۳۹	۱۹۔ حضرت امام نے حمام سے فرمایا
۱۶۶	امام محمد بن الحسن شیبانی	۱۳۹	۲۰۔ غوارج کے قتل کرنے یا نہ کرنے کا مسئلہ
۱۶۸	کتاب الآثار اور اس کی چار روایتیں	۱۴۱	احکام شرعیہ کے مدوّن اول حضرت امام اعظم
۱۷۰	امام زفر ہذلی	۱۴۱	اللہ کا علم ابو حنیفہ کو ملا ہے (ایوب)
۱۷۰	امام حسن بن زیاد لؤلؤی	۱۴۱	ابو حنیفہ کے مذہب اور خلیل کی نحو سے حق مخصوص ہے
۱۷۰	حضرت امام کے اصحاب کے بعض شاگرد	۱۴۲	شافعی نے کہا ہے ابو حنیفہ فقہ کے پہلے مدوّن ہیں
۱۷۰	عیسیٰ بن ابان	۱۴۲	تدوین اہل کوفہ نے کی ہے
۱۷۱	امام ابو جعفر طحاوی	۱۴۳	ابو حنیفہ نے مشکل مسائل بیان کئے لہذا محسوس ہوئے
۱۷۲	حضرت امام کی فقہ کا مرتبہ	۱۴۳	امام شمرانی شافعی کا بیان ثانیان مطالعہ ہے
۱۷۳	امام سراج الدین ابو حفص عمر الغزنوی	۱۴۳	ابو حنیفہ کے اتباع بڑھتے جاتے ہیں
۱۷۵	حضرت امام کی تعریف حضرات ائمہ کی زبانی	۱۴۴	امام شافعی آپ کے مدّاح ہیں

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۸۲	حافظ عیسیٰ بن ابان کی امام محمد سے وابستگی	۱۷۵	۱۔ از اخبار ابی حنیفہ از صیمری
۱۸۵	۲۔ از تاریخ بغداد و تالیف خطیب	۱۷۵	آپ کو بُرا کہنے والا جاہل یا حاسد ہی ہے (خریبی)
۱۸۵	آپ کی وفات پر ابن جریر کا اظہارِ تاسف	۱۷۵	آپ علم میں محسود ہیں (ثوری)
۱۸۵	اسرائیل نے ابو حنیفہ کی ستائش کی	۱۷۵	مشکل مسائل میں ثوری کا بیان
۱۸۶	امام فضیل بن عیاض کی جامع تعریف	۱۷۶	سمتی نے کہا۔ کہاں سمندر کہاں نالی
۱۸۶	ابو یوسف نے کہا حدیث میں ابو حنیفہ زیادہ ضابطہ تھے	۱۷۷	ابو حنیفہ کی تعریف میں دو شعر
۱۸۷	سفیان ثوری کے بھائی کی تعزیت کا واقعہ	۱۷۷	ابن شبرمہ اور ابن ابی لیلیٰ کی عداوت
۱۸۸	نضر بن شمیل نے کہا لوگ فقہ سے غافل تھے ابو حنیفہ نگاہ کیا	۱۷۷	امام احمد حضرت ابو حنیفہ کا ذکر رو کر کرتے
۱۸۸	ابو حنیفہ کی رائے اور حمزہ کی قرأت	۱۷۷	مصلحت پڑنے پر انسانیت کی قدر ہوتی ہے (ابن مبارک)
۱۸۸	حکم بن ہشام ثقفی کی ستائش	۱۷۸	سفیان ثوری کا آپ کی کتابوں کے بارے میں خیال
۱۸۹	ابن مبارک نے بُرا کہنے والے کو ڈانٹا	۱۷۸	آپ کے چار شاگرد فقہ کے حفاظ تھے
۱۹۰	ابو حنیفہ کی عبادت کا بیان از زائدہ	۱۷۸	سفیان نو عمر تھے
۱۹۰	حضرت امام کی عاجزی و زاری اور قندیل کی صوفشانی	۱۷۹	نذرِ معصیت میں شعبی سے مناظرہ
۱۹۱	دو شعر جن کو حضرت امام اکثر پڑھا کرتے تھے	۱۷۹	ایوب نے ابو حنیفہ کو سلام کہلایا
۱۹۳	۳۔ امام حافظ ابو عمر یوسف بن عبدالبر	۱۸۰	اعمش نے حج کے مناسک ابو حنیفہ سے لکھوائے
۱۹۳	اہل حدیث کے طعن پر فقہاء توجہ نہیں دیتے	۱۸۰	آپ کی وفات سے اہل کوفہ کے علم کی روشنی بچھ گئی (سعید)
۱۹۴	ابن عبدالبر نے الانتقا میں لکھا ہے	۱۸۰	اعمش لوگوں کو ابو حنیفہ کے پاس بھیجتے تھے
۱۹۵	چھبیس بلند پایہ افراد نے آپ کی مدح کی ہے	۱۸۰	امام ابو حنیفہ اور امام مالک کی مسجد نبوی میں گفتگو
۱۹۶	شعبہ نے مسادر الوترّاق کے عین شعر پڑھے	۱۸۰	سعید بن عروبہ کا اعترافِ فضل
۱۹۶	ایک مسلّم میں حسین بن واقد کا بیان	۱۸۱	امام داؤد طائی کی نظر میں آپ کا علم
۱۹۷	حضرت امام نے ابن عیینہ کو حدیث پڑھانے کیلئے بٹھایا	۱۸۱	یحییٰ بن معین کی نظر میں آپ کا علم
۱۹۷	سعید بن ابی عروبہ نے کہا ابو حنیفہ عالم عراق ہیں	۱۸۱	آپ نے اہل سنت و جماعت کی سات نشانیاں بتائیں
۱۹۸	عورتیں عاجز ہیں کہ ابو حنیفہ کا مثل جنیں (ابن شبرمہ)	۱۸۲	محمد بن حسن کا علم شافعی کی نگاہ میں
۱۹۸	اگر کسی مسلّم میں ہم نے اختلاف کیا تو کیا سب میں کریں (ابن قسطلان)	۱۸۲	فقہاء کی ثنا از امام مزنی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۰۸	حضرت امام کی امانت کا واقعہ	۱۹۸	ابن مبارک کے چھ شعر
۲۰۸	بقول ابن مبارک کے آپ ایک آیت تھے	۱۹۹	ایک مخالف کو ابن معین ابو حنیفہ کے پاس گئے وہ انہی کا ہوگا
۲۰۸	عبدالرحمن مقری نے آپ کو شاہان شاہ کہا	۱۹۹	ابو حنیفہ کی ایک ذرہ صحبت ہماری یک ماہرہ صحبت بہتر ہے (زہیر)
۲۰۸	یحییٰ بن سعید نے آپ کے اکثر اقوال لئے ہیں	۲۰۰	ابو حنیفہ کے ساتھ علم کثیر گیا (ابن جریج)
۲۰۹	آپ کے استاد عبدالعزیز بن واد کی نگاہ میں آپ کی اہمیت	۲۰۰	امام عبدالرزاق بن ہمام کی تداوی
۲۱۰	حضرت جعفر صادق کا ارشاد	۲۰۰	اَکَانَ أَبُو حَنِيفَةَ وَقَوْلُهُ فِي الْفِقْهِ مُسْلِمًا لَّهُ
۲۱۱	امام مالک اکثر آپ کا قول اختیار کرتے تھے	۲۰۱	امام دکیع ابو حنیفہ کی رائے پر فتویٰ دیتے تھے
۲۱۱	محمد بن اسحاق آپ سے مسائل دریافت کرتے تھے	۲۰۱	کوئی ابو حنیفہ کی بڑائی بیان کرے ہرگز اس کی تصدیق نہ کرے (ابن یونس)
۲۱۱	امام ابو حنیفہ، امام مالک کی ایک ملاقات کا ذکر	۲۰۱	ابو حنیفہ کے تدریح چالیس مشائخ کے نام (ابن عبدالبر)
۲۱۱	ابن ابی سلرہ جثون کا بیان	۲۰۲	از مناقب ابوالمؤید
۲۱۲	حضرت عمر کا ارشاد اَلرَّأْيُ مُشِيرٌ	۲۰۲	ابو حنیفہ ناسخ و منسوخ کی جستجو کرتے تھے (ابوالمؤید)
۲۱۲	جریر کو سبق ناغہ کرنے پر میفرہ کی ملامت	۲۰۲	ابو حنیفہ سے بہتر قیاس کرنے والا ہم نے نہیں دیکھا (مہر)
۲۱۳	ابو معاویہ کا قول ابن ابی لیلیٰ کے بارے میں	۲۰۳	حدیث کا حافظہ رائے سے واقف اور ابو حنیفہ کے قول کا بغیر فتویٰ لیکھا
۲۱۳	ابن مسقلہ کا قول آپ کے علم کی گہرائی کے بارے میں	۲۰۳	ایلام کے مسئلہ میں حضرت امام کی رائے
۲۱۳	مسعر بن کدام نے آپ کی مدح و ثنا کی	۲۰۴	استاد امام عام کا ابو حنیفہ سے فتویٰ لینا
۲۱۳	آپ کے آفتہ ہونے کے بارے میں عثمان مدنی کا بیان	۲۰۴	تم خرد سالی میں آئے میں کلاں سالی میں پہنچا (امام عام)
۲۱۳	ابو حنیفہ پر طاعن کم علم ہے (ابن مبارک)	۲۰۵	جس سے بھی ابو حنیفہ نے بحث کی اس نے تسلیم کیا
۲۱۳	آپ کی کتابوں کو دھونے کا واقعہ	۲۰۵	جواب میں ایسی سرعت گویا لکھے ہوئے جواب آدے رہے ہیں
۲۱۵	نضر بن شہیل کا ایک دوسرا واقعہ	۲۰۵	عبداللہ بن صلح کی نگاہ میں آپ مثل غواص ماہر
۲۱۶	قاضی خالد بن صبیح کے فیصلہ پر المامون کا اعتراض	۲۰۵	آپ کے بات کرنے میں محسوس ہوتا تھا کہ فرشتہ آکھوتا تھا (امام زہری)
۲۱۶	المامون قاضی سے کہا اگر تم اپنی نجات چاہتے ہو تو	۲۰۶	آپ علم کا خزانہ تھے (علی بن ہاشم)
۰	ابو حنیفہ کا قول نہ چھوڑو	۲۰۶	ابو معاویہ کا آپ کی علمی برتری پر اظہار
۲۱۹	علامہ ابن حزم اندلسی	۲۰۶	قاضی ابو یوسف کا ایک مسئلہ میں اشکال
۲۱۹	قیاس رائے پر ضعیف حدیث اولیٰ ہے ابو حنیفہ کے اصحاب کی نگاہ میں	۲۰۶	حدیث قلتین کا بیان
			دکیع کا بیان آپ کی فضیلت کے بارے میں

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۷۸	۱۰ علامہ ابن تیمیہ	۲۲۰	۱۱ ابو حنیفہ فقہ، سمجھ اور علم میں سب سے بہتر
۲۷۸	۱۱ ابو عبد اللہ محمد زہبی	۲۲۱	۱۲ آپ کے بارے میں امام زہبی کی رائے
۲۷۹	۱۲ امام لیث بن سعد کا بیان	۲۲۱	۱۳ امام جلال الدین سیوطی کی رائے
۲۷۹	۱۳ یہ ظاہر ہوتا تھا کہ فرشتہ تلقین کر رہا ہے	۲۲۵	۱۴ ابو یوسف یعقوب کے دو شعر
۲۸۰	۱۴ گفۃ او گفۃ اللہ بود	۲۲۶	۱۵ ابن خلکان نے لکھا ہے وفیات الأعیان میں
۲۸۱	۱۵ مخالفت	۲۲۸	۱۶ تاریخ الخمیس کی عبارت
۲۸۱	۱۶ ناکارہ اہل حدیث	۲۳۰	۱۷ النجوم الزاہرہ کا بیان
۲۸۱	۱۷ ابن عبد البر کی روایتیں	۲۳۱	۱۸ علامہ شمس الدین محمد بن یوسف شافعی
۲۸۲	۱۸ شعبہ نے کہا یہ حدیث اللہ کے ذکر اور نماز سے روکتی ہے	۲۳۲	۱۹ علامہ شمس الدین فرماتے ہیں
۲۸۲	۱۹ غریب حدیث کا تتبع جھوٹ بولے گا	۲۳۲	۲۰ علامہ ابن حجر ہیتمی شافعی
۲۸۲	۲۰ بہ نسبت فاسقوں کے میں اہل حدیث سے خائف ہوں	۲۳۵	۲۱ کتاب الخیرات الحسان کی فصل تیرہ میں لکھا ہے
۲۸۲	۲۱ وہ رائے کو جو تمہارے واسطے حدیث کا بیان کرے	۲۳۵	۲۲ علامہ شعرائی شافعی
۲۸۳	۲۲ کیا کوئی سنے گا	۲۳۶	۲۳ کتاب المیزان کی عبارتیں
۲۸۳	۲۳ الخیرات الحسان کی فصل ۳۵ کا ترجمہ	۲۳۷	۲۴ قاضی عبدالرحمن بن محمد بن خلدون
۲۸۳	۲۴ حضرت امام کی قبر کی زیارت علماء اور ضرور تمند کرتے ہیں	۲۳۷	۲۵ ابن خلدون نے مقدمہ میں لکھا ہے
۲۸۳	۲۵ حاسدوں نے وفات کے بعد بھی تہمتیں لگائیں	۲۵۱	۲۶ حضرت محمد والہ ثانی قدس سرہ
۲۸۳	۲۶ آپ کو شیخ قتل کرانے کی کوشش کی گئی	۲۵۲	۲۷ آپ نے مکتوب ۵۵ میں اور ضرور دم لکھا ہے
۲۸۳	۲۷ شافعی نے از روئے ادب جہر سے بسم اللہ پڑھی اور قنوت پڑھا	۲۵۶	۲۸ علامہ لیث بن سعد معری
۲۸۳	۲۸ علامہ ہیتمی کی توجیہ وجیہ	۲۵۹	۲۹ امام لیث کا مکتوب
۲۸۹	۲۹ علامہ ابن عبد البر نے الانتقار میں لکھا ہے	۲۶۰	۳۰ مکتوب کا ترجمہ
۲۸۸	۳۰ ترجمہ	۲۶۳	۳۱ نظم دلکش زید
۲۹۲	۳۱ ابن عبد البر کی عبارت جامع بیان العلم میں اور اس کا ترجمہ	۲۶۲	۳۲ تبصیرہ
۲۹۳	۳۲ علامہ ابن عبد البر کی عبارات پر نظر	۲۶۶	
۲۹۳	۳۳ ابن عبد البر کی محمد بن اسماعیل بخاری پر تنقید		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۰۴	خطیب کی حسن پرستی	۲۹۴	نعیم پر ائمہ حدیث کی جرح
۲۰۵	حقیقہ کے متعلق	۲۹۵	نسائی نے کہا ہے 'ضعیف ہے ثقہ نہیں ہے'
۲۰۵	حضرت امام کا مسلک	۲۹۵	ابو سعید نے کہا ہے 'وہ ثقات سے مناکیر کی روایت کرتا ہے'
۲۰۶	علماء ازہر کا حاشیہ	۲۹۵	ابن عدی نے کہا ہے وہ حدیث گھڑتا ہے
۲۰۶	ایک لطیفہ نثریہ	۲۹۵	سفیان ثوری کی روایت نعیم کی آوردہ ہے
۲۰۶	حضرت امام کی بُرائیاں - از ایمانیات ۶۶	۲۹۶	ابن عبد البر نے ابن حدیث کی حسد ابتدا اور عداوت پر انتہا کی ہے
۲۰۶	از بغاوت ۹	۲۹۶	صحیح بخاری میں نعیم سے روایت
۲۰۶	از بدالفاظ ۳۳	۲۹۶	صحیح بخاری میں بندریا کا قصہ
۲۰۶	از ذمت رائے ۱۴۷	۲۹۶	بندریا کے زنا کرنے کی روایت نعیم کی ہے
۲۰۶	کل قباحتیں ۲۵۵	۲۹۷	جھوٹے سے تعلیقات میں روایت کوئی اچھی ہے (انور شاہ)
۲۰۷	خطیب نے حضرت امام کے جنازہ کو نصرانی کا جنازہ بیان کیا	۲۹۷	بخاری عقائد میں نعیم کے قبیح تھے
۲۰۷	اس خواب کے راویوں کے کثرت	۲۹۸	صحیح بخاری کی دو روایتیں
۲۰۸	امام سیوطی کی نبی صغیر میں تین روایتیں	۲۹۸	دونوں سفیانوں کے متعلق نعیم ہی کی روایتیں
۲۰۹	تعلیم استخارہ	۲۹۹	ساجی ابو حنیفہ کے اصحاب سے حسد کرتا ہے
۲۰۹	ذہبی نے منامات مبشرہ کا بیان کیا ہے	۲۹۹	حدیث شریف کا ظہور
۳۱۱	تین ناپسندیدہ متعصب حفاظ	۲۹۹	اخبار آحاد عدول
۳۱۱	مولانا انور شاہ کشمیری کا بیان	۳۰۰	اعمال میں اخبار آحاد عدول مقبول
۳۱۱	امام اعظم اور خطیب	۳۰۱	اصول غم کے خلاف جو اخبار آحاد ہیں انکے انکار کیا ہے
۳۱۲	امام اعظم اور ابو نعیم	۳۰۲	ابو بکر خطیب بغدادی
۳۱۳	حافظ ابن مشیبہ کی ایرادات	۳۰۲	ملک اعظم ابو المظفر عینی کا رسالہ الرد علی الخطیب
۳۱۴	ابن ابی شیبہ کی مصنف میں ۱۹۷۸۹ روایتیں ہیں	۳۰۳	ناقلین حدیث کا مسلک
۳۱۴	۱۲۵ روایات میں ایرادات ہیں	۳۰۳	خطیب نے ۴۱۶ میں کسی خراسانی کا ذکر کیا ہے
۳۱۴	اللہ کی لعنت اس پر جو رسول اللہ کی مخالفت کرے	۳۰۳	اس روایت کے ناقل سے زیادہ جھوٹا کون ہو سکتا ہے
۳۱۴	حافظ شامی نے دس ایرادات کے جوابات دو جلد میں لکھے	۳۰۴	اس روایت میں حافظ ابن احمد لکھا ہے کہ وہ کذاب دجال ہے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۲۹	ایمان کا تعلق دل اور زبان سے ہے	۳۱۴	ابن ابی شیبہ نے کہا گیا ہے لکھ کر ایرادات لکھے ہیں
۳۳۰	ایمان پختہ اعتقاد اور ظاہری اقرار ہے	۳۱۴	ایسی روایات کا بھانڈا غمش نے پھوڑا ہے
۳۳۱	عمل ایمان کا جز نہیں ہے	۳۱۵	ہمالی مغربی، وہابی کا ہند آنا
۳۳۱	ایمان کی حقیقت تصدیق ہے	۳۱۵	النکتہ الطریفہ میں عادلانہ بحث
۳۳۲	امام شافعی متناقض بات کے قائل ہوئے ہیں	۳۱۶	مثال کے طور پر عقیقہ کا ذکر
۳۳۳	امام جوینی نے اعمال کو ایمان کا جز نہیں قرار دیا ہے	۳۱۷	استسقاء کی نماز اور خطبہ کا بیان
۳۳۴	کلام متین از امام توربشتی	۳۱۷	إِسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا
۳۳۴	ایمان دل کا عمل ہے	۳۱۸	رفع یدین
۳۳۴	ایمان اسلام ہے اسلام دین ہے	۳۱۸	حضرت امام کا اوزاعی سے مکالمہ
۳۳۵	اپنے عقائد میں اپنے کو معنی نہ بنائے	۳۱۹	اوزاعی کی نظر صرف روایت پر تھی
۳۳۵	دونوں اقوال کی وجہ جمع	۳۲۰	كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ
۳۳۶	ایمان کی زیادتی اور کمی	۳۲۰	رفع یدین فسخ ہو گیا۔ ہے
۳۳۶	إِرْجَاءُ	۳۲۱	حضرت عبداللہ بن مسعود کی نماز
۳۳۶	عمر بن حماد کا بیان	۳۲۲	ان دنوں غازی پور میں ایک وہابی کا درود
۳۳۶	امام مالک کی تحسین	۳۲۳	مولوی نیازی کا ابو جندل سے مکالمہ
۳۳۷	حضرت امام کے مسلک پر جمہور متاخرین	۳۲۴	رفع یدین کی مشروعیت کی نوعیت
۳۳۷	مُزَجَّءُ کے تین مراتب	۳۲۴	عبداللہ بن زبیر کی روایت
۳۳۸	خَلَقَ قُرْآنَ	۳۲۵	حضرت امام کو فذ کی حدیث کے حافظ تھے
۳۳۹	ایک اَلْمِیَّةُ	۳۲۶	الْمَدْبَرَاتُ أُمَرَاءُ لَهَا تَفْسٌ أَنْسَانَ كَالسِّنَةِ مَحَلٍّ هِيَ
۳۳۹	محدثین نے امام مالک سے روایت نہیں کی ہے	۳۲۶	لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا أَعْلَىٰ دَرَجَةٍ كِي صَحِيحٌ حَدِيثٌ
۳۳۹	علامہ اجل سنبھلی کی تسمیق النظام	۳۲۷	لَيَكْشِفَنَّ لَكَ مِنْ أَلْعَمِ سَفِيَانٌ كَهْرٌ هِيَ
۳۳۹	جمود تقلید کا ثمرہ	۳۲۷	الْأَيْمَانُ
۳۳۹	حضرت امام کی مدح	۳۲۷	از روئے لغت اسلام میں اور ایمان میں فرق ہے
۳۳۹	امام لیث مصری کہتے ہیں	۳۲۸	جنم سے مناقشہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۵۵	حَسْبِيَ مِنَ الْخَيْرَاتِ مَا أَعَدَّ اللَّهُ	۳۴۲	علامہ ابن الہمام کا بیان
۳۵۶	ابو حنیفہ کی محبت اتمام سنت ہے	۳۴۳	حضرت امام پر ظلم و ستم اور آپ کی حلت تدفین
۳۵۶	عبد الحکیم الجندی کے بیان کا خلاصہ	۳۴۵	ظلم شدید اور وفات
۳۵۸	عندی صنادیق من الحکیم	۳۴۵	منصور سے کہا گیا کہ ابراہیم کی شورش ابو حنیفہ نے کرائی
۳۵۸	چار ہزار احادیث کی روایت	۳۴۵	آپ کی تجنیہ تکفین و تدفین
۳۵۸	حضرت امام ۲۱۵ روایات میں منفرد ہیں	۳۴۶	امام حسن بن عمارہ نے غسل دیا
۳۵۹	حضرت امام کے پرکھنے کے اصول	۳۴۶	حسن بن عمارہ کی تابین
۳۵۹	حضرت ابوبکر کا ارشاد	۳۴۶	اہل بغداد کا ہجوم
۳۶۰	جلیل القدر صحابہ کا عمل	۳۴۶	چھ مرتبہ نماز جنازہ پڑھی گئی
۳۶۱	ایک واقعہ جو تندھا میں پیش آیا	۳۴۶	آخری مرتبہ آپ کے فرزند حمار نے نماز پڑھائی
۳۶۱	عِلْمُ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ يُتَلَقَّى مِنَ الْفُقَهَاءِ	۳۴۶	ابن جریر نے کہا کیسا ظلم کیا
۳۶۳	محقق ابن خلدون انکی کیا فرماتے ہیں	۳۴۶	شعبہ نے کہا کو فدا نور علم بخو گیا
۳۶۳	طبقات حفاظ حدیث کا شائستہ مسلک	۳۴۶	تین رات تک یہ دو شعر سنئے گئے
۳۶۳	امام ذہبی نے "طبقات حفاظ" میں لکھا ہے	۳۴۶	قید خانہ میں آپ پر شدید ظلم
۳۶۳	ابن عبد الباری نے طبقات حفاظ حدیث میں کہا ہے	۳۴۷	منصور عباسی قبر پر گیا اور نماز پڑھی
۳۶۵	امام شمس الدین نے دو کتابوں میں لکھا ہے	۳۴۸	حضرت امام اور روایت حدیث
۳۶۶	امام سیوطی نے طبقات حفاظ میں کہا ہے	۳۴۸	جامع مسانید الامام الاعظم
۳۶۶	ذہبی نے ممتنع اور طبقات میں لکھا ہے	۳۴۸	پندرہ مسانید جن کو فضول علمائے جمع کیا ہے
۳۶۶	علامہ عجلونی نے لکھا ہے	۳۴۹	علامہ خوارزمی کا خطبہ
۳۶۶	امام ابو حنیفہ کا قول جرح و تعدیل میں مقبول ہے	۳۵۰	آزاد ترجمہ
۳۶۷	حافظ بیہقی نے المدخل میں لکھا ہے	۳۵۱	ابن مبارک کا قصیدہ
۳۶۷	عمرو بن عبید پر اللہ کی پھٹکا رہو	۳۵۳	مسانید پر کلام
۳۶۷	بیہقی نے "القرارة خلف الامام" میں لکھا ہے	۳۵۳	مولانا کاندھلوی نے مزید مسانید کا ذکر کیا ہے
۳۶۸	ربیعۃ الراي اور ابوالزناد کے متعلق حضرت امام کی رائے	۳۵۴	حضرت امام کے بعض فضائل

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۶۳	خواجہ حافظ شیرازی کی غزل	۳۶۸	حضرت جعفر صادق کے متعلق آپ کی رائے
۳۶۵	نقہ میں مخلوق ابوحنیفہ کی محتاج ہے	۳۶۸	ذہبی کے استاد ابو الجراح کا شائستہ مسلک
۳۶۵	کتاب ابن عابدین قاضیوں کی میز کی زینت ہے	۳۶۸	شرانی کا ارشاد
۳۶۶	بِخَيْرَتَا مَيِّه	۳۶۹	امام فضیل بن عیاض کی ہارون رشید کو نصیحت
۳۶۶	کتاب کی تالیف کا تاریخی مادہ کلام الہی کے الفاظ	۳۶۹	امام داؤد طائی کا بیان
۳۶۶	اِنَّ كِتَابَ كُورَيْمٍ مُّصَدِّقٌ مِّنْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ	۳۷۰	اہل فقہ طعن کرنے والوں کی طرف انتہات نہیں کرتے
۳۶۷	لا جواب تاریخیں ارشاد مصباحی	۳۷۰	امام زفر کا قول
۳۶۷	اِنَّ اللَّهَ لَا يَعْذِبُ عَلَى قَوْلٍ اَخْتَلَفَ فِيْهِ الْعُلَمَاءُ	۳۷۰	مشی پلیدائیات بخیر۔ کا قصہ
۳۶۷	حضرات ائمہ مجتہدین کا ہم پر حق ہے	۳۷۱	شرانی کا ارشاد مَنْ فَتَشَ مَذْهَبَهُ
۳۶۸	امام سیوطی کی عمدہ توجیہ	۳۷۲	حضرت امام کے روضہ مبارک کی زیارت کی سعادت
۳۶۸	علم سیاست شرعیہ	۳۷۲	اس سنگ آستان پر جبین نیاز ہے
۳۶۹	امام عیش کا ارشاد اَنْتُمْ الْاَصْنَاءُ وَنَحْنُ الصَّيَادَةُ	۳۷۲	اس مبارک وقت کی یاد تڑپاتی ہے
۳۸۰	مراجع کتاب بے بہائے امام اعظم ابوحنیفہ	۳۷۲	امام خافعی کا ارشاد صدائے لاریبی ہے
۳۸۳	مناجات	۳۷۳	بارہ سو سال سے حضرت امام کا مذہب نکھر رہا ہے
		۳۷۳	جلیل القدر مشائخ کے کشفات اور محمد فہم کی ثنا

تقریب

عالی مقام مولانا قاضی سجاد حسین صاحب زاد اللہ مکارم سابق مدیر و صدر مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اما بعد۔ ہندوپاک میں ایسے اہل علم کم ہوں گے جو حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقی زید لطفہ کے محققاً مزاج اور ژرف نگاہی کے قائل نہ ہوں۔ مولانا کی متعدد تصانیف اہل علم کی نظر میں تحقیق و تنقیح کا اعلیٰ مقام حاصل کر چکی ہیں۔ اب مولانا نے امام الائمہ حضرت ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے حالات میں یہ کتاب مرتب فرمائی ہے اور اس میں امام اعظم کے احوال پر ذرا تحقیق دی ہے۔ ائمہ دین میں سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر موافق و مخالف جس قدر لکھا گیا ہے، اس کی کوئی نظیر نہیں ہے۔ بڑے بڑے اہل قلم اور ائمہ نے امام صاحب کے احوال قلم بند کرنے کا شرف حاصل کیا ہے اور ایسا کیوں نہ ہوتا جب کہ امام عالی مقام کی شخصیت علماء ہی کے لئے نہیں بلکہ ائمہ امت کے لئے بھی مشعلِ راہ ہے۔ آپ ہی کی ذات گرامی ہے جس کو ائمہ متبوعین میں شرفِ تابعیت حاصل ہے اور آپ کی ذات گرامی عام علماء کے لئے نہیں بلکہ دیگر ائمہ کے لئے متبوع ہے۔

یہ بات محقق ہے کہ امام مالک مدینہ طیبہ میں امام اعظم کی تشریف آوری کے منتظر رہا کرتے تھے تاکہ اُن سے مسائل میں رہنمائی حاصل کریں اور بسا اوقات حضرت امام کے ساتھ علمی مذاکرہ میں ان کی پوری پوری رات گزر جاتی تھی۔ ایک بار ایک طویل مذاکرے سے فارغ ہو کر اپنے شاگردوں کے حلقہ میں پہنچے تو پسینہ سے تر تھے۔ شاگردوں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ امام ابو حنیفہ سے مذاکرے میں میں پسینہ پسینہ ہو گیا، بے شک وہ بہت بڑے فقیہ ہیں۔

امام شافعی تو ایک عرصے تک امام محمد کے شاگردوں کے حلقہ میں رہے ہیں۔ عام درس کے علاوہ خصوصی طور پر بھی امام محمد نے آپ کو تعلیم دی ہے اور طرح طرح کے انعامات سے بھی نوازا ہے۔ امام شافعی نے بار بار فرمایا ہے کہ علم اور دینی معاملات میں مجھ پر امام محمد کا جس قدر بڑا احسان ہے کسی اور کا نہیں ہے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ میں نے امام محمد صیاح صاحب علم و فضل کوئی دوسرا شخص نہیں دیکھا، امام محمد کی عظمت کی وجہ سے وہ ابو حنیفہ کے اس قدر مزاج تھے کہ فرمایا کرتے تھے جس کو فقہ حاصل کرنا ہو وہ امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کو لازم پکڑے کیونکہ فقہ میں سب ان کے محتاج ہیں۔ اور فرمایا کرتے تھے میں نے امام محمد سے ایک

اونٹ کے بوجھ کی بقدر کتابیں لکھی ہیں، اگر امام محمدؒ ہوتے تو مجھے علم سے کوئی مناسبت نہ پیدا ہوتی، علم میں سب لوگ اہل عراق کے محتاج ہیں اور اہل عراق اہل کوفہ کے اور اہل کوفہ امام ابو حنیفہ کے دست نگر ہیں۔ اور ایک بار جب وہ بغداد میں مقیم تھے فرمایا کہ میں روزانہ امام ابو حنیفہ کی قبر پر حاضر ہو کر برکت حاصل کرتا ہوں اور اپنی کسی پریشانی کے رفع ہونے کی ان کی قبر پر پہنچ کر خدا سے دعا کرتا ہوں تو وہ پریشانی بہت جلد رفع ہو جاتی ہے۔ امام احمد بن حنبل نے ارشاد فرمایا۔ حدیث میں میرے سب سے پہلے استاد ابو یوسف ہیں اور میں نے ان کے پاس رہ کر تین الماریاں بھر حدیثیں ان سے لکھی ہیں۔

اب حضرت مولانا ابوالحسن زید نے بھی باوجود اپنی پیرانہ سالی کے امام ابو حنیفہ کے سوانح پر قلم اٹھایا ہے۔ مولانا کی اس کتاب کے مسودہ کو میں نے حرفاً حرفاً پڑھا ہے۔ اس تصنیف میں مولانا کے پیش نظر اس موضوع پر متقدمین کی اکثر و بیشتر کتابیں ہیں اور مولانا نے نہایت دقت نظر سے مطالعہ کر کے اس کا عطر اس کتاب میں حوالہ قلم کیا ہے اور حضرت امام کی شخصیت کے تمام پہلوؤں پر گراں قدر معلومات پیش کی ہیں اور قارئین کے اعتراضات کے مسکت جوابات حوالہ قلم کئے ہیں۔ حضرت امام کے معاملہ میں محدثین کے ظلم و زیادتیوں کا تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے۔ میری نظر میں مولانا کی یہ کتاب اس موضوع میں جملہ تصانیف کی امین ہے اور اس کے مطالعہ کے بعد اس کی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ اس موضوع پر دوسری تصانیف کا مطالعہ کیا جائے۔

میں دست بردعا ہوں کہ حضرت حق جلّ مجدہ مولانا کی اس تصنیف کو قبولیت عام کی دُست سے نوازے اور حضرت مولانا کی اس گراں قدر محنت کو شرف قبولیت عطا فرما کر حضرت مولانا کو اجرِ جزیل کا مستحق قرار دے۔ آمین

سجاد حسین

جمو۔ ۲۱، رذوالقعدہ ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۵ جون ۱۹۹۰ء

تبصرہ

جناب مولانا حکیم محمد فضل الرحمن شہر مصباحی مبارکپوری شعبہ معالجات طبیہ کالج قروں باغ، نئی دہلی
بِسْمِہِ سُبْحَانِہُ

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت و سوانح پر مشتمل کتاب "سوانح بے بہائے امام اعظم ابو حنیفہ"
حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی مدظلہ کا علمی شاہکار ہے جو نہایت فاضلانہ شان اور مفکرانہ استدلال
کے ساتھ منصفہ شہود پر آیا ہے۔

بطور تحدیثِ نعمت تحریر ہے کہ اس کتاب کے مسودے کو میں نے بالاستیعاب پڑھا ہے اور اپنی
دانست میں میں نے ایک ایک لفظ بلکہ ایک ایک حرف پر نگاہ مرکوز کی ہے۔ ہوا یہ کہ ایک دن حضرت
موصوف نے مجھے طلب کیا اور فرمایا۔ حضرت امام کی سیرت پر کتاب مکمل ہو چکی ہے، لیکن پیرانہ سالی اور
ضعفِ بصارت کی وجہ سے ممکن ہے کوئی لفظ صاف نہ لکھا جاسکا ہو اور چھپنے کے بعد افسوس ہو اس
لئے آپ مسودہ کو دیکھ لیجئے۔ یہ سن کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی اور یکا یک دل میں آیا کہ خدا کے نیک
بندے جب کسی پر خفقت کرنا چاہتے ہیں تو اسی طرح توریہ سے کام لیتے ہیں اور مقصد فیض پہنچانا
ہوتا ہے۔ چنانچہ میں نے مسودے کی کاپی سینہ سے لگائی اور اپنی قیام گاہ آگیا۔

مولانا ابوالحسن زید فاروقی مدظلہ سرچشمہ ولایت حضرت شیخ احمد سہرندی المعروف بہ مجدد الف ثانی
علیہ الرحمہ کی نسل پاک سے، صاحب کشف و کرامت بزرگ حضرت شاہ ابوالخیر علیہ الرحمہ کے فرزندِ صالح
ہیں، جو ملتِ اسلامیہ کا عروج دیکھ کر اب امتِ مرحومہ کے زوال پر خون کے آنسو بہانے کے لئے باقی
رہ گئے ہیں۔

پرائی دہلی کی گنجان آبادی، گہا گہی، شور و غل اور عالمِ نفسا نفسی میں شاہ ابوالخیر مارگ پر حضرت مرزا
جان جاناں منظر شہید رحمۃ اللہ علیہ (س ۱۹۵ھ) کی خانقاہ میں جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم کسی شہر
خوشاں میں آگئے ہیں، سکوت، سکون، طمانیت اور صحر کا سا ساٹھا معلوم ہوگا۔ دروازے سے اندر داخل
ہو کر دیکھئے تو جانب چپ ایک شاندار اور خوبصورت مسجد ہے۔ سامنے حضرت مرزا منظر جان جاناں کا مقبرہ
ہے۔ اسی قبتہ مبارکہ میں حضرت شاہ عبداللہ المعروف بہ شاہ غلام علی (س ۱۲۴ھ)، حضرت شاہ ابوسعید احمدی
فاروقی (س ۱۲۵ھ) اور حضرت شاہ ابوالخیر (س ۱۳۳ھ) علیہم الرحمۃ ابدی نیند سو رہے ہیں مسجد کے

متقابل جانبِ شرق میں ایک عظیم الشان کتب خانہ ہے جس میں مختلف علوم و فنون کی ہزاروں کتابیں ہیں، ان میں سے بیشتر کتب کا شمار نوادر میں ہوتا ہے اور جانبِ راست رہائش کے کمرے ہیں۔ سامنے کے بڑے کمرے (ہال) میں دیکھئے تو بالکل سادہ لباس میں نہایت صاف ستھرے فرش پر درری بچھائے ہوئے ایک کہن سالہ بزرگ لکھنے پڑھنے میں منہمک اور امام احمد رضا بریلوی کے اس قطعہ کے صحیح مسدق نظر آئیں گے۔

نہ مرا نوش ز تحسین نہ مرا نیش ز طعن نہ مرا ہوش بہ مدے نہ مرا گوش ز قے
منم و کنج غمونی کہ نہ گنج دروے جز من و چند کتابے و دوات و قلمے

یہی ہیں حضرت زید میاں صاحب جو حاجت مندوں سے بقدر ضرورت ملتے ہیں اور ضروری باتوں کا جواب دے کر صاف صاف کہہ دیتے ہیں۔ میاں جاؤ وقت ضائع نہ کرو۔

حضرت زید میاں کے مبلغ علم کے بارے میں اتنا کہنا کافی ہے کہ آپ پچپن برس پہلے دنیائے اسلام کی سب سے قدیم و عظیم یونیورسٹی ”جامع ازہر“ مصر سے فارغ التحصیل ہیں۔ عربی زبانِ ادب آپ کی ڈیوڑھی کے غلام و کنیز ہیں۔ فارسی ادبیات پر آپ کی قدرت اس سے ظاہر ہے کہ آپ ایامِ جوانی میں افغان نوجوانوں کو فارسی پڑھاتے تھے اور جملہ استفسارات کا جواب اُن کی مادری زبان ”پشتو“ میں دیا کرتے تھے۔ زیرِ نظر کتاب میں متعدد مقامات پر آپ کے فارسی اشعار مندرج ہیں، آپ کی ابتدائی دور کی تصنیفات زیادہ تر عربی اور فارسی زبان میں ہیں۔ اردو زبان کے سلسلہ میں کچھ کہنا اگرچہ تحصیل حاصل ہے تاہم اس حقیقت کا اظہار ضروری ہے کہ آپ دہلی کے روزمرہ اور قلعہ معلیٰ میں بولی جانے والی زبان کے امین ہیں۔ زیرِ نظر کتاب میں دہلی کی ٹکسالی زبان استعمال کی گئی ہے۔

دہلی جو کہ اربابِ فضل و کمال کا گہوارہ رہی ہے، رفتہ رفتہ اہلِ علم سے خالی ہوتی جا رہی ہے علم و آگہی کی ایک ہی ضیع رہ گئی ہے جو دامنِ مرگ کی ہواؤں سے اب تک محفوظ ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت ممدوح کی عمر دراز کرے اور آپ کی تعلیمات و ہدایات سے ہمیں فیض یاب کرے۔ مَا هَبَّتِ الْقَبُولُ وَالِدَ بُورُ۔ (آمین)

آپ کو علمِ ظاہر کے ساتھ سیرِ باطن کا علم بھی اپنے اجدادِ کرام سے درخ میں ملا ہے اور بجا طور پر آپ صاحبِ حال و قال ہیں، لیکن آپ اُن صوفیاء میں سے نہیں ہیں جو شریعت اور طریقت کے مابین حدِ فاصل قائم کرتے ہیں بلکہ آپ طریقت کو شریعت ہی کی ایک قسم سمجھتے ہیں جو اپنے منقسم سے

مفاد نہیں ہے۔

زیر نظر کتاب آپ کی زندگی کا ایک عظیم علمی کارنامہ ہے جو عام سوانح نگاروں کے علی الرغم قدراہ کے طرز نگارش کی آئینہ دار ہے، جس میں نہ تو کسی کتاب کا حوالہ نقل کر کے آنکھیں بند کئے آمنا صدقنا کہا گیا ہے اور نہ امام ہمام کی محبت میں اہل بنی ش کی صحیح آراء کا انکار کیا گیا ہے بلکہ روایت کو درایت کی کسوٹی پر پرکھ کر کھرے کھوٹے کی تمیز کی گئی ہے اور جن لوگوں نے حضرت امام پر بے جا اعتراضات کئے ہیں ان کا عالمانہ طرز استدلال کے ساتھ دفاع کیا گیا ہے۔ مفہوم و معانی میں حزم و احتیاط تو بڑی بات ہے الفاظ کے ظواہر کی تحقیق کا یہ حال ہے کہ اگر کسی لفظ کے اعراب میں یا تذکیر و تانیث میں ادنیٰ سا شک واقع ہوتا ہے تو جب تک مستبر کتابوں سے اس کی سند حاصل نہیں کر لیتے آپ کو اطمینان حاصل نہیں ہوتا۔ یہی ہمارے اسلاف کا و طیرہ ہا ہے جو مرد و ایام کے ساتھ افسانہ کے طور سنا جائے گا۔

حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ بلاشبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ معجزہ اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی کرامت تھے۔ اُمت مسلمہ پر آپ کا یہ احسان عظیم رہتی دنیا تک باقی رہے گا جو آپ نے تفقہ فی الدین کے تعلق سے کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت امام اپنے کتابوں میں ستر ہزار سے زیادہ حدیثیں پیش کی ہیں اور چالیس ہزار احادیث سے آثار صحابہ کا انتخاب کیا ہے نیز تراسی ہزار مسائل بیان کئے ہیں جن میں سے اڑتیس ہزار عبادات کے باقی معاملات کے مسائل ہیں (فیض الرسول) اپریل مئی ۱۹۹۰ء بحوالہ الجواہر المضمیۃ ج ۲ ص ۴۷۲) بخاری و مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے طرانی نے حضرت ابن مسعودؓ سے ابونعیم شیرازی نے قیس بن ثابت بن عبادہ سے کیا خوب روایت کی ہے کہ لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَتَنَادَاهُ رِجَالٌ مِنْ أَبْنَاءِ فَارَسٍ وَفِي رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ كَانَ الدِّينُ مُعَلَّقًا بِالْثُّرَيَّا لَتَنَادَاهُ رَجُلٌ مِنْ فَارَسٍ (مرآة شرح مشکاة ص ۴۸) یعنی اگر ایمان ثریا کے پاس ہوتا تو فارسی اولاد میں سے بعض لوگ وہاں سے حاصل کر لیتے اور بخاری و مسلم کی روایت کے مطابق قسم ہے اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر دین ثریا میں لٹکا ہوا ہوتا تو فارس کا ایک شخص اس کو وہاں سے حاصل کر لیتا۔ یہ فارسی النسل بالاتفاق حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ ہیں (رحمۃ اللہ علیہ) کسی شاعر نے حضرت امام کی بارگاہ میں کیا خوب نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔

أَعِذْكَرُ نَعْمَانَ لَنَا أَنْ ذِكْرُهُ هُوَ الْمَسْلُوكُ مَا كَرَزْنَاهُ يَتَضَوُّعُ

اردو زبان میں امام ہمام کی یہ کھلی سیرت و سوانح جو پوری تحقیق اور بھرپور دیانت کے ساتھ معرض تحریر میں لائی گئی ہے۔

إِنْ شَاءَ اللہ تعالیٰ بارگاہ امام میں مقبول ہوگی۔ فحجری اللہ المؤلف خیر الجزاء۔

خاکسار (حکیم) محمد فضل الرحمن شتر مرصباحی مبارک پوری

شعبہ معالجات طبیہ کالج، نئی دہلی ۵

۳ دسمبر ۱۹۹۰ء

مقدمہ

کتاب "امام اعظم ابو حنیفہ کی سوانح"

از

مولانا ڈاکٹر محمد عبدالستار خاں صاحب حنفی نقشبندی قادری سابق صدر پروفیسر شعبہ دینی جامعو عثمانیہ حیدرآباد دکن

فصل اول

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي مَنَّ عَلَيْنَا بِنِعْمَةِ الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ، وَعَلَّمَنَا مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ مَا لَمْ نَعْلَمْ،
وَالشُّكْرُ لَهُ عَلَى مَا أَلْهَمَ مَرَّاشِدَ الْأُمُورِ وَفَقَّنَا لِلْسَّبِيلِ الْأَقْوَمِ وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى جَنِّبِهِ
الْمُصْطَفَى وَصَفِيهِ الْمُجْتَبَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّوْزِ الدَّاقِ وَالسِّرِّ السَّارِي فِي سَائِرِ الْأَسْمَاءِ وَالْصِّفَاتِ
عَلَى آلِهِ الْأَظْهَارِ وَأَزْوَاجِهِ الطَّاهِرَاتِ أَقْمَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّتِهِ الطَّيِّبَاتِ وَصَحْبِهِ الْأَبْرَارِ
وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الْقَرَارِ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ
وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ، اللَّهُمَّ وَبَارِكْ عَلَيْنَا مَعَهُمْ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ۔

پاک ہے اللہ جس کا ہے زمین و آسماں
پالتا ہے ماہ سے ماہی تلک ہر چہیز کو
پھول کو دیتا ہے خوشبو پھل کو دیتا ہے مزا
رحمتیں اور برکتیں اپنی الہی اور سلام
ہیں سب اس کے زیرِ فرماں ایک ہے وہ حکمراں
ریزہ ہیں ہے اس کے خوانِ فضل کا سارا جہاں
سیپ کو دیتا ہے موتی جسم کو دیتا ہے جاں
بیج ختم المرسلین پر باہرہ پیغمبرانؐ

حمد کے بعد چند نعتیہ اشعار لکھے جا رہے ہیں۔

وہ مہرِ اوجِ قدس وہ شمعِ جمالِ حق
وہ سرورِ زمین و زماں جانِ دو جہاں
وہ شاہِ جس کے سایہ احساں کے روبرو
وہ جس کے آستانہ علیا کے سامنے
ہم لوگ کیوں نہ اس پہ فدا اپنی جاں کریں
دو ٹکڑے اک اشارہ سے جس کے قمر ہوا
دم بھر میں عرش و فرش سے جس کا گزر ہوا
شرِ مندی سے غرقِ عرقِ ابر تر ہوا
افسانہ بہشتِ بریں مختصر ہوا
جب سجدہ گاہِ حود و ملائک وہ در ہوا

لہ از مقامات غیر طبع روم ۱۲۳۰ فرمودہ حضرت شاہ ابوالخیرؒ از معجم ۵۹۹ فرمودہ حضرت شاہ ابوالخیرؒ

marfat.com

Marfat.com

ہاں اک نگاہ بندہ نوازا ادھر بھی ہو وہ کون ہے جو تم سے نہیں بہرہ ور ہوا

اس حمد و ثنا پر رب العالمین اور نعمت شہ لولاک سالار بدر و خنیں کے بیان کے بعد یہ بندہ عاجز بطور تحدیث نعمت عرض پر داز ہے کہ دنیا کے اس ظلمت زار میں جن کړنو کی بدولت اس بیچدان کی نگاہیں منور، دل مستنیر، صلاحیت کار جیسی بھی ہے برابر روشن اور گرمجوش رہی، ان کا مصدر اور منبع عالم اسباب میں میرے پیر و مرشد، محدث دکن حضرت مولانا ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی وقادری قدس اللہ سرہ، میرے مربی بے بدل، فقیہ العصر حضرت مولانا ابوالوفا افغانی رحمۃ اللہ علیہ اور محقق زماں حضرت مولانا شاہ جمیل الدین احمد علیہ الرحمۃ والرضوان تھے اور اب الحمد للہ ثم الحمد للہ نبیرہ حضرت امام ربانی مجدد

لہ حضرت ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ ابن مولانا حافظ سید شاہ منظر حسین حیدر آبادی نقشبندی وقادری معروف بہ محدث دکن (۱۲۹۲ھ - ۱۳۸۳ھ / ۱۹۶۴ء) عالم ربانی، محدث، فقیہ صوفی، مصنف، بے بدل خطیب، حدیث شریف کی سند مولانا عبد الرحمن سہارنپوری کے واسطے سے شاہ اسحق رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتی ہے۔ طریقت کا سلسلہ حضرت سید محمد بخاری قدس سرہ سے حضرت شاہ غلام علی نقشبندی دہلوی تک پہنچتا ہے۔ اردو میں آپ کی تصانیف تفسیر سورہ یوسف، مواعد حنہ، علاج الساکین، گلزار ادبیا، میلاد ناز معراج نامہ، شہادت نامہ، نور المصابیح معروف ہیں۔ عربی میں زجاجة المصابیح پانچ جلدوں میں مشکاة المصابیح کے طرز پر ان ساری احادیث کا مستند ذخیرہ ہے جن کے فقہ حنفی مستنبط ہے۔ اس کتاب کے بارے میں مولانا عبد الماجد دریابادی نے کہا ہے: "اگر مشکاة المصابیح کے مصنف علامہ خطیب تبریزی حنفی ہوتے تو زجاجة المصابیح ان کی تالیف ہوتی۔ یہ بھی فرمایا کہ ایک ہزار برس سے احناف کے کندھوں جو قرض تھا اس حیدر آبادی فاضل نے اس کو بسکدوش کیا۔ جَزَاهُ اللَّهُ عَنِ الْمِلَّةِ الْإِسْلَامِيَّةِ خَيْرَ الْجَزَاءِ۔"

۱۵ مولانا سید محمود بن مبارک شاہ افغانی معروف بہ مولانا ابوالوفا افغانی (۱۳۱۰ھ - ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۷ء) عالم ربانی حافظ، محدث، فقیہ، استاذ، مصنف، محقق، خطیب جلیل، قندھار افغانستان میں پیدا ہوئے۔ رام پور، یوپی میں ایک مال مدرسہ عالیہ میں درسیات میں شریک ہو کر اٹھارہ برس کی عمر میں حیدر آباد دکن پہنچے۔ علوم کی تکمیل جامعہ نظامیہ حیدر آباد میں فرمائی اور اسی جامعہ میں شیخ الفقہ کی حیثیت سے تدریس میں عمر گزاری۔ آپ کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ مجلس احیاء المعارف النعمانیہ کی تاسیس ہے۔ اس ادارہ کا اساسی مقصد یہ ہے کہ حضرات ائمہ کرام امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد رحمہم اللہ کی اصلی غیر مطبوعہ کتابوں کو ہتیا کر کے تعلیقات اور مقدمات کے ساتھ شائع کیا جائے۔ اس ادارہ کے ارکان میں امام العصر مولانا انور شاہ کشمیری، مولانا علامہ زاہد الکوثری مصری، مولانا مفتی سید مہدی حسن اور مولانا یوسف بنوری طیبہ رحمہم اللہ رہے ہیں۔ الحمد للہ، الجامع البکیر امام محمد کی، کتاب الآثار امام ابو یوسف کی، مختصر الطحاوی، کتاب الحج امام محمد کی، کتاب العالم والمتعلم، کتاب النفقات از خصائص وغیرہ اس ادارہ سے شائع ہوئیں۔ مولانا ابوالوفا نے اپنی جدوجہد سے کئی نادر ترین مخطوطات جن میں امام ابو زید دؤبوسی، امام جصاص وغیرہ کے مؤلفات کے عکس شامل ہیں جمع فرمائی ہیں۔ مولانا نے تہجد میں زندگی گزاری۔ رَحِمَهُ اللَّهُ رَحْمَةً وَاسِعَةً وَأَفَاضَ عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِهِ۔

۱۶ مولانا جمیل الدین احمد بن حضرت غلام محمد (وفات ۱۹۵۶ء) عالم ربانی، مفسر، معلم، مربی، صوفی، محقق، مصنف، حیدر آباد کے مابہ ناز علماء حضرت مولانا سید ابراہیم ادیب، مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت کے شاگردوں میں

آلف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ، علامہ اجل، قاموس العلوم یا دیگر علماء سلف صالحین محقق العصر حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی دہلوی ہیں۔ بِسْطَ اللّٰہُ تَعَالٰی خِلَالَ بَرَکَاتِہِ عَلٰی دُؤُوسِ الْعَالَمِیْنَ بِحُؤْمَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَآلِہِ الطَّاهِرِیْنَ وَاصْحَابِہِ الْاَكْوَامِیْنَ

اس عاجز کی طبیعت خداوند قدوس نے اپنی مہربانی سے ایسی بنائی ہے کہ علم کی طلب اور جستجو نے ہمیشہ بے تاب و بے قرار رکھا۔

یک منعم و یک نعمت و یک منت و یک شکر صد شکر کہ تقدیر چنیں راندہ قلم را
مصنف علام حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی مدظلہ العالی سے اس عاجز کی وابستگی ۱۹۷۷ء سے قائم ہے اور جن بے پایاں الطاف و عنایات کا تقریباً اس دُودِ ہوں میں بندہ مُوردر رہا ہے ان کا بیان بندہ کی زبان اور قلم سے ممکن نہیں، میرے پیر و مرشد اور اتا و اُور مُرتبی بے بدل مولانا افغانی کی روحانی اور علمی سرپرستی سے یہ عاجز بظاہر محروم ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے نوازا اور وہی نعمت بنا کر سر پر حضرت دہلوی مدظلہ العالی کی عاطفت کو سایہ فگن فرما دیا۔

لطف و کرم ہے یہ مرے رتِ کریم کا چمکا دیا نصیب اس عبدِ جہول کا
حضرت والا نے تقریر اور تدریس کی بجائے اپنی مبارک زندگی کو تصنیف و تالیف میں مشغول فرمایا ہے، شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ تقریر کے الفاظ ہوا میں اڑ جاتے ہیں جب کہ معیاری تصانیف شہرت عام اور بقائے دوام کا لباس پہن کر تاریخ کا ایک حصہ بن جاتی ہیں۔ ایسی کتابیں ملت کا عظیم سرمایہ ہیں۔ اگر یہ لٹ جائیں تو ملت کی ایک متاع گویا گم ہو گئی۔
مگر وہ علم کے موتی، کتابیں اپنے آبار کی انھیں دیکھیں جو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سی پارہ۔

یہ معروضات حضرت والا مدظلہ العالی کی کتاب منیف "امام الائمہ حضرت امام ابوحنیفہ النعمان علیہ الرحمۃ والرضوان" جس کا تاریخی نام "امام اعظم ابوحنیفہ کی سوانح" ہے۔ کے مقدمہ کے سلسلہ میں بیان کئے جا رہے ہیں۔ خدائے ذوالمنن کا کس منہ سے شکر

(بقیہ صفحہ گزشتہ)
سے تھے۔ حضرت خواجہ شمس الدین علیہ الرحمہ سے سلسلہ چشتیہ میں بیعت کی اور حضرت مولانا محمد حسین ناظم دہلوی سے خلافت حاصل کی۔ معاصرین میں پروفیسر دلی الدین، پروفیسر ایاس برنی، مولانا سید فضل اللہ، مولانا سید مناظر حسن گیلانی ہیں۔ آپ کی زندگی اسلام کی ایک جیتی جاگتی تصویر بلکہ اسلام کا ایک معجزہ تھی۔ حضرت مولانا ابونصر حموی قادری جیلانی پاکستانی قدس سرہ نے آپ کو محقق کہا ہے۔ حیدرآباد میں ۱۹۵۷ء میں انجمن احیاء دین قائم کی، جس میں ایک مدرسہ عقائد اور کئی دینی مدارس کام کرتے ہیں۔ آپ کی تصنیف "قانون کا حقیقی تصور اور انسانی آزادی" "قانونِ فطرت" سلسلہ غلامی اور حقیقی آزادی پر ایک فکر انگیز کتاب ہے۔

آپ کا تعلق کا ایستہ قوم سے تھا۔ آپ کے والد جد اور آپ کے والد کے اسلام میں داخل ہوئے۔ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِمُ الْجَمِیْن

ادا کروں کہ اس مبارک موقع پر مجھ جیسے ناقابل ذکر انسان اور کج منج بیان کو اس تقدیم کی سعادت سے سرفراز فرمایا۔ یہ حقیقت میں میرے لئے ولّی نعمت مرشد برحق حضرت مولانا شاہ زید ابوالحسن مدظلہ العالی کی نگاہ لطف و کرم اور مشائخ عظام کا فیضان ہے کہ خدائے رحیم و کریم نے اپنے اس عصیاں شعار بندے کو اپنے محبوب بندے کے مبارک اور مسعود شہ کار پر مقدمہ لکھنے کی سعادت سے نوازا۔ یہ فی الواقع مولائے کریم کی بندہ نوازی ہے کہ اس کے کرم سے بے جانوں میں جان پڑی اور بے زبانوں کو زبان ملی۔

داد حق را قابلیت شرط نیست بلکہ شرط قابلیت ، داد ہست

ہر قوم اپنی تاریخ رکھتی ہے لیکن الحمد للہ ثم الحمد للہ، ہم مسلمانوں سے زیادہ مستند تاریخ کسی قوم کے پاس نہیں۔ پھر ہمیں اس لحاظ سے بھی تمام اقوام عالم میں امتیاز حاصل ہے کہ اسلام سیرت و کردار کا جو سانچہ اپنے پیروکاروں کو دیتا ہے تاریخ کے ہر دور میں اس سانچہ میں ڈھلی ہوئی بیشمار شخصیتیں ایک سے ایک عظیم تر دکھائی دیتی ہیں۔ دوسرا کوئی دین اور قوم ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ ان شخصیتوں نے اپنے کردار کے چراغ جلائے ہیں جن میں بعض اوقات اُن کے رگِ گلو کا خون بھی شامل ہو گیا ہے۔ یہ حضرات بلاشبہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک میں زمین کا نمک اور پہاڑی کے چراغ ہیں جن سے نہ صرف ان کی ہم عصر دنیا رشد و ہدایت کا نور حاصل کرتی رہی بلکہ آج کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں بھی ان کے کردار کی شعاعوں سے ہم اپنی زندگیاں منور کر سکتے ہیں۔ کتاب پر کچھ لکھنے سے پہلے سطور ذیل میں مصنف کتاب مدظلہ العالی پر کچھ لکھنا مقصود ہے کہ کتاب کے مطالعہ سے پہلے قاری مصنف مدظلہ سے واقف ہو جائے اور قاری کے قلب و جگر میں مصنفِ غلام کی قدر و عظمت جاگزیں ہو جس پر کتاب سے صحیح استفادہ اور استفادہ ممکن ہے۔

حضرت مصنف غلام نے ”مقامات خیر“ اپنے والد ماجد حضرت شاہ ابوالخیر مجددی فاروقی قدس اللہ سرہ کی سوانح آٹھ سو صفحات پر لکھی ہے۔ اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن بھی اللہ کے لطف و کرم سے ۱۹۸۹ء میں بڑی آب و تاب کے ساتھ شائع ہو گیا۔ اس کتاب کے ۶۹۷ سے شروع فرما کر ص ۷۹۸ تک حضرت والا نے اپنی سوانح جس میں بچپن سے لے کر تادم طباعت مقامات خیر میں آپ بیتی لکھی ہے، اشار اللہ کیا عمدہ ترتیب ہے۔ سارے وقائع مرتب، مورخ پھر اپنے علمی دینی کارنامے ضروری تعارف اور اہل علم و فضل کے تبصروں کے ساتھ مذکور ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجتہم جمال و کمال کے ساتھ اخلاق محمدی کا ایک زندہ نمونہ صفحہ قرطاس پر رونق افروز ہے۔ شائقین سے درخواست ہے کہ ایک عالم ربانی کے کاروانِ زندگی کو نہ درپڑھیں تاکہ اس مبارک اور مقدس نمونہ سے اپنی زندگی کی ظلمتوں کو دور

کریں۔ یہ عاجز سطور ذیل میں حضرت امام اعظم قدس اللہ سرہ پر جو کتاب آپ نے لکھی ہے اس پر کچھ لکھنے سے پہلے حضرت والا کی زندگی کے چند پہلوؤں کو بتانا چاہتا ہے۔ اس لئے کہ حضرت والا کی زندگی ایک مثالی زندگی ہے۔ جس پہلو پر بھی نظر ڈالیں وہ مطلع النوار اور مہبط برکات نظر آتا ہے اور ملت کو اپنی منزل مقصود متعین کرنے کی راہ دکھاتا ہے۔ ایسی مقدس ہستی تک جس کی رسائی ہو جاتی ہے وہ زبانِ حال سے کہہ اٹھتا ہے۔

شامِ امروز کہ سنگِ درِ تو یافتہ ام گرچہ مؤزم مگر اور نگِ سلیمان دارم
موضوع پر آنے سے پہلے یہ عاجز بطور مقدمہ کے چند چیزیں پیش کرنا چاہتا ہے جو علمی حقائق پر مشغل ہیں۔

علامہ خطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے مشکاة المصابیح کے ”باب فضائل سید المرسلین صلاۃ اللہ وسلامہ علیہ“ کی فصل دوم میں ذیل کی حدیث ترمذی کے حوالے سے بیان فرمائی ہے۔
عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قالوا یا رسول اللہ منی وجبت لک النبوة قال و آدم بین الروح والجسد۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صحابہ نے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ، نبوت آپ کے لئے کب مقرر ہوئی۔ آپ نے فرمایا جب کہ آدم روح اور بدن کے درمیان تھے۔
یعنی حضرت آدم کا صرف پتلا تیار ہوا تھا اور روح داخل نہیں ہوئی تھی۔ اس حدیث شریف سے واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منصب نبوت ذاتی ہے، ازلی ہے، ابدی ہے۔ ابھی حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر تیار ہو رہا تھا اور سردارِ دو جہاں نبوت سے سرفراز ہو چکے تھے۔ اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس والا مرتبت اور منصب نبوت لازم و ملزوم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبوت آپ پر ختم ہو گئی اور آپ کے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا کیونکہ نبی اولیں صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخریں کی صورت میں جلوہ گر ہیں۔ فرائض نبوت باقی اور قائم ہیں۔ آپ اس وقت بھی اپنی امت کے ساتھ ہیں جس طرح بعثت کے بعد تیسریں برس تک امت کے ساتھ رہے وصال کے بعد بھی آپ اپنی امت کی ہدایت اور نگرانی فرماتے ہیں۔ اور آپ کی ہدایات افراد کے لئے ہوں یا جماعات کے لئے برابر جاری اور ساری ہیں۔ اس سلسلہ میں یہ گنہ گار ایک حدیث شریف بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

مشکات شریف کے باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فصل دوم میں ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا دَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ دُؤُجِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ - رَوَاهُ أَبُو كَاوُودَ وَابْنُ أَبِي حَتْمٍ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيرَةِ -

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو بھی مجھ پر سلام کریگا اللہ میری روح کو مجھ پر لٹا دے گا تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دوں۔ ابو داؤد نے اور دعوات کبیر میں بیہقی نے روایت کی ہے۔

میرے پیر و مرشد حضرت سید عبداللہ شاہ قدس سرہ حدیث شریف میں مولانا عبدالرحمن فرزند مولانا احمد علی سہارنپوری ناشر صحیح البخاری ہیں، قادم نے جس وقت یہ حدیث شریف آپ کو سنائی، آپ نے فرمایا۔ ہمارے استاذ مولانا عبدالرحمن سہارنپوری نے اپنے اساتذہ کے حوالے سے یہ نکتہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کے بعد پہلی مرتبہ جب آپ پر درود پڑھا گیا اور سلام کے جواب کے لئے رُوح مبارک جسم اطہر میں داخل ہوئی تو پھر نہیں نکلی، فرشتے گوشہ گوشہ سے تسلسل کے ساتھ آپ کے امتیوں کا تحفہ صلاۃ و سلام آپ کو پہنچاتے ہیں اور آپ جواب دیتے ہیں اور یہ سلسلہ ایک لمحہ کے لئے منقطع نہیں ہوتا۔

نسائی نے صفحہ ۱۲۸ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت لکھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ مَلَاٰئِكَتًا حَیْنَ فِی الْاَرْضِ یُبَلِّغُوْنِیْ عَنْ اُمَّتِی السَّلَامَ۔ زمین میں اللہ کے پھرنے والے فرشتے ہیں، وہ میری امت کی طرف سے مجھے سلام پہنچاتے رہتے ہیں۔

اس حدیث بشریف سے معلوم ہوا کہ سالارِ بدر و خنن صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر اطہر میں حیاتِ دنیوی سے بہتر حیثیت میں بمصداق ”وَلَا خَيْرَ خَيْرَ تِلْكَ مِنَ الْاُولٰی“ (ترجمہ) ”اور البتہ کچھیلی بہتر ہے تجھ کو پہلی سے“ زندہ ہیں اور اپنی امت کی نگہبانی فرما رہے ہیں۔

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت سیدالتابعین حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ کے اس واقعہ سے بھی ہوتا ہے۔

علامہ ابن جوزی کا بیان ہے کہ مسلم بن عقبہ کو یزید نے ایک بڑا لشکر دے کر اہل مدینہ سے جنگ کرنے کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ اولاً ان کو بیعت کی پیشکش کرنا قبول کر لیں تو دستکش رہنا اور انکار کی صورت میں تین دن تک شدت کے ساتھ قتل و نارت گرمی کا بازار گرم رکھنا اور تین دن تک حرم محترم نبوی علی صاحبہ الصلاۃ والتحیۃ کی بے حرمتی کر کے بے دینی کی داد دینا۔

لے اس فوج کشی کو واقعہ حَرَّہ کہتے ہیں، یہ چار شبہ ۲۷، ۲۸، ۲۹ و ۳۰ محرم ۶۳۰ھ میں واقع ہوا۔ (وفاء الوفا ۱/۹۴) اور جذب القلوب از شیخ عبدالحق محدث دہلوی واقعہ حَرَّہ۔

مسلم بن عقبہ نے حرہ وارقم میں قیام کیا۔ یہ جگہ مسجد شریف نبوی سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے۔ مسلم بن عقبہ تین دن تک شرفائے مدینہ سے یزید کی بیعت پر مذاکرات کرتا رہا، لیکن حضرات صحابہ اور تابعین کرام ایک فاسق و فاجر کے سامنے سر تسلیم خم کرنے پر کسی طرح آمادہ نہ ہوئے۔ لہذا فریقین کے درمیان زبردست جنگ شروع ہو گئی۔

امام قرطبی بیان فرماتے ہیں کہ حضرات انصار، مہاجرین اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے علاوہ ایک ہزار سات سو باسندگان مدینہ منورہ کو تہ تیغ کیا گیا، سات سو حفاظ قرآن اور ستانوے سرداران قریش کو ذبح کر ڈالا گیا۔ اس رُوح فرسا سانحہ میں جب قتل و غارت کا بازار عام گرم ہوا تو کچھ لوگ شہر چھوڑ بیٹھے، بعض حضرات گھروں میں چھپ گئے، شہر کی ویرانی کے ساتھ مسجد نبوی بالکل ویران ہوئی، تین دن تک نہ مسجد میں اذان ہوئی اور نہ جماعت، حضرت سعید بن المسیب فرماتے ہیں۔ مسجد نبوی میں میرے سوا کوئی آدمی نہ تھا، کوئی آدمی نماز پڑھنے نہیں آیا، گرد و غبار کا یہ عالم تھا کہ نمازوں کے اوقات بھی معلوم نہیں ہو رہے تھے۔ آپ نے فرمایا ہے۔

إِذَا حَانَتِ الصَّلَاةُ أَسْمِعْ أَذَانًا يَخْرُجُ مِنْ قَبْلِ الْقَبْرِ الشَّرِيفِ — لَا يَأْتِي وَقْتُ الصَّلَاةِ إِلَّا سَمِعْتُ الْأَذَانَ مِنَ الْقَبْرِ ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَتَقَدَّمَ مَنُ فَصَلَّيْتُ، وَمَا فِي الْمَسْجِدِ أَحَدٌ غَيْرِي (وفاء الوفاء، ۱/۹۴، خلاصۃ الوفاء، ۳۸، ترجمان السنۃ ۳/۳۰۴)

جب بھی نماز کا وقت آتا تو قبر اطہر سے اذان کی آواز سنتا، پھر قامت ہوتی اور میں آگے بڑھتا اور نماز پڑھتا اور مسجد میں میرے سوا کوئی نہیں ہوتا تھا۔

پچھلے چودہ سو برس سے ہر صدی میں ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں جن کی حیثیت تو اتر تک پہنچتی ہے۔ یہ ایسی مبارک اور خوش تقدیر ہستیاں بھی ہیں جنہوں نے اپنے کانوں سے روضہ اطہر کے اندروں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ درخشاں سے سلام کے جواب کو سنا اور بعض نے ہدایات سنیں اور ان پر عمل پیرا ہو کر امت کی اصلاح فرمائی۔

۱۔ امام قرطبی کا بیان ہے کہ مسلم بن عقبہ تین دن کے بعد اسی ارادہ سے کہ کمرہ کو روانہ ہوا۔ راستہ میں شدید بیماری سے دوچار ہوا، پیٹ زرد پانی اور پیپ سے بھر گیا اور بری طرح موت کا نواز بنا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح ارشاد ظاہر ہوا کہ جو شخص اہل مدینہ سے بُرائی کا ارادہ کرے گا اور ان کو ایذا پہنچائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو آگ میں اس طرح بگھلا دیں گے جس طرح — نمک پانی میں بچھل جاتا ہے۔ (صحیح مسلم ۳۳۵) وفاء الوفاء (۱/۳۰) جذب القلوب واقعہ حرہ۔

۲۔ تاریخ مدینہ از مولانا عبدالمجید صاحب، مکتبۃ الحبیب، رحمان پورہ، راولپنڈی، پاکستان۔

۳۔ ملاحظہ فرمائیں سیرت النبی بعد از وصال النبی از عبدالمجید صدیقی، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور، پاکستان۔

مذکورہ بالا وضاحت کی روشنی میں حضرت شاہ ابوالخیر قدس سرہ کے مبارک واقعہ کو سماعت فرمائیں۔

حضرت شاہ ابوالخیر قدس سرہ مسجد نبوی میں حلقہ فرما رہے تھے اور طالبین کو توجہ دے رہے تھے۔ آپ کے بزرگ حضرت عم اصغر شاہ محمد منظر مہاجر مدنیہ تشریف لائے اور تھوڑی دیر تک آپ کی کیفیات باطنیہ کو ملاحظہ فرماتے رہے پھر روضہ اقدس پر حاضر ہوئے اور وہاں مراقبہ فرمایا اور پھر حضرت شاہ ابوالخیر کے پاس آئے اور ایک مبارک چادر آپ کے سر اور شانوں پر ڈالی۔ اور انتہائے مسرت سے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ میں تو کسی لائق نہیں ہوں، یہ چادر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کے بموجب آپ کی طرف سے تمہارے سر اور شانوں پر ڈال رہا ہوں اور پھر یہ فرمایا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ تم ہندوستان جاؤ۔

قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر شاہ میں دلی تشریف لائے اور ہزاروں بندگانِ خدا کی اور اپنے تینوں صاحبزادوں کی تربیت فرمائی۔ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت شاہ ابوالفیض بلال اور چھوٹے صاحبزادے حضرت شاہ ابوسعید سالم نے کوئٹہ بلوچستان میں قیام فرمایا اور آپ کے فرزند وسط حضرت شاہ ابوالحسن زید مدظلہ العالی کا قیام خانقاہ ارشاد پناہ حضرت شاہ غلام علی معرف بہ درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر واقع دلی میں رہا۔ حضرت مولانا زید مدظلہ العالی کے بارے میں حضرت شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ نے کوئٹہ بلوچستان میں علماء افغانستان سے فرمایا کہ ”زید جائے گیرا باشد“ زید میری جگہ لینے والا ہوگا۔ حضرات ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت اقدس کا ارشاد حرف بہ حرف ثابت ہوا۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

”اُن کا کہا اللہ کا کہا ہے اگرچہ وہ اللہ کے بندہ کے حلق سے نکلا ہے“

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر ایک فرانسیسی مستشرق کا قول نقل کر دوں تاکہ ”الْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ“ فضیلت یہ ہے کہ دشمن بھی اس بات کی گواہی دے دیں کی صورت ظاہر ہو۔

فرانسیسی مستشرق نے لکھا ہے۔ ”اس پیغمبر اسلام نبی اُمّی کی ایک حیرت انگیز سرگزشت ہے اس کی آواز نے ایک ایسی قوم کو جو اس وقت تک کسی ملک گیر کے زیر حکومت نہ آئی تھی اپنا ایسا

مطیع و فرمانبردار بنایا کہ اس نے عالم کی بڑی بڑی سلطنتوں کو زیر و زبر کر ڈالا اور اس وقت بھی وہی نبی امتی اپنی قبر کے اندر سے لاکھوں بندگانِ خدا کو کلمۂ اسلام پر قائم رکھے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اللّٰهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ نَصِيرٌ (سورہ حج آیت ۷۵) اللہ فرشتوں اور انسانوں میں سے جسے چاہتے ہیں اپنے پیغام کی اشاعت کے لئے منتخب فرما لیتے ہیں بے شک اللہ خوب سننے والے اور خوب دیکھنے والے ہیں۔

اس مبارک آیت کی روشنی میں حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی مدظلہ العالی کی بابرکت زندگی کا اگر مطالعہ فرمائیں جو حیاتِ طیبہ کی ایک جیتی جاگتی تصویر ہے تو یہ حقیقت ظاہر ہو جائے گی کہ خدائے ذوالجلال والاکرام اپنے جن بندوں کو اپنے دینِ حنیف کی خدمت کے لئے منتخب فرماتا ہے اُن حضرات کو کس طرح تیار کرتا ہے۔ مولانا کی ولادت ۱۹۰۶ء کو خانقاہ ارشادیناہ دلی میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار حضرت شاہ ابوالخیر کے علاوہ دیگر اہل علم حضرات سے حاصل فرمائی۔ پھر دلی کے مشہور و معروف مدرسہ مولوی عبدالرب میں آپ کو آپ کے حضرت والد نے داخل کیا اور آپ نے حضرت مولانا عبدالعلی میرٹھی (۱۹۲۸ھ) حضرت مولانا محمد شفیع داماد حضرت مولانا محمود الحسن (۱۹۶۰ھ)، مولانا حکیم محمد مظہر اللہ (۱۹۶۶ھ) اور مولانا محبوب الہی (۱۹۷۱ھ) سے علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد دورہ حدیث شریف کیا اور پھر حج بیت اللہ کر کے اپنے برادرِ خرد (۱۹۸۸ھ) کے ساتھ جامعہ اہل ہر میں تحصیل علم کے لئے مصر کا قصد کیا اور تقریباً پانچ سال وہاں قیام رہا۔ جامعہ اہل ہر کے اساتذہ میں معروف حضرات، علامہ اجل شیخ یوسف دیبجی، استاذ الاساتذہ علامہ محمد بن حنیف الطبعی الحنفی، استاذ الاساتذہ علامہ سوئی شیخ علی شائب اور شیخ حبیب اللہ مالکی شنفیطی سے استفادہ کیا اور حدیث شریف کی اسنادِ عالیہ حاصل کیں۔ در حدیث شریف کی اسنادِ عالیہ قاس کے مشہور محدث سید محمد عبدالحی الکتانی اور دمشق کے محدث شہیر شیخ بدرالدین اور مکہ مکرمہ کے علامہ ابوالفیض عبدالستار صدیقی اور مجاہد کبیر سید احمد الشریف السنوسی سے حاصل کیں اور ۱۹۳۶ء کو ازراہِ فلسطین، شام، عراق دلی واپسی ہوئی۔ مسجدِ قصی میں ایک دن مغرب کی نماز آپ نے پڑھائی اور ”خلیل الرحمن“ جا کر حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق حضرت یعقوب حضرت یوسف علیہم السلام کے مزارات کی زیارت کی۔ حضرت زکریا کے مزار شریف بھی گئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے ولادت کی زیارت کی اور اس گرجے کو دیکھا جس کو کئی قیامت کہتے ہیں۔ اس کے دروازے کے سامنے وہ مختصر مسجد ہے جہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی تھی۔ اس مبارک مسجد

میں دو رکعت نفل پڑھی پھر شام میں اور عراق میں حضراتِ صحابہ اور اولیائے عظام اور حضرت امام الائمہ امام ابوحنیفہ کے مزار پر انوار کی زیارت کی اور وطن مالوف پہنچ کر توکل و رضا کی وادیِ ایمن میں بیٹھ کر اُمتِ مسلمہ کی ہدایت کے سامان فراہم کرنے میں مصروف ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ تادیر اس چشمہ ہدایت کو باقی اور دائم رکھے۔

اس موقع پر یہ عاجز مقاماتِ خیر کے تبصرے میں سے جو اس عاجز نے لکھا ہے کچھ۔ ضرور کیا ہے۔ عاجز نے لکھا ہے۔

اس کتاب کو پڑھ کر اور حضرت مصنف کو دیکھ کر یہ کمترین بہ بانگِ دہل کہتا ہے۔

بہ دہلی زو اگر در جستجوئے آبِ حیوانی

ماخرا اللہ آپ ایک پہلو دار شخصیت کے حامل ہیں۔ شریعت اور طریقت کے سرتاج، دین و مذہب کے ماہر، علمِ حدیث کے کامل، علمِ قرآن کے فاضل ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے سخن شناس اور عظیم سخنور ہیں۔ عربی، فارسی اور اردو (تینوں زبانوں) میں طبع آزمائی فرماتے ہیں۔ کلام میں کہیں بھی آورد نہیں آمد ہی آمد ہے۔ چاہے کلام عربی ہو چاہے فارسی، چاہے اردو۔ تلمیذ الرحمانی کی شان جھلکتی ہے اور یہ حدیثِ مبارک یاد آتی ہے۔ اِنَّ مِنَ الشَّعْرِ لِحِكْمَةٌ وَاِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لِيَحْزَنُ۔ بے شک بعض شعر سراسر دانائی ہوتے ہیں اور بلاشبہ بعض بیان جادو ہوتے ہیں۔

حضرت مخدومنا قاضی سجاد حسین مدظلہ سابق پرنسپل مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی، مجمع فتاویٰ تارخانہ نے ایک ملاقات کے دوران فرمایا کہ مولانا زید کے قریب اور ملکہ شعر گوئی پر حیرانی ہوتی ہے کہ اس عمر رسیدگی میں عربی، فارسی اور اردو میں جب چاہتے ہیں اچھے اچھے اشعار موزوں فرماتے ہیں۔ یہاں بہ طور نمونہ تینوں زبانوں کے چیدہ اشعار ہدیہ ناظرین ہیں۔

حضرت مجدد کی اولاد امجاد میں سے حضرت محمد حسین سرہندی فاروقی قندھار افغانستان سے اپنے والد ماجد کے ساتھ سندھ تشریف لائے اور نائلہ ضلع میں شہر پارکر میں مقیم ہو گئے، اتفاق سے کوئٹہ کے زلزلہ پر لکھا گیا مرثیہ موسوم بہ "اشکِ غم" ان کی نظر سے گزرا، انہوں نے حضرت مدظلہ العالی کو منظوم مکتوب ارسال کیا اس کے چند شعر ملاحظہ فرمائیں لے

خَيْرَ اِرشَادٍ اِلَى الْعَبْدِ الضَّيِّلِ

قَطْعُهُ عَقْدٍ شَرِّيًا رَامِثِلِ

قَدْ اَتَى مِنْ صَاحِبِ الْمَجْدِ الْاَصِيلِ

نَامَهُ سِلْكٌ لَا لِي رَامِثَالِ

خَصَّةُ الرَّحْمَنِ بِالْفَضْلِ الْجَوِيلِ

زَيْدٌ وَالْعَلَّامَةُ الْفَرْدُ الْوَدَّيْ

حضرت سرہندی نے اس مکتوب منظوم کو حضرت مولانا کی کمالِ سخنوری پر اس طرح ختم کیا ہے۔

بِرَفْرِغِ خُورِ بَجْوَيْدِ کَسِ دِلِ

حُسْنِ اِیْنِ نَظْمِ اَزْبَااِیْ مَسْتَفْنٰی اَسْتِ

ہاتف آورد ایں سخن یا جبرئیل

معجز است ایں شعر یا بحرِ حلال

کس نیار دسُفت درے زیں قبیل

کس نہ داند گفت شعرے زیں نمط

بادِ چوں طومارِ اوصافِ طویل

نظم سرہندی بہ وصفِ شعر تو

حضرت مولانا کی سخنوری کے بارے میں ایک قادرِ الکلام، عمر رسیدہ شاعر یہ قرار ہے ہیں کہ نظم کی

خوبی تعریف سے بالاتر ہے۔ سورج کی روشنی پر کون دلیل لاتا ہے۔ یہ اشعار معجزہ ہیں یا جادو ہاتف

غیبی کا یا جبرئیل کا القا اور الہام ہیں، تو اب یہ عاجز اس سلسلہ میں کیا کہے۔

مولانا سرہندی کے منظوم مکتوب کے جواب میں حضرت مولانا نے منظوم عربی خطا رسال کیا ہے۔

اس کے چند شعر ملاحظہ فرمائیں۔

مِنْ بَیِّنَغِ ذِیْ صِفَاتِ بَاهِرَةٍ

قَدْ اَتَتْ مَا لَکَ مَنْظُومَةٌ

لَا تُضَاهِيَنَّهَا الْعُیُونُ الشَّاهِرَةُ

قِطْعَةٌ مُزْدَانَةٌ فَتَانَةٌ

کُلُّ لَفْظٍ مِثْلُ دُرٍّ فَاحِرَةٍ

کُلُّ شَعْرِی وَرْدَةٌ فِي حُسْنِهِ

رَقَّةُ التَّعْبِيرِ فِيهَا الظَّاهِرَةُ

بَهْجَةُ الْأُسْلُوبِ مِنْ مِيزَانِهَا

فِي سَنَاهَا كَالْبَدْوِ الشَّافِرَةِ

اِنَّمَا مِنْ حُسْنِ سَبْكِ اَصْبَحَتْ

حضرت والائے اپنا منظوم جواب اس دعائیہ شعر پر ختم کیا ہے۔

فِي الْهَنَاءِ وَالنِّعَمِ الْغَامِرَةِ

وَلِيَرْقِلُهُ الْإِلَکَةُ دَائِمًا

اب چند فارسی ابیات بھی ملاحظہ فرمائیں۔ یہ ابیات کورٹ کے زلزلہ فاجعہ کے سلسلہ میں فرمائے ہیں

جو شب جمعہ، ۲ صفر ۱۳۵۴ء میں واقع ہوا۔ اس کا تاریخی نام ”نغمہ ہجراں“ ہے۔ اس حادثہ جانکاہ میں

حضرت والا کی والدہ ماجدہ، ایک بھتیجہ اور دو بھتیجیاں اور افغان مخلصین میں سے دو افراد شہید ہوئے

جب بلرہ صاف کیا گیا حضرت والدہ ماجدہ سجدہ ریز تھیں اور رکاٹ کی بیخ صدی تسبیح مبارک انگلیوں

میں دبی ہوئی تھی۔ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ کَامِلَةٌ دَائِمَةٌ۔

آپ نے فرمایا ہے۔

اے مصائب شنوز محزون، کلام یک زماں بگزار ایں ناز و خرام

تابہ کے درلہو باشی بے خبر
رُو بہ سوئے کوٹہ کن کاں مقام
بود شہرے با خلایق مذخر
ہیچو لوؤ قصر با در عمدگی
در میان ہند و افغان آں مکان
داشت از ہار و شمار بے شمار
عیش و عشرت گرچہ بودہ بیشتر

چشم واکن تا کہ بینی صد غیر
جائے عبرت گشتہ بہر خاص و عام
ہم بہ تہذیب و جمالش مفتخر
مثل تارِ عقد را ہا مستوی
ہیچو عقدے وسط جید و صد داں
ہم خزانش در طراوت چوں بہار
داشت ہم جمعے ز آرباب ہنر

چونکہ کوٹہ حضرت والا کے والد ماجد حضرت شاہ ابوالخیر قدس سرہ کا گرامی مستقر تھا اس لئے
”نغمہ ہجراں“ میں آپ کی منقبت بھی ہے۔ فرمایا ہے۔

بود شیخ نقشبنداں رامصیف
قبلہ عالم ابوالخیر کبیر
داشت از گردوں محی الدین لقب
با کمال و بد عریق اندر کمال
ہرچہ گویم در کمالش کمتر است
یک نگاہش زندہ کردے صد قلوب

کو بہ عرفاں بد مجتہد را و دیف
ذخیر دین عبد اللہ آں قطب شہیر
مولدش دہلی و فاروقی نسب
چوں مجتہد داشت جد بے مثال
وز گمان من مقامش برتر است
یک دیش از مذنباں شستے ذنوب

حضرت شاہ ابوالخیر قدس سرہ کی خدمت میں طالبین پر احوال طاری ہوتے اس کا ایک منظر ذیل کے
اشعار میں کیا خوب بیان فرمایا ہے۔

خادبان شاں بہ سوز و درد دل
آہ و زاری بود ایشاں را شعار
از شراب معرفت بہ ہش بدند
گریکے از سوز آہے می کشید
گریکے را چشم بودے اشکبار
گریکے از شوق و جذبہ می تپید
چوں بہ حلقہ می نشستے پیش پیر
ہریکے بہوت گشتے از جمال

ہیچو پروانہ بہ شمع مشتعل
عشق حق می داشت شاں را بقرار
رُبَّ اشعث را مثالِ خوش بدند
دیگرے را مرغِ جانِش می پرید
دیگرے را سینہ بودے ہیچو نار
دیگرے از وجد جامہ می درید
ہیچو ہاک گرد آں ماہ منسیر
محو اندر ذات پاک ذوالجلال

بے خبر گشتے ز اخبارِ جہاں با خبر گشتے ز اسرارِ نہاں

اس مبارک احوال کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو منظور فرما کر ختم کیلئے ہے۔

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدٍ أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِلَّا أَنْتُمْ بِخِيَارِكُمْ
قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ خِيَارُكُمُ الدِّينَ إِذَا رَأَوُا كَوْنَهُ - (ابن ماجہ)

اسما بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا
میں تم کو تمہارے بہترین افراد کے متعلق نہ بتاؤں۔ صحابہ نے عرض کیا، ضرور بتائیں۔ آپ نے فرمایا
تم میں بہترین افراد وہ ہیں جن پر نظر پڑے تو اللہ یاد آئے۔

حضرت مولانا فرماتے ہیں۔

دیدنِ شاں یاد حق بخشد ترا
بس ہمیں توصیفِ مرداں آمدہ
تا کہ قولِ مسطفیٰ یا بد محتام

گفت پیغمبر کہ مردانِ خدا
بس ہمیں تعریفِ نیکاں آمدہ
ختم سازم وصفِ شاں برائیں کلام

حضرت مولانا نے کوئٹہ کے زلزلہ اور بربادی کا ذکر اس طرح کیا ہے۔

ہست لیکن ہر کما لے را زوال
شد جلالش را ظہورے بس عجب
چوں بلرزد کوہ و شق گردوزیں
ہمچنان کا ندر صدف ماموں گہر
ناگہاں نازل بردشاں شد عذاب
بہر کافر صد عذاب و صد مہین
خانہا را یک بیک از پانگند
جلد اسبابِ تعیش شد عذاب
شد فلک از آہ مردم بے قرار
زاں رداے خاک را بر رو کشید
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَظِيمٌ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
زیر پائے فیل چوں مورِ نحیف
بہر میت نے کفن بُد نے لحد

کوئٹہ بُد گرچہ یکتا در کساں
در شبِ تاریک و وقتِ نیم شب
کے بدار و تابِ انسانِ مہیں
طفلہا در مہرِ راحت بے خبر
مرد و زن بوندند جلدِ محوِ خواب
بہر مومن گشت رحمت بالیقین
شد صدائے از زمین یک دم بلند
قصر ہا گشتند در آنے خراب
پُر فضا گردید از خاک و غبار
چشمِ گردوں را نہ بُد چوں تاب دید
يَا لَهْوَى الْأَمْرِ مِنْ ذَاكَ الْعَذَابُ
زیرِ خشت و خاک انسانِ ضعیف
دردے گردید ویراں آں بلد

”رستخیزے بود آنجا“ شد رقم
در شب آدینہ نزدیک سحر
آن سحر کو بہر عالم صد و بال
آن سحر کو صبح محشر را نشان
ہر کسے از بیم محشر در خطر
از عزیزاں نیز رحلت کردہ اند
زاں ”مقامِ عالیش جنت شدہ“
جدہ را گشتند مونس در جہاں
ہر سہ در جنت بفضلِ دادور اند
چوں سلیمان رفت با احمد نواز
زیر چوب و خشت و آہن بد نہاں
زاں بہ صحت رست از درد و کرب
جسم سالم جاہا صد چاک بود
ماند سالم آن شقیق محترم
نعشہا را پس بر آورد آنجناب
دفن شاں را کرد تا وقتِ اصیل
بر سرش بنی ردائے ہم ز نور
ہست بہر کشتگانِ پاک دیں
لیک احیا آند در خلدِ بریں

سال بربادی چہ پرسی از دلم
بست و ہفتم بود از ماہِ صفر
آن سحر کو باعثِ حزن و ملال
آن سحر کو درد و زحمت را بیاں
نفسی نفسی بود و زد ہر بشر
اندریں محشر ستاں افراد چند
بد شہادت در نصیب والدہ
عبدِ رحماں، عائشہ زینب چہاں
ہر سہ اولادِ شقیق اکبر اند
مخلصاں را ہم شدہ جانہا گداز
دآدم ہم زیر خاکِ بے کراں
لیک خالق را نگاہے بد عجب
ناصر و حافظ خدائے پاک بود
ہست احسانِ خدائے ذوالکرم
چوں ز قبر آمد بروں با صد شتاب
در ریاضِ قدس سراپِ جمیل
در حیطہ گم تو بنی شش قبور
بس ہماں آرام گاہِ آخرین
گرچہ امواتند در زیرِ زمین

بہ طور نمونہ ”لآلی منظومہ“ کے چند اشعار نقل کئے جاتے ہیں جو الہامی ہیں اور ان کی روانی اور اثر جو

قاری کے قلبِ سلیم پر پڑتا ہے، پڑھنے سے اس کا اندازہ ہوتا ہے۔ فرمایا ہے

الہی کہاں مُشتِ خاکِ ذیل
تری رحمتوں نے اٹھایا اُسے
وسیلہ نے پھر اُس کو پرواز دی
ترے در پہ آیا وہ عبیدِ ذلول
کہاں بارگاہِ رفیع و جلیل
إِلَیِّ الْوَسِيلِ سُنَّایا اُسے
کرے عرضِ تجھ سے وہ آواز دی
تو شل سے اپنے تو کرے قبول

تو تسل بہ اسم جلیل و عظیم
 دُعاؤں کو سُن لے بہ نطفِ عظیم
 اس کے بعد سلسلہ نقشبندیہ مبارک کو نظم کیا ہے اور اس کے بعد بڑی پیاری مناجات لکھی ہے
 اشارت اللہ ایک بندہ کا اپنے مولیٰ جلّ شائہ کے حضور میں کیا خوب تضرع اور عاجزی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

تو تسل سے ان نیک بندوں کے سب
 کیا عشق نے جن کا سینہ نگار
 رہا ذکر میں جن کا ہر ہر رواں
 ہر اک ذرہ کہتا تھا رَبِّ الْمَلِئِک
 لگاتے تھے دل پر بہ صنّع عجیب
 انھیں کے تو تسل سے یہ بے قوا
 دعا مانگتا ہے بہ عجز و نیاز
 سوا تیرے در کے نہیں کوئی دَر
 تو ہے سب کا مولیٰ تو ہے کارِ ساز
 غنی ہے تری ذات سب ہیں فقیر
 شب و روز کرتا ہے سب پر عطا
 کرم سے ترے پل رہا ہے جہاں

دُعا

مرے جرم و عصیاں ہوں سارے معاف
 گناہوں کے دھبوں سے نامہ ہو صاف
 جلی اور خفی کا نہ اُٹھے سوال
 خطا اور عَمَد کا مٹے ہر وبال
 ہو جس دم مری جان تن سے جدا
 زباں پر رہے نام جاری ترا
 ترے ذکر سے قلب معمور ہو
 ترے نور سے چشم مسرور ہو
 مرا جسم جب ہو در آغوش خاک
 رہے ساتھ اس دم ترا نور پاک
 لحد میں مجھے پھر نہ تکلیف ہو
 جوابوں میں ہرگز نہ توقیف ہو
 قیامت میں سر پر ہو جب آفتاب
 ہو میزبان استاد بہر حساب
 نہ ہو نامہ یارب بہ دستِ یار
 ترے لطف سے ہو مرا بیڑا پار
 رہے رَبِّ سَلِّمْ ہی وردِ زباں
 ہوں جس دم بہشتِ بریں کو رواں

اس پر سوز و دُرُودِ عَا کے بعد ”ابوال عظمیٰ“ شفاعتِ کبریٰ ” انبیاء اور اولیاء کی شفاعت اور ”رحمۃ للعالمین“ کے عنوانات پر اسی طرح بڑے سوز و گداز کے ساتھ السَّهْلُ الْمُشْتَعِ اشعار کے بعد لَآلِی منظومہ کا اختتام اس التجا پر کیا ہے۔

التجا

الہی بزرگوں سے اُلفت رہے ہر اک کو نبی کی محبت رہے
فَنَّا اُفْنَا ہو الہی نصیب مقامِ رضا ہو الہی نصیب
لطائف ہوں جاری ترے نام سے ہر اک ذرہ تن کا لگے کام سے
نہ ہرگز خلل ہو نہ کوئی قصور کسی حال میں بھی نہ آئے فتور
رہے زندگی بھر یہی مشغلہ اسی پر ہو یارب مرا خاتمہ

قطعہ

گنہ سے ہوا گرچہ میں خستہ حال برا بر یہ رہتا ہے دل میں خیال
نہ ڈر زید مرشد ہے خیر جہاں نبی تیرا شافع، خدا مہرباں
یہاں ایک بات عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت والا کو ملکہِ سخنوری کے ساتھ ساتھ تاریخی مادہ نکالنے میں بھی اللہ تعالیٰ نے خصوصی کمال عنایت کیا ہے اور ماشار اللہ اتنا بڑا ظرف اور کشادہ دلی ہے کہ اپنے واقف کاروں اور دوستوں کے کارناموں کا تاریخی مادہ میں کچھ پس و پیش نہیں فرماتے۔ مجھ کو یہاں علامہ طیبی رحمہ اللہ کی یاد آئی۔ آپ کے شاگرد خطیب تبریزی نے مشکاة المصابیح کی تالیف کی اور وہ مشکات لے کر اپنے استاد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت مولانا کتاب کی ترتیب اور تمویب سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا۔ میں اس کتاب کی شرح لکھوں گا۔ چنانچہ آپ نے مشکات کی شرح لکھی جو ”طیبی“ کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت مولانا کا یہ عمل اسلافِ کرام کی یاد کو تازہ کرتا ہے۔ عاجز چند نمونے لکھتا ہے۔
خانقاہ شریف کے شرقی حصہ میں حضرت مولانا شاہ ابوالخیر قدس سرہ نے کتب خانہ کی بنیاد بہت عمدہ بھر وادی تھی پتھر کے عمدہ ستون اور داسے بنوائے تھے کہ آپ رحلت فرما گئے۔ حضرت والا نے تعمیر مکمل فرمادی اور یہ تاریخ نکالی۔

فِيهَا كُتِبَ قِيَمَةٌ

خدا را منت و مدحت نبی را کہ شد تعمیر بر بنیاد مسعود
ز ہاتھ زید چوں پر سید سالش ”مبارک اس کتب خانہ“ بفرمود ۱۴۰۲ھ

خانقاہ شریف کی حرم سراد و صد سالہ عمارت خستہ حال ہو گئی تھی حضرت والہ نے از سر نو اس کو بنوایا اور درج ذیل تاریخ نکالی۔

حَمْدًا لَكَ يَا وَدَّيْ كُلِّ نِعْمَةٍ بَارَكْتَ عَلَيَّ بِنَاءِ أَوْلِيَائِي حَقِّ

از یمنِ خدائے ذوالجلال زید شد ”تعمیر حرم سرائے اولیائے حق“ ۱۳۰۵ھ

میرے مکرم اور مخلص دوست پروفیسر سید وحید اشرف صدر شعبہ فارسی مدراس یونیورسٹی حضرت سید جہانگیر اشرف سمنانی قدس سرہ کی اولاد امجاد میں ہیں۔ ماخذاً اللہ صاحب قلم اور مخنور ہیں تصوف پر ایک کتاب تالیف کی ہے۔ اُن کی دلی خواہش تھی کہ اس کتاب کا مقدمہ حضرت مولانا زید مدظلہ العالی لکھیں۔ اس عاجز کے عرض کرنے پر حضرت مولانا نے تینتیس صفحے کا مقدمہ لکھا۔ مقدمہ کیا ہے مستقل ایک تحقیقی مقالہ ہے، اور آپ نے اس کتاب پر ایک تاریخی قطعہ بھی ارشاد فرمایا، جو کہ درج ذیل ہے۔

وحید اشرفی حیاتِ ربی تصوف را چہ خوش تعبیر کردی

چوں دُرُہا را بسفتی در کلامت ”غُررِ بادا“ بگو سالِ طباعت ۱۳۰۸ھ

ایک شاعر نے خوب کہا ہے۔

وَحَدَّثْتُنِي يَا سَعْدُ فَزَوَّدْتُ سَنِي جَنُونا فَخَزَوْدُنِي مِنْ حَدِيثِكَ يَا سَعْدُ

اے سعد تو نے محبوب کی باتیں بیان کر کے دیوانگی کا توشہ میرے حوالہ کر دیا۔ اب تو اپنی باتوں کا توشہ دیتا ہی رہ تا کہ میں تیری باتوں اور اس دیوانگی پر خوش ہوں۔

جی چاہتا ہے کہ حضرت والا مدظلہ العالی کی شخصیت پر اور لکھتا جاؤں مگر چونکہ چند باتیں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ النعمان رضی اللہ عنہ کی شخصیت مبارکہ پر اور بعد ازاں کتاب معلیٰ پر بھی کچھ لکھنا ہے۔

”حدیث محبوب“ کو اپنے مخلص دوست ڈاکٹر یعقوب عمر اَطَالَ اللہُ بَقَاءَهُ بالخیر و البین العالیہ پروفیسر عثمانیہ یونیورسٹی کی منقبت پر ختم کرتا ہوں، جس کو موصوف نے حیدر آباد فرخندہ بنیاد میں حضرت والا سے ملاقات کے موقع پر لکھا تھا، تاکہ یہ منقبت محفوظ ہو جائے اور حضرت کے وابستگان اس سے فائدہ حاصل فرمائیں۔

منقبت

زیدی و فاروقی نسب اے بو الحسن اے بو الحسن تو وارثِ آں منبری کو بود سلطانِ سخن

marfat.com

Marfat.com

با جان شد معروف او، گشتہ شہید آرزو آں گوہر دریائے ہو، شد جانِ جاناں در چمن
 بے مثل و بے ہمتا توئی، در علم قرآن و حدیث ثانی نہ داری در جہاں اے صاحب شعر و سخن
 گفتار یار آوردہ ئی، گوہر نثار آوردہ ئی
 در عشق آں سر و سہی، تو گشتہ سر تا پا چمن

شکاگو۔ امریکہ۔

جمہ۔ ۹، جمادی الآخرہ ۱۴۰۸ھ

۲۹ جنوری ۱۹۸۸ء

فصل دوم

عمر ہا در کعبہ و بیت خاند می نالہ حیات تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں
 تمدن قانون اسلامی کا آغاز عظمت اور کرامت کا وہ نورانی تاج ہے جو امام اعظم کے لقب
 کی صورت میں امام الائمہ حضرت امام ابو حنیفہ قدس سرہ کے فرق مبارک پر زینت افروز ہوا۔ منعم
 حقیقی جل مجدہ نے اپنی شان فیاضی سے آپ کو بے مثال قابلیت، فہم و ذکا، بے نظیر حافظہ،
 فصاحت و بلاغت، سروری قلم و لسان، شہبازی زبان و بیان کی اعلیٰ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔
 دینی علوم میں آپ کی مسلمہ مہارت تو خیر ایک حقیقت ثابت ہے لیکن استنباط مسائل اور تفریعات
 شرعیہ میں آپ کو وہ تبحر حاصل تھا کہ محدثین اور فقہاء اپنے اشکالات کے جواب حاصل کرنے کے لئے
 اس منبع علم و حکمت کی بارگاہ دانش کے محتاج رہتے تھے۔ چنانچہ حضرت امام شافعی نے فرمایا لہ
 مَنْ لَمْ يَنْظُرْ فِي كُتُبِ ابِي حَنِيفَةَ لَا يَتَّبِعْهُ فِي الْفِقْهِ۔ جو حضرت سیدنا ابو حنیفہ کی تصانیف پر نظر
 نہیں رکھتا وہ فقہ میں تبحر حاصل نہیں کر سکتا۔

امام شافعی جب کبھی حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے کمالاتِ عالیہ کے اظہار کا ارادہ
 فرماتے تو جذبات کے عالم میں پکار اٹھتے۔

مَنْ ارَادَ أَنْ يَعْرِفَ الْفِقْهَ فَلْيَلْزِمْ أَبَا حَنِيفَةَ وَاصْغَابَهُ فَإِنَّ النَّاسَ كُلَّهُمْ عِيَالٌ عَلَيْهِ فِي
 الْفِقْهِ۔ (جو چاہے کہ فقہ کی معرفت حاصل کرے اس کو چاہئے کہ حضرت ابو حنیفہ اور آپ کے شاگردوں
 کی صحبت کو لازم کرے، اس لئے کہ سب لوگ فقہ میں ان کے محتاج ہیں)

میرے لئے یہ بات سرمایہ افتخار ہے کہ حضرت مولانا ابوالحسن زید مدظلہ العالی کے اس عظیم
 شاہکار کتاب "امام الائمہ امام ابو حنیفہ النعمان علیہ الرحمۃ والرضوان" کی تقدیم میں اس عاجز کی چند

سطروں کو جگہ مل رہی ہے۔ پوری کتاب اندھیرے میں روشنی کی کرن ہے جس کے ہر لفظ سے وہ ٹپ ٹپکتی ہے جو حضرت مصطفیٰ مدظلہ کے قلبِ مبارک میں اپنی ملت کے لئے ہے۔

پچھلے صفحات میں اس عاجز نے کوشش کی ہے کہ حضرت مصطفیٰ علام مدظلہ کی شخصیت کا تعارف کروائے۔ پڑھنے والے حضرات کو صحیح اندازہ ہوگا کہ یہ کترین اس تعارف میں کس قدر کامیاب ہوا ہے۔ اب ان اگلے صفحات میں ارادہ ہے کہ اسلام کے مقتدرِ اول جس کو پورا عالم اسلام ”امامِ اعظم“ کے لقب سے جانتا ہے چند سطر لکھے۔ حالانکہ قارئینِ کرام اس زیرِ نظر کتاب میں حضرت امامِ اعظم قدس اللہ سرہ کی کامل شخصیت پر حضرت مصطفیٰ مدظلہ العالی اپنی خاص طرزِ نگارش سے علمی شانِ درباری کے ساتھ آپ کی مبارک زندگی اور کارناموں اور آپ کے فیضِ لازوال کا مطالعہ فرمائیں گے۔

کترین کا مقصد یہ ہے کہ حضرت امامِ اعظم کے ایک ادنیٰ مقلد کی حیثیت سے اپنے جذبہٴ عقیدت اور مؤدّت کا بجا طور پر اظہار کرے اور امامِ اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے محبتین کی فہرست میں شامل ہو جائے۔

أَحِبُّ الصَّالِحِينَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ لَعَلَّ اللَّهَ يَرْزُقُنِي الصَّلَاحًا

مجھے نیکوں سے محبت ہے اور میں نیک تو نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ سے اُمیدوار ہوں کہ (نیکوں کی محبت کی وجہ سے) مجھے بھی نیک بنا دے۔

سیدنا امامِ اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت، امامِ الائمہ، سراج الائمہ، رئیس الفقہاء والمجتہدین، سید الاولیاء والمحدثین، مبشرِ مصطفیٰ، دعا پر مرتضیٰ، الغرض نبوت اور صحابیت کے بعد کسی انسان میں جس قدر فضائل اور محاسن پائے جاسکتے ہیں، آپ اُن تمام اوصاف کے جامع اور رہنما تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت بمقامِ کوفہ شہر میں ہوئی اور وصالِ مبارک بمقامِ بغداد شہر میں ہوا۔

شرح تحفہٴ نصائح میں مولانا محمد گل ہوی نے لکھا ہے کہ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ ایران کے بادشاہ نوشیروان عادل کی اولاد میں ہیں اور نوشیروان حضرت اسحاق بن حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں ہے۔ اس طرح حضرت خلیل اللہ علیہ السلام پر حضرت امامِ اعظم علیہ الرحمۃ کی خاندانی نسبت حضورِ خواجہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتی ہے جو آپ کی عظمت اور رفعت پر دلالت کرتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت

لے بہ حوالہ ”انوار امامِ اعظم“ از محمد منشا تابش قصوری، رضا اکیڈمی لاہور۔

marfat.com

Marfat.com

اقدس میں حاضر تھے۔ اسی مجلس میں سورہ جمعو نازل ہوئی۔ جب حضور نے اس سورت کی آیت گیارہ ”وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَنَمَآ يَلْحَقُوا بِهِمْ“ تلاوت فرمائی تو حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ ”آخِرین“ کون لوگ ہیں حضور نے سکوت فرمایا۔ حاضرین کے بار بار سوال کرنے پر حضور نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر دست اقدس رکھ کر فرمایا۔ ”لَوْ كَانَ إِلَّا يَمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ مِنْ هَؤُلَاءِ (اگر ایمان ثریا ستارہ کی بلندی پر بھی ہو گا تو ان کی قوم کے کچھ لوگ وہاں سے بھی ایمان کو لے آئیں گے۔“

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث جس کو بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے بہ اتفاق اصل صحیح ہے کہ اس میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ ہونے پر اعتماد ہے۔۔۔۔ اس لئے کہ اہل فارس سے کوئی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرتبہ علم کو نہ پہنچ سکا۔^{۱۵} حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ مشہور محدث ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، میں نے عرض کیا۔ میں آپ کو یا رسول اللہ کہاں تلاش کروں؟ فرمایا۔ عِنْدَ عَلِيٍّ أَبِي حَنِيفَةَ۔ ابو حنیفہ کے علم کے پاس۔^{۱۶}

اس خواب کی روشنی میں حضرات ناظرین مشہور محدث عبد اللہ بن داؤد خربہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کو سمجھیں کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ابو حنیفہ کے لئے نمازوں میں دعا کریں کیونکہ انہوں نے ان کے واسطے سنن اور فقہ کی حفاظت کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال و عبادات ہی سنن ہیں جن کا بیان صحیح طور پر ابو حنیفہ نے کیا ہے۔ حضرت مصنف نے اس کتاب کے ابتدائے میں علامہ خربہ کا یہ ارشاد ذکر کیا ہے۔

اور اس روایت سے یہ واضح ہے کہ حضرت امام عظیم کی کنیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی عطا کردہ ہے۔ جیسا کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آں حضور کے ارشاد کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اختیار کیا اور وہ اسی کنیت و نام سے مشہور ہوئے جیسے ابو ہریرہ۔

صحابیت کے بعد تابعیت سے بڑھ کر اسلام میں کوئی مقام اور مرتبہ نہیں اور ائمہ مجتہدین میں یہ مرتبہ عالی صرف حضرت امام عظیم ہی کو ملا ہے۔ حدائق الحنفیہ میں لکھا ہے کہ آپ بیس صحابہ سے زیادہ کے زمانے میں پیدا ہوئے ہیں اور کئی ایک کی زیارت کی ہے اور بعض سے حدیث سنی ہے۔ حضرت

^{۱۵} تفسیر مظہری، صحیح بخاری و مسلم، بہ حوالہ معارف القرآن (۸/۳۳۶)

^{۱۶} زباجۃ المصابیح، عول ازید عبد اللہ شاہ حیدر آبادی۔ (۱/۶۱ د ۶۲) و نور المصابیح ترجمہ زباجۃ المصابیح (۱/۱۵۶، ۱۵۷)

^{۱۷} کشف المحجوب از داماد گنج بخش، بحریری بہ حوالہ انوار امام عظیم۔

امام قسطلانی شافعی نے آپ کو تابعین کے زمرہ میں ذکر کیا ہے۔ شیخ الاسلام ابن حجر نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے۔

امام ابو حنیفہ نے صحابہ کرام کی ایک جماعت کو پایا جو کوفہ میں تشریف رکھتے تھے۔ اس طرح امام اعظم اس ارشاد نبوی کے مصداق ہیں۔ طُوبَى لِمَنْ رَأَى وَلَمْ يُرَ رَأَى مَنْ رَأَى۔ خوش خبری اس شخص کے لئے جس نے مجھے دیکھا اور اس شخص کے لئے جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔
حضرت امام اعظم کی آٹھ صحابہ کرام سے ملاقات ثابت ہے جن میں سے بعض کے اہل گریہ درج ذیل ہیں۔

حضرت انس بن مالک حضرت عبداللہ بن ابی اوفی، حضرت عمرو بن حرث، حضرت عبداللہ بن انیس، حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ لیشی رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ۔

حضرت عبداللہ بن مبارک بیان کرتے ہیں۔ جب میں کوفہ پہنچا تو اہل کوفہ سے پوچھا۔ یہاں سب سے زیادہ پارسا کون ہے۔ لوگوں نے کہا۔ ابو حنیفہ۔ چنانچہ ابن مبارک کا قول ہے۔ مَا رَأَيْتُ أَوْسَعَ مِنِّي حَنِيفَةً۔ (میں نے ابو حنیفہ سے بڑھ کر کوئی پارسا نہیں دیکھا)

حضرت سفیان بن عیینہ کا قول ہے۔ ہمارے زمانے میں کوئی شخص ابو حنیفہ سے زیادہ نماز پڑھنے والا مکہ مکرمہ نہیں آیا۔

حضرت ابومطیع کا بیان ہے۔ مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران جب بھی رات میں طواف کرنے کے واسطے بیت اللہ شریف گیا حضرت ابو حنیفہ اور حضرت سفیان ثوری کو طواف کرتے پایا۔
حضرت یحییٰ بن ایوب زاہد کا قول ہے۔ كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ لَا يَنَامُ اللَّيْلَ (ابو حنیفہ رات کو نہیں سویا کرتے تھے)۔ حضرت عمرو کا بیان ہے کہ ابو حنیفہ رات کی نماز میں ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے اور ان کی گریہ و زاری سے پڑوسیوں کو رحم آتا تھا۔ اور حضرت عمرو ہی کا قول ہے۔ جہاں حضرت امام ابو حنیفہ کا وصال ہوا ہے وہاں آپ نے سات ہزار قرآن مجید ختم کئے تھے۔

امام عبدالوہاب شعرائی شافعی المیزان الشریف الکبریٰ میں اپنے مرشد حضرت سید علی خواص شافعی سے روایت کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کے مدارک اتنے دقیق ہیں کہ اکابر ادویا کے کشف کے سوکھی کے علم کی رسائی وہاں تک نہیں ہوتی۔

یہاں ایک بات کے انکشاف کو جی چاہتا ہے جس کی خبر میرے استاذ حضرت مولانا ابوالوفا

علیہ الرحمہ نے دی ہے۔ حضرت مولانا کا تذکرہ مقدمہ کے ابتدائی اوراق میں گزر چکا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ امام ابو حنیفہ طریقت میں حضرت جعفر صادق کے مجاز اور خلیفہ ہیں اور پھر حضرت داؤد طائی حضرت امام ابو حنیفہ کے اسی طرح مجاز اور خلیفہ ہیں جیسے کہ حضرت حبیب عجمی کے مجاز اور خلیفہ ہیں۔ داؤد طائی نے حضرت ابو حنیفہ سے فقہ میں کمال حاصل کرنے کے بعد زہد کو اختیار فرمایا۔ چنانچہ کوفہ میں آپ کا لقب ”أَفْقِيَةُ الزَّاهِدِ“ تھا۔ امام ابو حنیفہ نے مراحل سلوک و طریقت حضرت جعفر صادق سے دو سال میں طے کئے ہیں پھر آپ نے فرمایا ہے۔ تَوَلَّى السَّنَنَانُ لَهْلَكَ النَّعْمَانُ اگر یہ دو سال نہ ہوتے نعمان ہلاک ہو جاتا۔

امام ابو حنیفہ نے روایت حدیث اور سلوک و طریقت کی بجائے صرف فقہ کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا۔ آپ اسلامی قانون مرتب فرماتے رہے۔ آپ نے امت اسلامیہ کی منفعت میں تمام زندگی لگا دی۔ آپ کے اخلاص، ورع، اور تقویٰ کی بنا پر امت مرحومہ کا تین چوتھائی حصہ آپ کا حلقہ بگوش بنا۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

اس کا خیال رہے کہ حضرات ائمہ مجتہدین کو طریقت سے بڑا حصہ ملا ہے۔ ان کے باطن کی تابناکی نے ان کو امامت اور اجتہاد کے اعلیٰ مقام پر فائز کیا ہے۔ الجواہر المفیہ میں لکھا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ نے تراستی ہزار مسائل کا استنباط کیا ہے جن میں سے اڑتیس ہزار مسائل کا تعلق عبادات سے ہے اور باقی کا تعلق معاملات سے ہے۔ حضرت ابو حنیفہ نے جہالت کی وادیوں میں بھٹکنے والوں کے لئے سلامتی کی راہ واضح کر دی ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ کو فن حدیث شریف میں جو بلند مقام اللہ تعالیٰ نے عنایت کیا تھا اس کا کچھ بیان کیا جاتا ہے۔

محدث کبیر محمد بن ساء نے کہا ہے۔ ابو حنیفہ نے اپنی کتابوں میں ستر ہزار سے زیادہ حدیثیں ذکر کی ہیں اور چالیس ہزار احادیث سے آثار صحابہ کا انتخاب کیا ہے یہ حافظ یزید بن ہارون سلمی واسطی فرماتے ہیں۔ ابو حنیفہ متقی، پرہیزگار، زاہد، عالم، زبان کے پتے اور اپنے زمانے کے بڑے حافظ تھے۔ میں نے ان کے معاصرین کو دیکھا ہے۔ اُن سب کا یہی قول ہے کہ انہوں نے ابو حنیفہ سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا ہے۔ ۱۹

امام شعبہ کا لقب ”امیر المومنین فی الحدیث“ انہوں نے جب حضرت امام کی وفات کی خبر سنی فرمایا۔ اہل کوفہ سے علم کی روشنی چلی گئی، اب یہ لوگ قیامت تک ان جیسا نہیں دیکھیں گے۔ یہ مشہور تذکرہ نگار امام ذہبی نے آپ کو حفاظِ حدیث میں شمار کیا ہے۔ یہ امام عبد اللہ بن مبارک حدیث کے مشہور حفاظ میں سے ہیں۔ چار ہزار محدثین سے روایت کے باوجود حضرت امام اعظم سے روایت کرتے ہیں۔ میں حضرت امام اعظم کے بیان کو ان کے عربی قصید پر ختم کرتا ہوں۔ فرمایا ہے۔ ۳۵

(۱) لَقَدْ زَانَ الْبِلَادَ وَمَنْ عَلَيْهَا إِمَامُ الْمُسْلِمِينَ أَبُو حَنِيفَةَ

مسلمانوں کے امام ابو حنیفہ نے شہروں اور شہریں رہنے والوں کو زینت بخشی

(۲) بِأَحْكَامٍ وَآثَارٍ وَفَقْهِ كَأَيَّاتِ الزُّبُورِ عَلَى صَحِيفَةٍ

قرآن، حدیث اور فقہ کے احکام سے جیسے صحائف میں زبور کی آیات نے

(۳) فَمَا فِي الْمَشْرِقَيْنِ لَهُ نَظِيرٌ وَلَا فِي الْمَغْرِبَيْنِ وَلَا يَكُوفُ

آپ کی مثال نہ تو کوفہ میں ملتی ہے اور نہ مشرق اور مغرب میں

(۴) يَبِيتُ مُشَمَّرًا يَهْرَأَلِّيَّ وَصَامَ نَهَارَهُ لِلَّهِ حَنِيفَةً

بڑی مستعدی کے ساتھ راتوں کو عبادت میں گزارتے اور خشیتِ الہی میں دن کو روزہ رکھتے

(۵) فَمَنْ كَانَ حَنِيفَةً فِي عِلَاقَةِ إِمَامٍ لِلْخَلِيفَةِ وَالْخَلِيفَةِ

(علم اور دین کی) بلندی میں ابو حنیفہ کی طرح کون ہے جو امت کا امام اور (اللہ کا) خلیفہ ہے

(۶) رَأَيْتُ الْعَارِضِينَ لَهُ سِفَاهًا خِلَافَ الْحَقِّ مَعَ تَجْجِ ضَعِيفَةٍ

میں نے ان کے نکتہ چینیوں کو نادان، حق کے مخالف اور کمزور دلیلوں والا پایا

(۷) وَكَيْفَ يَحِلُّ أَنْ يُؤْذَى فَقِيهٌ لَهُ فِي الْأَرْضِ مِنْ آثَارِ شَرِيفَةٍ

ایسے مقنن کو کہ جس کے علمی فیوض پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہوں ایذا پہنچانا کیونکر درست ہے

(۸) يَعِيفُ عَنِ الْحَاكِمِ وَالْمَسْلَاهِ وَمَرْضَاةُ الْإِلَهِ لَهُ وَظِيفَةُ

آپ لہو و لعب اور حرام کاموں سے محفوظ رہے اور رب العزت کی خوشنودی آپ کا وظیفہ تھا

۳۵ اخبار ابی حنیفہ وصاحبہ للمصیری ص ۷۲

۳۶ تذکرۃ الحفاظ طبوعہ بیروت ۱/ ۱۶۸۔ امام اعظم بحیثیت محدث کے، حوالجات مولانا محمد عبد الحکیم شرر قادری اداہم اللہ بقارہ الاسلام والمسلمین کے مقالہ امام اعظم ابو حنیفہ اور علم حدیث سے ماخوذ ہیں۔ ۳۷ نور الایضاح ص ۷۲

(۹) وَقَدْ قَالَ ابْنُ اِذْرِيسَ مَقَالًا صَيِّحُ الثَّقَلِ فِي حِكْمِ لَطِيفِهِ

اور امام شافعی نے لطیف حکمتوں کے طور پر صحیح روایت کی حیثیت سے کیا خوب فرمایا ہے

(۱۰) بَانَ النَّاسُ فِي فَقْهِ عِيَالٍ عَلَى فَقْهِ الْاِمَامِ ابْنِ حَنِيفَةَ

کہ حقیقت میں تمام لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ کی فقہ کے محتاج ہیں۔

فصل سوم

احسان کرنے والوں کو یاد رکھنا انسان کا ایک اہم فریضہ ہے، خاص کر ملت کے وہ محسن جنہوں نے ظلمت کے طوفانوں میں حق اور صداقت کی قندیلیں روشن کی تھیں اور حق کی آواز بلند کرنے کے صلہ میں طعنوں کے تیر سہے اپنے مستقبل کو نثار کیا اور قوم کے دینی مستقبل کی حفاظت کے لئے قید خانوں میں زندگی گزار دی اور بالآخر راہ حق میں اپنی متاعِ عزیز جان کو جاں آفرین کے سپرد کر دی۔

بنا کردند خوش رسے بخاک و خون غلطیوں خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

اسی احسان مندی کے پیش نظر مخدومنا حضرت مولانا ابوالحسن فاروقی مدظلہ العالی نے یہ کتاب مستطاب تحریر فرمائی ہے۔ حقیقت میں زبان و قلم کی سب سے بڑی سعادت یہی ہے کہ ملت کے محسن کے کارناموں کی ترتیب میں سرگرم رہیں۔

امام عظیم رضی اللہ عنہ کی سیرت مبارکہ پر اب تک بے شمار کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ مگر یہ کتاب اُن تالیفات میں ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت مصنف مدظلہ العالی نے حضرت امام عظیم رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی پر مستند کتابیں جو شائع ہو چکی ہیں ان کا بالاستیعاب مطالعہ فرمایا ہے اور اس مطالعہ کی رکشہ میں اپنی اس تالیف کو ایک زندہ دستاویز بنا دیا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام عظیم رضی اللہ عنہ پر لکھنے والے الحمد للہ ہر مسلک اور مذہب کے سوانح نگار ہیں جن کے مکاتیب فکر و نظر جدا ہیں لیکن امام عظیم کی شخصیت اور بلند کردار کے سب ہی معترف ہیں اور یہ قول صد فی صد صادق آتا ہے۔ اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْلَامُ (فضیلت یہ ہے کہ اکابر جس کی گواہی دیں)

ذیل میں یہ عاجز اپنی بات کے ثبوت میں حضرت مصنف نے جن مصادر اور آخذ سے استفادہ کیا ہے ان کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہے۔

امام عظیم رضی اللہ عنہ کی سیرت نگاروں میں الحمد للہ شوافع، موالک، حنابلہ، نطوہری، مورخین، محدثین، فقہاء، متکلمین اور ائمہ صوفیہ ہیں یہ دیکھ کر مصنف نے کتاب ہذا کے صفحہ ۴۴ پر کیا خوب مصرع لکھا ہے۔

ہمہ عالم گواہ عصمتِ اوست

طوالت سے بچنے کے لئے ذیل میں انہی تذکرہ نگار حضرات کا ذکر کیا جاتا ہے جو غیر حنفی ہیں، اس وجہ سے کہ ایک حنفی کا اپنے امام کی تعریف کرنا فطری امر ہے اور ممدوح کی جلالتِ شان اس میں ہے کہ دوسرے ان کی مدح میں اپنی زبان اور قلم کو استعمال فرمائیں۔

- | | |
|---|---|
| ۱۔ امام مالک بانی مذہب مالکی | ۱۲۔ علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی |
| ۲۔ امام محمد بن ادریس الشافعی بانی مذہب شافعی | ۱۳۔ علامہ ابو بکر خطیب بغدادی حنبلی پھر شافعی |
| ۳۔ امام احمد بن حنبل بانی مذہب حنبلی | ۱۴۔ علامہ ابن خلدون اشبیلی مغربی مالکی |
| ۴۔ حافظ مغرب علامہ ابن عبدالبر مالکی قرطبی | ۱۵۔ علامہ ابن قیم حنبلی |
| ۵۔ حافظ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی مالکی | ۱۶۔ علامہ ابن تیمیہ حرانی دمشقی حنبلی |
| ۶۔ خطیب تبریزی شافعی صاحب مشکاۃ المصابیح | ۱۷۔ امام عبدالوہاب شرعانی شافعی |
| ۷۔ علامہ جلال الدین سیوطی شافعی | ۱۸۔ علامہ ابن العمار حنبلی |
| ۸۔ علامہ شمس الدین محمد بن یوسف دمشقی شافعی | ۱۹۔ علامہ ابن حزم اندلسی ظاہری |
| ۹۔ علامہ ابن کثیر دمشقی شافعی | ۲۰۔ علامہ یوسف الآتاکلی الظاہری |
| ۱۰۔ علامہ حافظ شمس الدین ذہبی شافعی | ۲۱۔ علامہ ابن خلکان شافعی |
| ۱۱۔ علامہ ابن حجر ہیتمی مالکی شافعی | |

علامہ ازیں عصر حاضر کے مصری محققین جنہوں نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی حیات اور آپ کے کارناموں کو اپنی تحقیقات کا موضوع بنایا ہے، ان میں علامہ ابو زہرہ مصری، استاذ محمد بک خضریٰ اور استاذ عبدالحکیم الجندی ہیں۔

فوق الذکر وہ نامور متنفین ہیں جنہوں نے قرونِ اولیٰ سے لے کر اس وقت تک اپنے اپنے ادوار میں امتِ مرحومہ کے اعلام اور ابطل کے کارناموں کو محفوظ کر دیا تاکہ آنے والی نسلیں اپنے اسلاف کی مبارک زندگیوں سے واقف ہو کر ان کے نقوشِ قدم پر چلیں۔ ان حضرات نے اس شعر کے مصداق کام کیا ہے۔ ولشہد القائل۔

نامِ نیک رفتگاں ضائع مکن تاکہ ماند نامِ نیکت برقرار
معاصرت ایک بڑا حجاب ہے۔ کسی کی شخصیت کا کمال یہ ہے کہ اس کے معاصرین اس کی قدر کریں اور اس کے کمال کا اعتراف کریں۔ یہ بات بھی حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں حاصل ہے،

آپ کا مخالف بھی آپ کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکا، بالعموم محدثین آپ کے مخالف رہے کہ آپ اہل الہامی ہیں، لیکن اس اختلاف کے ساتھ ہی ساتھ یہ حضرات بھی آپ کے ورع اور امرار و سلاطین سے آپ کی کنارہ کشی کی وجہ سے آپ کی مدح میں رطب اللسان ہیں اور ان میں ائمہ زلم و ادر محدثین ہیں۔ اس کی تفصیل آپ کو اس کتاب کے صفحہ ۱۹۵ اور ۲۰۱ پر ملے گی، یہاں بھی بہ طور تبریک میں چند حضرات کے نام لکھنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

(۱) حضرت امام باقر (۲) امام عبداللہ بن مبارک (شیخ بخاری (۳) مسعر بن کدام (۴) سفیان ثوری (۵) سفیان بن عیینہ (۶) حماد بن زید (۷) ایوب سختیانی (۸) شریک القاضی (۹) ابن شبرہ (۱۰) یحییٰ بن سعید القطان (شیخ بخاری و مسلم) (۱۱) ابن جریر (۱۲) عبدالرزاق بن ہمام (۱۳) وکیع (۱۴) یزید بن ہارون (۱۵) خلف بن ایوب (۱۶) ابوعاصم النبیل (شیخ بخاری) (۱۷) یحییٰ بن معین (۱۸) یحییٰ بن زکریا (۱۹) الاصبغی (۲۰) فضل بن زکریا (۲۱) فضیل بن عیاض (شیخ اصحاب صحیح بخاری) (۲۲) علی بن مسہر خلیج اصحاب صحیح بخاری۔

حضرت مصنف نے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مداحین کے چھیا سٹھ اسماء گرامی تحریر فرمائے ہیں جو کہ حضرت امام کے معاصرین ہیں اور اس زمانہ کے علم دین اور فقہ حدیث کے آفتاب اور تاب ہیں

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ وَبَارَكْ لَهُمْ عَنَّا وَعَنِ الْمَلَائِكَةِ الْإِسْلَامِيَّةِ خَيْرُ مَجْرَاءٍ وَأَحْسَنَةٍ۔

یہ کتاب معانی اسلامی تاریخ کا روشن باب ہے۔ جناب مصنف نے اس کتاب میں سائے حقائق اور وقائع کو بڑی جانفشانی اور لگن سے جمع فرمایا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جب کسی قوم کا حافظہ کمزور ہو جائے تو قوم کا مستقبل محدود ہو جاتا ہے۔ مؤلف جلیل نے ملی تاریخ کے اس درخشاں باب کو آجا کر قومی سطح پر ہمارے حافظہ کو بحال کرنے کی کامیاب کوشش فرمائی ہے اور اس کتاب بلیغ کے حوالے واقعات کا مطالعہ نئی نسل کے لئے اشد ضروری ہے۔

اس کتاب میں قارئین کرام کو واقعات کے بیان میں ایک مربوط ترتیب ملے گی۔ حمد و صلاۃ کے بعد حضرت امام کے نام و نسب، بشارت، حضرت امام کی تابعیت، حضرت امام کا وطن، حضرت امام کا ذریعہ معاش، حضرت امام کے اسناد قرآن و حدیث اور فقہ، حضرات اساتذہ کا ذکر فقہ حنفی کے اسامی، اصول، حضرت امام کے نامور تلامذہ کا بیان اور ان کی خدمات، حضرت امام کے متعلق مختلف اہل ہند کے بیانات اور پھر بعض تذکرہ نگاروں کے ایرادات اور ان کا جواب۔ الغرض واللہ حضرت امام رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی کے پورے خدوخال حضرت مصنف کے تجزیاتی انداز کے بانگین اور حقائق

کی صداقت نے کتاب کو علمی، فکری اور قانونی سطح پر ہماری اسلامی تاریخ کا قابلِ فخر حصہ بنا دیا ہے۔ اس مبارک کتاب پر عاجز کی مقدمہ نگاری نے کتاب کو مطالعہ کرنے میں حائل ہونے کا کام کیا ہے، اس پر یہ ناچیز نادم و شرمسار ہے اور مزید حائل رہنا یک گونہ گستاخی ہے اس لئے مقدمہ کا آخری حصہ جو ایک تاریخی حقیقت سے متعلق ہے بیان کر کے اپنی عاجز بیانی کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

ہندوستان میں اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرنے والا اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی قدس اللہ سرہ کے تجدیدی کارناموں کے بعد سے ہندوستان میں اسلامی حکومت کی نگرانی، اس کے سربراہوں کی تعلیم و تربیت، پورے ملک میں دین و شریعت کی حفاظت اور اس برصغیر میں اسلام کے مستقبل کا تحفظ کا کام اللہ تعالیٰ نے اس خاندانِ عالی شان اور اس سلسلہ کے عالی مقام مشائخ اور بزرگوں کے سپرد فرمایا۔ ذَلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ۔

مغل بادشاہوں کی دینی اصلاح کا جو عظیم کام شہنشاہ اکبر کے آخری عہد سے اس سلسلہ عالیہ کے بانی حضرت مجدد الف ثانی نے شروع فرمایا اس کی تکمیل حضرت سلطان اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمہ کی ذات پر ہوئی۔ حضرت عالمگیر بلاشبہ ہندوستان کے ایک بڑے فقیہ، غیور، حامی دین و شریعت اور مجاہد مسلمان فرمانروا تھے۔ انہوں نے اپنی بادشاہت کے ابتدائی دور میں جب کہ شاہجہاں بادشاہ آگرہ کے قلعہ میں محبوس تھے حضرت مجدد الف ثانی کے خلف رشید و خلیفہ ارشد حضرت خواجہ محمد معصوم کی حیات میں ان کے پانچویں صاحبزادے حضرت شیخ سیف الدین سے بیعت کی تھی۔ حضرت شیخ سیف الدین سلطان اورنگ زیب عالمگیر کے احوالِ باطن سے اپنے حضرت والد کو آگاہ کرتے تھے اور آپ اپنی فراستِ صادقہ سے سلطان اورنگ زیب عالمگیر کو اس برصغیر میں دین کے احیاء اور حفاظت کے لئے تیار فرما رہے تھے۔ اپنے مکاتیبِ عالیہ اور توجہاتِ باطنیہ کے ذریعہ ان کے اسلامی جذبات کو متحرک اور متعدی بنانے کی کوشش میں شب و روز منہمک تھے اور ایک ایسے دور میں جب کہ کسی کو اس کا علم بھی نہ تھا کہ حضرت سلطان اورنگ زیب سلطنتِ مغلیہ کے آخری با اختیار طاقتور بادشاہ ہوں گے۔ حضرت ان کو ”شہزادہ دیں پنامہ کے لقب سے یاد فرماتے تھے۔ حضرت سلطان نے ولایت کبریٰ تک سلوک طے فرمایا تھا کہ آپ کو آگرہ جانا پڑا۔ سلطان اورنگ زیب نے مہلاتِ شاہی کو بدعات اور خلافِ شریعت امور سے پاک کیا۔

حضرت شیخ سیف الدین سے دہلی میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی بہت ترویج ہوئی نامور

مشائخ حضرت نور محمد بدایونی، حضرت میرزا جانِ جاناں منظر حضرت شاہ غلام علی، حضرت شاہ ابوسعید مجددی فاروقی، حضرت شاہ احمد سعید، حضرت شاہ عبدالغنی، حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ قدس اللہ ہر اہم اور اب مخدومی حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجددی تدار اللہ حیاتہ کے قیام سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ رائج ہے۔ حضرت شاہ غلام علی نے خانقاہ ارشاد پناہ بنائی۔ اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم سے یہ مبارک خانقاہ ایک روحانی مرکز بن گئی اور یہاں سے حضرت مولانا خالد کردی شہزوری دولتِ خلافت سے سرفراز ہو کر گئے اور مصر، شام، عراق اور ترکیہ کو سلسلہ نقشبندیہ مجددی سے معمور فرمایا۔ ممالک عربیہ کے علماء آپ سے مستفید ہوئے۔ چنانچہ تفسیر روح المعانی کے مصنف سید شہاب الدین محمود آلوسی بغدادی اور خاتمہ المحققین علامہ محمد امین ابن عابدین مؤلف رد المحتار علی الدر المختار آپ کے فیوضات سے بہرہ مند ہوئے ہیں اور وہاں بعض معاندوں نے حضرت مولانا خالد پر نکیر کی تو علامہ ابن عابدین نے رسالہ سَلِّ الْحَمَامِ الْيَهْنَدِي لِصُورَةِ مَوْلَانَا خَالِدِ النَّقْشَبَنْدِيِّ لَكُمْ كَرَسَبْ كَامَنْدَ بَنْدَكِيَا۔ ملاحظہ فرمائیں اس رسالہ کو مجموعہ رسائل ابن عابدین میں۔

اور حضرت شاہ رؤف احمد نے بھوپال میں خانقاہ بنائی اور مجلس ارشاد آراستہ کی اور شاہ سعد اللہ نے حیدر آباد دکن میں دائرۃ ارشاد پھیلا یا اور خلقِ خدا کو واصل بہ حق کیا۔ ڈیرہ اسماعیل خاں میں حضرت حاجی دوست محمد قندھاری مصروف ارشاد رہے۔ پنجاب میں ان کے خلفاء نے مشعلیں روشن کیں۔ یہ تمام کوششیں اسی طلائع زنجیر کی کڑیاں ہیں جو افغانستان، پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش اور شام و عراق و مصر و ترکیہ میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ان سب کڑیوں کو سر ہند کے اللہ ولے نے متحرک اور مستعدی فرمایا ہے۔ آپ نے ایسے گرم نفس اور خلوص سے حرکت دی ہے کہ صد ہا سال گورنے پر بھی ان میں حرکت باقی ہے اور امید واثق ہے کہ تا قیام قیامت ان میں حرکت باقی رہے گی۔ خواجہ دریں حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

ایں سلسلہ از طلائے ناب است ایں خانہ ہمہ آفتاب است

حضرت مصنف مدظلہ العالی کا وجود مبارک اور آپ کی یہ تالیف منیف اسی طلائے ناب کی ایک کڑی ہے۔ عاجز کا دل کہتا ہے جس طرح آپ کی شخصیت منارۃ نور ہے اسی طرح یہ کتاب معنی اسلامی ادب کی شاہراہ پر ایک سنگ میل ثابت ہوگی اور فنِ سوانح اور تذکرہ کے خزانوں میں ایک انمول اضافہ ہوگا۔

عاجز اپنے اس مقدمہ کو ایک پاک دل مخلص حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ فاروقی قدس سرہ

کے مدحیہ اشعار پر ختم کرتا ہے۔ البتہ پاک دل مخلص نے ”مدوح میرے خیر زندہ رہیں مدام“ لکھا ہے
عاجز نے حضرت مصنف کا اسم گرامی زید لکھ دیا ہے۔ لے

دہلی کو جائے طالب مولیٰ جو جاسکے
بے حد بزرگیاں ہیں اُس عالی جناب میں
سینوں کو قونے نور سے بہرہ کر دیا
پہنچی تجھے ولایتِ علیا وراثۃ
کاشمس فی النہار ترا فضل ہے عیاں
قہر و عتاب میں ترے رحمت ہے مستتر
روشن جہاں میں نام ہے اس خانقاہ کا
در ہے تمہارا در کوئی اس کے بغیر آج

ہے اُس جگہ وہ شخص جو حق سے ملا سکے
کیا کوئی اُن کے لکھنے کو خامہ اٹھا سکے
ابر بہار کب تری بخشش کو پاسکے
کب فہم میں کوئی تری عظمت کو لاسکے
کس طرح کوئی تیرا یہ رُتبہ چھپا سکے
یہ نکتہ کب خیال میں ناقص کے آسکے
محروم جو یہاں ہو کہاں پھر وہ جاسکے
مکن نہیں کہ منزل مقصود پاسکے

مدوح میرے زید زندہ رہیں مدام
اور ان سے اپنے کام زمانہ بنا سکے

امید و اردعہ

ابوالخیرات محمد عبدالستار خاں

سابق پروفیسر عربی عثمانیہ یونیورسٹی۔ حیدرآباد

پیشینہ۔ ۱۰ شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ

۸ مارچ ۱۹۹۱ء

ابتدائیہ

کتاب امام الائمہ حضرت امام ابو حنیفہ نعمان علیہ من اللہ الرحمة والرضوان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ۔
بندہ عاجز ابوالحسن زید فاروقی حنفی عرض کرتا ہے کہ ایک عرصہ سے عاجز کی خواہش تھی کہ
مُرَبِّیِ اَقْدَم حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان (رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ) کا مبارک حال ائمہ اعلام کی
کتابوں سے مختصر طور پر تحریر کرے۔ آپ نے جو خدمت اس اُمتِ مرحومہ کی کی ہے وہ اس
امر کی مقتضی ہے کہ آپ کے مبارک احوال سے اُمتِ مسلمہ کے افراد آگاہ ہوں اور وہ
آپ کے لئے دعائے خیر کرتے رہا کریں۔

علامہ سیوطی نے رسالہ تبییض الصحیفہ میں عبد اللہ بن داؤد الخریبی کا یہ قول لکھا ہے
يَجِبُ عَلَى أَهْلِ الْإِسْلَامِ أَنْ يَذْهَبُوا إِلَى حَنِيفَةِ فِي صَلَوَاتِهِمْ۔ قَالَ وَذَكَرَ
حِفْظَهُ عَلَيْهِمُ الشُّنَنَ وَالْفِقْهَ۔

”اہل اسلام پر لازم ہے کہ وہ اپنی نمازوں میں ابو حنیفہ کے لئے دعا کیا کریں، کیونکہ
انہوں نے ان کے واسطے سنن اور فقہ کی حفاظت کی ہے۔“

یہ عاجز اگرچہ بیس پچیس سال کے عرصہ میں آپ کے مبارک احوال کو کتابی شکل میں
پیش کرنے سے قاصر رہا ہے لیکن مولائے رحیم و کریم کے فضل و کرم سے اس عزم سے
غافل نہیں رہا، علمائے اعلام کی تالیفات کے جمع کرنے میں لگا رہا اور بعض اوقات کچھ قلمبند
کرنے کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ اس کتاب کے آخر میں عاجز مراجع کا بیان کرے گا۔ اس سے
ناظرین کو اندازہ ہو جائے گا کہ کتنے عمدہ اور مستند مراجع فراہم کئے گئے ہیں۔

لہ ملاحظہ کریں ص ۱

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ماہِ ربیعِ اول ۱۳۹۷ھ ۷ مارچ ۱۹۷۷ء کو اس عاجز کا چار مہینے کے واسطے ابنِ اعم حضرت محمد ابوسعید مجددی فاروقی رامپوری کے ساتھ مکہ مکرمہ جانا ہوا حضرت محمد ابوسعید کے والدِ مکرم حضرت محمد معصوم فرزند حضرت عبدالرشید اور عاجز کے والد شاہ عبداللہ ابوالخیر فرزند حضرت شاہ محمد عمر آپس میں چچا زاد بھائی تھے۔ چونکہ وہ عمر میں بڑے تھے، حضرت والدان کو بھائی صاحب کہتے تھے۔

مکہ مکرمہ میں ہمارا قیام جناب محمد مدنی فرزند جناب شیخ ندیم احمد مجددی فاروقی رامپوری کی عمارت میں ہوا۔ یہ چھ منزلہ عمارت شارع عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما میں لاسکی کے پاس واقع ہے۔ محمد مدنی صاحب کے صاحبزادے نے اپنے والد کی کتابیں عاجز کو دکھائیں ان کی کتابوں کی وجہ سے عاجز کے مطالعہ کا سلسلہ جاری رہا۔ ان کتابوں میں استاذ محمد ابو زہرہ کی کتاب ”ابو حنیفہ۔ حیات و عصرہ۔ آراؤہ و فقہہ“ دستیاب ہوئی۔ عاجز نے اس کا مطالعہ کیا۔ استاذ محمد ابو زہرہ نے خوب تحقیق سے کتاب لکھی ہے۔ کتاب کی متانت و رصانت کا دل پر اثر ہوا اور عاجز نے اس کا خلاصہ اردو میں لکھا۔

اتفاق کی بات ہے کہ بھائی ابوسعید کے بڑے بیٹے حافظ قاری ادیب اور شاعر عبد الحمید حمید اپنے والد سے ملنے تین دن کے واسطے دہلی سے آگئے۔ انہوں نے اس خلاصہ کو دیکھا اور دو تاریخی قطعات اردو میں اور ایک عربی میں کہے۔ عاجز اردو کے قطعات لکھتا ہے ۵

اللہ سے مقامِ ابو حنیفہ

لکھ — منظرِ نامِ ابو حنیفہ

۱۳ ۹۷

تصنیف جناب حضرت زید

تاریخ حمید اس طرح تو

دیگر

یہی تو ہے بہارِ ارضِ کعبہ

بنائی یادگارِ ارضِ کعبہ

۱۳ ۹۷

کتابِ خوب علمِ ابو حنیفہ

حمید اس کی یہ ہے تاریخِ بیشک

عاجز کا خیال تھا کہ اس خلاصہ کو طبع کرادے لیکن بعض دوسری تالیفات کی مصروفیت میں دن گزرتے گئے۔ اس دوران میں یہ خیال آیا کہ تالیفِ جدید کا لکھنا بہتر ہے چنانچہ عاجز

فراہمی کتب میں مصروف ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم سے یہ کتاب مرتب ہوئی ہے جس کو عاجز طبع کرنے کا ارادہ کر رہا ہے۔

ایک کرم فرمانے مخالفوں کے کچھ اقوال ذکر کئے اور مشورہ دیا کہ ان کا بھی رد لکھ دیا جائے۔ عاجز نے کہا۔ معاندوں اور حاسدوں سے کوئی و درخانی نہیں رہتا۔ ہمارے سرور و آقا، اللہ کے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کی جو خدمت کی ہے روز روشن کی طرح واضح ہے اور اس کا اعتراف کثرت سے غیر مسلموں نے کیلئے مع ہذا جو کج طبیعت ہیں وہ کج دُم کی طرح مقتضائے طبیعت کا اظہار کر کے رہتے ہیں۔ دیکھو حضرت مولانا خالد کردی فرماتے ہیں۔ ع مگر نقل ابو جہل و محمد رانہ می دانی

عاجز نے اُن سے کہا۔ اِس اُمتِ موجود کے جلیل القدر مستندائے اعلام کے اقوال کا بیان کر دینا اور مستند کتابوں سے صحیح حالات کا لکھ دینا کافی ہے۔ خاص کر وہ بیان جو علماء مالکیہ شافعیہ حنبلیہ ظاہریہ اور اہل حدیث نے حضرت امام عالی مقام کے متعلق کیا ہے، کیونکہ معاند و حاسد کی قیل و قال کو کوئی نہیں روک سکتا۔ ایسے افراد کے متعلق حضرت امام نے و کس سے فرمایا ہے۔

إِنْ يَحْسُدُونِي فإني غيرُ لائمِهِمْ قَبْلِي مِنَ النَّاسِ أَهْلُ الْفَضْلِ قَدْ حَسَدُوا
اگر ان لوگوں کو مجھ سے حسد ہے میں ان کو ملامت نہیں کرتا کیونکہ مجھ سے پہلے اہل فضل افراد سے حسد کیا جا چکا ہے۔

البتہ یہ عاجز امام حافظ ابن ابی شیبہ متوفی ۲۴۰ھ کے ایرادات اور حافظ ابو بکر احمد خطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ کی بے قاعدگی کا اور اس دور کے بعض اہل حدیث کی غلط روش کا ذکر کرے گا تاکہ اہل نظر انصاف پسند افراد کو حقیقت امر کا علم ہو جائے۔
اہل عناد کی غلط بیانیوں کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنے عربی رسالہ ”المقدمة السنیة“ میں جو کہ ۱۲۴۴ھ میں آپ نے مدینہ منورہ میں تالیف فرمایا ہے، لکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا طریقہ رہا ہے کہ اپنے نیک بندوں کو ظالموں کے شر میں مبتلا کرتا ہے چنانچہ حضرت مجدد کو بھی ظالموں اور مبتدعین نے ایذا پہنچائی اور سخت گیر اور تنگ نظر فقہاء نے

لے کج دُم، ٹیڑھی دم یعنی بچھو۔ ۱۲۴۴ھ حضرت شاہ ابوالخیر اکاڈمی نے اس رسالہ کو المجموعۃ السنیہ میں طبع کیلئے۔

آپ پر انکار کیا۔ یہ ابتلا اس لئے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے درجات میں اضافہ کرتا ہے اور ان کی وفات کے بعد ان کو نیکیاں پہنچاتا ہے۔

حضرت امام عالی مقام پر جو غلط الزامات بعض حاسدوں اور معاندوں نے لگائے ہیں جو بھی ان الزامات کو دہرائے گا حضرت امام کو نیکیاں ملتی رہیں گی۔

حضرات ائمہ دین کے درجات اللہ تعالیٰ بڑھائے ان حضرات نے جان سے تن سے مال سے دین مبین کی خدمت کی ہے۔ ان کے پیش نظر ارشاد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ، یسروا ولا تُعسروا تھا (آسان بناؤ مشکل نہ بناؤ) لہذا ان حضرات نے سہولت کی راہیں کھولیں اور ان حضرات کے اختلاف سے اُمت مرحومہ کو یہ فائدہ پہنچا کہ رحمت کی راہیں کھلیں اور آسانی کے پرچم لہرائے، یہ حضرات شایانِ صد تعظیم و توقیر ہیں نہ یہ کہ ان پر جھوٹے الزام عائد کئے جائیں۔ حضرت عطار نے اپنے پسند نامہ میں کیا خوب کہا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ

آں امامانے کہ کردند اجتہاد	رحمت حق بر روانِ جملہ باد
بو حنیفہ مبد امام با صفا	آں چراغ اُمتانِ مصطفیٰ
باد فضل حق قرین جانِ او	شاد باد آرواحِ شاگردانِ او
صاحبش بو یوسف قاضی شدہ	وز محمد ذوالمنن راضی شدہ
شافعی ادریس و مالک باز فر	یافت زیشاں دین احمد کرد فر
احمد حنبل کہ بود او مرد حق	در ہمہ چیز از ہمہ بردہ سبق

اس اُمت کے واسطے ان حضرات کا وجود سراسر رحمت ہے۔ امام شافعی نے فرمایا ہے: "إِنَّ اللَّهَ لَا يُعَذِّبُ عَلَى قَوْلٍ اخْتَلَفَ فِيهِ الْفُقَهَاءُ" اللہ تعالیٰ اس قول پر عمل کرنے والوں کو عذاب نہیں دے گا جس میں حضرات فقہاء کا اختلاف ہوا ہے۔ رحمت کی راہیں کھل گئی ہیں جس پر چاہو چلو، دوسرے سے تعرض نہ کرو۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ أَوَّلًا وَآخِرًا وَالصَّلَاةُ عَلَى رَسُولِهِ دَائِمًا مَبْرُورًا۔

درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر
شاہ ابوالخیر مارگ، دہلی

جمعہ ۹ جمادی الآخرہ ۱۴۰۸ھ
۲۹ جنوری ۱۹۸۸ء

حضرت امام عالی مقام ابو حنیفہ نعمان کے احوال

حضرت امام کا نام و نسب جنسیت | آپ کے تذکرہ نگاروں کا تقریباً اتفاق ہے کہ آپ کا اسم گرامی نعمان اور کنیت ابو حنیفہ

ہے اور آپ کے والد کا نام ثابت ہے۔ خطیب بغدادی نے اسی نام سے "تاریخ بغداد" کے باب النون میں آپ کا تذکرہ کیا ہے۔ البتہ خطیب نے ابو جعفر کا قول بھی لکھا ہے کہ ابو حنیفہ کا نام عتیک اور ان کے والد کا نام زوطرہ ہے اور حضرت امام نے اپنا نام نعمان اور اپنے والد کا نام ثابت رکھا ہے اور خطیب نے عمر بن حماد کا قول نقل کیا ہے۔^۱

ابو حنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطی ہیں، زوطی کابل کے ہیں۔ ثابت کی ولادت اسلام میں ہوئی ہے۔ زوطی بن تیمم اللہ بن ثعلبہ کے مملوک تھے، پھر آزاد کر دیئے گئے۔ لہذا آپ کی ولادت تیمم اللہ بن ثعلبہ کی پھر بنی قفل کی ہے۔ ابو حنیفہ خزاز تھے۔ آپ کی دوکان "دار عمرو بن حرث" میں معروف تھی۔

علامہ شمس الدین شامی متوفی ۹۴۲ھ نے عمر بن حماد کا قول تاریخ بغداد سے لکھا ہے۔ یہاں میں زوطی کے والد کا نام ماہ ہے اور لکھا ہے کہ ان کا نام نووی نے لفظ زوطی کو زاکہ پیش اور طاکہ زبر سے لکھا ہے۔ بردزن موسیٰ اور قاسموس اور طبقات حنفیہ میں زاکہ اور طاکہ زبر ہے

۱۔ ملاحظہ کریں تاریخ بغداد جلد ۱۳ صفحہ ۳۲۵۔ ۲۔ ص ۳۲۴

۳۔ عاجز سے بعض محقق علماء نے کہا ہے کہ لفظ زوطی کی اصل زط ہے جو کہ جٹ کا معرب ہے اور جٹ ہندوستان کی جاٹ قوم ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانہ میں یہ قوم بغداد کے اطراف میں آباد ہو گئی تھی۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ سابق استاذ قانون جامعہ عثمانیہ دکن نے رسالہ امام ابو حنیفہ کی تدوین قانون اسلامی کے صفحہ ۲۳ میں یہ صورت حاشیہ لکھا ہے "زوطی کے لفظ کا ہندوستانی جاٹ سے بھی ممکن ہے کچھ تعلق ہو یا یہ کہ وہ چھوٹے کا معرب ہو کیونکہ نہ صرف اس لفظ کا تلفظ "زوطی" اور "زوطی" دونوں میں ہے۔ (لہذا دونوں کے مابین "زوطی" سمجھنا چاہیے) بلکہ اس کے معنی بھی بعض مؤلف نے چھوٹے ہی بتائے ہیں۔ شاید سندھی لفظ ہو۔"

خطیب نے حضرت امام کے دوسرے پوتے اسماعیل بن حماد کا یہ قول نقل کیا ہے۔
 ”میں اسماعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان از اولاد فرس احرار
 ہوں، اللہ کی قسم ہم پر کبھی غلامی نہیں آئی ہے۔ میرے دادا (حضرت ابو حنیفہؒ) کی ولادت
 سنہ میں ہوئی ہے۔ (ان کے والد) ثابت چھوٹی عمر میں حضرت علی بن ابی طالب کے پاس
 گئے۔ حضرت علی نے ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے برکت کی دعا کی اور ہم اللہ سے امید
 رکھتے ہیں کہ حضرت علی کی دعا ہمارے حق میں قبول کر لی گئی ہوگی۔“

اسماعیل کا یہ بیان بھی ہے کہ ثابت کے والد نعمان بن مرزبان نے نوروز کے دن حضرت
 علی کرم اللہ وجہہ کو فالودہ پیش کیا اور آپ نے فرمایا۔ نُوْسُ وُزْنَا كُلُّ یَوْمٍ۔ ہمارا نوروز ہر دن
 ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ یہ واقعہ مہرجان کا تھا اور حضرت علی نے فرمایا تھا۔ ”ہر دن ہمارا مہرجان ہے۔“
 علامہ ابن حجر ہیتمی مکی شافعی متوفی ۸۵۳ھ نے لکھا ہے۔^{۳۶}

دونوں بھائیوں کے بیان میں اختلاف ہے کہ حضرت امام کے والد ثابت کے والد کا نام
 نعمان ہے یا زوطی اور وہ مرزبان کے بیٹے ہیں یا ماہ کے۔ اس اختلاف کی یہ توجیہ کی جاسکتی ہے
 کہ ایک نے ان کے نام لکھے ہوں گے اور دوسرے نے انقب کا بیان کیا ہوگا۔ اور ابن حجر نے
 غلامی کا اثر لینے اور نہ لینے کے متعلق کہا ہے کہ جس نے انکار کیا ہے اس نے حضرت امام کے
 والد ثابت سے منفی کیا ہے اور جس نے ثابت کیا ہے اس نے ثابت کے والد کے لئے ثابت کیا ہے۔
 عبدالقادر مصری نے ”الجواہر المفیۃ فی تراجم المحنفیۃ“ کے مقدم کے تیسرے باب میں
 حضرت امام کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے حضرت آدم علیہ السلام تک حضرت امام کا سلسلہ نسب
 پہنچایا ہے۔ ابتدا کے چار نام اس طرح لکھے ہیں۔ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت بن کاؤس بن ہرمز۔
 ملا علی قاری نے اپنی کتاب ”مناقب الامام الاعظم“ میں جو کہ یہ صورت ذیل ”الجواہر المفیۃ“
 چھپی ہے، لکھا ہے۔

”ثابت بن زوطا بن ماہ ہیں۔ اور لکھا ہے۔ زیادہ صحیح یہی بات ہے کہ آپ آزاد ہیں اور
 کسی دور میں بھی آپ کے آباؤ اجداد میں غلامی کا اثر نہیں آیا ہے۔“

^{۳۶} عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ النعمان ص ۳۶

^{۳۷} ح ۱۳ ص ۳۲ الخیرات الحسان ص ۱۹۱ ج ۱ ص ۲۵ ج ۲ ص ۲۵

علماء نے لکھا ہے کہ حضرت امام کے جدِ امجد کابل سے انبار آئے۔ وہاں ثابت کی ولادت ہوئی۔ جب انبار میں بد امنی پھیلی آپ نسا چلے گئے۔ وہاں حضرت امام کی ولادت ہوئی، پھر کوفہ آمد ہوئی۔ بعض علماء نے ترمذ کا بھی ذکر کیا ہے کہ وہاں بھی کچھ قیام رہا ہے۔

آپ کی جنسیت کے متعلق یہی قول مختار ہے کہ آپ اہل فارس میں سے ہیں۔ اس سلسلہ میں استاذ محمد ابو زہرہ نے اپنی تالیف ”ابو حنیفہ و حیاتہ وعصرہ، آراؤہ و فقہہ“ میں نفیس کلام لکھا ہے۔ یہ اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

میرے نزدیک حضرت امام کے پوتوں کی روایتوں میں توافق کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ حضرت امام کے دادا زوطی یا نعمان اپنے وطن میں گرفتار ہوئے اور معلوم ہوتا ہے کہ ان پر احسان کیا گیا اور ان کو چھوڑ دیا گیا۔ جیسا کہ مسلمانوں کا سلوک مفتوحہ علاقہ کے کبڑار کے ساتھ ہوا کرتا تھا۔

قابلِ اعتماد یہی بات ہے کہ آپ کی اصل فارسی ہے، نہ آپ عربی ہیں اور نہ بابلی۔ آپ کے دادا پر غلامی کا دھبہ لگا ہوا نہ لگا ہو۔ آپ اور آپ کے والد کی ولادت آزادی کی حالت میں ہوئی ہے۔ اگرچہ بعض محققین کے ناقابلِ اعتماد قول سے معلوم ہوتا ہے کہ غلامی کا دھبہ آپ کے والد پر لگا ہے۔ ان کے اس دعویٰ سے حضرت امام کی قدر آپ کا علم، آپ کی شرافتِ نفس اور آپ کے مرتبہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اَلْكَرَمُ مَكْرَمٌ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ۔ اللہ کے ہاں اسی کی عزت بڑی ہے جس کا ادب بڑا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَلِیْ كُلِّ بَرٍّ تَقِيّ۔ ہر نیکو کا رشتہ میری آل ہے۔ اور حضرت سلمان فارسی کے متعلق آپ نے فرمایا ہے۔ سَلْمَانٌ مِّثْلُ اَهْلِ الْبَيْتِ۔ سلمان ہم میں سے اہل بیت میں سے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت امام کو جو ذاتی شرافت عطا کی تھی، اس کا احساس خود حضرت امام کو بھی تھا۔ آپ کے وَلَار کی نسبت بنی تیم اللہ سے تھی۔ بنی تیم اللہ کے ایک شخص نے امام صاحب سے کہا۔ آپ ہمارے مولیٰ ہیں۔ آپ نے اس سے فرمایا۔ اَنَا وَاللّٰهِ اَشْرَفُ لَكَ مِنْكَ لِی۔ اللہ کی قسم تمہیں میری وجہ سے زیادہ شرافت حاصل ہوئی ہے بہ اعتبار اس شرافت کے جو تم سے مجھ کو حاصل ہوئی ہے۔

فارسی نسبت نے آپ کی قدر کم نہ کی اور نہ آپ کو مرتبہ کمال تک جانے سے مانع ہوئی آپ کا نفس کسی غلام کا نفس نہیں تھا بلکہ ایک اکیل آزاد کا نفس تھا۔

مورخوں نے غیر عرب پر موالی کا استعمال کیا ہے۔ تابعین کے دور میں ہر جگہ کے فقہا یہی لوگ تھے۔ پھر استاذ ابو زہرہ نے کتاب "العقد الفرید" سے قاضی ابن ابی یلی اور عیسیٰ بن ابان کا مکالمہ اور شیخ موفقی مکی کی کتاب مناقب ابی حنیفہ سے عطاء اور ہشام بن عبد الملک کا مکالمہ لکھا ہے اور پھر یہ بات لکھی ہے۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ (غیب کی بتائی ہوئی خبر) کی تصدیق ہو رہی ہے کہ اگر علم شریا کے پاس لٹکا ہوگا، ابنائے فارس کا جوان اس کو حاصل کرے گا، الخ

عرب میں رواج تھا کہ پردیسی اور کمزور افراد کسی با اثر شخص یا کسی قبیلہ کی پناہ حاصل کر لیا کرتے تھے۔ يقال ہُم ولاء فلان لے موالون یعنی دوستانہ وے اند (منہی الارب)

اللہ تعالیٰ نے سورۃ احزاب کی آیت پانچ میں فرمایا ہے۔ اَدْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْا اَبَاءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّیْنِ وَمَوَالِیْكُمْ۔ (پکارو لے پالکوں کو ان کے باپ کا کر کر یہی پورا انصاف ہے اللہ کے ہاں پھر اگر نہ جانتے ہو ان کے باپ کو تو تمہارا

بھائی ہیں دین میں اور رفیق ہیں) ولار کے اثبات سے لازم نہیں آتا کہ کوئی کسی کا مملوک رہا ہو۔ عرب میں قبائلی نظام رائج تھا۔ ہر قبیلہ ان افراد کی حفاظت کرتا تھا جن کا تعلق ان سے ہوا کرتا تھا لہذا ضعیفوں اور پردیسیوں کے لئے ضروری تھا کہ وہ کسی طاقتور کی پشت پناہی حاصل کر لیں۔ حضرت لوط علیہ السلام نے اسی کا اظہار کیا ہے جس کا بیان اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ قَالَ لَوْ اَنَّ لِّیْ بِكُمْ قُوَّةٌ اَوْ اَوِّیْ اِلٰی رُّکْنٍ شَدِیْدٍ۔ کہا، مجھ کو تم سے مقابلہ کرنے کی طاقت ہوتی یا کسی مضبوط آسیرے کی پشت پناہی حاصل ہوتی۔

لہذا حضرت امام کے دادا جب اپنے ملک سے عراق آئے آپ نے اپنی حفاظت کے لئے کسی با اثر کی دوستی اور پشت پناہی حاصل کی ہے۔ یہ ہے حقیقت جس کو معاندوں نے افسانہ بنا دیا۔

استاذ محمد بک الحنفی نے لکھا ہے۔ ابنائے فارس، روم اور مصر کثرت سے اسلام میں داخل ہوئے۔ ان کو موالی کہا جاتا تھا۔ جو شخص جس کے ہاتھ پر مسلمان ہوتا تھا وہ اس کا مولیٰ

کہلاتا تھا۔

حضرت امام کا اسم گرامی نعمان ہے۔ عربی میں خون کو نعمان کہتے ہیں۔ خون پر مدار حیات ہوتا ہے۔ تفاداً لایہ نام رکھا جاتا ہے کہ یہ شخص سرخرو اور کامیاب ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق دی اور آپ نے شریعتِ مطہرہ کے ایسے اصول و ضوابط بیان کئے جو مقبولِ خلافت ہوئے اور امام شافعی کو کہنا پڑا: ”الناس فی الفقہ عیال ابی حنیفۃ“ فقہ میں سب لوگ ابو حنیفہ کے محتاج ہیں آپ ہی کے اصول و ضوابط شریعتِ مطہرہ کی تدوین و ہمہ گیری کا ذریعہ بنے ہیں۔

اور نعمان گلِ لالہ کی ایک قسم کا نام ہے۔ اس کا رنگ سُرخ ہوتا ہے اور اس کی خوشبو نہایت روح پرور اور دل آویز ہوتی ہے۔ ابتدائے موسمِ بہار میں پہاڑ کے دامن میں وہ اپنی بہار دکھاتا ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ | مولانا محمد علی صدیقی کا ندھلوی نے کتاب ”امام اعظم اور علم الحدیث“ ص ۱۲۲ میں لکھا ہے۔ علامہ نووی نے تہذیب الاسماء واللغات کے

مقدمہ میں تصریح کی ہے کہ لفظ مولیٰ زیادہ تر دوستی کے عہد و پیمان یعنی مولیٰ الموالات کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ تاہم مولیٰ چونکہ غلام کو بھی کہتے ہیں اس لئے امام اعظم کے بارے میں بعض لوگوں کو دھوکا ہوا ہے اور وہ مولیٰ کے معنی غلام کے سمجھ بیٹھے ہیں لیکن چونکہ خود امام صاحب کی اپنی تصریح موجود ہے کہ یہ نسبت دوستی کے عہد و پیمان کی نسبت ہے اس لئے اب دوسرے احتمال کی گنجائش نہیں ہے۔ چنانچہ امام طحاوی مشکل الآثار میں جو فن حدیث میں اپنے موضوع پر بے مثال کتاب ہے عقدِ موالات پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ (جلد ۴ صفحہ ۵۴ میں)

”عبد اللہ بن یزید کہتے ہیں۔ میں امام ابو حنیفہ کے پاس گیا انھوں نے مجھ سے پوچھا تم کون ہو۔ میں نے عرض کیا کہ ایسا شخص جس پر اللہ نے اسلام کے ذریعہ احسان کیا یعنی نو مسلم۔ امام صاحب نے فرمایا یوں نہ کہو بلکہ اُن قبائل میں سے کسی سے تعلق پیدا کرو پھر تمہاری نسبت بھی ان کی طرف ہوگی میں خود بھی ایسا ہی تھا۔“

یہ عاجز عنی اللہ عنہ کہتا ہے۔ امام سیوطی نے ”الجامع الصغیر“ میں طبرانی کی الکبیر اور حاکم کی مستدرک سے ”سَلَمَانٌ مِّنْ اَہْلِ الْبَیْتِ“ کی روایت لکھی ہے کہ سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہے۔ یہ شرف اور مرتبہ حضرت سلمان کو دلائلِ محبت سے ملا ہے۔

اور مولانا کا ندھلوی نے لکھا ہے (حاشیہ کر کے) حافظ ابن الصلاح فرماتے ہیں۔ مولیٰ صرف

غلام کو نہیں کہتے ہیں بلکہ ولہ اسلام، ولہ حلف اور ولہ لزوم کو بھی ولہ کہتے ہیں اور ان تعلقات والوں کو مولیٰ کہا جاتا ہے۔ امام بخاری کو ولہ اسلام کی وجہ سے جعفری، امام مالک کو ولہ حلف کی وجہ سے تیمی اور مقسم کو حضرت عبداللہ بن عباس کے پاس زیادہ رہنے کی وجہ سے مولیٰ ابن عباس کہتے ہیں۔

علامہ حافظ جلال الدین سیوطی شافعی نے لکھا ہے۔ لہ

بشارت سراپا کرامت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کا بیان۔ ائمہ نے ذکر

کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام مالک کی بشارت اس حدیث شریف سے دی ہے۔ یَوْشَكَ أَنْ يَضْرِبَ النَّاسُ أَكْبَادًا إِلَّا بِلِ يَطْلُبُونَ الْعِلْمَ فَلَا يَجِدُونَ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنِّي عَالِمِ الْمَدِينَةِ۔ قریب ہے علم کی تلاش میں لوگ اونٹوں پر سفر کریں گے اور ان کو مدینہ کے عالم سے زیادہ علم والا کہیں نہ ملے گا۔

اور حضرت امام شافعی کی بشارت اس حدیث شریف سے دی ہے۔ لَا تَسْتَبْثُوا قَوْلَنَا

فَإِنَّ عَالِمَهَا يَمْلَأُ الْأَرْضَ مِنْ عِلْمًا۔ قریش کو برا نہ کہو کیونکہ ان کا عالم زمین کو علم سے بھر دیگا۔

میں کہتا ہوں۔ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث شریف میں ابو غنیہ

کی بشارت دی ہے جس کی روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کی ہے اور ابو نعیم نے اس کو حلیۃ الاولیاء میں لکھا ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَوْ كَانَ الْعِلْمُ بِالثُّرَيَّا لَتَنَاقَا وَلَهُ رِجَالٌ مِنْ أَبْنَاءِ فَارِسٍ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر علم ثریا کے پاس ہو البتہ ابنائے فارس کے افراد اس کو حاصل کریں گے۔

اور شیرازی نے القاب میں قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے کہ اگر علم ثریا سے لٹکا ہوا ہو البتہ اس کو ابنائے فارس سے کچھ لوگ حاصل کریں گے۔

ابو ہریرہ کی حدیث کی اصل صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ان الفاظ سے ہے۔ لَوْ

كَانَ الْإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَتَنَاقَا لَهُ رِجَالٌ مِنْ فَارِسٍ۔ اگر ایمان ثریا کے پاس ہو البتہ فارس کے لوگ اس کو حاصل کریں گے۔

اور مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَذَهَبَ

بِهِ رَجُلٌ مِنْ أَبْنَاءِ فَارِسٍ حَتَّى يَكْتَاوَلَهُ۔ اگر ایمان ثریا کے پاس ہو ابنائے فارس میں سے

لہ مطالعہ فرمائیں رسالہ تبییض الصغیفۃ فی مناقب الامام ابی حنیفہؒ ص ۴۷

ایک شخص اس حد تک پہنچ جائے گا اور اس کو حاصل کر لے گا۔

اور قیس بن سعد کی حدیث طبرانی کی معجم کبیر میں ان الفاظ سے ہے۔ لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ مُعَلَّقًا بِالْثَرَيَّا لَاتَّخَذَهُ الْعَرَبُ نَآلَهُ رِجَالٌ فَارِسٌ۔ اگر ایمان ثریا کے پاس لٹکا ہو کہ عرب اس کو نہ پاسکیں، البتہ فارس کے لوگ اس کو پالیں گے۔

اور معجم طبرانی میں ہی ابن مسعود سے روایت ہے۔ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ الَّذِينَ مُعَلَّقًا بِالْثَرَيَّا لَتَنَآوَلَهُ نَاسٌ مِنْ أَبْنَاءِ فَارِسٍ۔ ابن مسعود نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر دین ثریا سے لٹکا ہوتا البتہ بعض ابنائے فارس اس کو حاصل کر لیتے۔

یہ ایک صحیح اصل ہے جس سے امام ابو حنیفہ کی بشارت اور آپ کی فضیلت کا اظہار ہو رہا ہے جیسا کہ ان دو حدیثوں سے امام مالک اور امام شافعی کی بشارت اور فضیلت ثابت ہو رہی ہے۔

یہ صحیح اصل بے نیاز کر دیتی ہے موضوعی خبر سے۔ (سیوطی کا کلام تمام ہوا) یہ عاجز کہتا ہے علامہ سیوطی نے ”خبر موضوعی“ کا ذکر کر کے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ حضرت امام کے تذکرہ نگاروں نے جو روایتیں لکھی ہیں، جیسے ”عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یَکُونُ فِیْ أُمَّتِیْ رَجُلٌ یُقَالُ لَهُ أَبُو حَنِيفَةَ هُوَ سِرَاجٌ أُمِّتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔ یعنی میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کو ابو حنیفہ کہا جائے گا وہ قیامت میں میری امت کا چراغ ہوگا“ ایسی موضوعی روایات کو ذکر کرنے کی کیا ضرورت ہے جب ایسی مستند اصل موجود ہے۔

حضرت امام کی کنیت آپ کے تذکرہ نگاروں کا اتفاق ہے کہ آپ کی کنیت ابو حنیفہ تھی حنیفہ تارنیت ہے حنیف کا یعنی عبادت کرنے والا اور دین کی طرف راغب ہونے والا۔ تذکرہ نگاروں میں سے زیادہ تر اس طرف گئے ہیں کہ آپ کے صرف ایک بیٹے تھے جن کا نام آپ نے حماد رکھا تھا۔ ان کے علاوہ کوئی اولاد نہیں ہوئی ہے۔ ان افراد نے آپ کی کنیت ابو حنیفہ کی چند توجیہات کی ہیں۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے لکھا ہے۔ ”کو ذ کی مسجد میں وقف کی چار سودا تیں طلبہ کے لئے

لے امام ابو حنیفہ کی تدوین قانون اسلامی۔

ہمیشہ رہتی تھیں (موفق ۲/۱۳۳) اور یقیناً ابو حنیفہ کے سینکڑوں ہی شاگرد ہوئے ہوں گے۔ امام سیف الائمہ سائلی کا بیان ہے کہ ابو حنیفہ کے ایک ہزار شاگرد تھے، جن میں سے چالیس خاص فضیلت و جلالت رکھتے تھے بلکہ اجتہاد کے درجہ تک پہنچ چکے تھے۔ ابو حنیفہ ان کو خاص طور سے عزیز رکھتے تھے اور ان کو تقرب حاصل تھا۔ ایک دن انھوں نے ان چالیس شاگردوں سے کہا۔ تم میرے سب سے جلیل القدر ساتھی اور میرے دل کے رازداں اور میرے غمگسار ہو۔ میں فقہ کی اس سواری کو زین اور لگام لگا کر تمہارے سپرد کر چکا ہوں اب تمہیں چاہیے کہ میری مدد کرو کیونکہ لوگوں نے مجھے دوزخ کا پل بنا دیا ہے کہ سہولت تو دوسروں کو ہوتی ہے اور بوجھ میری پیٹھ پر رہتا ہے۔ (موفق ۳/۱۳۳)

استاذ عبدالحکیم جندی نے لکھا ہے ”آپ کا حلقہ درس وسیع تھا، آپ کے شاگرد اپنے ساتھ قلم دوات رکھا کرتے تھے۔ چونکہ اہل عراق دوات کو حنیفہ کہتے ہیں اس لئے آپ کو ابو حنیفہ کہا گیا یعنی دوات والے۔ (۲۲) بعض نے کہا ہے۔ آپ شدت سے حق کی طرف راغب اور کثرت سے اللہ کی عبادت کرتے تھے لہذا آپ کو ابو حنیفہ کہا گیا۔ اور لکھا ہے کہ آپ مستعمل پانی کے استعمال کو جائز نہیں سمجھتے تھے اس لئے آپ کے متبعین نے ٹوٹیوں کا استعمال شروع کیا۔ چونکہ ٹوٹی کو حنیفہ کہتے ہیں، آپ کا نام ابو حنیفہ پڑ گیا۔ (ص ۱)

حافظ شمس الدین نے لکھا ہے۔ بعض افراد نے کہا ہے کہ آپ کی ایک بیٹی حنیفہ نام کی تھی لہذا آپ ابو حنیفہ ہوئے۔ لیکن آپ کے تذکرہ نگاروں میں سے ایک جماعت نے یقین کے ساتھ کہا ہے کہ آپ کی کوئی بیٹی نہ تھی اور بیٹا بھی بجز حماد کے اور کوئی نہ تھا۔ علامہ الموفق مؤلف المناقب کا بھی یہی خیال ہے۔

کتاب عقود الجمان کو ”لجنۃ احیاء المعارف النعمانیہ“ واقع حیدرآباد نے طبع کیا ہے۔ علامہ اجل مولانا ابوالوفاء قندھاری رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً نے حاشیہ میں لکھا ہے۔

امام موفق نے حضرت امام کے مناقب میں لکھا ہے کہ جب حضرت امام کو فتویٰ دینے سے رد کیا تو آپ کی بیٹی نے ایک مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ اپنے بھائی سے دریافت کر لو۔ ”فَعَلِمَ أَنَّهُ كَانَتْ لَهُ ابْنَةٌ“ ”وَاللَّهِ أَعْلَمُ“ آپ کے اس ارشاد سے ظاہر ہے کہ آپ کی ایک بیٹی تھی۔

حضرت امام کی ولادت و وفات

قاضی ابو عبد اللہ حسین بن علی صبری متوفی ۳۳۶ھ

نے بہ سند متصل ابو جعفر محمد بن عمرو اور عبد اللہ بن جعفر رازی اور محمد بن سماعہ سے اور یہ دونوں قاضی القضاۃ ابو یوسف سے روایت کرتے ہیں۔ سَمِعْتُ أَبَا حَنِيفَةَ يَقُولُ سَجَّتُ مَعَ أَبِي سَنَةَ ثَلَاثٍ وَتِسْعِينَ وَلِي سِتَّ عَشْرَ مَسْنَةً فَإِذَا شَيْخٌ قَدْ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لِأَبِي مَنْ هَذَا الشَّيْخُ، فَقَالَ هَذَا رَجُلٌ قَدْ صِيبَ الشَّيْءُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ جَزْرٍ، فَقُلْتُ لِأَبِي فَأَيُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ، قَالَ أَحَادِيثُ سَمِعَهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ لِأَبِي قَدْ مَنَى إِلَيْهِ حَتَّى أَسْمَعَ مِنْهُ، فَتَقَدَّمَ بَيْنَ يَدَيْ فَجَعَلَ يُفَرِّجُ النَّاسَ حَتَّى دَنُوتُ مِنْهُ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَفَقَّهَ فِي دِينِ اللَّهِ كَفَاهُ اللَّهُ وَهَمَّتْهُ وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَخْبِيهِ۔

میں نے امام ابو حنیفہ سے سنا کہ ۳۹۳ھ میں اپنے والد کے ساتھ حج کو گیا۔ اس وقت میری عمر سولہ سال کی تھی۔ میں نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ ان پر لوگوں کا ہجوم تھا۔ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ یہ بوڑھے شخص کون ہیں۔ انھوں نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور ان کا نام عبد اللہ بن الحارث بن جزر ہے۔ پھر میں نے دریافت کیا کہ ان کے پاس کیا ہے میرے والد نے کہا۔ اُن کے پاس وہ حدیثیں ہیں جو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں۔ میں نے کہا۔ مجھ کو آپ ان کے پاس لے جائیں تاکہ میں بھی حدیث شریف سن لوں چنانچہ وہ مجھ سے آگے بڑھے اور لوگوں کو چیرتے ہوئے چلے یہاں تک کہ میں اُن کے قریب پہنچ گیا اور میں نے اُن سے سنا کہ آپ کہہ رہے تھے۔

تیس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، جس نے دین کی سمجھ حاصل کر لی اس کی فکروں کا علاج اللہ کرتا ہے اور اس کو اس طرح پر روزی دیتا ہے کہ کسی کو شان و گمان بھی نہیں ہوتا۔

قاضی امام ابو یوسف کی اس روایت سے ظاہر ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ کی ولادت ۳۳۶ھ کی ہے۔

تاریخ بغداد میں خطیب نے مزاحم بن داؤد سے اور وہ اپنے والد یا کسی دوسرے سے روایت

لہ ملاحظہ فرمائیں اخبار ابی حنیفہ صاحبہ ۳۳۶ ۳۳۷ کتاب بیان العلم و فضلہ جلد اول ۳۳۷

کرتے ہیں کہ ابو حنیفہ کی ولادت سلسلہ میں اور وفات سلسلہ میں ہوئی ہے لیکن یہ روایت کسی دوسرے نے نہیں کی ہے۔ ابو نعیم نے کہا ہے کہ آپ کی ولادت سلسلہ میں ہوئی ہے بلکہ وَفَاتِ الْأَعْيَانِ میں ابن خلیکان نے لکھا ہے کہ ابو حنیفہ کی ولادت سلسلہ میں ہوئی ہے اور کہا گیا ہے کہ سلسلہ میں ہوئی ہے اور پہلا قول اصلح ہے اور آپ کی وفات رجب کے مہینہ میں ہوئی ہے اور کہا گیا ہے کہ شعبان میں ہوئی ہے اور سال وفات سلسلہ میں ہے اور کہا گیا ہے کہ جمادی الاولیٰ کی گیارہ تاریخ تھی اور کہا گیا ہے سلسلہ میں تھا۔ اور اصح پہلا قول ہے بلکہ خطیب کی سلسلہ میں روایت پر علماء ازہر نے درج ذیل حاشیہ لکھا ہے۔

وَالْيَهْ يَخْتَمُ مِنَ الْقَدَمَاءِ مَنْ دُونَ أَحَادِيثِ الثُّعْمَانِ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ كَأَبِي مَعْشَرَ الطَّبَرِيِّ الشَّافِعِيِّ الْمُقَرَّبِيِّ وَغَيْرِهِ۔

قدیم علماء کرام کی وہ جماعت جس نے حضرت امام کی اُن روایات کی تدوین کی ہے جو آپ نے حضرات صحابہ سے کی ہیں، اس قول کی طرف میلان کیا ہے۔ جیسے ابو معشر طبری شافعی وغیرہ۔

علامہ سید احمد رضا بجنوری متبع الشیخ المسلمین من علمہ نے مقدمہ انوار الباری کے حصہ اول کے صفحہ پچاس میں لکھا ہے۔

”حضرت امام سلسلہ میں پیدا ہوئے، سنہ ولادت میں اختلاف ہے۔ علامہ کوثری نے سلسلہ کو دلائل و قرائن سے ترجیح دی ہے اور سلسلہ میں اپنے والد کے ساتھ حج کو گئے وہاں حضرت عبداللہ بن الحارث صحابی سے ملے اور حدیث سنی، سلسلہ میں پھر حج کو گئے اور جو صحابہ زندہ تھے اُن سے ملے۔ در مختار میں ہے کہ امام صاحب نے بیس صحابہ کو دیکھا ہے۔ خلاصۃ الکمال فی اسرار الرجال میں ہے کہ چھبیس صحابہ کو دیکھا ہے۔“

علامہ قاضی صیمری اور امام ابن عبدالبر نے جو روایات قاضی القضاہ ابو یوسف سے بہ سند متصل روایت کی ہے عاجز کے نزدیک دوسری روایتوں سے ارجح اور قابل اعتماد ہے۔ اور حضرت امام عالی مقام کا سال ولادت سلسلہ میں ہے اور سال ولادت ”جان پاک“ سے ظاہر ہے۔ برادر طریقت مولانا حافظ محمد اکرام الحق، ساکن گھوسی، ضلع سوئی پور نے مشہور قول کی رو سے حضرت امام عالی مقام کی تاریخ ”ید اللہ“ سے نکالی ہے۔ جزاء اللہ خیر۔

۱۔ ملاحظہ کریں جلد ۱۳ صفحہ ۳۳۔ ۲۔ ملاحظہ کریں وفیات الاعیان، جلد ۵ صفحہ ۳۱۳-۳۱۴

ایک افواہ علامہ احمد بن مصطفیٰ معروف بہ طاش کبری زادہ متوفی ۹۶۲ھ نے مفتاح السعاده و مصباح السیاده کی جلد ۲ صفحہ ۷۰ میں لکھا ہے۔

”وَسَمِعْتُ مَنْ أَثَقَ بِهِ يَرْوِي عَنْ بَعْضِ الْكُتُبِ أَنَّ ثَابِتًا تُوْفِيَ وَتَزَوَّجَ أُمُّ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ الْإِمَامُ جَعْفَرُ الصَّادِقُ وَكَانَ أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ صَغِيرًا وَتَرَبَّى فِي حِجْرِ الصَّادِقِ“

”مجھ سے ایک شخص نے کہا جس پر مجھ کو بھروسہ ہے کہ بعض کتب میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ کی والدہ سے امام جعفر صادق نے نکاح کر لیا۔ چنانچہ ابو حنیفہ کی تربیت حضرت جعفر صادق کے زیر سایہ ہوئی ہے۔“

امام جعفر صادق کی ولادت ۸۴ھ میں ہوئی ہے اور یہی سن حضرت امام ابو حنیفہ کی ولادت کا اہل حدیث نے مشہور کیا ہے۔ اس قول کی رو سے دونوں حضرات کی ولادت ایک سن میں ہوئی ہے اور یہ ثابت ہے کہ حضرت امام نے پہلاج اپنے والد بزرگوار کے ساتھ ۹۳ھ میں کیا ہے۔ اور اس وقت آپ کی عمر سو سال کی تھی اور آپ کے والد ماجد حیات تھے۔ بہ طاہر علامہ طاش کبری زادہ ”يُلْقُونَ السَّمْعَ وَآكَذِبُهُمْ كَاذِبُونَ“ کے مصداق ہیں کہ لاڈ لیتے ہیں سنی بات اور بہت ان میں جھوٹے ہیں۔ ان کی روایت اعتبار کے قابل نہیں۔

حضرت امام کی تابعیت حضرت امام عالی مقام کی تابعیت کے سلسلہ میں علامہ ذہبی نے ”مناقب الامام ابی حنیفہ وصاحبہ“ میں علامہ جلال الدین سیوطی نے ”تبلیض الصحیفہ“ میں علامہ شمس الدین دمشقی نے ”عقود الجمان“ میں اور علامہ شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی نے ”الخیرات الحسان“ میں از روئے انصاف بہت اچھی بحث کی ہے اور حافظ کبیر ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری کی عبارت اُن کے فتاویٰ سے نقل کی ہے۔ عاجزان اکابر کے اقوال کا خلاصہ لکھتا ہے۔

خلاصہ:- حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرات صحابہ کی ایک مبارک جماعت کو پایا ہے۔ آپ کی ولادت کوفہ میں ۸۴ھ میں ہوئی اور اس وقت کوفہ میں صحابہ میں سے عبداللہ بن ابی ادنی تھے۔ ان کی وفات ۸۴ھ یا اس کے بعد ہوئی ہے۔ اور ابن سعد نے ایسی سند سے کہ جس میں خلل نہیں ہے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہ نے انس بن مالک کو دیکھا ہے۔ ان دو حضرات کے سوا دوسرے حضرات صحابہ بھی ممالک میں زندہ تھے۔ بعض حضرات نے ان روایات کو

جن کی روایت امام ابو حنیفہ نے صحابہ سے کی ہے ایک مختصر رسالہ میں جمع کر دیا ہے لیکن ان روایات کی سند ضعیف سے خالی نہیں ہے اور میرے نزدیک مستند وہ بات ہے جو گزر چکی ہے کہ حضرت امام نے بعض صحابہ کو دیکھا ہے۔ یہ بات ابن سعد نے بھی کہی ہے لہذا اس اعتبار سے حضرت امام تابعین کے طبقہ میں سے ہیں اور یہ بات ائمہ ائمصار میں سے کسی دوسرے امام کے واسطے ثابت نہیں ہے۔ جیسے ملک شام کے اوزاعی ہیں، بصرہ کے دو حنابلہ ہیں، کوفہ کے ثوری ہیں، مدینہ منورہ کے مالک ہیں اور مصر کے لیث بن سعد ہیں۔ تمام ہوئی بات حافظ ابن حجر کی۔

علامہ شمس الدین دمشقی نے ”عقود الجمان“ میں تفصیل سے بحث کی ہے اور لکھا ہے

”علامہ قاضی ابو محمد العینی نے اپنی کتاب ”شرح شرح معانی الآثار“ کے مقدمہ میں اور اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے صحابہ کی ایک جماعت سے سنا ہے، لیکن علامہ محقق قاسم بن قلوبغا نے ”جامع المسانید“ للخوازمی کے حاشیہ میں عینی کے کلام کا رد لکھا ہے۔“

اور لکھا ہے کہ ابن حجر اور دوسرے علماء نے حضرت امام کی روایت کردہ احادیث کی سند کی وجہ سے عدم صحت اور ضعف کا حکم کیا ہے کسی نے باطل نہیں قرار دیا ہے۔ بنا بریں ان روایات کے بیان کرنے میں ایک طرح کی سہولت ہے کیونکہ ضعیف حدیث کا ذکر کرنا جائز ہے اور ان کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ یہ وارد ہے۔ لہذا میں ان کو ذکر کرتا ہوں۔ پھر ان پر کلام کروں گا۔ علامہ سیوطی کے پیش نظر وہ نسخہ رہا ہے جس کو ابو معشر نے جمع کیا۔

حضرت امام کی مرویات جن کو ابو معشر نے جمع کیا ہے

قَالَ أَبُو مَعْشَرٍ فِي جُزْئِهِ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ مَنصُورُ الْفَقِيهِ الْوَاعِظُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَرَاهِيمَ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْقَاضِي قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ حَمْدَانَ الْحَنْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ السَّمَّانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ مُحَمَّدٍ الْبَزَّازِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْحُسَيْنِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ أَحْمَدُ بْنُ الصَّلْتِ بْنِ الْمُغَلِّسِ الْحِمَافِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا بَشَرُ بْنُ الْوَلِيدِ الْقَاضِي عَنْ أَبِي يُوسُفَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ طَلِبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَبِهِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَهَافِهِ وَبِهِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ إِغَاثَةَ اللُّغَا

أَقُولُ أَحْمَدُ بْنُ الْمُغَلِّسِ مَجْرُوحٌ - یعنی ان تین روایتوں میں احمد بن الصلت بن المغلس ہے اور وہ مجروح ہے۔

پہلی حدیث (طلب العلم) کا متن مشہور ہے۔ امام نووی نے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اگرچہ معنی صحیح ہے اور حافظ جمال الدین المزنی نے کہا ہے۔ ایک طریقہ سے اس کی روایت ہوئی ہے اور اس طریقہ سے یہ حدیث حسن کے رتبہ کو پہنچتی ہے۔ اور میں (سیوطی) کہتا ہوں کہ میرے نزدیک وہ صحیح کے رتبہ کو پہنچتی ہے کیونکہ میں تقریباً پچاس طریقوں سے واقف ہو چکا ہوں۔

دوسری حدیث (الدال علی الخیر) کا متن صحیح ہے۔ اس کی روایت صحابہ کی ایک جماعت سے ثابت ہے اور اس کی اصل صحیح مسلم میں ابو مسعود کی حدیث ہے۔ مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ الْجُزْأُفِلُہ۔ تیسری حدیث (إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ) کا متن صحیح ہے اور صحابہ کی ایک جماعت سے اس کی روایت ثابت ہے۔ اور ضیاء مقدسی نے "مختارہ" میں بریدہ کی حدیث سے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

ثُمَّ قَالَ أَبُو مَعْشَرَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْحَنْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْحُسَيْنِيُّ بْنُ أَحْمَدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحُسَيْنِ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَرَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُظَفَّرُ بْنُ مِنْهَلٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عِيسَى بْنِ الْمُنْذِرِ الْحَمَصِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ عَنْ وَائِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعُ مَا يَرْيُبُكَ إِلَى مَا لَا يَرْيِبُكَ. وَبِهِ عَنْ وَائِلَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَظْهَرِ الشَّمَاتَةَ لِأَخِيكَ فَيَقْتُلَكَ اللَّهُ وَيَبْتَلِيكَ. - یہ دو حدیثیں ہیں جن کی سند ایک ہے۔

پہلی حدیث (دع ما يربيك) کا متن صحیح ہے۔ صحابہ کی ایک جماعت سے اس کی روایت ثابت ہے اور اس کی تصحیح ترمذی، ابن جبان، حاکم اور ضیاء نے حسن بن علی بن ابی طالب کی حدیث سے کی ہے۔

دوسری حدیث (لا تظهر) ترمذی نے وائلہ سے دوسری وجہ سے روایت کی ہے اور اس کو حسن قرار دیا ہے اور ابن عباس کی حدیث اس حدیث کی شاہد ہے۔

ثُمَّ قَالَ أَبُو مَعْشَرَ أَخْبَرَنَا أَبُو يُونُسَ عَبْدُ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْحَنْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ السَّامِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ

اسحاق الیمانی قال حدثنا أبو الحسن علی بن بابویه الأسواری قال حدثنا أبو داود الطیالسی عن ابی حنیفة قال ولدت سنة ثمانین و قدّم عبد الله بن أنیس الکوفی سنة أربع و تسعین و رأیته و سمعت منه و أنا ابن أربع عشرة سنة یقول قال رسول الله صلی الله علیه و سلم حبّك الشیء یعنی و یصم۔

میں سیوطی کہتا ہوں اس حدیث کی روایت ابو داؤد نے ابو الدرداس سے اپنی سنن میں کی ہے۔ یہاں یہ مشکل سوال واقع ہوا ہے کہ عبد اللہ ابن انیس جہنی مشہور صحابی کی وفات ۳۵ھ میں ہوئی ہے جو ابو حنیفہ کی ولادت سے ایک زمانہ پہلے ہے۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ حضرات صحابہ میں عبد اللہ بن انیس پانچ افراد تھے لہذا ہو سکتا ہے کہ جس عبد اللہ بن انیس سے ابو حنیفہ نے روایت کی ہے وہ اس مشہور صحابی عبد اللہ بن انیس جہنی کے سوا ہو۔

ثم قال أبو معشر أخبرنا أبو عبد الله قال حدثنا أبو براهيم قال أخبرنا أبو بكر الخنفي قال حدثنا أبو سعد السمان قال حدثنا محمد بن موسى قال حدثنا محمد بن عياش الجلودی عن التمام یحیی بن القاسم عن ابی حنیفة قال سمعت عبد الله بن ابی اوفی یقول سمعت رسول الله صلی الله علیه و سلم یقول من بنی لله مسجداً و لو کفحص قطاة بنی الله له بیتا فی الجنة۔

میں سیوطی کہتا ہوں اس حدیث کا متن صحیح بلکہ متواتر ہے۔

وبه الى سعد السمان قال حدثنا ابو محمد عبد الله بن كثير الرازي قال حدثنا عبد الرحمن بن ابی حاتم الرازي قال حدثنا عباس بن محمد الدوري قال حدثنا يحيى بن معين عن ابی حنیفة أنه سمع عن عائشة بنت محمد رضی الله عنها تقول قال رسول الله صلی الله علیه و سلم اکثر جندا الله فی الارض الجراد، لا آكله ولا أحرّمه۔

میں کہتا ہوں اس حدیث کا متن صحیح ہے۔ ابو داؤد نے اس کی روایت سلمان سے کی ہے اور ضیاء نے ”مختارہ“ میں اس کو صحیح کہا ہے۔

حضرت امام کا وطن کوفہ | آپ کا وطن کوفہ ہے جو کہ عراق میں دریائے فرات کے کنارے آباد ہے۔ اس شہر کو ادربصرہ کو خلیفہ دوم امیر المومنین حضرت

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بسایا ہے۔

سلام کو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے رستم کو شکست دے کر قادیہ کو فتح کر لیا اور کسریٰ کی حکومت کا خاتمہ کر دیا اور مدائن میں آپ نے قیام کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بصرہ اور کوفہ بسانے کا حکم دیا اور انہوں نے یہ دو شہر آباد کئے۔ بعض علماء نے لکھا ہے سلام کو بصرہ آباد ہوا اور سلام کو کوفہ اور بعض نے سلام لکھا ہے، لیکن مشہور قول سلام کا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یمن کے بارہ ہزار افراد کو اور نزار کے آٹھ ہزار کو کوفہ بھیجا۔ ان سب کے واسطے آپ نے روزینہ مقرر کیا۔ کوفہ کی آبادی میں بہت سرعت سے اضافہ ہوا۔ ابن سعد نے الطبقات الکبریٰ جلد چھ میں کوفہ اور اہل کوفہ کا ذکر کیا ہے۔ صفحہ ۱۱ میں لکھا ہے: "کان عمر یبذل اُباہل الکوفۃ وہما بیوتات العرب کلہا ولیست بالبصرۃ" کہ حضرت عمر اہل کوفہ سے شروعات کیا کرتے تھے۔ وہاں تمام عرب کے گھرانے آباد تھے اور یہ بات بصرہ میں نہ تھی۔ اور صفحہ ۹ میں لکھا ہے: "ہبط الکوفۃ ثلاثمائۃ من اصحاب الشجرۃ وسبعون من اہل بذر" کوفہ میں تین سو افراد بیعت رضوان والے اور ستر افراد غزوہ بدر والے نازل ہوئے۔ اس شہر کے بیچ میں عظیم الشان مسجد شریف بنوائی، جس میں چالیس ہزار افراد نماز بہ یک وقت پڑھتے تھے۔ ابن سعد نے صفحہ پانچ میں لکھا ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا: "بالکوفۃ وجوۃ الناس" کوفہ میں سرکردہ افراد ہیں۔ اور لکھا ہے کہ حضرت عمر نے کوفہ کا ذکر کیا اور کہا: "رفع اللہ اوکثر الایمان وجمۃ العرب، یحذرؤن تغورہم ویمدؤن الأمصار" کوفہ اللہ کا نیزہ اور ایمان کا خزانہ اور عرب کی کھوپڑی ہے۔ کوفہ والے سرحدی چوکیوں کی حفاظت کرتے ہیں اور شہروں کی مدد کرتے ہیں۔ اور آپ نے اہل کوفہ کو مکتوب ارسال کیا۔ ابتدا اس طرح کی: "الی رأس اہل الاسلام" اہل اسلام کے سرکردہ افراد کو۔ اور حضرت علی نے فرمایا: الکوفۃ جمۃ الاسلام وکثر الایمان وسیف اللہ ورفحہ، کہ کوفہ اسلام کی کھوپڑی، ایمان کا خزانہ اور اللہ کی تلوار اور اس کا نیزہ ہے۔ اور حضرت سلمان فارسی نے فرمایا ہے: الکوفۃ قبیۃ الاسلام واهل الاسلام یعنی کوفہ اسلام کا اور اہل اسلام کا گھر ہے۔

اور صفحہ سات میں لکھا ہے کہ آپ نے اہل کوفہ کو مکتوب ارسال کیا اس میں لکھا: اے اہل کوفہ تم عرب کا سر اور ان کی کھوپڑی اور میرادہ تیر ہو جس کو میں افتاد پڑنے پر ادمعرا دھر پھینکتا ہوں، میں نے تمہارے پاس عبداللہ بن مسعود کو بھیج کر اپنے نفس پر تم کو ترجیح دی ہے۔

اس مبارک شہر میں ایک ہزار صحابہ سے زیادہ افراد نے سکونت اختیار کی۔ ان حضرات کے رہنے اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی تعلیم و تدریس اور پھر حضرت علی کا وہاں قیام اور جلیل القدر صحابہ کے درود سے کوفہ بے مثال گلزارِ علم بن گیا۔ اسی مبارک سرزمین سے تمام علوم اسلامیہ نے سر ابھارا ہے۔ جو صحابہ کرام وہاں آئے ان سے حدیث شریف کے دہانے کھلے۔ نحو، صرف، لغت، فقہ اللغۃ، علوم معانی، فقہ اور اصول فقہ کا مصدر کوفہ ہی ہے۔ شاطبیہ میں سات ائمہ کی قرارات کا ذکر ہے۔ ۱۔ نافع اور وہ مدینہ کے، ۲۔ ابن کثیر اور وہ مکہ کے، ۳۔ ابو عمرو اور وہ بصرہ کے، ۴۔ ابن عامر اور وہ دمشق کے، ۵۔ عاصم ۶۔ حمزہ ۷۔ کسائی اور یہ تینوں حضرات کوفہ کے ہیں۔

علامہ ذہبی نے ”تذکرۃ الحفاظ“ لکھی ہے۔ یہ کتاب چار جلدوں میں ہے، عاجز کے پاس نہیں ہے۔ مولانا محمد سرفراز خاں صفدر صاحب نے اپنی تالیف ”مقام ابی حنیفہ“ میں تذکرۃ الحفاظ کی صرف پہلی جلد سے کوفہ کے ستانوے حفاظ کے اسماء گرامی لکھے ہیں۔

کوفہ جمعہ اسلام، قبۃ اسلام، کنز الایمان، امام الائمہ حضرت ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کا وطن ہے۔ عاجز نے کہا ہے۔

شہر کوفہ ہے جو مسکن حضرت نعمان کا سر ہے وہ اسلام کا مخزن ہے وہ ایمان کا ہے یہ فرمانِ عمر پھر ہے یہ فرمانِ علی قبۃ اسلام کہنا قول ہے سلمان کا حضرات اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم نے جو کچھ فرمایا ہے الہام ربانی ہے۔ ابھی سو سال نہیں گزرے تھے کہ دنیا نے دیکھ لیا کہ اس مبارک سرزمین میں سے ایسے ایسے افراد ظاہر ہوئے کہ انہوں نے عقدِ ثریا کے روشن تاروں کے انوار سے تمام عالم اسلام کو شرقاً و غرباً شمالاً جنوباً منور کر دیا۔ ان حضرات نے ایسے دقائق حل کئے ہیں اور ایسے ایسے علوم و فنون ایجاد کئے ہیں کہ دنیا محو حیرت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوفہ کو جمحۃ العرب اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جمحۃ الاسلام فرمایا ہے ان حضرات کے ارشاد کا اظہار ہو رہا ہے۔

حضرت امام کی وجہ معاش | حضرت امام کے تمام تذکرہ نگاروں کا اتفاق ہے کہ آپ ریشمی کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ کام آپ کو اپنے والد سے ملا تھا یا آپ نے یہ عمل از خود اختیار کیا تھا۔ ریشمی کپڑے کے تاجر کو عربی میں الخبزاز کہتے ہیں۔

خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ حضرت امام کا مَنفَع، دوکان سرے عمرو بن حریث میں تھی۔

صیری نے لکھا ہے کہ حفص بن عبدالرحمن کاروبار میں آپ کے شریک تھے۔
استاذ محمد ابو زہرہ نے آپ کی تجارت کے متعلق نفیس مقالہ لکھا ہے۔ اس کا خلاصہ لکھا جاتا ہے۔
تاجر ابو حنیفہ ایسی چار صفتوں سے متصف ہوئے کہ معاملات سے ان کا جوڑ ملتا ہے اور
ان اوصاف کی وجہ سے آپ ایک کامل اور ماہر تاجر ہوئے۔ جس طرح کہ علماء کی جماعت میں
آپ سب سے برتر اور فائق تھے۔ وہ چار صفتیں یہ ہیں۔

۱۔ آپ کا نفس غنی تھا۔ لالچ کا اثر کسی وقت بھی آپ پر ظاہر نہیں ہوا۔ حالانکہ لالچ کا اثر اکثر
نفوس پر غالب آجاتا ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ آپ اچھے کھاتے پیتے گھرانے کے فرد تھے جس پر
محتاجی کی مذلت کبھی طاری نہیں ہوئی۔

۲۔ نہایت درجہ امانت دار تھے اور آپ کے نفس سے جس شے کا بھی تعلق ہوتا تھا اسی میں
شدید تھے۔

۳۔ آپ معاف اور درگزر کرنے والے تھے، نفس کی ذمہ داری سے اللہ نے آپ کو بچا رکھا تھا۔
۴۔ آپ بڑے دیندار تھے، شریعت کے احکام پر سختی سے عمل پیرا تھے، دن کو روزہ رکھتے
اور رات کو عبادت کرتے تھے۔

ان اوصافِ عالیہ کا اجتماعی طور پر جو اثر آپ کے تجارتی معاملات پر ہوا اس کی وجہ سے
تاجروں کے طبقہ میں انوکھے تاجر ہوئے اور بیشتر افراد نے آپ کی تجارت کو حضرت خلیفۃ المسلمین ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ کی تجارت سے تشبیہ دی ہے۔ گویا کہ آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی
تجارت کی ایک مثال پیش کر رہے ہیں اور آپ ان طریقوں پر چل رہے ہیں جن پر سلف صالح کا
عمل تھا۔ مال کے خریدنے کے وقت بھی اسی طرح امانت داری کے طریقہ پر عامل رہتے تھے جس
طرح بیچنے کے وقت عامل رہا کرتے تھے۔

ابن حجر مکی نے ”الخیرات الحسان“ میں لکھا ہے کہ ایک عورت آپ کے پاس ریشمی کپڑا بیچنے
کے واسطے لائی۔ آپ نے اس سے دام پوچھے۔ اس نے ایک سو بتائے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ زیادہ
کا ہے، تم کیا کہتی ہو۔ اس نے ایک سو بڑھائے اور اسی طریقہ پر وہ چار سو تک پہنچی۔ آپ نے
فرمایا کہ یہ چار سو سے زیادہ کا ہے۔ وہ بولی تم مجھ سے مذاق کرتے ہو۔ آپ نے فرمایا کسی شخص کو لاؤ کہ وہ
اس کے دام لگائے۔ چنانچہ وہ ایک شخص کو لائی اور اس نے پانچ سو میں وہ کپڑا خریدا۔

حضرت امام بیچنے والے کی غفلت اور لاعلمی سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہتے تھے بلکہ صحیح کیفیت کی ہدایت فرماتے تھے۔ اگر کوئی خریدار غریب ہوتا تھا یا وہ آپ کا دوست ہوتا تھا تو آپ اس سے فائدہ نہیں لیا کرتے تھے بلکہ اپنے فائدے میں سے بھی اس کو دیا کرتے تھے۔

خطیب نے لکھا ہے۔ ایک ضعیفہ آپ کے پاس آئی اور اس نے کہا۔ یہ کپڑا آپ کو جتنے میں بڑا ہے اس دام پر میرے ہاتھ فروخت کر دیں۔ آپ نے فرمایا تم چار درم میں لے لو۔ وہ بولی میں بڑھیا ہوں میرا مذاق کیوں اڑاتے ہو۔ آپ نے فرمایا میں نے دو کپڑے خریدے تھے اور ان میں سے ایک کپڑے کو اس دام سے چار درم کم پر فروخت کر دیا۔ اب یہ دوسرا کپڑا ہے جو چار درم میں مجھ کو بڑا ہے لہذا تم چار درم میں اس کو لے لو۔

اور خطیب بیان کرتے ہیں کہ ایک کپڑے میں کچھ عیب تھا۔ آپ نے اپنے شریک حفص بن عبد الرحمن کو وہ عیب دکھایا اور ان سے کہا۔ اس کپڑے کو فروخت کرتے وقت گاہک کو یہ عیب دکھا دینا۔ حفص مال لے گئے اور اس کو بیچ کر روپیہ لے آئے لیکن اس عیب دار کپڑے کا عیب گاہک کو بتانا بھول گئے۔ جب امام ابو حنیفہ کو اس کا علم ہوا آپ نے سارے مال کی ساری قیمت صدقہ کر دی۔

اس درع اور حلال رزق پر اکتفا سے آپ کی تجارت آپ پر مہن برساتی تھی۔ تاریخ بغداد میں ہے، آپ تجارت کے نفع کو سال بھر تک جمع کرتے تھے پھر اس سے اساتذہ اور محدثین کی ضروریات از قسم خوراک و پوشاک اور دوسری ضروریات خرید کر ان کو پیش کرتے تھے۔ اور جو روپیہ نقد رہ جاتا تھا وہ ان حضرات کو دیتے تھے اور ان سے فرماتے تھے۔ میں نے اپنے مال میں سے کچھ نہیں دیا ہے یہ سب مال اللہ کا ہے اس نے اپنے فضل و کرم سے تمہارے واسطے مجھ کو دیا ہے جو میں پیش کرتا ہوں۔“

عبد الحکیم جندی نے لکھا ہے کہ حضرت امام اپنی دوکان میں تھے ایک شخص نے ریشمی کپڑا طلب کیا۔ آپ نے اپنے فرزند حماد سے کپڑا دکھانے کو کہا۔ وہ کپڑا لائے اور دکھاتے وقت انہوں نے ”صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ“ کہا۔ عرب ممالک میں یہ مبارک جملہ مقام تحسین میں بولا جاتا ہے۔ عاجز نے یہاں ہندوستان میں اپنے حضرت والد اور کلاں سال افراد کو ایسے موقع پر ”ما شاء اللہ کیا کہنا“ کہتے سنا ہے۔ حضرت امام نے جب اپنے فرزند سے یہ کلمہ تحسین سنا تو فرمایا: ”مَنْ قَدْ مَدَّ حَنَّةً“

لے ملاحظہ کریں ابو حنیفہ بطل الحریۃ ص ۵۵۔

ہائیں، تم نے اس کپڑے کی تعریف کر دی۔ اب تم اس کپڑے کو اٹھاؤ۔ اور اس گاہک کے ہاتھ وہ کپڑا فروخت نہیں کیا۔

امام موفق نے لکھا ہے۔ امام ابو حفص عمر بن ابی بکر بن محمد زرخری اپنے والد ابو عبد اللہ ابن ابی حفص البکیر سے وہ حامد بن آدم سے وہ اسد بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کی کوشش رہا کرتی تھی کہ وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اقوال و افعال و خصال کی پیروی کریں، کیونکہ حضرت ابو بکر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین میں سب سے افضل، سب سے اعلم، سب سے افقہ، سب سے اذرع، سب سے اتقی، سب سے اعبد، سب سے ازہد، سب سے استخا اور سب سے اجد تھے۔ اسی طرح ابو حنیفہ تابعین میں سب سے زائد علم والے، سب سے زائد متقی، سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ دینے والے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی مکہ میں ایک دوکان تھی وہاں کپڑا فروخت کرتے تھے، حضرت ابو حنیفہ نے ان کا اتباع کیا اور کپڑے کی آپ نے تجارت کی۔

علامہ ابن حجر مکی نے امام ابو یوسف کا یہ بیان لکھا ہے۔ ۱۰

”حضرت امام سے جب بھی کسی شخص نے اپنی حاجت بیان کی آپ اس کی حاجت روائی کرتے۔ آپ کے صاحبزادے حماد نے جب استاد سے سورہ فاتحہ پڑھی، آپ نے استاد صاحب کو پانچ سو درہم دیئے اور دوسری روایت میں ایک ہزار درہم دینے کا بیان ہے۔ استاد صاحب نے کہا میں نے کام ہی کیا کیا ہے جو آپ نے اتنی زیادہ رقم مجھ کو ارسال کی ہے۔ آپ نے استاد صاحب کو بلا کر فرمایا۔ آپ نے میرے بیٹے کو جو تعلیم دی ہے اس کو کم چیز نہ سمجھئے۔ اللہ کی قسم اگر ہمارے پاس اس سے زیادہ کی گنجائش ہوتی ہم پیش کرتے۔

ویسے نے بیان کیا۔ مجھ سے ابو حنیفہ نے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے: ”أَرْبَعَةُ آلَافٍ وَدُونَهُ نَفَقَةٌ“ چار ہزار اور اس سے کچھ کم نفقہ ہے۔ (یعنی سال بھر کے لئے یہ مقدار کافی ہے) اور اس ارشاد گرامی کی وجہ سے میں چالیس سال سے چار ہزار درہم سے زائد کا مالک نہیں ہوا ہوں۔ اگر محتاجی کا کھٹکا مجھ کو نہ ہوتا میں اپنے پاس ایک درہم بھی نہ رکھتا۔

سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ ابو حنیفہ کثرت سے صدقہ کیا کرتے تھے، ان کو جو بھی فائدہ ہوا کرتا تھا وہ دے دیا کرتے تھے۔ مجھ کو اس کثرت سے تحفے ارسال کئے کہ مجھ کو وحشت ہونے لگی۔ میں نے ان کے بعض اصحاب سے اس کی شکایت کی۔ انہوں نے کہا۔ تم ذرا ان تحفوں کو دیکھتے

جوانہوں نے سعید بن ابی عروبہ کو بھیجے ہیں۔ ابو حنیفہ نے محدثین میں سے کسی کو بھی نہیں چھوڑا کہ اس کے ساتھ بھلائی نہ کی ہو۔

مُسَعر نے کہا کہ ابو حنیفہ جب بھی اپنے واسطے یا اپنے عیال کے واسطے کپڑا یا میوہ خریدتے تھے، پہلے اسی مقدار میں کپڑا یا میوہ علماء مشیوخ کے واسطے خریدتے۔

ابو یوسف نے بیان کیا۔ اگر آپ کسی کو کچھ دیا کرتے تھے اور وہ آپ کا شکر کرتا تھا تو آپ کو بڑا ملال ہوتا تھا اور آپ فرماتے تھے۔ شکر اللہ کا کرو کہ اس نے یہ روزی تم کو دی ہے۔

آپ نے بیس سال تک میرا اور میرے گھر کا خرچہ برداشت کیا اور میں جب بھی آپ سے کہتا کہ میں نے آپ سے زائد دینے والا کسی کو نہیں دیکھا ہے، آپ فرماتے اگر تم کبھی حماد (آپ کے مبارک استاد) کو دیکھ لیتے تو کیا کہتے۔

اور ابو یوسف نے کہا۔ میں نے ابو حنیفہ سے بڑھ کر اچھی عادتوں والا نہیں دیکھا اور آپ کہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ابو حنیفہ کو علم علّٰی سخا اور داد و دہش اور قرآنی اخلاق سے مزین کر دیا تھا۔ شقیق نے بیان کیا میں ابو حنیفہ کے ساتھ کسی طرف جا رہا تھا۔ راستہ میں ایک شخص نے آپ کو دیکھا اور وہ دوسرے راستہ پر جانے کی کوشش کرنے لگا۔ آپ نے اس کو آواز دی اور وہ آپ کے پاس آیا۔ آپ نے اس سے کہا۔ تم دوسرے راستہ کی طرف کیوں مڑ گئے تھے۔ اس نے کہا میں نے آپ سے دس ہزار درہم قرض لئے تھے اور بہت دن گزر گئے اور میں تنگ دست ہو گیا ہوں لہذا مجھ کو آپ سے چیا آئی۔ آپ نے کہا۔ سبحان اللہ۔ تمہارے حالات اتنے بگڑ گئے ہیں تو میں نے وہ ساری رقم تم کو دی اور میں اس پر اللہ تعالیٰ کو گواہ کرتا ہوں۔ تم مجھ سے اپنے کو نہ چھپایا کرو اور تم نے جو زحمت برداشت کی ہے اس سے مجھ کو معاف کر دو۔

یہ روایت بیان کر کے شقیق نے کہا۔ مجھ کو یقین ہو گیا کہ ابو حنیفہ درحقیقت زاہد ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ

فصیل نے کہا کہ ابو حنیفہ زیادہ کرم کرنے میں اور بات کم کرنے میں اور علم و اہل علم کی تکریم کرنے میں مشہور تھے۔

شریک نے کہا۔ جو شخص آپ سے پڑھتا تھا آپ اس کو نان نفقہ کی طرف سے مستغنی کر دیا کرتے تھے بلکہ اس کے گھر والوں پر بھی خرچ کرتے تھے اور جب وہ علم پڑھ لیتا تھا تو آپ اس سے فرماتے تھے۔ اب تم کو بڑی دولت مل گئی ہے اور تم کو حلال و حرام کی پہچان ہو گئی ہے۔

ابن حجر ممتی نے الخیرات الحسان کی پچیسویں فصل اس عنوان سے لکھی ہے کہ اپنی کمائی سے کھانا اور عطیات کا رد کرنا۔ اور پھر لکھا ہے۔ ۱۷

حضرت امام کی یہ بات تو اتر سے ثابت ہے کہ آپ ریشمی کپڑے کی تجارت کرتے تھے اور اس کام میں آپ خوش نصیب تھے اور آپ کو خوب مہارت حاصل تھی۔ آپ کی دوکان تھی اور آپ کے شریک خرید و فروخت کے سلسلہ میں سفر پر جا یا کرتے تھے۔ آپ اپنے نفس سے بے نیاز تھے۔ آپ کو طمع اور لالچ سے کسی طرح کا لگاؤ نہ تھا۔ حسن بن زیاد نے کہا ہے۔ قسم ہے اللہ کی کہ آپ نے خلفاء اور اُمراء کا ہدیہ اور عطیہ کبھی قبول نہیں کیا۔ منصور نے تیس ہزار درہم کئی دفعات میں بھیجے (تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ دس دس ہزار کر کے تین مرتبہ میں بھیجے تھے) آپ نے منصور سے کہا میں بغداد میں پر دیسی ہوں۔ لوگوں کی امانتیں میرے پاس ہیں۔ میرے پاس جگہ نہیں ہے کہ اُن کو محفوظ کروں۔ آپ اس کو بیت المال میں رکھوادیں۔ منصور نے آپ کی التجا قبول کی اور آپ کا مال بیت المال میں رکھوادیا۔ جب حضرت امام کی وفات ہوئی، لوگوں کی امانتوں کو بیت المال سے نکالا گیا۔ اس وقت وہ تیس ہزار درہم بھی سامنے آئے اور منصور کو کہنا پڑا۔ خَدَّ عَنَّا أَبُو حَنِيفَةَ ابو حنیفہ ہم کو بازی دے گئے۔

یہ بھی لکھا ہے کہ منصور کی بیوی کا منصور سے اختلاف ہوا۔ منصور کی بیوی نے کہا۔ میں انصاف چاہتی ہوں اور وہ اس بات پر راضی ہوئی کہ فیصلہ ابو حنیفہ کریں۔ چنانچہ ابو حنیفہ کو بلا یا گیا اور منصور کی بیوی پردے کے پیچھے بیٹھیں۔ منصور نے حضرت امام سے کہا۔ کتنی عورتوں سے نکاح جائز ہے۔ آپ نے فرمایا چار عورتوں سے۔ منصور نے کہا اور لونڈیاں۔ آپ نے فرمایا۔ جتنی چاہے رکھے۔ منصور نے اپنی اہلیہ کو سناتے ہوئے کہا۔ خیال سے سُن لو۔ حضرت امام نے منصور سے کہا۔ جناب امیر المؤمنین۔ اللہ نے انصاف کرنے والوں کے لئے چار بیویوں کا جواز بیان کیا ہے وہ نہ ایک کا حکم ہے۔ اللہ نے فرمایا ہے۔ فَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةٌ۔ اگر تم کو خوف ہو کہ انصاف نہیں کر سکو گے تو ایک۔ ہم کو چاہیے کہ اللہ کے بیان کردہ آداب پر عمل کریں۔ یہ سُن کر منصور خاموش ہو گئے اور حضرت امام تشریف لے گئے۔ منصور کی بیوی نے آپ کو گرانقدر عطیہ ارسال کیا۔ (دوسرے تذکرہ نگاروں نے پچاس ہزار درہم لکھا ہے) آپ نے وہ ہدیہ پھیر دیا اور فرمایا میں نے اللہ کے دین کے واسطے مجاہدہ کیا ہے نہ کہ کسی سے تقرب حاصل کر لے کے لئے اور نہ دنیا کی

حضرت امام کا حلیہ اخلاق | خطیب نے لکھا ہے۔ لہ
ابو یوسف نے کہا ہے۔ امام ابو حنیفہ میاں قد تھے نہ چھوٹے
اور نہ لمبے۔ لوگوں سے اچھی طرح بات کرتے تھے۔ آپ کا لہجہ بہت عمدہ ہوتا تھا۔ اپنے کام میں نہایت
سمجھدار تھے۔

ابو نعیم نے کہا ہے۔ ابو حنیفہ کا چہرہ اچھا، کپڑے اچھے، خوشبو اچھی، مجلس اچھی، بہت
کرم کرنے والے اور رفیقوں کے بڑے غمخوار۔

عمر بن حماد (آپ کے پوتے) نے کہا ہے۔ ابو حنیفہ کا قد درازی کی طرف مائل تھا۔ آپ کے
رنگ میں گندمی رنگ کی جھلک تھی۔ (آپ کا لباس صاف ہوتا تھا، آپ کپڑے بدل لیا کرتے تھے۔
ہیئت اچھی، کثرت سے خوشبو کا استعمال کرتے تھے۔ جب سامنے سے آتے یا گھر سے نکلتے تو
آپ کے پہنچنے سے پہلے آپ کی خوشبو کی پیٹ پہنچ جاتی تھی۔

سعید بن سالم بصری ابو حنیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں عطار سے ملا اور میں نے
ان سے کچھ دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ کس جگہ کے ہو۔ میں نے کہا کوفی ہوں۔ فرمایا، تم اس
بستی کے ہو جس کے باشندے اپنے دین میں تفریق پیدا کر کے فرقوں میں بٹ گئے ہیں۔ میں
نے کہا۔ میں ان ہی لوگوں میں سے ہوں۔ فرمایا، کس فرقہ میں سے ہو۔ میں نے کہا۔ اُس جماعت
سے ہوں جو سلف کو گالی نہیں دیتی، قدربراہمان رکھتی ہے، گناہ کی وجہ سے کسی کو کافر
نہیں کہتی۔ فرمایا، تم آیا کرو۔

عبدالحکیم جنڈی نے لکھا ہے یہ

حضرت امام نے ایک دن اپنے جلیسوں میں سے ایک شخص کو بوسیدہ لباس میں پایا جب
مجلس برخاست ہوئی اور صرف وہ شخص رہ گیا، آپ نے اس سے فرمایا۔ اس جانناؤ کو اٹھاؤ
اور اس کے نیچے جو ہے اس کو لے لو۔ اس شخص نے جانناؤ اٹھائی۔ اس کے نیچے سے ایک ہزار درہم
نکلے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ درہم لو اور اپنی ہیئت ٹھیک کرو۔ اس نے کہا۔ مجھ کو ضرورت نہیں ہے
میں مالدار ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تم نے یہ حدیث شریف نہیں سنی ہے۔ اِنَّ اللہَ یُحِبُّ اَنْ یَّرٰی
اَخْرَجْتُمْہُ عَلٰی عِبْدِہٖ۔ اللہ کو پسند ہے کہ وہ اپنی نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکھے۔ تم کو چاہیے،

کہ اپنی حالت اچھی رکھو تا کہ تمہارا دوست تم کو دیکھ کر افسردہ دل نہ ہو۔
ابن حجر مکی نے لکھا ہے۔ ۱۷

ابراہیم بن عُیَیْنہ چار ہزار درہم کے مقروض تھے اور قرض ادا نہ کرنے کی وجہ سے وہ قید ہوئے۔ ان کے دوستوں نے اُن کی رہائی کے لئے چندہ کرنے کی راہ نکالی۔ جب یہ لوگ چندہ لینے کے واسطے حضرت امام کے پاس آئے اور آپ کو واقعہ کا علم ہوا۔ آپ نے فرمایا جو چندہ جمع کیا ہے واپس کر دو اور پوری رقم چار ہزار اُن کو پیش کر دی۔

واضح ہو یہ ابراہیم سفیان بن عُیَیْنہ کے بھائی تھے اور سفیان مشہور محدث تھے جیسا کہ دوسرے تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے۔

علامہ الموفق نے یوسف بن خالد اسمعی کا رَحْلَہ (سفر نامہ) لکھا ہے۔ وہ بصرہ سے حضرت امام کی خدمت میں آئے اور پھر حضرت امام ہی کے پاس رہے، وہ کہتے ہیں۔ ۱۸

حضرت امام ہر پیر اور جمعرات اور جمعہ کی رات کو مغرب اور عشاء کی نماز جامع مسجد میں پڑھا کرتے تھے اور آپ کا حلقہ جامع مسجد میں صبح کی نماز سے ظہر کی نماز تک اور عشاء کی نماز سے ایک تہائی رات تک رہا کرتا تھا۔ اور اپنی مسجد میں عصر کے بعد سے مغرب تک آپ کا حلقہ رہا کرتا تھا۔ اور ظہر سے عصر تک اپنے گھر میں تخلیہ میں رہتے تھے۔ آپ پہلی نماز (عصر کی نماز) میں تعجیل کرتے تھے اور مغرب میں تاخیر اور عشاء میں تعجیل اور فجر اسفار میں پڑھتے تھے۔ ہفتہ کا دن اُن کے حوائج کا دن تھا اور اپنے کاموں میں مصروف رہتے تھے، اس دن نہ مجلس میں بیٹھتے اور نہ بازار کو جاتے۔ گھر کے اسباب اور املاک کا بندوبست کرتے۔ بازار میں صبحی کے وقت سے ظہر تک آپ بیٹھا کرتے تھے۔ اور جمعہ کے دن آپ اپنے تمام اصحاب کی دعوت اپنے گھر میں کرتے تھے۔ ان کے واسطے کھانا پکواتے تھے اور ان کو خدیہ نبید پلاتے تھے۔ کھانا ہمارے ساتھ نہیں کھاتے تھے البتہ نبید کے پینے میں ہمارے شریک ہو جاتے تھے۔ فرماتے تھے میں اس وجہ سے کھانا الگ کھاتا ہوں کہ تم تکلف نہ کرو۔ آپ طرح طرح کے میوے ہمارے سامنے رکھتے اور خوش ہوا کرتے تھے۔ آپ اپنے نفس ہی سے سخی تھے۔ آپ کا چہرہ اچھا، لباس اچھا اور معطر اور ہر مہینہ میں ایک مرتبہ باغ کی تفریح کرتے اور پھر سب کو اُغیٹن کے حمام کو لے جاتے۔

علامہ شمس الدین شامی نے لکھا ہے کہ حضرت امام میا نہ قد تھے، نہ طویل اور نہ قصیر اور صورت

میں عمدہ اور گفتار میں بلیغ اور پوری طرح گرفت کرنے والے اور آپ کا ہجو شیریں اور جوبات کرتے خوب واضح کرتے۔

حضرت امام کا زہد و ورع اور خشیت و عبادت | محدث قاضی ابو عبد اللہ حسین بن علی صیری نے لکھا ہے یہ

ابن مبارک نے سفیان ثوری سے کہا۔ اے ابو عبد اللہ، ابو حنیفہ غیبت کرنے سے کتنے دور ہیں میں نے کبھی نہیں سنا کہ انہوں نے اپنے کسی مخالف کی غیبت کی ہو۔ سفیان ثوری نے میری بات سن کر کہا۔ اللہ کی قسم وہ نہایت سمجھدار ہیں، وہ اپنی نیکیوں پر ایسا امر مسلط نہیں کرنا چاہتے جو ان کو ضائع کر دے۔ ۳۱

ابراہیم بن سعد جوہری کا بیان ہے کہ میں خلیفہ ہارون رشید کے پاس تھا کہ ابو یوسف کی آمد ہوئی۔ ہارون رشید نے ابو یوسف سے کہا۔ ابو حنیفہ کے اخلاق کا بیان کرو۔ ابو یوسف نے کہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَا يُلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ (ق آیت ۱۸) وہ نہیں نکالتا اپنی زبان سے کوئی بات کہ اس کے پاس ایک نگہبان تیار ہوتا ہے۔

پھر ابو یوسف نے کہا۔ جہاں تک میرا علم ہے ابو حنیفہ محرمات الہیہ سے بچانے کی بہت کوشش کرتے تھے، ان کا ورع بہت تھا اس بات سے کہ دین میں کوئی ایسی بات کہیں جس کا ان کو علم نہ ہو، ان کی خواہش رہتی تھی کہ اللہ کی اطاعت کی جائے اور کوئی بھی اس کی نافرمانی نہ کرے، وہ اپنے زمانے کے دنیا داروں سے بچتے تھے، دنیوی جاہ و عزت میں ان سے منافست نہیں کرتے تھے۔ ان کا زیادہ وقت خاموش رہنے میں گزرتا تھا، ہمیشہ فکر میں رہا کرتے تھے، عمل میں فراخی تھی، باتیں بنانے والے نہیں تھے۔ اگر ان سے مسئلہ پوچھا جاتا تھا اور ان کو اس سلسلہ میں علم ہوتا تھا وہ اس کو بیان کر دیتے تھے اور جو سنا ہے جواب میں کہہ دیتے تھے اور اگر اس سلسلہ میں کچھ نہیں سنا ہے صحیح اور حق طریقہ پر قیاس کرتے تھے اور اپنے نفس کی اور دین کی حفاظت کرتے تھے، علم کو اور مال و دولت کو خوب لگاتے تھے۔ ان کا نفس تمام لوگوں سے بے نیاز تھا۔ لالچ اور حرص کی طرف ان کا میلان نہ تھا۔ غیبت کرنے سے بہت دور تھے۔ اگر کسی کا ذکر کرتے تو بھلائی سے کرتے۔

یہ سن کر ہارون رشید نے کہا۔ یہی اخلاق صالحین (نیکوں) کے ہیں اور پھر کاتب سے کہا۔ یہ بیان لکھ کر میرے بیٹے کو دو تاکہ وہ اس کو پڑھے اور پھر ہارون رشید نے اپنے بیٹے سے کہا۔ اے

میرے بیٹے، اس بیان کو حفظ کر لو۔ اگر اللہ نے چاہا میں کبھی تم سے پوچھ لوں گا۔ ص ۳۱
 ابو عبیدہ قاسم بن سلام نے محمد بن حسن سے سنا کہ ابو حنیفہ اپنے زلمے میں یکتا تھے۔ اگر زمین بھٹ
 کر اُن کے مثال کا ظہور ہو تو وہ علم و کرم و غمخواری و ورع اور اللہ کے واسطے ایثار کرنے کا ایک عظیم پہاڑ
 کی شکل میں نمودار ہوگا اور ساتھ ہی وہ فقیہ بھی۔ ص ۳۲

ملح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم زفر کے پاس تھے وہاں سفیان کا اور ابو حنیفہ کا
 ذکر آیا۔ زفر نے کہا جس وقت ابو حنیفہ حلال و حرام کا بیان کیا کرتے تھے تو سفیان کو ان کا نفس فکر
 و پریشانی میں ڈالتا تھا۔ ابو حنیفہ سے بڑھ کر نبیل و شریف کون تھا۔ وہ ورع کرنے میں اور غیبت
 نہ کرنے میں اتنے بلند مقام پر تھے کہ خلق خدا اس سے عاجز تھی۔ ابو حنیفہ میں قوت برداشت اور
 صبر کرنے کا مادہ بہ درجہ اتم تھا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ ص ۳۲

ابن مقاتل کا بیان ہے۔ میں نے ابن مبارک سے سنا کہ میں اگر کسی شخص سے ابو حنیفہ کی مذمت
 سنتا ہوں میں نہیں چاہتا کہ اس کو دیکھوں یا اُس کے پاس بیٹھوں کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اللہ
 تعالیٰ کے عذابوں میں سے کوئی عذاب اس پر نازل نہ ہو جائے اور اس کے پیٹ میں کہیں میں بھی نہ
 آجائے۔ اللہ تعالیٰ پوری طرح جانتا ہے کہ میں اس یا وہ گو سے بیزار ہوں۔ جو شخص بھی ابو حنیفہ کی
 تعریف کرتا ہے ابو حنیفہ اس سے برتر ہیں۔ قسم ہے اللہ کی آپ اللہ سے ڈرتے تھے، اپنی زبان کی
 حفاظت کرتے تھے، آپ کا کھانا پینا حلال اور پاک تھا، اور قسم ہے اللہ کی آپ کا علم بہت
 زیادہ تھا اور خوب پھیلا ہوا تھا۔ ص ۳۲

ابن جریر نے کہا۔ مجھ کو خبر ملی ہے کہ کوثر کے فقیہ نعمان کا ورع شدید ہے اور وہ اپنے
 دین کی اور اپنے علم کی خوب حفاظت کرتے ہیں اور وہ اہل دنیا کو اصحابِ آخرت پر ترجیح
 نہیں دیتے ہیں۔ میرا خیال ہے عنقریب علم میں ان کی عجب شان ہوگی۔ (ص ۳۲)
 عمرو بن عون سے یزید بن ہارون نے کہا۔ میں نے ایک ہزار مشائخ سے پڑھا ہے اور میں نے
 ان سے علم حاصل کیا ہے۔ اللہ کی قسم ہے کہ میں نے اُن میں ابو حنیفہ کی طرح ورع میں اشد اور
 اپنی زبان کا احفظ کسی کو نہیں دیکھا۔ (ص ۳۳)

ابو یوسف نے بیان کیا۔ میں انیس سال ابو حنیفہ سے وابستہ رہا، میں نے آپ کو شام
 کے وضو سے غدات (صبح) کی نماز پڑھتے دیکھا۔ میں نے آپ سے زیادہ اس بات کی خواہش رکھنے
 والا کسی کو نہیں پایا کہ علم پر عمل کیا جائے اور لوگوں کو علم سے بہرہ ور کیا جائے۔ ابو حنیفہ کی

زندگی میں میرا ایک بیٹا مر گیا۔ میں نے اس کی تکفین تدفین اور نماز جنازہ کا کام ایک شخص کے سپرد کیا اور میں ابو حنیفہ کے حلقہ میں شریک ہوا، آپ کا حلقہ شاذ و نادر ہی مجھ سے فوت ہوا ہے۔ (۴۵) ابو نعیم نے کہا۔ میں علماء کرام سے بہ کثرت پڑھا ہوں جیسے اعش، مسعر، حمزہ الزیات، مالک بن مغول، اسرائیل، عمرو بن ثابت اور دوسرے اکابر جن کو میں شمار نہیں کر سکتا اور میں نے ان حضرات کے ساتھ نماز پڑھی ہے لیکن میں نے کسی کو بھی ابو حنیفہ کی نماز سے اچھی نماز پڑھنے والا نہیں پایا۔ نماز پڑھنے سے پہلے آپ دعا کرتے تھے اور اللہ سے سوال کرتے تھے اور روتے تھے۔ آپ کی حالت کو دیکھ کر کہنے والے کہا کرتے تھے قسم ہے اللہ کی، یہ شخص اللہ سے ڈرتا ہے۔ (۴۵)

معانی بن عمران نے الجھیر یہ سے سنا کہ میں نے حماد بن ابی سلیمان، محارب بن دثار، علقمہ بن مرثد، عون بن عبد اللہ، سلمہ بن کہیل، عطار، طاؤس، سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے اور میں ان کی صحبت میں رہا ہوں اور میں نے ابو حنیفہ کو ان کی جوانی میں دیکھا ہے اور ان سب حضرات سے ان کو اَحْسَنَ لَيْلًا پایا یعنی ان کی رات سب میں اچھی تھی (شب بیداری اور عبادت گزاری میں گزرتی تھی) رضی اللہ عنہ۔ (۴۵)

خارجہ بن مصعب نے کہا۔ نَحْتَمُ الْقُرْآنَ فِي رَكْعَةٍ اَرْبَعَةٍ مِنَ الْاُمَّةِ۔ قرآن مجید کو ایک رکعت میں از اول تا آخر ائمہ میں سے چار حضرات نے پڑھا ہے اور وہ حضرت عثمان بن عفان، تمیم داری، سعید بن جبیر اور ابو حنیفہ ہیں۔ رضی اللہ عنہم (۴۵) یہ عاجز ابوالحسن زید کہتا ہے کہ ابن حجر عسقلانی نے الخیرات الحسان کے صفحہ ۳۴ سطر ۳ میں خارجہ کی روایت: نَحْتَمُ الْقُرْآنَ فِي رَكْعَةٍ دَاخِلَ الْكُفَّةِ اَرْبَعَةً وَعَدَّ مِنْهُمْ اَبَا حَنِيفَةَ۔ کہ بیت اللہ شریف کے اندر قرآن مجید کا ختم ایک رکعت میں چار حضرات نے کیا ہے اور ان چار میں ابو حنیفہ کو شمار کیا ہے۔

اور ابن حجر نے اسی صفحہ میں سطر ۱۸ اور اس کے بعد لکھا ہے۔

”بعض اہل مناقب نے لکھا ہے کہ حضرت امام نے جب آخری حج کیا تو آپ نے اپنا آدھا مال بیت اللہ شریف کے خدمتگاروں کو دیا تاکہ ان کو بیت اللہ شریف کے اندر نماز پڑھنے کا موقع مل جائے۔ چنانچہ آپ کو موقع ملا اور آپ نے نصف کلام پاک ایک ٹانگ پر اور نصف کلام پاک دوسری ٹانگ پر کھڑے ہو کر پڑھا اور پھر آپ نے یہ دعا کی۔ يَا رَبِّ عَرَّفْتُكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ وَمَا عَبَدْتُكَ حَقَّ الْعِبَادَةِ فَهَبْ لِي تَقْصَانَ الْخِدْمَةَ لِكَمَالِ الْمَعْرِفَةِ“

فَنُودِيَ مِنْ زَاوِيَةِ الْبَيْتِ، عَرَفْتُ فَأَحْسَنْتُ وَأَخْلَصْتُ الْخِدْمَةَ غُفِرَ لَكَ وَلِمَنْ
كَانَ عَلَى مَدِّ هَبِكَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ - یعنی اے میرے پروردگار میں نے تجھ کو جانا اچھی طرح
کا جانا اور میں تیری بندگی جیسی چاہیے تھی نہیں کر سکا۔ میری بندگی کی کوتاہی کو بہ وجہ کمال
معرفت عفو فرما۔ اس وقت بیت اللہ شریف کے کونے سے یہ ندا آئی۔ تو نے جانا اور اچھا جانا
اور تو نے بندگی اخلاص سے کی لہذا بخشش گئیں (تیری کوتاہیاں) اور ان سب کی جو تیرے
طریقہ پر ہوں گے قیامت برپا ہونے تک۔

اور ابن حجر نے صفحہ ۶ میں لکھا ہے۔

قال بعضهم ما رأيت أصبر على الطواف والصلوة والفتيا بمكة من أبي حنيفة
إنما كان كلَّ الليل والنهار في طلب الآخرة، وسمع هاتفا في المنام وهو في الكعبة
يقول يا أبا حنيفة أخلصت خدمتي وأحسنيت معرفتي فقد غفرت لك،

اور بعض حضرات نے کہا ہے۔ میں نے مکہ مکرمہ میں ابو حنیفہ سے طواف و نماز اور فتویٰ
دینے میں زیادہ مشغول کسی شخص کو نہیں دیکھا ہے، وہ ساری رات اور سارا دن آخرت
کی طلب میں رہتے اور بیت اللہ شریف کے اندر نیند کی حالت میں انہوں نے ہاتف سے
سنا کہ وہ کہہ رہا تھا۔ اے ابو حنیفہ۔ تو نے میری خدمت اخلاص سے کی اور میری معرفت
اچھی حاصل کی، میں نے تیری خطائیں معاف کر دیں۔

اور پھر لکھا ہے۔ اور تیرے اخلاص اور احسان کی وجہ سے قیامت تک تیرے
پیر وؤں کی خطائیں معاف کیں۔

پھر یہ تحریر کیا ہے۔ آپ اپنے دین پر حریص تھے اور آپ نے لوگوں میں اپنا مذہب
اس وقت پھیلا یا ہے جب کہ خواب میں حضرت نبویہؑ کا اشارہ آپ کو ملا کہ اپنے مذہب کی
طرف لوگوں کو دعوت دو اور اپنی خلوت اور شرمیلے پن اور تواضع و انکساری کو چھوڑ دو جب
آپ کو اجازت اس ذاتِ قدسی صفاتِ علیہ من الصلوٰت اکملہا ومن الثنات اجمعہا
سے ملی جو اللہ کے خزانوں کا خازن ہے، تو آپ نے اپنا مذہب پھیلا یا اور آپ کا مذہب
خوب ہی پھلا پھولا اور شرقاً و غرباً، عجماً و عرباً پھیلا اور آپ کو ایسے اصحاب ملے جنہوں نے
آپ کے مذہب کے اصول اور فروع کو مدقن کیا۔ الخ

علامہ موفق نے لکھا ہے۔

سفیان بن زیاد بغدادی نے کہا ہے کہ ابو حنیفہ کا درجہ انتہا درجہ کا تھا۔ وہ ریشمی کپڑے کے تاجر تھے، بڑی دقیق نظر سے خرید و فروخت کیا کرتے تھے۔ مدینہ منورہ کا ایک شخص کپڑا خریدنے کے واسطے آپ کی دوکان پر پہنچا اور وہاں سے اپنی پسند کا کپڑا ایک ہزار درہم کو خریدا اور مدینہ منورہ روانہ ہو گیا۔ چند روز کے بعد حضرت امام کو اس کپڑے کی تلاش ہوئی اور دوکان کے کارندہ نے آپ سے اس کے فروخت کر دینے کا ذکر کیا اور بتایا کہ ایک ہزار درہم کو فروخت کیا گیا۔ آپ نے اس کارندہ سے کہا۔ کیا میری دوکان پر بیٹھ کر لوگوں کو لوٹتے ہو۔ اور آپ نے اس کو الگ کر کے روپیہ ساتھ لے کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ وہاں وہ کپڑا پہنے ہوئے ایک شخص کو دیکھا۔ آپ کی اس سے بات ہوئی اور آپ نے اس کو چھ سو درہم دیئے اور کوفہ کو روانہ ہو گئے۔

اور صفحہ ۱۹۹ میں لکھا ہے کہ عطار بن جبلة نے کہا۔ میں نے علماء میں سے کسی کو بھی اس بات میں اختلاف کرتے نہیں پایا کہ ابو حنیفہ قوم میں سب سے زیادہ فقیہ اور سب سے زیادہ باورع اور سب سے زیادہ نماز پڑھنے والے اور سب سے زیادہ عبادت گزار تھے۔

اور صفحہ ۲۰۶ میں لکھا ہے۔ بکیر بن معروف نے کہا۔ جو شخص ابو حنیفہ کو دیکھ لے وہ سمجھ جائیگا کہ صاحب کمال فقیہ جس کی تعریف نہ کی جاسکے کیسا ہوتا ہے اور وہ معرفت والا جس کی تہہ کو کوئی نہ پاسکے کیسا ہوتا ہے اور انتہا درجہ کا باورع اور عبادت میں حد درجہ کوشش کرنے والا کون ہو سکتا ہے۔ ابو حنیفہ کو جو بھی دیکھتا ہے سمجھ جاتا ہے۔ اِنَّهُ خَلَقَ لِلْغَيْرِ۔ کہ آپ کی تخلیق ہی بھلائی کے واسطے ہوئی ہے۔

حضرت امام کا علم کی طرف راغب ہونا

می گزشتہ زعم آسودہ کنا گاہ زمکین عالم آشوب نگاہے سر راہم بگرفت
الموفق نے لکھا ہے۔ یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہ حضرت امام نے فرمایا۔ ایک دن میرا گزر
علامہ شعبی پر ہوا، انھوں نے مجھے بلایا اور مجھ سے کہا۔ تم کہاں جایا کرتے ہو۔ میں نے کہا بازار اپنے
استاد کے پاس جاتا ہوں اور میں نے استاد کا نام بتایا۔ انھوں نے کہا۔ میرے پوچھنے کا مقصد
بازار کا جانا تھا بلکہ علماء کے پاس جانے کا تھا۔ میں نے کہا۔ علماء کے پاس میرا جانا کم ہے۔ انھوں
نے کہا۔ تم غفلت میں نہ پڑو، علم میں اپنے کو لگاؤ، علماء کی مجلسوں میں جایا کرو۔ میں تم میں بیداری
اور کھوج لگانے کا مادہ پاتا ہوں۔

آپ نے یہ فرما کر کہا شعبی کی بات کا میرے دل پر اثر ہوا اور بازار کا جانا میں نے چھوڑا
اور میں نے علم کی راہ اختیار کی اور اللہ نے مجھ کو فائدہ پہنچایا۔
آپ کے اس ارشاد سے ظاہر ہے کہ آپ نے تجارتی اصول کسی استاد سے حاصل کئے ہیں
اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نطف و کرم سے اپنے وقت کے کامیاب تاجروں میں سے آپ کو کیا۔
اور اس ارشاد سے یہ بھی ظاہر ہے کہ آپ علامہ شعبی کی نصیحت کے بعد علم دین کی تحصیل
کی طرف راغب ہوئے۔ اس سلسلہ میں تذکرہ نگاروں نے چند روایتیں لکھی ہیں۔ عاجزان میں سے تین
روایتیں لکھتے ہیں۔

۱۔ الموفق نے لکھا ہے۔ یحییٰ بن شیبان نے حضرت امام کا یہ بیان نقل کیا کہ مجھ کو علم کلام میں
مجادلہ کرنے کا شغف تھا اور مجادلوں اور مناظروں میں ایک زمانہ گزر گیا چونکہ مباحثے اور مناظرے
کرنے والے افراد زیادہ تر بصرہ میں تھے اسی لئے، میں سے زائد مرتبہ بصرہ جانا ہوا۔ کبھی ایک سال
کے قریب بھی بصرہ میں میرا رہنا ہوا ہے۔ میں نے خوارج میں ابا ضیہ اور صفیریہ سے اور حثویہ کے
طبقات سے مناظرے کئے ہیں۔ میں علم کلام کو سب سے اعلیٰ علم سمجھتا تھا اور دل میں کہتا تھا کہ یہ

۱۔ ملاحظہ کریں المناقب ج ۱ ص ۵۵ ۵۶ ایضاً ص ۵۵ اور اس کے بعد۔

اصل دین ہے۔

ایک مدت کے بعد دل میں خیال آیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین اور ان کے پیروں سے یہ باتیں پوشیدہ نہیں تھیں جن میں ہم مبتلا ہوتے ہیں۔ وہ حضرات ان باتوں کو جانتے ہوئے ان کی طرف راغب نہیں ہوئے، بلکہ۔۔۔ ان حضرات نے سختی کے ساتھ ان باتوں سے منع کیا ہے اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ وہ حضرات دین کے مسائل اور ابواب فقہ میں غور و خوض کرتے تھے۔ اسی میں ان کی گفتگو ہوتی تھی اور اسی میں ان کی مجلسیں ہوا کرتی تھیں۔ وہ اسی کی تشویق اور تعلیم کیا کرتے تھے۔ اسی میں ان کے مناظرے ہوا کرتے تھے اور اسی کیفیت میں سابقین کا پہلا دور ختم ہوا اور ان ہی کی پیروی تابعین نے کی ہے۔

جب ہم پر یہ بات ظاہر ہو گئی ہم نے مناظرے چھوڑ دیئے اور علم کلام میں غور و خوض کرنے سے باز آئے۔ ہم نے سلف کا طریقہ اختیار کیا اور اصحاب معرفت کی صحبت میں بیٹھے۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ جو لوگ علم کلام میں مجادلے کرتے ہیں ان کے چہروں پر متقدمین کے چہروں کا سا اثر نہیں ہوتا ہے اور نہ ان کا طریقہ صالحین کا طریقہ ہوتا ہے۔ میں نے ان کے دلوں کو سخت پایا۔ وہ کتاب و سنت اور طریقہ سلف کی مخالفت کی پروا نہیں کرتے ہیں اور نہ ان میں ورع و تقویٰ ہوتا ہے۔ مجھ کو یقین ہو گیا کہ اس میں خوبی نہیں ہے۔ اور میں اس سے الگ ہو گیا۔ **حَمْدُ اللہِ** ہی کے لئے ہے۔

۲ خطیب نے اور الموفق نے لکھا ہے۔ ۱۷

امام زفر حضرت امام کے جلیل القدر شاگرد ہیں وہ حضرت امام سے نقل کرتے ہیں کہ علم کلام میں میری شہرت اتنی بڑھ گئی کہ میری طرف انگلیاں اٹھنے لگیں۔ میری مجلس عہاد کے حلقہ درس کے پاس تھی۔ ایک دن ایک عورت نے آکر مجھ سے سوال کیا کہ ایک شخص کی بیوی ایک باندی ہے وہ شخص چاہتا ہے کہ اپنی بیوی کو صحیح طریقہ سے طلاق دے۔ وہ کتنی طلاقیں دے گا۔ میں نے اس عورت سے کہا تم جا کر عہاد سے پوچھو پھر ان کے جواب سے مجھ کو خبر دو۔ چنانچہ عورت ان کے پاس گئی اور پھر یہ جواب لائی کہ جب عورت حیض سے پاک ہو جائے خاوند اس سے ہمبستری نہ کرے اور اس کو ایک طلاق دیدے اور عورت سے الگ رہے۔ جب عورت کو دوسری مرتبہ

۱۷ ملاحظہ کریں جگہ ۳۳ اور المناقب ج ۵۵۔

حیض آجائے اور وہ اس سے پاک ہو جائے خاوند اس سے ہمسری نہ کرے اور دوسری طلاق دیدے اور عورت سے الگ رہے۔ جب اس کو حیض آجائے اور وہ اس سے پاک ہو جائے وہ اپنے خاوند کے نکاح سے نکل گئی اور اس کو اختیار ہے جس سے چاہے نکاح کرے۔ عورت سے یہ جواب سن کر میں نے اپنی جوتیاں اٹھائیں اور حماد کے حلقہ میں جا کر بیٹھ گیا۔ جو کچھ حماد سے سنتا اس کو یاد کر لیتا۔ حماد کا قاعدہ تھا دوسرے دن شاگردوں سے دریافت کیا کرتے تھے۔ ان کے شاگرد غلطیاں کرتے تھے لیکن مجھ کو یاد ہوا کرتا تھا۔ لہذا حماد نے مجھ کو اپنے قریب بیٹھنے کی جگہ دی۔

۳۔ خطیب نے لکھا ہے: حضرت امام ابو یوسف بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام اعظم سے دریافت کیا گیا کہ آپ فقہ کی طرف کیسے راغب ہوئے۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے جب علم پڑھنے کا ارادہ کیا تو تمام علوم پر نظر ڈالی۔ علم کلام اور عقائد کے متعلق خیال آیا کہ اس میں فائدہ کم ہے اور عاقبت کا کھٹکا ساتھ لگا ہوا ہے اور علم نحو و ادب کے متعلق خیال آیا کہ میرا مشغلہ بچوں کا پڑھانا بن جائیگا اور شعر گوئی میں تعریف و مدح اور غلط بیانی کے سوا کچھ نہیں اور علم قرأت میں دوسروں کو پڑھا دینے کے سوا کچھ نہیں اور تفسیر میں اللہ تعالیٰ کے مبارک کلام سے بحث ہے اور یہ نازک مرحلہ ہے اور احادیث شریفہ کو جمع کرنے کے لئے ایک عمر چاہیے اور پھر کہنے والے کہیں گے کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ اور میں نے جب فقہ پر نظر ڈالی تو مجھ پر اس کی جلالت شان ظاہر ہوئی۔ اس میں علماء و مشائخ اور اصحاب دانش سے واسطہ پڑتا ہے، اقامت دین، فرائض کی ادائیگی اور عبادت کرنے کے طریقوں کی معرفت کا تعلق اسی مبارک طریقہ سے ہوتا ہے۔ (مختصراً)

ان تین روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے حضرت امام کا میلان علم کلام کی طرف تھا اور آپ نے خوارج سے مناظرے کئے اور آپ کی کافی شہرت ہوئی، پھر آپ کی طبیعت فقہ کی طرف راغب ہوئی اور آپ نے حضرت حماد کی صحبت اختیار کی اور فقہ میں درجہ کمال کو پہنچے۔ دورِ فقاہت میں اگرچہ آپ مناظرے کی طرف راغب نہ تھے لیکن اتفاقی طور پر احیاناً کثر شیعہ اور خوارج سے مناظرے کی نوبت آجاتی تھی۔ عاجز ایک مناظرے کا حال لکھتا ہے تاکہ آپ کی نباہت حاضر جوانی اور لَا يَخَافُونَ فِي اللَّهِ كَوْمَةً لَا يَمُوتُ کی کچھ کیفیت کا حال ناظرین کو معلوم ہو۔

حضرت امام کا خوارج سے زانیہ اور شرابی کے متعلق ایمان پر مناظرہ امام

نے لکھا ہے۔

خارج کو معلوم ہوا کہ گناہ کرنے کی وجہ سے حضرت امام ابو حنیفہ اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے، لہذا اُن کے ستر افراد آپ کی محفل میں آئے۔ چونکہ محفل میں جگہ نہ تھی وہ کھڑے رہے اور انہوں نے کہا۔ اے ابو حنیفہ ہم ایک ہی ملت کے ہیں تم اہل مجلس سے کہو کہ وہ ہم کو جگہ دیں۔ چنانچہ ان کے واسطے کشائش کر دی گئی اور وہ آکر حضرت امام کے چاروں طرف کھڑے ہو گئے اور اُن سب نے اپنی تلوار یا سونٹ لیں پھر انہوں نے حضرت امام سے کہا۔ اے اس امت کے دشمن، اور اُن میں سے بعض نے کہا۔ اے اس امت کے شیطان۔ اور پھر انہوں نے کہا۔ ہم میں سے ہر ایک کے لئے تمہارا قتل کرنا ستر سال کے جہاد سے بہتر ہے۔ اور ہم نہیں چاہتے کہ تم پر ظلم کریں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تم میرے ساتھ انصاف کرنا چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا۔ ہاں ہم انصاف کریں گے۔ آپ نے کہا۔ تم اپنی تلواروں کو نیام میں کر لو کیونکہ تلواروں کی چمک سے دل ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا۔ ہم اپنی تلواروں کو نیام میں کیسے کریں جبکہ ہم اپنی تلواروں کو تمہارے خون سے رنگنا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ فَتَكَلَّمُوا عَلَىٰ إِسْمِ اللَّهِ، تو پھر اللہ کا نام لے کر بات کرو۔ وہ بولے۔ مسجد کے دروازے پر دو جنازے ہیں۔ ایک عورت کا ہے اس نے زنا کیا، جب احساس حل ہوا خودکشی کر لی اور دوسرا جنازہ مرد کا ہے، اس نے پیٹ بھر کر گلے تک شراب پی، پھر غرغر کرتا ہوا مر گیا۔ حضرت امام نے اُن سے کہا۔ ان دونوں افراد کا تعلق کس مذہب سے ہے، کیا یہودی ہیں۔ وہ بولے نہیں۔ آپ نے پوچھا کیا نصرانی ہیں۔ جواب ملا نہیں۔ آپ نے دریافت کیا، کیا مجوسی ہیں۔ اس کا جواب بھی نہیں سے ملا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ تو بتاؤ کہ وہ کس ملت سے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ ان دونوں کا تعلق اُس ملت سے ہے جو أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ کہتی ہو یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، آپ نے اُن سے پوچھا کہ یہ شہادت یعنی یہ گواہی ایمان کا کتنا حصہ ہے؟۔ انہوں نے کہا یہ شہادت پورا ایمان ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ایسے افراد کے متعلق تم مجھ سے کیا پوچھتے ہو جن کے متعلق تم کہتے ہو کہ وہ مومن تھے۔ انہوں نے کہا کہ ان باتوں کو چھوڑو، یہ بتاؤ کہ یہ دونوں اہل جنت میں سے ہیں یا اہل نار میں سے۔ آپ نے فرمایا۔ میں ان دونوں کے متعلق وہ بات کہوں گا جو اللہ کے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس قوم کے بارے میں کہی ہے جن کا جرم ان دونوں کے

لے ملاحظہ کریں المناقب ج ۱ ص ۱۲۴۔

جرم سے بڑا تھا۔ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (سورہ ابراہیم آیت ۳) جس نے میری پیروی کی وہ میرا ہے اور جس نے میرا کہنا نہ مانا تو تو بخشنے والا مہربان ہے۔ اور میں وہ بات کہوں گا جو اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس قوم کے بارے میں کہی ہے جن کا جرم ان دونوں کے جرم سے بڑا تھا۔ اِنْ تَعَدَّ بُرْهَانُهُمْ قَاتِلَهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (سورہ مائدہ آیت ۱۱۸) اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر ان کو معاف کر دے تو تو ہی زبردست حکمت والا ہے۔ اور میں وہ بات کہوں گا جو اللہ کے نبی حضرت نوح علیہ السلام نے کافروں کی اس بات اَنْتُمْ مِنْ بَيْنِ وَتَتَّبِعَ الْاَسْرَارُ (کیا ہم تجھ پر ایمان لے آئیں اور تیرے ساتھ کہنے ہو رہیں) کے جواب میں کہی ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ اِنْ حَسَبُكُمْ اِلَّا اَعْلٰی رَبِّیْ لَوْ تَشْعُرُونَ وَمَا اَنْتَ بِطَارِدٍ اَمْ اَمْثَلُ مِنْ نَبِیِّ (سورہ شعراء آیت ۱۱۴ تا ۱۱۷) جو کام وہ کر رہے ہیں مجھ کو اس کی کیا خبر، ان سے حساب کا پوچھنا میرے پروردگار ہی کا کام ہے اور میں ایمان لانے والوں کو ہٹانے والا نہیں۔ اور میں حضرت نوح علیہ السلام کی یہ بات کہوں گا۔ وَلَا اَقُولُ لِلَّذِیْنَ تَزِدُّرِجٰی اَغْنِیْكُمْ لَنْ یُّؤْتِیَهُمُ اللّٰهُ خَیْرًا اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِیْ اَنْفُسِهِمْ اِذْ اَلَمِنَ الظَّالِمِیْنَ (سورہ ہود آیت ۳۱) جو لوگ تمہاری آنکھوں میں کہتے ہیں اُن کے متعلق میں نہ کہوں گا کہ اللہ ان کو بھلائی نہ دے گا۔ اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ اُن کے جی میں ہے، اگر میں یہ کہوں تو میں بے انصاف ہوں، یہ سن کر خوارج نے اپنے ہتھیار ڈال دیئے اور انہوں نے کہا ہم اس مسلک سے بیزار ہوتے ہیں جس پر ہم تھے اور اب ہم وہ مسلک اور دین اختیار کرتے ہیں جو کہ اسے ابو حنیفہ تمہارا ہے۔ اور ان لوگوں نے کہا۔ فَقَدْ اَتَاكَ اللّٰهُ فَضْلًا وَحِكْمَةً وَعِلْمًا یَقِیْنًا اللّٰهُ تَعَالٰی نے تم کو فضیلت اور دانائی اور علم عطا کیا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ اُن سب نے خوارج کا مسلک چھوڑا اور اہل جماعت کا مسلک اختیار کیا اور خیر سے روانہ ہو گئے۔

حضرت امام نے اوائل احوال میں مناظرے کئے۔ دُورِ فقاہت میں مناظروں سے اجتناب کیا، اتفاقی صورت جیسی کہ اب پیش آئی، اس سے بحث نہیں۔ آپ اپنے فرزند گرامی حماد کو اور شاگردوں کو مناظروں سے روکتے تھے۔ علامہ الموفق نے لکھا ہے۔ لہ

عمر بن حماد بن ابی حنیفہ اپنے والد حماد سے بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے مجھ سے

فرمایا علمِ کلام حاصل کر لو، یہ علمِ کلام فقہ اکبر ہے۔ چنانچہ میں نے یہ علم حاصل کیا اور مجھ کو اس میں مہارت حاصل ہوئی۔ ایک دن میں اصحابِ کرام سے مناظرہ کر رہا تھا کہ حضرت والد کی آمد ہوئی، آپ نے دریافت کیا تمہارے پاس کون لوگ ہیں، میں نے اُن کے نام آپ کو بتائے۔ آپ نے فرمایا۔ یَا حَمَّادُ دَعِ الْكَلَامَ اے حَمَّاد کلام کو چھوڑو۔ میں نے اُن سے کہا آپ ہی نے علمِ کلام حاصل کرنے کو کہا تھا۔ فرمایا تم ٹھیک کہتے ہو اور پھر فرمایا۔ اے میرے بیٹے ہاں میں نے تم سے کہا تھا لیکن اب تم کو اس سے روکتا ہوں۔ اصحابِ کلام کا پہلے ایک قول اور ایک دین تھا پھر شیطان نے اُن میں عداوتیں ڈال دیں ان میں اختلاف پیدا ہوئے اور بعض نے بعض کو کافر قرار دیا۔ مشائخ نے اس کو بُرا سمجھا اور اہل سلامت نے ان لوگوں سے کہا کہ اے لوگو تمہارا امام تمہارا قبلہ تمہاری کتاب تمہاری شریعت ایک ہے۔ جس بات میں اختلاف ہے اس میں مباحثہ کرو لہذا ہم جمع ہو جاتے تھے اور کوئی تقریر کرتا تھا اور شیطانی اثرات کا بیان کرتا تھا اور سامعین روتے تھے اور مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ آج کل تسخر کیا جاتا ہے اور ٹھٹھے لگاتے ہیں۔ ایسی صورت میں اس سے بچنا اولیٰ ہے۔ (مختصراً)

حضرت امام عالی مقام نے جس ہوش و باحالت میں فَتَكَلَّمُوا عَلٰی اِمْنِیْمِ اللّٰہِ کہہ کر شتر تنگی تلواروں میں محصور ہو کر جس طرح حق کا اظہار کیا ہے کیا وہ افراد جو حضرت امام کی مخالفت میں شب و روز مصروف رہتے ہیں، اس کی نظیر پیش کر سکتے ہیں۔ عاجز کے نزدیک حضرت امام کا اس موقع میں اظہارِ حق کرنا مصداق ہو رہا ہے اس آیت مبارکہ کا۔ "يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةً لَّا اِیْمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (مائدہ آیت ۵۴)" لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں، اور ڈرتے نہیں کسی کے الزام سے، یہ فضل ہے اللہ کا، دے گا جس کو چاہے اور اللہ کشائش والی ہے خبردار۔"

علامہ قاضی ابو عبد اللہ حسین بن علی صیمری نے "اخبار ابو حنیفہ" کے صفحہ نو میں متصل سند سے حسن بن سلیمان کے متعلق لکھا ہے۔ اَنَّهُ قَالَ فِي تَفْسِيرِ الْحَدِيثِ الَّذِي جَاءَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰی يَظْهَرَ الْعِلْمُ۔ قَالَ هُوَ عِلْمُ اَبِي حَنِيفَةَ وَتَفْسِيرُهُ الْاَثَارُ کہ انہوں نے اس حدیث شریف "قیامت برپا نہ ہوگی جب تک علم ظاہر نہ ہو جائے" کے بیان اور تشریح میں کہا ہے کہ علم سے مراد ابو حنیفہ کا علم اور ان کی تشریح جو احادیث مبارکہ کی ہے ظاہر نہ ہو جائے۔

عاجز کے نزدیک حسن بن سلیمان نے پوری طرح احوال کو دیکھ کر یہ قول کہا ہے کہ جو شخص بھی اسلامی فقر حاصل کرنا چاہتا ہے وہ ابو حنیفہ کا محتاج ہے جیسا کہ امام شافعی نے کہا ہے۔ یہ عاجز

دیکھتا ہے کہ جب بھی کوئی نیا مسئلہ نکلتا ہے حضرت امام ہی کے قواعد استنباط سے اس کا حل نکلتا ہے۔
ع۔ کیا دینِ جہانگیر ہے کیا شرع متین ہے

حضرت امام کی سند قرآن مجید کی | حضرت امام نے قرآن مجید حفظ کیا اور آپ نماز میں قرآن مجید کا ختم کیا کرتے تھے۔ آپ بہ کثرت قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے۔ صیمری نے خارج بن مصعب سے نقل کیا ہے کہ آپ نے ”تَحْتَمُّ الْقُرْآنَ فِي رَكْعَةٍ“ ایک رکعت میں قرآن مجید کا ختم کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ کو کثرتِ تلاوت سے متشابہات پر پورا عبور تھا۔

علامہ شامی نے عقود الجمان میں لکھا ہے ۱۷۱ کسی طریقوں سے ثابت ہے کہ امام ابو حنیفہ نے قرأت امام عاصم بن ابی النجود سے پڑھی ہے جو کہ فنِ قرأت کے سات ائمہ میں سے جن کی قراءات کا ذکر امام شاطبی نے کیا ہے ایک مشہور امام ہیں۔

حافظ ابوالخیر محمد ابن جزری نے لکھا ہے ۱۷۲ امام عاصم کی وفات ۱۲۰ھ کے اواخر میں یا ۱۲۸ھ کے اوائل میں ہوئی ہے۔ اور لکھا ہے ”وہ قرأت جو امام ابو حنیفہ کی طرف منسوب ہے اور اس قرأت کو ابوالفضل محمد بن جعفر خزاعی نے جمع کیا ہے اور ان سے ابوالقاسم ہذلی وغیرہ نے نقل کیا ہے بے اصل ہے۔ ابوالعلاء واسطی نے کہا ہے کہ خزاعی نے جو کتاب لکھی ہے اور ان حروف کی نسبت ابو حنیفہ کی طرف کی ہے۔ اس کے متعلق دارقطنی اور ایک جماعت نے لکھا ہے کہ وہ موضوعی ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ اس کتاب کی روایت میں نے کی ہے۔ اس میں ہے۔ اِنَّمَا يَخْتَلِفُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ۔ اس میں لفظ مبارک اللہ پر پیش ہے اور لفظ العلماء کے ہمزہ پر فتح یعنی زبر ہے۔ اکثر مفسرین نے اس کا ذکر کیا ہے اور اس کی نسبت حضرت کی طرف کی ہے اور پھر توجیہ بیان کرنے کے سلسلہ میں تحکفات باریہ سے کام لیا ہے۔ حالانکہ حضرت امام اس سے بری ہیں۔

اللہ تعالیٰ امام جزری اور ان کے رفقاء کو اجرِ کثیر دے کہ ان حضرات نے حق کا اظہار کر کے امام کے دامن کو صاف کر دیا۔ ایسے ہی نادان کرم قراؤں کے متعلق فارسی کا یہ مشہور مقولہ ہے۔
دشمن دانا بہ از دوست نادان۔

ابن حجر ہیتمی نے النخیرات الحسان میں خزاعی کی کتاب کا ذکر کیا ہے ۱۷۳ اور لکھا ہے کہ ایک جماعت نے کہ ان میں دارقطنی بھی ہیں اس کتاب کو موضوعی قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ کتاب بے اصل

ہے، امام ابو حنیفہ اس سے بری ہیں۔ وہ صاحبِ فہم اور دیندار تھے۔ بھلا وہ قرارات متواترہ کو چھوڑ کر قرارات شاذہ کیوں لیتے۔ ۱۔

حضرت امام کی سند حدیث شریف کی | علامہ موفق نے لکھا ہے۔ ۱۷
 امام محمد بن حسن شیبانی کے صاحبزادے ابو حفص صغیر ابو عبد اللہ محمد بن احمد کے زمانہ میں شافعیہ اور حنیفہ میں معارضہ ہوا کہ ابو حنیفہ اور شافعی میں افضل کون ہے۔ ابو حفص صغیر نے کہا۔ دونوں حضرات کے مشائخ کا شمار کر لیا جائے۔ جس کے مشائخ زیادہ ہوں، وہ افضل ہے۔ امام شافعی کے اسی مشائخ شمار میں آئے اور ابو حنیفہ کے چار ہزار۔

علامہ شمس الدین محمد بن یوسف صالحی شامی شافعی نے لکھا ہے۔ ۱۸
 حضرت امام عالی مقام کے مشائخ کے اسماء گرامی لکھے ہیں جو کہ تین سو چوبیس ہیں۔ اور حضرت امام سے روایت کرنے والوں کے نام لکھے ہیں جو کہ نو سو چونتیس ہیں۔

واضح رہے علامہ شافعی نے صرف اسماء گرامی تحریر کئے ہیں اور عاجز نے ان کو شمار کیا ہے۔
 واضح رہے شمار عاجز نے کیا ہے۔ ہو سکتا ہے ایک دو عدد کی کمی بیشی آگئی ہو۔
 خطیب بغدادی نے حضرت امام عالی مقام کا ذکر اس طرح کیا ہے۔ ۱۹
 "النعمان بن ثابت ابو حنیفہ، تیمی، اصحاب رے کے امام اور اہل عراق کے فقیہ نے انس بن مالک کو دیکھا ہے اور عطار بن رباح، ابواسحاق بسبی، محارب بن دثار، حماد بن ابی سلیمان، ہشیم بن حبیب الصواف، قیس بن مسلم، محمد بن منکدر، نافع مولیٰ ابن عمر، ہشام بن عروہ، یزید بن الفقیر، سماک بن حرب، علقمہ بن مرثد، عطیہ بن العرفی، عبدالعزیز بن رفیع، عبدالکریم ابوامیہ وغیرہم سے سنا ہے۔
 ابو حنیفہ سے روایت ابو یحییٰ الحماتی، ہشیم بن بشیر، عباد بن العوام، عبد اللہ بن المبارک، وکیع بن الجراح، یزید بن ہارون، علی بن عاصم، یحییٰ بن نصر بن عاصب، ابو یوسف قاضی، محمد بن حسن شیبانی، عمرو بن محمد العنقری، ہوزہ بن خلیفہ، ابو عبد الرحمن المقرئ، عبدالرزاق بن ہمام اور دوسرے افسرہ نے کی ہے۔

حافظ ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی المتوفی ۳۸۰ھ الشافعی نے مناقب الامام ابی حنیفہ و صاحبہ میں لکھا ہے۔ ۲۰

۱۷ المناقب ج ۱ ص ۳۵۔ ۱۸ عقود الجمان کا چوتھا اور پانچواں باب۔ ۱۹ تاریخ بغداد ج ۱ ص ۲۲۔ ۲۰ ملاحظہ کریں ص ۱۱۱

آپ نے حضرت امام کے دس شیوخ کا ذکر کر کے لکھا ہے۔ وَعَدَدُ كَثِيرٌ مِّنَ التَّابِعِينَ اور تابعین میں سے ایک بڑی جماعت۔

اور آپ سے استفادہ کرنے والوں کا ذکر اس طرح کیا ہے۔

فقہ آپ سے بڑوں کی ایک جماعت نے حاصل کی۔ ان میں سے زفر بن ہذیل، ابو یوسف القاضی، حضرت امام کے فرزند حماد، نوح بن ابی مریم معروف بہ نوح الجامع، ابو مہدی، ابو یوسف عبد اللہ ابلخی، الحسن بن زیاد اللؤلؤی، محمد بن الحسن اور اسد بن عمرو القاضی اور آپ سے محدثین اور فقہاء نے بہ کثرت روایت کی ہے کہ ان کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔ آپ کے اقران میں سے ہیں مغیرہ بن مقسم، زکریا بن ابی زائدہ، مسعر بن کدام، سفیان الثوری، مالک بن مغول، یونس بن ابی اسحاق۔ اور ان کے بعد کے ہیں۔ زائدہ، شریک، حسن بن صالح، ابو بکر بن عیاش، عیسیٰ بن یونس، علی بن مسہر، حفص بن غیاث، جریر بن عبد الحمید، عبد اللہ بن المبارک، ابو معاویہ، وکیع، المحارب، ابو اسحاق، الفزاری، یزید بن ہارون، اسحاق بن یوسف الازرق، المعانی بن عمران، زید بن الجباب، سعد بن الصلت، مکی بن ابراہیم، ابو عاصم النبیل، عبدالرزاق بن ہمام، حفص بن عبدالرحمن السلمي، عبید اللہ بن موسیٰ، ابو عبدالرحمن المقرئ، محمد بن عبد اللہ الانصاری، ابو نعیم، ہوزہ بن خلیفہ، ابواساتہ، ابویحییٰ الحمائی، ابن نمیر، جعفر بن عون، اسحاق بن سلیمان الرازی وغلاتق یعنی اور خلق خدا۔

علامہ حافظ جلال الدین سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ھ نے لکھا ہے۔ ۱۵

ان افراد کا ذکر جن سے حضرت امام نے روایت کی ہے اور حضرات تابعین اور ان کے اتباع میں سے چوراسی حضرات کے نام لکھے ہیں۔

پھر ان افراد کا ذکر کیا ہے جنہوں نے حضرت امام سے روایت کی ہے اور یہ پہچانوے افراد کے نام ہیں۔

علامہ ابن حجر مہتمی نے الفصل الثلاثون فی سندہ فی الحدیث میں لکھا ہے۔ ۱۶

”گزر چکا ہے کہ حضرت امام نے چار ہزار مشائخ سے جو کہ ائمہ تابعین تھے اور دوسرے حضرات سے روایت کی ہے اور اسی بنا پر علامہ ذہبی اور دوسرے حضرات نے حضرت امام کا شمار حدیث شریف کے حفاظ میں کیا ہے۔ اور جس نے یہ خیال کیا ہے کہ حدیث کی طرف آپ کا خیال کم تھا اس نے تساہل

سے کام لیا ہے یا حسد کی بنا پر یہ بات کہی ہے۔ یہ بات ایسے شخص کے متعلق کیسے صحیح ہو سکتی ہے جس نے بے شمار مسائل استنباط کئے ہوں اور وہ اپنے مخصوص طریقہ استنباط میں پہلا شخص ہو، جس کا بیان اس کے اصحاب نے اپنی تالیفات میں کیلے ہے۔

بات یہ ہے کہ وہ مسائل کے استنباط کے کام میں مصروف تھے اس لئے ان کی روایتیں پھیلی نہیں جس طرح پر حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی روایتیں ان کی مصروفیات کی وجہ سے کم ہوئیں۔ یہ حضرات مصالح عامہ مسلمین میں مصروف تھے حالانکہ چھوٹے صحابہ سے زیادہ روایتیں ان کی ہیں۔ یہی حال امام شافعی اور امام مالک کا ہے کہ ان کی روایتیں ان افراد سے کم ہیں جو روایات کرنے کے لئے فارغ تھے، جیسے ابو زررہ اور ابن مسعود تھے۔ مالک اور شافعی مسائل کے استنباط کرنے میں مصروف تھے۔

یہ واضح رہے کہ روایت بغیر روایت کے چنداں مفید نہیں ہے۔ علامہ ابن عبد البر نے اس کی مذمت میں ایک باب لکھا ہے۔

حافظ عماد الدین ابوالفداء اسماعیل ابن کثیر دمشقی شافعی متوفی ۷۴۸ھ نے لکھا ہے۔ لہ
 ”هُوَ الْإِمَامُ أَبُو حَنِيفَةَ وَاسْمُهُ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ مَوْلَاهُمُ الْكُوفِيُّ، فَفَقِيهُ الْعِرَاقِ، وَاحِدُ أُمَّةٍ لِإِسْلَامِ
 وَالسَّادَةِ الْأَعْلَامِ، وَاحِدُ أَرْكَانِ الْعُلَمَاءِ، وَاحِدُ أُمَّةٍ الْأَرْبَعَةِ أَصْحَابِ الْمَذَاهِبِ الْمَشْهُورَةِ وَهُوَ
 أَقْدَمُهُمْ وَقَاةً، لِأَنَّهُ أُدْرِكَ عَصْرُ الصَّحَابَةِ، وَرَأَى أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، قِيلَ وَغَيْرُهُ، وَذَكَرَ بَعْضُهُمْ أَنَّهُ
 رَوَى عَنْ سَبْعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ، فَاللَّهُ أَعْلَمُ“

”آپ امام ابو حنیفہ ہیں آپ کا نام نعمان بن ثابت ہے، ولا، ایک کوفی کی ہے، آپ عراق کے فقیہ ہیں اور اسلام کے ائمہ میں سے اور نام آور حضرات میں سے ایک فرد ہیں اور علماء کے ارکان میں سے ایک رکن ہیں اور چار مختلف مذاہب کے اماموں میں سے ایک امام ہیں۔ آپ نے صحابہ کا دور پایا ہے اور انس بن مالک کو دیکھا ہے اور کہا گیا ہے کہ ان کے سوا دوسرے کو بھی دیکھا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ انھوں نے سات صحابہ سے روایت کی ہے۔“

ابن کثیر نے آپ کے بعض مشائخ اور بعض شاگردوں کا ذکر کر کے لکھا ہے۔ یحییٰ بن مسعود نے کہا ہے۔ آپ ثقہ اور اہل صدق میں سے ہیں اور جھوٹ بولنے کا اتہام آپ پر نہیں لگایا گیا ہے۔ یحییٰ بن سعید فتویٰ میں آپ کے قول کو اختیار کرتے تھے اور کہا کرتے تھے ہم اللہ کے سامنے

لہ ملاحظہ کریں البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۱۰۰۔

جموٹ نہیں بولیں گے ہم نے ابو حنیفہ کی رائے سے بہتر رائے کسی کی نہیں سنی ہے۔ ہم نے آپ کے اکثر اقوال لئے ہیں۔

ابونعیم نے کہا ہے۔ ابو حنیفہ مسئلہ کی تہہ تک پہنچتے تھے۔ مکی بن ابراہیم نے کہا ہے۔ ابو حنیفہ دنیا کے سب سے بڑے عالم تھے خطیب نے سند کے ساتھ اسد بن عمرو سے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہ ہر رات نماز میں قرآن مجید پڑھتے تھے (ختم کرتے تھے) اور اتنا روایا کرتے تھے کہ ان کے پڑوسیوں کو ان پر ترس آتا تھا۔ آپ نے چالیس سال عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی ہے۔ اور جہاں آپ کی وفات ہوئی ہے ستر ہزار مرتبہ کلام الہی کا ختم کیا ہے۔

علامہ ابن عساکر نے لکھا ہے۔ لے

آپ نے عطاء بن رباح سے اور ان کے طبقہ کے افراد سے روایت کی ہے اور حماد بن سلیمان سے تفقہ حاصل کیا۔ آپ بنی آدم کے عقلمند افراد میں سے تھے۔ فقہ اور عبادت اور ورع اور سخاوت کے جامع تھے۔ حکومت کے انعامات قبول نہیں کئے۔ اپنی کمائی میں سے خرچ کیا کرتے تھے اور دوسروں کو دیا کرتے تھے۔ آپ کا بڑا کارخانہ ریشم کا تھا۔ آپ نے کاریگر اور مزدور رکھے تھے۔ شافعی نے کہا ہے۔ تفقہ میں لوگ ابو حنیفہ کے محتاج ہیں۔ یزید بن ہارون نے کہا ہے۔ میں ابو حنیفہ سے زیادہ ورع والا اور صاحب عقل کسی کو نہیں پایا۔

علامہ ولی الدین محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی شافعی مصنف مشکوٰۃ المصابیح نے اپنی کتاب ”الإکمال فی أسماء الرجال“ میں آپ کا ذکر کیا ہے اور اپنے بیان کے آخر میں لکھا ہے۔

شریک نخعی کا بیان ہے کہ ابو حنیفہ کی خاموشی بہت ہو ا کرتی تھی۔ آپ زیادہ تر فکر میں رہا کرتے تھے۔ لوگوں سے بات کم کیا کرتے تھے۔ یہ اس بات پر واضح دلیل ہے کہ آپ کو علم باطن مل تھا اور آپ مہمات دین میں مصروف رہا کرتے تھے۔ جس شخص کو خاموشی اور زہد مل جائے اس کو علم کامل مل گیا ہے۔ اگر ہم آپ کے مناقب اور فضائل کی تشریح کریں، بات بڑھے گی اور مقصد حاصل نہ ہوگا (یعنی آپ کی مدح انتہا کو نہ پہنچے گی) آپ عالم تھے، پرہیزگار تھے، زاہد تھے عبادت گزار تھے، شریعت کے علوم میں امام تھے۔ اگرچہ ہم نے اپنی کتاب مشکات میں ان سے کوئی روایت نہیں لی ہے لیکن اس رسالہ میں ان کا ذکر کر کے ان کے مرتبہ کی بلندی اور ان کے علم کی کثرت سے برکت حاصل کرتے ہیں۔“

لے ملاحظہ کریں شذرات الذهب ج ۱ ص ۳۳

اس مختصر رسالہ میں روایت زہری و یحییٰ بن سعید و ابن جریر و ثوری و شعبہ و متیم عروہ و اوزاعی و حماد بن ابی حنیفہ و حماد بن زید و ابراہیم بن طہمان و ورقاء و غیرہم کا مالک سے ذکر ہے ابو حنیفہ کا ذکر نہیں ہے۔ لہذا سند میں ابو حنیفہ کا اضافہ کرنا راوی کا دہم ہے۔

اور دوسری روایت میں ابو حنیفہ تک سلسلہ درست ہے اور ابو حنیفہ نے عبد الملک سے روایت کی ہے جو کہ ابن عمیر میں اور وہ نافع سے روایت کرتے ہیں۔ ابن الصلت سے مغلطہ عبد الملک کا مالک سے ہوا ہے جیسا کہ اس حدیث کے طرق سے ثابت ہے اور یہی سبب ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے مالک سے ابو حنیفہ کی روایت ثابت نہیں کی ہے۔

علامہ قاضی صیری نے لکھا ہے۔ ل

حضرت امام کی سند تفقہ فی الدین | حماد بن سلمہ نے بیان کیا کہ ابراہیم نخعی کی وفات کے بعد اہل کوفہ کی نظر حماد بن ابی سلیمان مفتی کوفہ کی طرف گئی اور وہ اپنے استاد ابراہیم نخعی کے قائم مقام اور جانشین ہوئے۔ ان کی وجہ سے اہل کوفہ بے فکر ہو گئے اور جب حماد بن ابی سلیمان کی وفات ہوئی اہل کوفہ کو پھر فکر ہوئی کہ آپ کا قائم مقام اور جانشین کس کو بتایا جائے۔ آپ کے فرزند گرامی جناب اسماعیل اچھی معرفت رکھتے تھے۔ چنانچہ جناب حماد کے شاگرد ابو بکر ہشلی، ابو بردہ عقی، محمد بن جابر و غیرہم اسماعیل بن حماد کے پاس گئے۔ چونکہ اسماعیل کو علم نحو اور کلام عرب سے شغف تھا اس لئے انھوں نے اپنے والد کی قائم مقامی اختیار نہ کی۔ پھر ان حضرات نے ابو بکر ہشلی سے کہا کہ وہ اپنے استاد کی جگہ بیٹھیں۔ انھوں نے عذر کیا۔ پھر انھوں نے ابو بردہ سے کہا اور وہ معذرت خواہ ہوئے۔ اب ان حضرات نے ابو حنیفہ نعمان سے کہا۔ آپ نے فرمایا۔ میں نہیں چاہتا کہ یہ علم ضائع ہو، لہذا میں آپ صاحبان کی خواہش پوری کرتا ہوں اور آپ اپنے استاد کی جگہ بیٹھیں۔ آپ کی طرف لوگوں کا رجوع ہوا۔ ابو یوسف، اسد بن عمرو، قاسم بن معن، زفر بن ہذیل، ولید اور دوسرے اہل فضل آپ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور ابو حنیفہ نے ان کو فقیہ بنانا شروع کر دیا۔ آپ ان حضرات سے بہ محبت پیش آتے اور ان کی مدد کیا کرتے تھے۔

ابن ابی لیلیٰ، ابن شبرمہ، شریک، سفیان آپ کی مخالفت کیا کرتے تھے اور کوشش میں رہتے تھے کہ آپ ناکام ہوں۔ لیکن آپ کی کیفیت اور مقام مستحکم ہوا۔ امراء آپ کے محتاج ہوئے اور خلفاء آپ کا ذکر کرنے لگے۔

لے ملاحظہ کریں اخبار ابی حنیفہ و اصحابہ ص ۷

اور لکھا ہے کہ عبداللہ بن مبارک نے داؤد طائی سے سنا کہ کوفہ کے مفتی حماد بن ابی سلیمان تھے۔ ان کے بیٹے کا نام اسماعیل تھا۔ حماد کی وفات کے بعد لوگوں کا خیال ہوا کہ اسماعیل کو ان کی جگہ بٹھائیں لیکن ان کو اشعار اور آیات عرب سے لگاؤ تھا تو حماد کے اصحاب نے ابو بکر ہشلی، ابو بردہ، محمد بن جابر حنفی وغیرہم سے کہا گیا اور ان حضرات نے عذر کیا۔ اس وقت ابو حصین اور حبیب بن ثابت نے کہا کہ خزاز (ریشمی کپڑے کا تاجر) اچھی معرفت رکھتا ہے اگرچہ اس کی عمر کم ہے، اس کو حماد کی جگہ بٹھاؤ۔ چنانچہ لوگوں نے ان کو حماد کی جگہ بٹھایا۔

ریشمی کپڑے کے یہ تاجر مالدار تھے سخی تھے اور زکی تھے۔ وہ مسندِ علم پر بیٹھے اور سب کچھ برداشت کیا اور لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور ان کو داد و دہش سے نوازا۔ اور حکام اور امراء نے ان کا اکرام کیا۔ لہذا آپ کی شان بلند ہوئی اور اصحابِ علم میں سے اعلیٰ طبقہ کے افراد آپ کے پاس آئے اور ان کے بعد ابو یوسف، اسد بن عمرو، قاسم بن معن، ابو بکر ہڈلی، ولید بن ابان آپ کے پاس آئے۔ وہ فراد جو ان کی مخالفت کرتے تھے اور ان کی بُرائی کے خواہاں تھے، وہ ابن ابی یلی، ابن شمر، ثوری اور شریک اور ایک جماعت تھی۔

آپ کا مرتبہ بالا و برتر ہوتا گیا اور آپ کے اصحاب بہت ہو گئے اور مسجد جامع میں آپ کا حلقہ سب حلقوں سے بڑا ہو گیا اور سوالات کے جوابات کثرت سے دیئے جانے لگے۔ آپ نے مخالفوں کی ایذا رسانی پر صبر کیا اور ان میں سے ہر ضعیف پر فراخ دلی کا ثبوت دیتے رہے اور کھلتے پتے افراد کو تحفے ارسال کئے لہذا لوگوں کا رخ آپ کی طرف مڑا۔ امراء، حکام اور اشرافِ کرام نے آپ کی عزت کی۔ آپ نے مشکلات کا سامنا کیا، لہذا سب آپ کے شکر گزار ہوئے اور آپ نے ایسے امور انجام دیئے کہ عرب ان سے قاصر تھے۔ آپ اپنے وسیع علم کی بدولت یہ سب کچھ کر گئے اور تقدیر نے آپ کا ساتھ دیا اور آپ کو بلند مقام حاصل ہو گیا جس پر آپ کے مخالف حسد کرنے لگے۔

ملیح بن وکیع نے اپنے والد سے سنا کہ ایک شخص نے ابو حنیفہ سے دریافت کیا۔ فقہ حاصل کرنے کے لئے کس چیز سے مدد لی جائے۔ آپ نے فرمایا۔ ہمت پوری ہو۔ اُس نے کہا ہمت کیسے پوری کی جائے۔ آپ نے فرمایا۔ علائق کو چھوڑو۔ اس نے پوچھا علائق کو کیسے چھوڑا جائے۔ آپ نے فرمایا۔ ضرورت کے وقت شے کو بہ قدر حاجت لو اس میں اضافہ نہ کرو۔

شعبہ نے بیان کیا کہ میں نے حماد بن ابی سلیمان (حضرت امام کے استادِ عالی مقام) سے سنا کہ ابو حنیفہ ہمارے پاس بہت قاعدے سے، وقار کے ساتھ، دھیان لگا کر بیٹھا کرتے ہیں ہم ان کو علم

کی غذا دیتے ہیں اور اُن سے مشکل سوالات کرتے ہیں۔ قسم ہے اللہ کی وہ بہت اچھی سمجھ اور اچھے حافظے کے ہیں۔

لوگوں نے ان کی بُرائی کی اور اللہ کی قسم وہ ان لوگوں سے زیادہ علم والے ہیں۔ کل ان کو اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ علم نعمان کا جلیس ہے جس طرح پرکہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ وہ دن کا نور ہے جو رات کی تاریکی کو زائل کرتا ہے۔

ابو غنسان نے بیان کیا کہ میں نے اسرائیلؑ سنا، وہ کہہ رہے تھے، کیا اچھے شخص نعمان تھے، وہ کیا خوب حافظ تھے ہر اُس حدیث کے جس میں فقہ موتی تھی، ان کو کتنی زیادہ تلاش ایسی احادیث کی رہا کرتی تھی۔ یہ طریقہ انھوں نے حماد سے سیکھا اور اس کو بہت اچھی طرح محفوظ رکھا، لہذا ان کی عزت خلفاء اور اُمراء اور وزرائے کی، فقہ میں اگر کوئی شخص اُن سے مناظرہ کرتا تھا تو اُن کی ہمت نفس بڑھتی تھی، مسخر کہا کرتے تھے، اگر کسی شخص نے اللہ کے راستے کے لئے ابو حنیفہ کو اپنا امام بنا لیا ہے میں امید رکھتا ہوں کہ اُس کو خوف نہیں ہے، اس نے اپنے نفس کی حفاظت کرنے میں کوتاہی نہیں کی ہے۔

علی بن عاصم نے کہا ہے، اگر ابو حنیفہ کے علم کو ان کے زمانے کے اہل علم کے علم کے ساتھ تولا جائے تو ابو حنیفہ کا علم بھاری رہے گا۔

ابو یوسف نے ابو حنیفہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ فقہ کی قدر و منزلت اور اہل فقہ کی قدر و منزلت کو وہ شخص نہیں جان سکتا جس کا بیٹھنا اہل مجلس پر بار ہو۔

عبدالرزاق بن ہمام محدث شہیر نے بیان کیا کہ ہم معمر کے پاس تھے کہ عبداللہ بن مبارک کی آمد ہوئی معمر نے کہا ابو حنیفہ سے بڑھ کر فقہ کی مہارت رکھنے والا مجھے کوئی اور نظر نہیں آتا جو کہ اللہ کی مخلوق کے لئے فقہ اور قیاس کے ذریعہ راہِ نجات دکھانے والا ہو۔ میں نے ابو حنیفہ سے زیادہ محتاط کسی کو نہیں دیکھا جو اللہ تعالیٰ کے دین میں کسی قسم کا شک شامل کر کے اپنے نفس کے لئے وبال تیار کرنے پر آمادہ ہو۔

علامہ شہیر وفہامہ تحریر السید محمد رفیع الحسینی الزبیدی رحمہ اللہ نے "عُقُودُ الْجَوَاهِرِ الْمُتَنِيْفَةِ فِي اَدِلَّةِ مَذْهَبِ الْاِمَامِ اَبِي حَنِيفَةَ مِمَّا وَاَفَقَ فِيهِ الْاُئِمَّةُ السَّيِّئَةُ اَوَّاحِدُهُمْ" تحریر کی ہے اور ماہ ربیع الاول ۱۱۹۷ھ میں اس تالیف سے فارغ ہوئے ہیں۔ نام نہاد اہل حدیث اس کتاب کو دیکھیں کہ حضرت امام عالی مقام نے کس طرح احادیث مبارکہ کا اتباع کیا ہے۔ آپ نے چودہ صفحات کا مقدمہ لکھا ہے۔ اس میں سے کچھ فوائد یہ عاجز لکھتا ہے۔

صفحہ ۶ میں ہے۔ مشابہ بن سوار نے کہا۔ شعبہ کی رائے ابو حنیفہ کے متعلق اچھی تھی۔

علی بن المدینی نے کہا کہ ثوری، ابن مبارک، حماد بن زید، ہشیم، وکیع بن الجراح، عباد بن العوام، جعفر بن عون نے حضرت امام سے روایت کی ہے اور آپ ثقہ ہیں اور آپ میں کچھ نقص نہیں ہے۔ یحییٰ بن سعید نے کہا۔ بسا اوقات ہم ابو حنیفہ کے قول کو پسند کرتے ہیں اور اسی کو لیتے ہیں۔ ازدی نے بیان کیا کہ یحییٰ نے کہا۔ میں نے ابو یوسف سے الجامع الصغیر سنی ہے۔

محمد بن بکر بن داسد نے کہا۔ میں نے ابو داؤد سلیمان بن الاسعث سجستانی سے سنا وہ کہہ رہے تھے۔ اللہ رحم فرمائے مالک پر وہ امام تھے، اللہ رحم فرمائے شافعی پر وہ امام تھے، اللہ رحم فرمائے ابو حنیفہ پر وہ امام تھے۔

عبد اللہ بن دہب نے بیان کیا کہ امام مالک سے ایک مسئلہ پوچھا گیا۔ آپ نے اس کا جواب دیا۔ مسئلہ پوچھنے والے نے ان سے کہا۔ اہل شام آپ سے خلاف کرتے ہیں اور ان کا یہ قول ہے۔ آپ نے کہا۔ مَتَى كَانَ هَذَا الشَّانُ لِأَهْلِ الشَّامِ إِنَّمَا هُوَ وَقَفٌ عَلَى أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَالْكُوفَةِ شَامٌ كُورٌ مَرْتَبَةٌ كَبِّ سَلَا جَبَّ۔ یہ بات تو مدینہ والوں اور کوفہ والوں کے لئے ہے۔

میں نے امینی کی خلاصۃ الآثار میں پڑھا ہے کہ امام شمس الدین محمد بن غلام بابلی شافعی حفظہ اور اتقان میں مشہور تھے۔ اُن سے احمد بن عبد اللطیف شیشی شافعی نے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے۔ اگر ہم سے دریافت کیا جائے کہ ان میں افضل کون سا امام ہے ہم کہیں گے ابو حنیفہ سب میں افضل ہیں۔

حماد بن زید نے بیان کیا کہ ایوب سختیانی کے سامنے ابو حنیفہ کا ذکر بُرائی سے کیا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ يُرِيدُونَ أَنْ يُظْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورُهُ۔ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں لیکن اللہ چاہتا ہے کہ اس کا نور کامل ہو، ہم نے ان لوگوں کے مذاہب بھی دیکھے جو ابو حنیفہ کو بُرا کہتے تھے کہ وہ مٹ گئے اور بے جان ہو گئے اور ابو حنیفہ کا مذہب باقی ہے۔ قیامت تک کے لئے اور زمانہ جتنا گزرتا جاتا ہے اس کے نور اور برکت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور اب لوگوں کا اس پر اتفاق ہے کہ اہل سنت و جماعت پیروان ابو حنیفہ و مالک و شافعی و حنبلی ہیں۔ جس نے بھی ابو حنیفہ کے مذہب پر طعن کیا ہے اس کا مذہب مٹا ہے وہ پہچانا نہیں جاتا اور ابو حنیفہ کا مذہب زمین پر شرقاً و غرباً پھیل رہا ہے اور لوگوں کی اکثریت اُسی پر ہے۔

اور صفحہ بارہ میں لکھا ہے۔ فَمَنْ كَانَ بِهَذِهِ الْمَشَابَهَةِ مِمَّنْ أَشْنَى عَلَيْهِ هُوَ لَاءِ الْإِثْمَةِ وَشَهِدُ وَالَهُ بِالْصِّدْقِ وَالْأَمَانَةِ وَالْوَرَعِ وَالْإِحْتِيَاظِ وَالْإِخْلَاصِ كَيْفَ يُظَنُّ بِهِ إِنَّهُ يَتْرُكُ الْإِحْتِيَاظَ فِي مَذْهَبِهِ هَذَا عَيْنُ الْإِفْخَرِ عَلَيْهِ وَحَاشَا مِنْ ذَلِكَ ثُمَّ حَاشَا لَهُ

جس کا لوگوں میں یہ مرتبہ ہو کر ایسے ائمہ گرامی (مصنف نے امام مالک اور امام شافعی کی مدح و ثنا لکھی ہے) ان کی تعریف کرتے ہیں اور ان کی صداقت اور امانت اور ورع اور ان کی احتیاط اور اخلاص کی شہادت دیتے ہیں۔ اُن کے متعلق یہ خیال کس طرح کیا جاسکتا ہے کہ وہ اپنے مذہب میں محتاط نہیں رہیں گے۔ یہ فاسد خیال سراسر ان پر تہمت ہے، وہ اس سے بری ہیں اور بری ہیں۔ اور لکھا ہے کہ مردی ہے کہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہِ رب العزت میں دعا کی کہ اے اللہ مجھ کو بنی اسرائیل کی زبان سے محفوظ کر دے۔ اللہ کی طرف سے ان کو خطاب ہوا۔ اے موسیٰ میں نے لوگوں کی زبان اپنے متعلق بھی بند نہیں کی ہے تمہارے متعلق کیسے بند کر دوں۔

ابو عاصم النبیل نے حضرت امام کے قادیان کے سلسلہ میں نصیب کا یہ مصرع پڑھا۔ سَلَمْتُ وَهَلْ
 حَيُّ مِنَ النَّاسِ يَسْلَمُ۔ تم سلامت رہو کیا کوئی متنفس لوگوں سے سالم رہا ہے۔

حضرت امام کی فقہ کا سلسلہ ۱۱۲۱۹

علامہ موفق نے لکھا ہے | مکہ مکرمہ کے دارالخطاطین میں حضرت امام ابو حنیفہ اور امام اوزاعی کا اجتماع ہوا۔ اوزاعی نے ابو حنیفہ سے کہا: کیا بات ہے کہ نماز میں رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت تم رفع یدین نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا: کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلہ میں صحت کے ساتھ کچھ ثابت نہیں ہے۔ اوزاعی نے کہا: کس طرح صحت کے ساتھ ثابت نہیں ہے، مجھ سے زہری نے ان سے سالم بن عبد اللہ نے ان سے ان کے والد عبد اللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت اور رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔ ابو حنیفہ نے اوزاعی سے کہا: ہم سے حماد نے کہا ان سے ابراہیم نے ان سے علقمہ اور اسود نے ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین نہیں کرتے تھے مگر نماز شروع کرتے وقت اور پھر رفع یدین کسی جگہ نہیں کرتے تھے۔ اوزاعی نے کہا: میں تم سے زہری، از سالم از والد خود عبد اللہ کی روایت بیان کرتا ہوں اور تم حماد از ابراہیم کا بیان مجھ سے کرتے ہو۔ ابو حنیفہ نے کہا کہ حماد بن ابی سلیمان افقہ تھے زہری سے اور ابراہیم افقہ تھے سالم سے اور اگر ابن عمر صحابی نہ ہوتے تو میں کہتا کہ علقمہ ان سے افقہ ہیں۔ اور اسود کے بہت فضائل ہیں اور عبد اللہ بن مسعود تو پھر عبد اللہ ہی ہیں۔ یہ سن کر اوزاعی خاموش ہو گئے۔

اس واقعہ کو امام ابوالمحاسن المرفینانی نے بصورت ارسال روایت کی ہے اور انہوں نے عبد اللہ بن مسعود کی جگہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا ہے اور مرفینانی کی روایت کی ایک وجہ ہے کہ حضرت عمر نے بھی اس حدیث کی روایت کی ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس روایت کا مدار حضرت عبد اللہ بن مسعود ہی پر ہے یعنی حضرت عمر کے ارشاد کے راوی ابن مسعود ہیں۔

حضرت امام عالی مقام کے ارشاد گرامی سے یہ بات مستحق ہے کہ حضرت امام کی سند کہیں ارفع و اعلیٰ ہے۔ محدثین کے سلسلۃ الذہب سے اس سلسلۃ نعمانیہ کے شایاں خواجه جگاں حضرت خواجه باقی باللہ

لے ملاحظہ کریں المناقب ج ۱ ص ۱۳۱

نقشبندی قدس اللہ روح کا یہ شعر ہے۔

ایں سلسلہ از طلائے ناب است ایں خانہ تمام آفتاب است
سلسلہ زہریہ کے متعلق امام لیث بن سعد کے مکتوب کا مطالعہ ناظرین فرمائیں۔ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی نقشبندی قدس سرہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

ناقصے گر کند ایں سلسلہ را طعن قصور حاشائے کہ بر آرم بہ زباں ایں گلہ را
ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند رو بہ از حیلہ چیاں بگسلد ایں سلسلہ را
اس سلسلہ میں حضرت مجدد شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کے مکتوب کا مطالعہ ناظرین فرمائیں۔

حضرت امام حماد آپ کی کنیت ابو اسماعیل ہے اور والد کا نام مسلم اور کنیت ابوسلیمان ہے۔ فقیہ کوفہ کے نام سے حضرت حماد کی شہرت تھی۔ آپ امام ابراہیم نخعی کے علوم کے حامل اور ان کے جانشین تھے۔ آپ مردیگانہ اور صاحبِ احوال تھے۔ حدیث شریف کی روایت حضرت انس بن مالک، سعید بن المسیب وغیرہ سے کی تھی۔ امام مسلم اور اصحابِ سنن نے آپ کی مرویات کو لیا ہے۔ جس وقت آپ حدیث شریف کی روایت کیا کرتے تھے آپ پر ایک حال طاری ہو جاتا تھا۔ بسا اوقات غلبہ احوال کی وجہ سے آپ پر بے خودی چھا جاتی تھی، ہوش آنے پر وضو کرتے اور جس جگہ حدیث لگتی تھی اسی جگہ سے آپ اس کی روایت کرتے تھے۔ آپ نہایت سمجھدار اور حساس شخص تھے۔ ماہِ رمضان شریف میں ہر روز بیچاس افراد کو کھانا کھلاتے تھے اور عید کے دن ان میں سے ہر ایک کو ایک کپڑا اور ایک سو درہم عنایت کرتے۔

ایک مرتبہ کسی شخص نے آپ سے کہا۔ آپ میرے لئے اس کام کی سفارش ابن زیاد سے کر دیں ابن زیاد کوفہ کا گورنر تھا۔ آپ نے اس شخص سے فرمایا۔ تم کو اس کام میں کتنے منافع کی توقع ہے اس نے ایک ہزار درہم بتائے۔ آپ نے اس کو پانچ ہزار درہم دیے اور فرمایا۔ اس حقیر رقم کے واسطے ابن زیاد کے سامنے اپنی آبرو کیوں ضائع کروں۔

علامہ ابن عماد حنبلی نے "شذرات الذہب" میں لکھا ہے۔ آپ سخی، مالدار، محتشم اور گفتار کے مادی تھے۔

منیرہ کا بیان ہے کہ جب حج کر کے جناب حماد کوفہ آئے آپ نے اہل کوفہ سے کہا۔ تمہارے بچے اور بچوں کے بچے (یعنی آپ کے شاگرد اور شاگردوں کے شاگرد) عطار، مجاہد اور طاؤس سے زیادہ فقیہ ہیں۔ میں ان حضرات کو دیکھ کر آرام ہوں۔

آپ کے اس ارشاد پر بعض اہل حدیث نے اعتراض کیا ہے۔ اہل حدیث نے آپ کے قول کو استخفاف پر حمل کیا ہے، حالانکہ آپ کا قول مقید ہے کہ تفقہ میں امام حماد کے شاگردوں کا پایہ بلند ہے۔ کیا امام شافعی نے نہیں فرمایا ہے۔ النَّاسُ فِي الْفِقْهِ عِيَالُ أَبِي حَنِيفَةَ کہ لوگ فقہ میں ابو حنیفہ کے محتاج ہیں، کیا امام اعمش نے نہیں کہا ہے۔ نَحْنُ الصَّيَادِلَةُ وَأَنْتُمْ الْأَطِبَاءُ کہ ہم اہل روایت بمنزلہ عطار کے ہیں جو مفردات فروخت کرتا ہے اور تم اصحاب فقہ بمنزلہ طبیب کے ہو۔

مشہور مقولہ ہے۔ لِكُلِّ قَبِيلٍ رَجَالٌ۔ ہر فن کے افراد ہوا کرتے ہیں۔ حضرات عطاء مجاہد طاؤس وغیرہم نے ارشادات نبویہ علی صاحبہا الصلاة والسلام کی روایت کی ہے۔ حضرات صحابہ سے جو کچھ انہوں نے سنا ہے اس کا بیان کیا ہے وہ یقیناً شاہان صد اکرام و احترام ہیں، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ امام حماد کی وفات سن ۱۲۸ھ میں ہوئی ہے۔ آپ کی جلالت قدر تعالیٰ حوصلگی، راست گفتاری، امرار سے بے نیازی اور علم کی بے پایانی کا اندازہ حضرت امام عالی مقام کی ذات ستودہ صفات سے کیا جائے جو ان کے تربیت یافتہ تھے کہ آپ نے ان کو کیا اعلیٰ تربیت دی اور کس بلند مقام پر پہنچایا، عاجز کے نزدیک متنبی کا یہ شعر آپ کے حسب احوال ہے۔

مَضَى الدُّهُورُ وَمَا أَتَيْنِ بِمِثْلِهِمْ وَلَقَدْ آتَى فَعَجَزَ عَنْ نَظَرَائِهِ

زمانے گزرے اور اس کا مثل نہ لائے، اور وہ آگیا تو اب اس کی نظیروں سے عاجز ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ وعلیٰ من ربانہ ورضی عنہما۔

حضرت امام ابراہیم نخعی | آپ کی کنیت ابو عمران ہے والد کا نام یزید تھا۔ آپ عراق کے مسلم فقیہ تھے۔ چھوٹی عمر میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اگرچہ آپ نے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے احادیث مبارکہ کی روایت کی ہے لیکن آپ کی زیادہ تر روایتیں ائمہ تابعین سے ہیں جیسے مسروق، علقمہ، اسود ہیں۔ آپ کی نظر بہ نسبت روایت کے درایت پر زیادہ تھی اور آپ حدیث کی روایت میں ارسال زیادہ کرتے تھے یا اپنے استاد حضرت عبداللہ بن مسعود کا نام لے کر حدیث شریف بیان کر دیا کرتے تھے۔ آپ سے مشہور محدث اعمش نے کہا۔ جب آپ عبداللہ بن مسعود کی روایت بیان کریں تو بیچ کے واسطے کا بھی ذکر کر دیا کریں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر میں راوی کا نام لے کر ذکر کروں تو سمجھ لو کہ مجھ سے صرف اسی ایک راوی نے حدیث بیان کی ہے اور اگر میں راوی کا نام نہ لوں تو سمجھ جاؤ کہ

لے یہ اعتراض ایک ننیم عربی کتاب میں ہے جو چودھویں صدی میں چھپی ہے۔

روایت کرنے والے چند افراد ہیں۔

آپ کا ارشاد ہے کہ روایت بغیر فہم و تدبر کے اور فہم و تدبر بغیر روایت کے ٹھیک نہیں، یعنی روایت کے ساتھ درایت کی اور درایت کے ساتھ روایت کی ضرورت ہے۔

آپ نے فرمایا۔ جب ہم کسی کے جنازہ میں شریک ہوتے تھے یا کسی کے مرنے کی خبر سنتے تھے تو ہم پر دنوں اس کا اثر رہتا تھا، ہم کو احساس ہوتا تھا کہ مرنے والے کی انتہا یا جنت ہے یا دوزخ ہے، اور اب ہم جنازہ میں شریک ہونے والوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ دنیوی باتوں میں مصروف رہتے ہیں۔ اور فرمایا۔ ہم کسی بُرے کام کو دیکھتے ہیں اور اس کا ذکر نہیں کرتے، ہم کو ڈر لگتا ہے کہیں ہم اس میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

اور فرمایا جو شخص نماز کی تکبیر افتتاح میں تساہل کرے اس کی فلاح سے ہاتھ دھولو۔
آپ کو اہل بیت اطہار سے غایت درجہ محبت تھی۔ اس دُورِ محبت کی وجہ سے بعض افراد نے آپ کو شیعہ لکھ دیا ہے۔

آپ کی پرورش علم و فضل و کمال و زہد و خشیت و اتقا کے گہوارے میں ہوئی۔ حضرت علقمہ بن قیس نخعی آپ کے ماموں تھے اور حضرت اسود اور حضرت عبدالرحمن آپ کے دوسرے ماموں۔ یزید بن قیس نخعی کے صاحبزادے تھے اور یہ تینوں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے خصوصی اصحاب میں سے تھے۔ حضرت اسود کے فرزند کا نام بھی عبدالرحمن تھا، وہ بھی عالم و فاضل اور صاحب کمال تھے۔

حضرت امام ابراہیم اپنے وقت کے فقیہ عراق اور امام اہل رائے تھے، جو مسئلہ پیش آتا تھا اس کو حل فرماتے تھے، فقہ تقدیری میں بحث نہیں کرتے تھے۔

جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا، آپ پر رقت طاری ہو گئی اور آنسو بہنے لگے۔ کسی نے رونے کی وجہ پوچھی۔ آپ نے فرمایا، ملک الموت کا انتظار کر رہا ہوں، معلوم نہیں جنت کی بشارت لائے گا یا دوزخ کی خبر سنائے گا۔

۹۵ء میں آپ کی وفات ہوئی۔ امام شعبی نے لوگوں سے کہا۔ سب سے زیادہ فقیہ کو دفن کر کے تم آرہے ہو۔ کسی نے کہا کیا حسن بصری سے بھی زیادہ۔ آپ نے کہا، صرف حسن بصری سے زیادہ نہیں بلکہ تمام اہل بصرہ، اہل کوفہ، اہل شام، اہل حجاز سے زیادہ فقیہ تھے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ و اکرم نزلہ۔

امیر المومنین حضرت امیر معاویہ کے زمانے میں خشک سالی ہوئی، انہوں نے حضرت اسود سے دعائے استسقاء کرائی۔ امیر معاویہ نے حضرت اسود کو پکڑا اور کہا۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَسْقِيْ اِلَيْكَ بِخَيْرِنَا وَاَفْضَلِنَا اَلْاَسْوَدَ بْنَ يَزِيْدٍ۔ اے اللہ ہم اپنے میں اچھے اور افضل اسود بن یزید کے ذریعے مینہ برسنے کی تجھ سے دعا کرتے ہیں ۚ اور پھر حضرت معاویہ نے حضرت اسود سے کہا۔ آپ ہاتھ اٹھائیں اور دعا کریں۔ چنانچہ آپ نے اپنے مبارک ہاتھ اٹھائے اور مینہ برسا۔

ابن کثیر نے لکھا ہے یہ اسود بن یزید نخعی بڑے تابعیوں، اذرا بن مسعود کے مشہور اصحاب اور کوفہ کے مشہور افراد میں سے تھے، ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور روزوں کی کثرت کی وجہ سے بینائی جاتی رہی تھی، حج و عمرہ کے سلسلہ میں اسی مرتبہ بیت اللہ گئے۔ آپ کوفہ سے احرام باندھ کر اور نیت کر کے روانہ ہوتے تھے۔ سلسلہ میں آپ کی وفات ہوئی۔ کثرتِ صوم کی وجہ سے آپ کا بدن نیلا اور زرد پڑ جاتا تھا۔ جب وفات کی گھڑی پہنچی، آپ رونے لگے۔ کسی نے کہا آپ کیوں رورہے ہیں۔ آپ نے فرمایا، میں کیوں نہ ر دوں، مجھ سے زیادہ رونے کا حقدار اور کون ہے، اللہ کی قسم، اگر اللہ اپنے لطف و کرم سے مجھ کو اپنی مغفرت سے نوازے، مجھ کو اپنے کردار کی وجہ سے اپنے مولیٰ سے شرمندگی رہے گی۔ دیکھو کوئی شخص معمولی خطا کرتا ہے اور جس کی خطا کی ہے وہ اس کو معاف بھی کر دیتا ہے پھر بھی وہ ہمیشہ اس شخص سے شرمندہ اور خجل رہتا ہے۔

حضرت قاضی ابو یوسف نے کہا ہے کہ حضرت امام سے کسی نے دریافت کیا کہ حضرت علقمہ اور حضرت اسود میں افضل کون ہے۔ آپ نے فرمایا، قسم بہ خدا میری کیا بساط ہے جو ان دونوں حضرات کے متعلق کچھ کہوں، میرا کام یہ ہے کہ ان کے واسطے دعا کروں۔ رضی اللہ عنہم وانا ضعیف من علمہم۔

آپ سابقین اولین میں سے ہیں، امام بغوی نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود نے فرمایا ہے۔ اسلام لانے والوں میں چھٹا شخص میں

حضرت ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن مسعود
معروف بہ ابن اُمّ عبد

۱۷ البدایہ والنہایہ ج ۹ ص ۱۷

۱۸ آپ کے مبارک احوال ابن عبد البر کی کتاب الاستیعاب، امام یافعی کی کتاب مرآة الجنان، ابن کثیر کی البدایہ والنہایہ، ابن حجر عسقلانی کی کتاب الاصابہ، ابن عساکر کی کتاب بشائر الذہب، ابن قیم کی کتاب اعلام الموقعین اور صاحب مشکات کی کتاب الاکمال سے ماخوذ ہیں۔

ہوں آپ کے اسلام لانے کا واقعہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے یکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ آپ عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرا رہے تھے کہ اُدھر سے سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے رفیق حضرت ابو بکر صدیق کا گزر ہوا، آپ نے دودھ طلب کیا۔ ابن مسعود نے فرمایا۔ اِنِّیْ مُؤْتَمِّنٌ۔ مجھ کو امانتدار بنایا گیا ہے کہ بکریاں چراؤں اور اُن کی حفاظت کروں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریوں میں سے ایسی بکری تلاش کی جو بچہ دینے کے قابل نہ ہوئی تھی، آپ نے اس کے تھن پر ہاتھ پھیرا اور اس کو دوہا، آپ نے اور حضرت ابو بکر نے دودھ پیا، اس کیفیت کو دیکھ کر ابن مسعود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ عَلِمْتَنِیْ مِنْ هٰذَا الشَّعْءِ؟ (مجھ کو اس دعا کی تعلیم کریں) آپ نے ابن مسعود کے سر پر رحمت سے بھرا ہوا ہاتھ پھیرا اور فرمایا۔ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَإِنَّكَ عَلِیْمٌ مُّعَلِّمٌ۔ (اللہ تم پر رحم فرمائے، تم تعلیم دینے والے چھوٹے لڑکے ہو) اور دوسری روایت میں ”عَلَامٌ مُّعَلِّمٌ“ (تم تعلیم دینے والے لڑکے ہو) عَلِیْمٌ تصغیر کا لفظ ہے۔ محبت کے موقع پر تصغیر کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ رَجُلٌ (آدمی) کو رَجُلٌ کہہ دیتے ہیں۔

لفظ مُّعَلِّمٌ لام کے کسرہ سے (زیر سے) اسم فاعل کا صیغہ ہے اس کا ترجمہ علم سکھانے والا ہے، اور اگر اس لفظ کو لام کے فتح سے پڑھا جائے تو یہ اسم مفعول کا صیغہ ہے اور اس کا ترجمہ تعلیم یافتہ ہو یعنی سیکھے سکھائے ہو، ہے۔ علامہ ابن قیم نے علیم معلم کی روایت لکھی ہے۔ علیم کے معنی اچھے علم والا ہے۔ حضرت ابن مسعود کا مشرف بہ اسلام ہونا حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے مشرف بہ اسلام ہونے سے پیشتر ہے۔ سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ سے خصوصیت کے ساتھ محبت تھی۔ آپ نے ابن مسعود سے فرما دیا تھا۔ اِذْنٰکَ اَنْ تَرْفَعَ الْحِجَابَ وَاَنْ تَسْمَعَ سَوَارِیْ حَتّٰی اَتٰکَ وَکَانَ یُعْرِفُ فِی الصَّحَابَةِ بِصَاحِبِ السَّوَادِ وَالسَّوَالِکِ۔ تم کو اجازت طلب کرنے کی ضرورت نہیں، پر وہ اُٹھا کر اندر آ جاؤ اور ہماری خاس باتیں سنو، جب تک کہ میں تم کو روکوں۔ آپ صحابہ میں صاحبِ السَّوَادِ السَّوَالِکِ کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی خدمتیں متعلق تھیں، مثلاً چیل کا اٹھانا، مسواک کا ساتھ رکھنا، آپ کے آگے چلنا، نہاتے وقت پر وہ کرنا، خواب سے بیدار کرنا۔ چنانچہ صاحبِ النعلین اور صاحبُ الْوَسَادِ بھی آپ کے مبارک القاب تھے۔

آپ کو ذوالہجرین بھی کہتے تھے یعنی دو ہجرت کرنے والے۔ کیونکہ آپ نے حبشہ کو ہجرت کی

۱۔ ملاحظہ کریں اعلام التوقیع ج ۱ ص ۱۶

۲۔ ملاحظہ کریں الاستیعاب از علامہ ابن عبد البر ج ۳ ص ۳۳ اور النہایہ فی غیب الحدیث میں السَّوَادُ بِالْکَثْرِ التَّارَدُ ہے۔

جب وہاں آپ نے سنا کہ اہل مکہ نے مسلمانوں کے ساتھ ظلم و تعدی چھوڑ دی ہے، آپ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ چوں کہ وہاں کے احوال بد سے بدتر تھے آپ پھر مشہ چلے گئے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک خدمت میں مدینہ منورہ پہنچے اور تمام لڑائیوں میں شریک ہوئے۔ کیا غزوہ بدر، کیا غزوہ احد اور کیا دوسرے غزوات، آپ ہر جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے۔

آپ نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے اس لئے آپ کو ذوالقبلتین بھی کہتے ہیں۔ آپ پہلے شخص ہیں کہ بیت اللہ شریف کے پاس بلند آواز سے کلام پاک کی تلاوت کی ہے۔ اس وقت کوئی اپنا اسلام ظاہر نہیں کر سکتا تھا۔ بیت اللہ شریف کے پاس تلاوت کون کر سکتا تھا۔ آپ مستانہ دار بیت اللہ شریف کے پاس گئے اور بلند آواز سے سورہ الرحمن کی تلاوت کی، اشقیانے آپ کو زرد و کوب کر کے اپنی بد بختی کا اظہار کیا۔

ابن قیم نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنْ ابْنِ أُمِّ عَبْدِ، وَمِنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ، وَمِنْ سَالِمِ مَوْلَى حَذِيفَةَ، وَمِنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ۔ قرآن مجید کو ان چار افراد سے حاصل کرو اور سب سے پہلے حضرت ابن مسعود کا نام لیا ہے۔

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود سے فرمایا۔ مجھ کو قرآن مجید سناؤ۔ ابن مسعود نے کہا۔ آپ پر کلام پاک کا نزول ہوتا ہے میں آپ کو کیا سناؤں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ مجھے پسند ہے کوئی کلام پاک مجھ کو سنائے۔ چنانچہ ابن مسعود نے سورہ نسا کی تلاوت شروع کی، جب آپ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا (آیت ۴۸) پر پہنچے آپ نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو بہہ رہے ہیں۔ اور آنحضرت نے فرمایا بس کرو۔

علامہ ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو چاہے کہ قرآن مجید کی ایسی تلاوت کرے جیسا کہ اس کا نزول ہوا ہے وہ ابن مسعود کی طرح تلاوت کرے اور پھر آنحضرت نے ابن مسعود سے فرمایا۔ "سَلْ تَنْطَه" مانگو تم کو دیا جائے گا۔ اس یقینی مقبولیت کے وقت حضرت عبداللہ بن مسعود نے یہ دعا کی۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ إِيْمَانًا لَا يَزَعُذُ وَنِعْمًا لَا تَنْفَدُ وَمُرَافَقَةً نَبِيَّتِكَ فِي أَعْلَى جَنَّةِ الْخُلْدِ۔ اے اللہ میں تجھ سے وہ ایمان طلب کرتا ہوں جو پھرے نہیں اور ایسی نعمتیں چاہتا ہوں جو تمام نہ ہوں اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت اعلیٰ جنت خلد میں چاہتا ہوں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ

کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کی بشارت دی جو جنتِ خلد میں ہوگی۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات اور اطوار میں عبداللہ بن مسعود سے مشابہت رکھنے والا میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محفوظ اصحاب سمجھتے ہیں۔ (اِنَّ ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ اَقْرَبُكُمْ اِلَى اللّٰهِ زُلْفَى) کہ ان میں عبداللہ بن مسعود اللہ کے زیادہ قریب تر ہیں درجات میں۔

اَلَا كُمَالٌ فِيْ اَسْمَاءِ الرَّجَالِ مِیْ هَیْ۔ "قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رَضِیْتُ لِاُمِّیْ مَا رَضِیَ لَهَا ابْنُ اُمِّ عَبْدِیْ وَتَخَطَّتْ مَا تَخَطَّ لَهَا ابْنُ اُمِّ عَبْدِیْ" یعنی ابنِ مسعود۔ میں اپنی امت کے واسطے وہ پسند کرتا ہوں جو ابنِ مسعود ان کے واسطے پسند کریں اور ان کے واسطے اس کو ناپسند کرتا ہوں جو ابنِ مسعود ان کے واسطے ناپسند کریں۔

علامہ تورپشتی نے لکھا ہے۔ اس مبارک ارشاد کے پیش نظر جب ہم حضرت ابوبکر کی خلافت کے مسئلہ کو دیکھتے ہیں کہ اس مسئلہ میں حضرت ابنِ مسعود نے فرمایا۔ اِنَا نَرْضٰی لِدُنَّیَا مَا مِیْ اَرْضَاہُ لِیَدِیْنَا۔ ہم اپنے امورِ دنیویہ کے واسطے اسی کو پسند کرتے ہیں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے کام کے واسطے پسند کیا ہے، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھانے کے واسطے مقرر کیا ہے۔ ابنِ مسعود کی اس دلیل کو صحابہ نے تسلیم کیا ہے۔ علامہ ابنِ عبدالبر نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابنِ مسعود کا یہ ارشاد پہلا اجتہاد تھا۔

بدر کے دن معاذ اور معوذہ پسرانِ عفرار نے ابوجہل کو گھائل کیا۔ حضرت ابنِ مسعود کا گزر اس طرف ہوا۔ ابوجہل کی آخری گھڑی قریب آگئی تھی۔ حضرت ابنِ مسعود کی تلوار کام کی ذمہ آپ نے ابوجہل کی تلوار اٹھائی، ابوجہل کی نظر آپ پر پڑی وہ آپ کے ارادہ کو بھانپ گیا اور اس نے کہا۔ لَقَدْ رَقِیْتُ مَرَقًا صَبِغًا یَا دُوْنِیْ الْعَقِیْمِ۔ اے بھڑوں کے حقیر چرواہے تو نے کٹھن کام پر ہاتھ ڈالا ہے۔ حضرت ابنِ مسعود نے اُسی کی تلوار سے اس کی گردن کاٹی اور اس کا سر اور اس کی تلوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔ آنحضرت نے وہ تلوار آپ ہی کو عنایت کی۔

حضرت ابنِ مسعود کا قد چھوٹا تھا۔ پنڈلیاں پتلی پتلی تھیں۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت پر سے کسی چیز کے لانے کو فرمایا۔ لہذا وہ درخت پر چڑھے۔ ان کی باریک پنڈلیوں کو دیکھ کر حضراتِ صحابہ کو ہنسی آگئی۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تم ہنستے کیا ہو عبداللہ کی ٹانگیں میزان میں

(اللہ کی ترازو میں) اُحد پہاڑ سے زیادہ بھاری ہیں۔

حضرت ابن مسعود نے ایک دن کسی کو دیکھا کہ اس کا تہبند لٹکا ہوا تھا۔ آپ نے اس سے کہا کہ تہبند اٹھاؤ۔ اس نے کہا۔ اے ابن مسعود تم بھی اپنا تہبند اٹھاؤ۔ آپ نے فرمایا۔ میری پنڈلیاں پتلی پتلی ہیں اور رنگ سانولا ہے، تمہاری طرح نہیں ہوں۔ اس واقعہ کی خبر حضرت عمر کو ہوئی۔ آپ نے اس شخص کے کوڑے لگائے اور فرمایا تو ابن مسعود کی بات ٹوٹا تا ہے۔

حضرت عمر نے ایک دن ابن مسعود کو بیٹھا دیکھا۔ فرمایا کَنِيفٌ فُلِیْ عِلْمًا علم و معرفت سے بھری چھاگل ہیں۔

ابن قسیم نے لکھا ہے۔ اہل کوفہ حضرت عمر کے پاس آئے۔ آپ نے ان کو تحفہ دیا۔ آپ نے اہل شام کو بھی تحفہ دیا اور اہل شام کا تحفہ اہل کوفہ کے تحفے سے زیادہ تھا۔ اس پر اہل کوفہ نے آپ سے شکایت کی، آپ نے فرمایا اگر میں نے اہل شام کو بُعْدِ مسافت کی وجہ سے تحفہ زیادہ دیا ہے میں نے عبداللہ بن مسعود کو تمہارے ساتھ کر کے تم کو نوازا ہے۔

حضرت عمر نے مسئلہ میں حضرت عمار بن یاسر اور عبداللہ بن مسعود کو کوفہ بھیجا اور اہل کوفہ کو لکھا۔

میں نے عمار بن یاسر کو امیر اور عبداللہ بن مسعود کو معلم بنا کر تمہارے پاس بھیجا ہے یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برگزیدہ اصحاب اور اہل بدر میں ہیں۔ تم ان دونوں کی پیروی اور احاطہ کرو اور ان کے ارشاد کو دھیان سے سنو۔ میں نے اپنے نفس پر ایشا کر کے عبداللہ کو تمہارے پاس بھیجا ہے۔ یعنی ابن مسعود کو۔

شقیق ابو وائل بن ابی سلمہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے حلقوں میں بیٹھا ہوں، میں نے عبداللہ بن مسعود کی بات سے انکار کرتے کسی کو نہیں دیکھا اور نہ کسی صحابی نے آپ کا رد کیا ہے۔

ابو ظبیان کہتے ہیں۔ مجھ سے ابن عباس نے دریافت کیا۔ تم دونوں قرأتوں میں سے کونسی قرأت پڑھتے ہو۔ میں نے کہا، پہلی، ابن مسعود کی قرأت۔ آپ نے فرمایا، یہی آخری ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال ایک مرتبہ جبریل کے ساتھ قرآن مجید پڑھتے تھے اور وفات کے سال دو مرتبہ قرآن مجید پڑھا ہے اور اس وقت عبداللہ بن مسعود حاضر تھے لہذا ان کو ناسخ و منسوخ اور مُبَدَّل کا علم ہے۔

ابن سعد نے ابو عمر و شیبانی سے حضرت ابو موسیٰ اشعری کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جب تک تم میں خبر موجود ہے مجھ سے نہ پوچھا کرو یعنی جب تک جلیل القدر عالم عبداللہ بن مسعود ہیں ان سے مسائل دریافت کر لیا کرو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود حدیث مبارک کی روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر حضرت عمر حضرت صفوان بن عسال مروی سے کرتے ہیں۔

اور آپ سے آپ کے دو صاحبزادے عبدالرحمن و ابو عبیدہ اور آپ کے بھتیجے عبداللہ بن عتبہ، آپ کی اہلیہ زینب ثقفیہ اور حضرات صحابہ میں سے عبداللہ بن عمر عبداللہ بن عباس عبداللہ بن عمرو بن العاص عبداللہ بن زبیر، ابو موسیٰ اشعری، ابو رافع، ابو شریح، ابو سعید خدری، جابر، انس، ابو جحیفہ، ابو امامہ، حجاج بن مالک، سلمیٰ طارق بن شہاب، ابو ثور، الفہمی عبداللہ بن الحارث الزبیدی، عمرو بن الحارث المصطلق، قرۃ بن ایاس اور کلثوم بن مطلق روایت کرتے ہیں۔

اور تابعین میں سے علقمہ، اسود، مسروق، ربیع بن خثیم، زید بن وہب، ابو وائل، قاضی شریح بن الحارث، ربیع بن حراش، حارث بن سوید، الیتمی، زر بن حبیش، ابو عمر و شیبانی، عبداللہ بن شاذ، عبداللہ بن حکیم عبدالرحمن ابی سلی، عبیدہ بن عمرو السمانی، ابو عثمان النہدی، ابو الاسود الدؤلی اور خلق کثیر نے آپ سے روایت کی ہے۔

آپ سلسلہ سے سلسلہ تک کوفہ میں مقیم رہے۔ یہ وہی کوفہ ہے جس کو سلسلہ میں یا سلسلہ یا سلسلہ میں حضرت عمر نے بسایا اور حضرت عظیم معلم عبداللہ بن مسعود کو وہاں قرآن مجید کی تعلیم دینے اور مسائل دین بتانے کے واسطے بھیجا، آپ کی برکت سے کوفہ پہلا اسلامی مدرسہ بنا اور حضرت عمر نے اس مبارک مدرسہ کو کنز الایمان قرار دیا اور حضرت علی نے اس کو جمیعۃ الاسلام اور حضرت سلمان نے قبۃ الاسلام کا لقب دیا۔

کتاب الفقه علی المذاهب الاکبر کے قسم عبادات کے مقدمہ میں لکھا ہے:

تَلَقَّى الْعِلْمَ عَنْ حَمَادِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ وَهَذَا تَلَقَّى عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ وَإِبْرَاهِيمَ أَخَذَ عَنْ عُلُقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ تَلْمِيزِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَكَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ يَمِيلُ إِلَى الرِّجْهِ بِالنَّظَرِ فَلَمَّا أَرْسَلَهُ عُمَرُ إِلَى الْكُوفَةِ وَجَدَ بِهَا مَرْتَعًا خَصِيْبًا نَمَى فِيهِ هَذَا الْمِثْلُ وَقَوَّى عِنْدَهُ مَلَكَهُ اسْتِنَابُ الْأَحْكَامِ، لِأَنَّهُ وَجَدَ بِالْعِرَاقِ مَسَائِلَ كَثِيرَةً لَمْ يَكُنْ لَهُ بِهَا عَهْدٌ بِالْمَدِينَةِ وَإِحْدَاثُ جُزْئِيَّةٍ كَانَتْ تُجْعَدُ كُلُّ يَوْمٍ فَكَانَ لَا يَدَّ مِنْ عَرْضِ هَذِهِ الْمَسَائِلِ

وَالْأَحْدَاثِ عَلَى قَوَاعِدِ الشَّرِيعَةِ لِاسْتِبْلَاطِ الَّتِي تُنَاسِبُهَا۔

امام ابو حنیفہ نے علم حماد بن ابی سلیمان سے اور انہوں نے ابراہیم نخعی سے اور انہوں نے عبد اللہ بن مسعود کے شاگرد علقمہ بن قیس سے حاصل کیا۔ ابن مسعود کا میلان رائے سے اجتہاد کی نظر تھا اور جب حضرت عمر نے ان کو کوفہ بھیجا وہاں اُن کے خیال کو تقویت ملی اور ان کے میلان رائے میں اضافہ ہوا۔ کیونکہ عراق میں بہت سے ایسے مسائل پیش آئے جن سے مدینہ منورہ کے قیام میں سابقہ نہیں پڑا تھا۔ نئی نئی جزئیات ہر روز پیش آتی تھیں لہذا ضروری ہوا کہ ان پیش آمدہ مسائل کو قواعد شرعیہ پر پیش کیا جائے اور اس کے حکم کا جو اس کے مناسب ہوا استنباط کیا جائے۔

اور چند سطر بعد لکھا ہے۔ وَقَدْ مَهَّرَ أَبُو حَنِيفَةَ فِي الْفِقْهِ وَاشْتَهَرَ فِي الْعِرَاقِ وَشَهِدَ لَهُ بِعُلُوِّ مَقَامِهِ فِي الْفِقْهِ مَا لَيْكُ وَالشَّافِعِيُّ وَكَثِيرٌ مِّنْ عُلَمَاءِ وَقْتِهِ۔

فقہ میں ابو حنیفہ کو مہارت حاصل ہوئی اور عراق میں آپ مشہور ہوئے۔ آپ کی نقہی مہارت کا اعتراف امام مالک اور امام شافعی اور آپ کے زمانہ کے بہت علماء نے کیا ہے۔ کسی نے کہا ہے اور حقیقت امر کا اظہار کیا ہے۔

الْفَقْهُ زَرْعُ ابْنِ مَسْعُودٍ وَعَلْقَمَةُ حَصَادُهُ ثُمَّ اِبْرَاهِيمُ دَوَّاسُ
نُعْمَانُ طَاحِنُهُ يَعْقُوبُ عَاجِنُهُ مُحَمَّدٌ خَابِرٌ وَالْآرْكَلُ النَّاسُ

۱۔ فقہ ابن مسعود کا کھیت ہے اور علقمہ اس کے کاٹنے والے ہیں اور ابراہیم اس کے روندنے والے ہیں۔
۲۔ ابو حنیفہ نعمان اس کے پینے والے، یعقوب ابو یوسف اس کے گوندھنے والے اور محمد پکنے والے اور بندگان خدا کھانے والے ہیں۔

یہ عاجز عنفی اللہ عنہ کہتا ہے

مُبَارَكٌ سِلْسِلَهُ

سلسلہ ہے خوب کیا نعمان کا	ہے تراسر یہ کرم رحمان کا
حضرت حماد سے نعمت ملی	اُن کو ابراہیم سے دولت ملی
اُن کے مُرشد علقمہ انسود ہوئے	وہ جہاں میں اُعلیٰ و اُسعد ہوئے
ابن اُمّ غنبد کے اصحاب سے	نام آور ہیں یہ دو مہتاب سے
کیا بیاں ہو مجھ سے حضرت کا کمال	اُرفع و اعلیٰ ہے بجد بے مثال

۱۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود ابن اُمّ عبد رضی اللہ عنہ۔

آپ ہیں وہ فردِ اکمل یکہ تاز
سرورِ عالم نے ان سے کہہ دیا
پھر رفاقت مصطفیٰ کی مل گئی
یہ مبارک سلسلہ ہے بے مثال
ہے یہی مسلک ہمارا بالتمام
عزّت و ثقیٰ ہے یہی ہے لا کلام

جو ہوئے ہیں روزِ اول سرفراز
ہو علیم اور ہو معلّم اے فتیٰ
خُلد کی اعلیٰ بشارت مل گئی
ہے یہی حبلِ متینِ ذوالجلال
عزّت و ثقیٰ ہے یہی ہے لا کلام

زید ہے اس پر فدا از جان و دل
کچھ نہیں اس کو غرض از غش و غل

افسوس کا مقام | جمع قرآن مجید کے سلسلہ میں خلیفۃ المسلمین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں برادرانہ طور کی مشکرتہ ہوئی، اس سلسلہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ”تحفۃ اثنا عشریہ“ میں نفیس کلام کہا ہے۔ یہ عاجز اس کا خلاصہ اردو میں لکھتا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ قرآن مجید کی قرارت میں اختلافات رونما ہو رہے ہیں، قرأت شاذہ کو ترویج دی جا رہی ہے، دُعائے قنوت کے بعض جملوں کو قرآن مجید میں شامل کیا جا رہا ہے اور بعض تفسیری جملے بڑھادئے گئے ہیں۔ حضرت عثمان نے اکابر صحابہ جیسے حضرت علیؓ حضرت حذیفہ بن الیمان وغیرہما رضی اللہ عنہما اجمعین سے مشورہ کیا اور طے پایا کہ تمام مصاحف کو جمع کر لیا جائے، چنانچہ سب حضرات سے ان کے مصاحف لے لئے گئے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اپنا مصحف حضرت عثمان کے حوالے کر دیا، حضرت ابن مسعود اپنا مصحف دینے پر راضی نہ ہوئے اور ان سے جبریہ ان کا مصحف لیا گیا۔ شاہ عبدالعزیز نے لکھا ہے۔ لہ

”واین فعل ابن مسعود با عثمان رضی اللہ عنہما از قبیل مفکر و نجیب است کہ اخوان و اقربان را باہم می باشد یعنی ان دونوں حضرات کا یہ اختلاف اقران اور برادران کے اختلاف کی طرح کا ہے حضرت ابن مسعود نے جو قرآن سا لہا سال میں لکھا تھا اس کو اپنے سے الگ کرنا نہیں چاہتے تھے اور حضرت عثمان کے سامنے امت اسلام کی ہدایت کا سوال تھا کہ قرآن مجید میں اختلاف نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ قرآن مجید اختلافات سے پاک و صاف رہا ہے اور رہے گا۔“

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد فتنہ کا آغاز ہوا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی

شہادت کے بعد طرح طرح کے فتنوں نے سر اُبھارا اور فرقی باطلہ کا ظہور ہوا۔ اس دورِ پُر فتن میں حجاج کا ظہور ہوا۔ صَلَٰتُ بن دینار کا بیان ہے کہ وَاسِط کی مسجد کے منبر پر حجاج نے کہا۔ عبد اللہ بن مسعود منافقوں کا رئیس ہے۔ اگر میں اس کو پالیتا زمین کو اس کا مخون پلاتا۔ اُسے کہاں اس اَشقی الا شقیاء کی یہ خواہش اور کہاں سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اَللّٰهُ اَللّٰهُ فِيْ اَصْحَابِيْ اَللّٰهُ فِيْ اَصْحَابِيْ لَا تَخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِيْ "میرے اصحاب کے بارے میں خدا سے خوف کرو خدا سے خوف کرو، تم میرے بعد ان کو اپنی ملامت کا ہدف نہ بنانا۔ اور مشکوٰۃ کے باب المناقب میں صحیحین کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لَا تَسُبُّواْ اَصْحَابِيْ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اَحَدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مَدًّا اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ" میرے اصحاب کو بُرا نہ کہو (گالی مت دو) اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کی مقدار میں سونا صرف کرے وہ میرے اصحاب کے ایک مُد بلکہ نصف مُد کی فضیلت کو نہیں پہنچ سکتا۔

اس حدیث شریف کا تعلق حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت خالد بن الولید سے ہے رضی اللہ عنہما۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف سابقین الاولین میں سے ہیں اور حضرت خالد بن ولید "وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ" (اور جو اُن کے پیچھے آئے نیکی سے) کے مبارک زُمرے میں سے ہیں۔ حضرت خالد نے حضرت عبدالرحمن کو کچھ کہہ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات سابقین الاولین کے مرتبہ سے اُن کو آگاہ فرمایا ہے۔

کتنے افسوس کا مقام ہے کہ بعض افراد حضرت عثمان یا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے متعلق تحقیق کے نام پر کچھ لکھ جاتے ہیں۔ یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ارشاد کے خلاف عمل کر رہے ہیں۔ ان افراد کا بھروسہ بعض روایات پر ہے۔ ان کو خبر نہیں ہے کہ ہمارے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اخبارِ آحادِ عُدُوْل اگر جمع علیہا اصول کے خلاف ہوں تو وہ غیر مقبول ہیں۔ جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے۔ ہم پر لازم ہے کہ ارشادِ گرامی اللہ اللہ فی اصحابی پر نظر رکھیں۔ حضراتِ صحابہ کے عمل کی ہم سے پوچھ نہ ہوگی اور ہماری لب کشائی کی یقیناً ہم سے پوچھ ہوگی۔ وَفَقْنَا اللّٰهُ لِمَوْضَاعِهِ۔

حضرت امام کے اساسی اصول

مسائل کے استنباط اور استخراج کے سلسلہ میں آپ کے سات اصول ہیں:

- ۱۔ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب قرآن مجید و فرقانِ حمید۔
- ۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال و تقریرات۔
- ۳۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل اور ان کے فتاویٰ۔
- ۴۔ اجماع۔ یعنی اہل علم کا کسی دور میں کسی مسئلہ پر اتفاق کر لینا۔
- ۵۔ قیاس، یعنی کسی ایسے مسئلہ کا حکم جس کا بیان نہیں آیا ہے کسی ایسے مسئلہ سے نکالنا جس کا حکم معلوم ہو۔

- ۶۔ استحسان۔ علمائے فرمایا ہے، قیاس کی ایک قسم حلی اور واضح ہے اور اس کا اثر ضعیف ہوتا ہے اور دوسری قسم خفی اور غیر واضح ہے لیکن اس کا اثر قوی ہوتا ہے۔ پہلی قسم کو قیاس کہتے ہیں اور دوسری قسم کو استحسان۔
- ۷۔ وہ مروج طریقہ ہے جس پر بندگانِ خدا کا تعامل ہو۔

علامہ ابن حجر مہتممی نے لکھا ہے۔ ۱۔

سمجھ لو، علمائے اس بات سے کہ ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب اہل رائے ہیں کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ علمائے ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کی تنقیص کی ہے یا یہ نہ سمجھ لے کہ یہ حضرات اپنی رائے کو سنت پر ترجیح دیتے ہیں کیونکہ حضرت امام ابو حنیفہ سے یہ بات مستند طریقوں سے کثرت کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ پہلے قرآن مجید سے لیتے ہیں۔ اگر قرآن مجید میں حکم نہیں ملتا ہے تو سنت سے لیتے ہیں اور اگر سنت میں نہ ملتا تو حضرات صحابہ کا قول لیتے ہیں اور اس قول کو لیتے ہیں جو قرآن یا سنت کے زیادہ قریب ہو، اور اگر صحابہ کا قول نہیں ملتا تو آپ تابعین کے قول کے پابند نہیں رہتے، بلکہ آپ بھی اجتہاد کرتے ہیں جیسا کہ تابعین نے اجتہاد کیا ہے۔

۲۔ ملاحظہ کریں الخیرات الحسان کی فصل گیارہ۔

فضیل بن عیاض نے کہا ہے۔ اگر مسئلہ میں صحیح حدیث ملتی ہے ابو حنیفہ اس کو لیتے ہیں اور اگر صحابہ یا تابعین سے ہو تو یہی صورت ہے ورنہ وہ قیاس کرتے ہیں اور قیاس اچھا کرتے ہیں۔ ابن مبارک نے ابو حنیفہ سے روایت کی ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ملتی ہے تو سر آنکھوں پر اور اگر صحابہ سے روایات ہیں تو ہم ان میں سے کسی روایت کو لیتے ہیں اور صحابہ کے دائرہ اقوال سے باہر نہیں نکلتے ہیں اور اگر اقوال تابعین کے ہوتے ہیں ہم ان کی پابندی نہیں کرتے ہیں بلکہ ہم بھی اپنی رائے بیان کرتے ہیں۔

اور ابن مبارک نے ابو حنیفہ سے روایت کی ہے، لوگوں پر تعجب ہے کہ وہ میرے متعلق کہتے ہیں کہ میں اپنی رائے پر فتویٰ دیتا ہوں۔ میں تو اثر پر فتویٰ دیتا ہوں۔

اور ابن مبارک نے ابو حنیفہ سے روایت کی ہے۔ کتاب اللہ میں حکم ہوتے ہوئے کسی کو اپنی رائے سے بولنے کا حق نہیں ہے اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے ہوتے ہوئے کسی کو بولنے کا حق نہیں ہے۔ اور اسی طرح حضرات صحابہ کے اجماع کے ہوتے ہوئے کسی کو بولنے کا حق نہیں ہے۔ البتہ جس امر میں صحابہ کا اختلاف ہوا ہے تو ہم اس قول کو لیتے ہیں جو قرآن کے قریب تر ہو یا سنت کے قریب تر ہو۔ اس کے بعد ہی قیاس کیا جاتا ہے اور اپنی رائے سے اجتہاد وہ شخص کر سکتا ہے جس کو اختلاف کا علم ہو اور قیاس کو جانتا ہو، اسی پر حضرت امام کا عمل تھا۔

مزنی نے کہا میں نے شافعی سے سنا قیاس میں لوگ ابو حنیفہ کے محتاج ہیں چونکہ ابو حنیفہ کے مذہب کے قیاسات بہت دقیق ہوا کرتے ہیں اس لئے مزنی ان حضرات کے کلام کا مطالعہ کثرت سے کیا کرتے تھے۔ امام طحاوی مزنی کے بھانجے تھے۔ انہوں نے مزنی کے اس عمل کو دیکھا اور وہ ابو حنیفہ کے پیرو ہو گئے۔ جیسا کہ امام طحاوی نے اس کا بیان کیا ہے۔

ایک دن ابو حنیفہ کسی سے قیاس میں بحث کر رہے تھے۔ وہاں ایک شخص بیٹھا تھا وہ چلا کر بولا۔ اس مقایسہ کو چھوڑ دو کیونکہ پہلا قیاس ابلیس نے کیا تھا۔ حضرت امام نے اس سے کہا۔ ابلیس نے اپنے قیاس سے اللہ کے حکم کو رد کیا ہے جس کا بیان اللہ نے اپنی کتاب میں کیا ہے لہذا ابلیس کافر ہوا اور ہمارا قیاس اللہ کے امر کی پیروی کے لئے ہے کیونکہ ہم مسئلہ کو اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت اور ائمہ صحابہ اور تابعین کے اقوال کی طرف لے جا رہے ہیں ہم فرماں برداری کے سلسلہ میں گھوم رہے ہیں، بھلا ہم کس طرح ابلیس ملعون کے مساوی ہو سکتے ہیں۔ یہ سن کر اس شخص

نے کہا مجھ سے غلطی ہوئی، میں توبہ کرتا ہوں، اللہ تمہارے دل کو منور کرے جس طرح تم نے میرے دل کو منور کیا ہے۔

حسن بن صالح کا بیان ہے کہ ابو حنیفہ ناسخ و منسوخ کی تحقیق دقیق نظر سے کیا کرتے تھے۔ آپ اہل کوفہ کی احادیث کے عارف تھے اور جس پر لوگوں کا عمل رہتا تھا اس کی پیروی سختی سے کیا کرتے تھے۔ آپ ان روایات کے حافظ تھے جن کی روایت آپ کے اہل بلد کرتے تھے۔

ابن مبارک کا بیان ہے کہ ابو حنیفہ کہا کرتے تھے ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ ایک رائے ہے ہم کسی کو مجبور نہیں کرتے کہ اٹل عمل کرے اور نہ ہم یہ کہیں کہ اس پر عمل واجب ہے۔ اگر کسی کے پاس اس سے بہتر رائے ہو وہ لائے ہم اس کو قبول کریں گے۔

علامہ ابن حزم اندلسی ظاہری نے کہا ہے ”ابو حنیفہ کے اصحاب کا اس پر اتفاق ہے کہ ان کے مذہب میں ضعیف حدیث پر عمل قیاس سے اولیٰ ہے۔“

فائدہ: علامہ ابن قیم نے ”ابو حنیفہ یقدم الحدیث“ کی سرخی لکھی ہے کہ ”ابو حنیفہ حدیث شریف کو مقدم رکھتے تھے“ اور پھر لکھا ہے۔ ۱۰

اصحاب ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اس پر اتفاق ہے کہ ابو حنیفہ کے مذہب میں ضعیف حدیث بہتر ہے قیاس اور رائے سے، لہذا انہوں نے ضعیف حدیث کی وجہ سے سفر میں کھجور کی بنیڈ سے وضو کرنے کو قیاس اور رائے پر مقدم رکھا ہے اور ایک ضعیف حدیث کی بنا پر دس ددم سے کم کی چوری میں ہاتھ کاٹنے سے روکا ہے اور ایک حدیث کی وجہ سے کہ اس میں منصف ہے اکثر حیض دس دن قرار دیا ہے اور جمعہ کی نماز قائم کرنے کے لئے مصر (شہر) کی شرط اسی طرح کی حدیث سے رکھی ہے اور کنویں کے مسائل میں آثار غیر مرفوعہ کی وجہ سے قیاس محض کو چھوڑ دیا ہے۔ ابو حنیفہ آثار صحابہ کو قیاس اور رائے پر مقدم رکھتے ہیں اور یہی امام احمد کا مسلک ہے اور سلف کے نزدیک حدیث ضعیف کی وہ اصطلاح نہیں ہے جو متاخرین کی ہے۔ بلکہ جس کو متاخرین حسن کہتے ہیں سلف اس کو ضعیف کہہ جاتے ہیں۔“

علامہ شامی نے عقود الجمان کے ”الباب العاشر“ میں علامہ ابن عبد البر کی کتاب الاستغناء سے لکھا ہے۔

”كَانَ مَذْهَبُهُ فِي إِجْبَارِ الْأَحَادِ الْعُذُولِ أَنْ لَا يَقْبَلَ مِنْهَا مَا خَالَفَ الْأَصُولَ الْمَجْمُعَ عَلَيْهَا“

۱۰ لفظ فرمایا میں اعلام الموقعین جلد ۱

الوجیفہ کا مذہب اخبار آحاد عدول کے سلسلہ میں یہ تھا کہ جو خبر واحد اصولیہ تلمذ اور تشفق کے خلاف
موردہ غیر مقبول ہے۔ لہ

اب یہ عاجز حضرت امام کے چھ اصولوں کا بیان مختصر طریقہ پر کرتا ہے اور پھر حیلہ کا ذکر کیا
جائے گا۔ واللہ الموفق الموعین۔

اصل اول قرآن مجید: یہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب ہے جو فصاحت و بلاغت میں
آپ ہی اپنی مثال ہے۔ اس مبارک کتاب سے وہی شخص حکم بیان کر سکتا ہے جو علوم عربیہ سے پوری
طرح واقف ہو۔ خاص و عام مشترک و مذکور کو پہچانتا ہو اور ظاہر و نص کی تمیز کرتا ہو اور یہ جانتا
ہو کہ یہ مفسر ہے یا محکم، اور اس کا جو بیان کیا گیا ہے وہ حقیقی ہے یا مجازی اور وہ صریح ہے یا کنائی
اور جو استدلال کیا گیا ہے وہ نص عبارت ہے یا اشارہ ہے وہ دلالت و اقتضا کے فرق کو بھی سمجھتا ہو۔
ان امور کو دیکھتے ہوئے علماء اعلام کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ قرآن مجید کا ترجمہ کسی
بھی صورت سے ہو ہی نہیں سکتا البتہ اس کا بیان اور شرح کی جاسکتی ہے۔ اردو تراجم بہ کثرت
شائع ہوئے ہیں، ان سب کے مرجع و آب حضرت شاہ عبدالقادر قدس سرہ ہیں۔ آپ نے
”موضع قرآن“ (۱۲۰۵ھ) کے ابتدائیہ میں لکھا ہے۔

”چند ہندوستانیوں کو معنی قرآن اس سے آسان ہوئے لیکن اب بھی استاد سے سند کرنا
لازم ہے۔ اول معنی قرآن بغیر سند معتبر نہیں۔ دوم ربط کلام ماقبل و مابعد سے پہچاننا اور قطع کلام
سے بچنا بغیر استاد نہیں آتا۔ چنانچہ قرآن زبان عربی ہے اور عرب بھی محتاج استاد تھے۔“
حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کرتے تھے۔
اور یہی سلسلہ آپ کی امت میں اللہ کے لطف و کرم سے رائج ہے۔ اگر کوئی سر پھر اس کے خلاف
کرتا ہے اس کی بات مقبول نہیں ہوتی ہے۔

حضرت امام کے کثرت تلامیذ کا بیان امام ابن عبدالبر مالکی، امام ذہبی شافعی، امام سیوطی
شافعی نے کیا ہے۔ آپ کے پڑھانے کا طریقہ پوری آزادی کا تھا۔ شاگردوں کو اجازت تھی کہ اپنے
اشکالات بیان کریں، مباحثہ کریں۔ اور جس پر اتفاق ہو جاتا تھا اس کو آپ کے اصحاب لکھ لیا کرتے
تھے۔ ہر مسئلہ از روئے احادیث مرویہ اور از روئے قواعد عربیہ درست ہوتا تھا۔ ائمہ اعلام نے کھلے
طور پر اس کا اعتراف کیا ہے کہ ائمہ مجتہدین میں یہ بات اور کیفیت کسی دوسرے کو نہیں نصیب ہوئی ہے۔

لہ علامہ ابن عبدالبر کی پوری عبارت حضرت امام کی مخالفت کے بیان میں آئے گی۔

اصل دوم حدیث مبارک : جو کچھ آنحضرت نے فرمایا ہے یا آپ کے سامنے کوئی کام کیا گیا اور آپ نے اس سے روکا نہیں یا آپ کو کچھ کرتے ہوئے دیکھا گیا ہو وہ حدیث ہے۔ حدیث کی روایت کے سلسلہ میں تمام ائمہ حدیث کی کوشش رہی ہے کہ وہ صحیح طور پر حدیث کی روایت کریں، اگر احادیث مبارکہ کی تدوین کا کام حضرات صحابہ کے دور میں کیا جاتا تو سہل ہوتا چونکہ وہ مبارک دور تبلیغ اسلام اور جہاد کا دور تھا اس طرف کوئی متوجہ نہ ہو سکا اور جب اس کام کی طرف اللہ کے نیک بندے متوجہ ہوئے، احادیث مبارکہ میں تصرفات کا دور شروع ہو چکا تھا، لہذا حضرت امام نے اخبارِ آحادِ عدول کے قبول کرنے کے لئے یہ شرط لگائی کہ روایت اس وقت قبول کی جائیگی کہ وہ روایت ایسی اصل کے خلاف نہ ہو جس کو سب نے قبول کیا ہے۔ اے کاش اس شرط کو دوسرے ائمہ حدیث بھی تسلیم کرتے اور بعد کے افراد وقتوں سے محفوظ رہتے، جس کا ذکر حضرت امام کی مخالفت کے بیان میں آئے گا۔

اصل سوم حضرات صحابہ کا عمل اور ان کے فتاویٰ : حضرت امام نے فرمایا ہے۔ اگر کتاب اللہ میں اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مجھ کو حکم نہیں ملتا ہے میں صحابہ کے اقوال میں سے کسی کا قول لیتا ہوں اور ان کے دائرۃ اقوال میں سے باہر نہیں نکلتا ہوں۔ استاد ابو زہرہ نے اس سلسلہ میں اعلامِ ائمہ کا کلام نقل کر کے لکھا ہے۔ ابو سعید بردعی نے کہا ہے۔ صحابی کی تقلید واجب ہے لہذا قیاس کو چھوڑنا ہوگا اور کرنی نے کہا ہے کہ صحابی کی تقلید اس وقت کی جائے گی جب وہ بات قیاس سے نہ کہی جاسکے جیسے حضرت انس اور عثمان بن ابی العاص کا قول ہے کہ اقل حیض تین دن ہے اور اکثر حیض دس دن اور جیسے حضرت عائشہ کا قول ہے۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ زید بن ارقم نے کسی کے ہاتھ آٹھ سو میں کوئی شے فروخت کی اور روپیہ وصول کرنے سے پہلے وہی شے اس سے چھ سو میں خرید لی۔ آپ نے زید بن ارقم کو کہلا بھیجا۔ اگر تم نے توبہ نہ کی، اللہ تمہارے حج کو اور جہاد کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا ہے باطل کر دے گا۔ یہ سن کر زید بن ارقم حضرت صدیقہ کے در پر ندامت کرتے ہوئے توبہ کُناں حاضر ہوئے۔ حضرت صدیقہ نے یہ آیت پڑھی "فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَاسْتَمَىٰ فَلَهُ مَا سَلَفَ" (بقرہ۔ ت ۲۷۵) پھر جس کو نصیحت پہنچی اپنے رب کی اور باز آیا تو اس کا بے جو آگے ہوگا، حضرت زید بن ارقم کے حج اور جہاد کا از روئے قیاس اس فعل سے کوئی تعلق نہیں ہے لہذا ظاہر ہے کہ حضرت صدیقہ نے آنحضرت سے سنا ہے

شمس الائمہ سرخسی نے کہا ہے کہ دلائل سے ثابت ہے کہ حضرات صحابہ کے اقوال کا لینا ہر حال میں واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ **وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ** (توبہ - ت ۱۰۰) ”اور جو لوگ قدیم ہیں پہلے وطن چھوڑنے والے اور مدد کرنے والے اور جو ان کے پیچھے آئے نیکی سے“ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہاجر اور انصار صحابہ کی مدح کی ہے اور ان لوگوں کی مدح کی ہے جنہوں نے ان حضرات کی پیروی کی ہے۔ ان کی پیروی کرنی مدح کا سبب ہے، اور اس مدح اور پیروی کی وجہ سے اللہ ان کی پیروی کی طرف بلاتا ہے اور یہ اتباع اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ دین میں ان کی رائے کی پیروی کی جائے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ **أَنَا أَمَانٌ لِأَصْحَابِي وَأَصْحَابِي أَمَانٌ لِأُمَّتِي**۔ میں اپنے صحابہ کے واسطے امان ہوں اور میرے صحابہ میری امت کے لئے امان ہیں۔

امام سرخسی نے مزید دلیلیں لکھی ہیں اور استاد ابو زہرہ نے ان کو نقل کیا ہے۔ خلاصہ کلام اس طرح پر ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ حضرات صحابہ کا اتباع کرتے تھے۔ آپ کے مذہب کے بعض ائمہ اس طرف گئے ہیں کہ آپ اپنے قیاس کو قول صحابی پر ترجیح دیتے تھے لیکن ہم آپ کے صریح قول کو ترجیح دیتے ہیں اور یہی آپ کے ورع و تقویٰ سے مستفق ہے۔ آپ نے صاف طور سے فرمایا ہے۔ میں دائرۃ اقوال صحابہ میں سے جس قول کو پسند کرتا ہوں لیتا ہوں میں ان کے اقوال کے دائرے سے باہر نہیں جاتا ہوں۔ پھر حضرت امام نے چند تابعیوں کا نام لے کر فرمایا ہے۔ جس طرح ان افراد نے کوشش کی ہے میں بھی کرتا ہوں۔ میں ان کے اقوال کا پابند نہیں ہوں۔

اصل چہارم اجماع : استاد ابو زہرہ نے لکھا ہے۔ اُن اکثر علماء کے قول کی رو سے جنہوں نے اجماع کو اسلامی فقہ کے اصول میں سے ایک اصل قرار دیا ہے اجماع کی یہ تعریف کی جاسکتی ہے کہ اسلامی امت کے مجتہدین کسی زمانہ میں کسی امر پر اتفاق کر لیں۔ یہ تعریف امام شافعی نے اپنے رسالہ میں لکھی ہے اور علماء اصول فقہ نے اس کو پسند کیا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ نے اس کو اپنی فقہ کے اصول میں سے ایک اصل قرار دیا ہے یا نہیں۔

حنفی مذہب کے علماء نے کہا ہے کہ اجماع اصول فقہ میں سے ایک اصل ہے اور ان حضرات نے چند طرق سے اس کا اثبات کیا ہے۔

ان علمائے کبار نے کہا ہے۔ اجماع قوی بھی ہوتا ہے اور سُکوتی بھی۔ وہ کہتے ہیں اگر کسی مسئلہ میں علماء کا اختلاف دو صورتوں میں یا زیادہ صورتوں میں محدود رہا اور یہ محدودیت ایک عرصہ تک قائم رہی اور پھر کوئی عالم اس مسئلہ میں نقل کی ہوئی رایوں کے علاوہ کوئی رائے ظاہر کرے تو اس کا یہ فعل اجماع کے خلاف ہے۔

ان حضرات نے فروع ماثورہ اور اقوال اصحاب ابو حنیفہ سے اس قول کو ثابت کیا ہے ہم نے ان حضرات کی کتابوں کی طرف رجوع کیا جنہوں نے حضرت امام ابو حنیفہ کی سوانح حیات لکھی ہیں۔ ہم کو یہ عبارت ملی ہے کہ آپ کتاب و سنت و آراء صحابہ اور قیاس پر عامل تھے اور اس کے ساتھ ہم کو یہ بھی ملا، جیسا کہ مناقب کی میں ہے کہ آپ ”شَدِيدُ الْاِتِّبَاعِ لِمَا كَانَ عَلَيْهِ النَّاسُ بِبَلَدِهِ“ شدت کے ساتھ پیروی کرتے تھے جس پر آپ کے بلد (ملک) میں عمل ہوتا تھا۔ اور مناقب کی میں سہل بن مزاحم کا یہ قول ملا، ”وَكَلَامُ أَبِي حَنِيفَةَ اخَذُ بِالثَّقَةِ وَفَرَّارٍ مِنَ الْقُبْحِ وَالنَّظَرُ فِي مُعَامَلَاتِ النَّاسِ وَمَا اسْتَقَامُوا عَلَيْهِ اَمَوْزَهُمْ“ ابو حنیفہ کی بات یعنی ان کا طریقہ یہ تھا کہ معتد کو لیتے اور بد سے بچتے اور لوگوں کے معاملات کو پرکھتے اور جس پر کہ ان کے امور درست بیٹھتے۔

ان دو روایتوں سے جو کہ آپ کے معاصرین کی ہیں آپ کے طریقہ استنباط کا پتہ چلتا ہے کہ آپ اپنے وطن کے فقہاء کی روش پر قائم تھے اور جن مسائل میں نص (قطعی حکم) نہیں ملتا تھا۔ تعامل پر عمل کرتے تھے یعنی آپ کے وطن میں جو رائج ہوتا تھا اس کو لیتے تھے۔ اس سے یہ بات صاف طور سے ظاہر ہے کہ جو شخص اپنے وطن کے علماء کا اتباع کرتا ہو وہ یقیناً علماء کے متفقہ فیصلہ کا اتباع کرے گا۔

تین وجوہات کی بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ فقہاء کے نزدیک اجماع حجت ہے۔

۱۔ صحابہ کرام پیش آمدہ مسائل میں اجتہاد کیا کرتے تھے اور جب سیاست عامہ کی صورت پیدا ہوتی تھی حضرت عمر صحابہ کو جمع کرتے تھے اور ان سے مشورہ کرتے تھے اور ان کی رائے معلوم کرتے تھے اور جب کسی بات پر صحابہ کا اتفاق ہو جاتا تھا اس پر عمل کرتے تھے۔ اور اگر صحابہ میں اختلاف ہوتا تھا تو معاملہ اہل علم کے سپرد کر دیتے تھے اور جس بات پر ان کا اتفاق ہوتا تھا اس پر عمل کیا جاتا تھا اور یہ وہ اجماع ہے کہ اس کی مخالفت جائز نہیں۔

۲۔ وہ اجتہاد کا دور تھا، ہر امام اجتہاد کرتا تھا اور وہ اپنے وطن کے متفقہ فیصلہ کے خلاف سے اپنے کو بچاتا تھا تاکہ اس کا قول شاذ نہ ہو۔ امام ابو حنیفہ اپنے بلد کے متفقہ مسائل کی شدت

سے پیر دی کرتے تھے۔ امام مالک اہل مدینہ کے اتفاق کو خبر واحد پر مقدم رکھتے تھے۔ ان دجوات کی بنا پر ہمارا پختہ خیال ہے کہ اجماع حجت ہے اور اس کی مخالفت جائز نہیں۔

۳۔ اس سلسلہ میں بعض آثار بھی وارد ہیں جن سے اجماع کے حجت ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ جیسے حدیث نبوی ہے۔ لَا تَجْتَمِعُ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ۔ میری امت گمراہی پر مجتمع نہ ہوگی اور ارشاد گرامی ہے۔ مَا رَأَى الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ جَسَّهٖ مُسْلِمَانِ اِجْمَاعًا۔ وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہے اور امام شافعی نے روایت کی ہے۔ اَلَا قَمَنْ سَرَّةٌ بِحَبَّةٍ الْجَنَّةِ فَلْيُلْزَمِ الْجَمَاعَةُ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْفَقْدِ وَهُوَ مِنَ الْإِلَاسَيْنِ أَبَعَدُ۔ سمجھ لو جس کو جنت کی راحت پسند ہو وہ جماعت سے لگا ہے اکیلے کے ساتھ شیطان ہوتا ہے اور وہ دوسے دور رہتا ہے۔

استاد ابو زہرہ نے امام ابو یوسف کی کتاب "الرَّدُّ عَلَى سَيْرِ الْأَوْزَاعِي" کی عبارت نقل کی ہے۔ اوزاعی نے اجماع سے احتجاج کیا ہے۔ ابو یوسف نے ان کے احتجاج کو رد کرتے ہوئے کہا ہے۔ اوزاعی نے حجاز اور شام کے بعض ایسے مشائخ کو دیکھ لیا ہے۔ "مَنْ لَا يُحْسِنُ الْوُضُوءَ وَلَا الشَّهَادَةَ وَلَا أُصُولَ الْفِقْهِ" جن کو صحیح طور پر نہ وضو آئے اور نہ تشهد اور نہ اصول فقہ۔ یعنی ایسے افراد کا اجماع اجماع ہی نہیں ہے۔ دور اجتہاد میں اجماع کی حجت میں اختلاف نہیں ہوا ہے بلکہ غلط طور پر اجماع قرار دینے پر شافعی وغیرہ نے انکار کیا ہے جس طرح ابو یوسف نے اوزاعی کے بیان کردہ اجماع کو تسلیم نہیں کیا ہے۔ علماء حنفیہ نے کہا ہے اجماع حجت ہے۔ امام ابو حنیفہ کا یہی مسلک ہے اور آپ کے صاحبین کا بھی یہی مسلک ہے۔ اجماع سکوتی کو بھی حنفیہ نے تسلیم کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرات صحابہ نے مسئلہ کی صورت محدود کر دی ہے۔ ان کے اقوال میں سے کوئی قول اختیار کیا جاسکتا ہے کوئی نیا قول نہیں کہا جاسکتا۔

اصل تخیم قیاس: کتاب وسنت اور اجماع سے جن مسائل کا حکم معلوم ہو چکا ہے ان احکام کی علتوں کو سمجھ کر دوسرے مسائل کے حکم کو معلوم کرنا قیاس ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ بن جبل کو حاکم بنا کر یمن بھیجنے کا قصد فرمایا آپ نے معاذ سے کہا۔ بِمَا تَقْضِي حُكْمَ كَسٍّ سَے كر دگے۔ عرض کی۔ كتاب الله سے۔ آپ نے فرمایا۔ فَإِنْ لَمْ تَجِدْ اِذَا تَمَّ حُكْمُكَ مِنْ عِلْمِ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِى سُنَّتِ سَے۔ آپ نے فرمایا۔ فَإِنْ لَمْ تَجِدْ اِذَا تَمَّ كُوسُنَّتِ رَسُولِ مِى حُكْمُكَ مَلَا۔ عرض کی اَجْتَهَدُ بِكَرَائِى مِى اِنِّى رَاِى سَے اجتہاد کروں گا۔ یہ سن کر سردارِ دو عالم نے فرمایا: اَتَخَذُ بِالَّذِى وَفَّقَ رَسُوْلُہٗ بِمَا

یَرْضَى بِهِ رَسُولَهُ حَمْدٌ هِيَ اس اللہ کے لئے جس نے اپنے رسول کے رسول کو توفیق اس بات کی دی کہ وہ اللہ کے رسول کو راضی کرے۔

شریعت کے احکام کی علتوں کا معلوم کرنا آسان کام نہیں ہے اس کے لئے اسباب نزول کا معلوم کرنا، الفاظ کا، عبارات کا، اشارات کا سمجھنا ضروری ہے۔ شریعت کے احکام میں دینی اور دنیوی فوائد مضمون ہیں، علل کے معلوم کرنے سے اُن فوائد سے استفادہ کا موقع ملتا ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ قیاس کر کے حکم بیان کر دیا کرتے تھے۔ آپ کے بیان کردہ مسائل کو دیکھ کر آپ کے اتباع نے احکام کی علتوں کا بیان کیا ہے اور قیاس کرنے کے قواعد و ضوابط مقرر کئے ہیں۔ اس سلسلہ میں امام فخر الاسلام بزدوی کی کتاب ”اصول فقہ“ قابلِ اعتماد ہے۔ اس کتاب کو دیکھ کر حضرت امام کی مساعی کا اندازہ لگایا جائے جو انہوں نے مدۃ العمر کی ہیں اور ارشاد نبوی ”يَتَرَوْا وَلَا تَحْتَرَوْا“ آسانی پیدا کرو سختی نہ کرو، کے پیش نظر مسلمانوں کے واسطے کیسے ابوابِ یُسْر کھولے ہیں۔ اللہ آپ کو اسلام اور مسلموں کی طرف سے اجرِ کثیر دے۔

علامہ قاضی غسان بن محمد بن عبید اللہ بن سالم المروزی النیساپوری البوخیی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

وَضَعَ الْقِيَاسَ أَبُو حَنِيفَةَ مُحَلَّةً
قیاس کی ساری بنیاد ابو حنیفہ نے رکھی ہے
فَأَيُّ بَيَانٍ وَاضِحٍ مُحْتَجٍّ وَ قِيَاسٍ
آپ واضح حجت اور قیاس لے کر آئے ہیں
وَبَنَى عَلَى الْإِثَارِ زَايَ بَنَائِهِ
اور آپ نے آثارِ مبارکہ پر اپنی تعمیر کی اساس رکھی ہے
فَأَتَتْ غَوَا مِضَّةً عَلَى الْإِكْسَاسِ
لہذا قیاس کی باریکیاں مضبوط اساس پر ہیں
وَاضِعٌ رَجَعَهُ إِلَى رَوَايَتِ كِتَابِ الْإِثَارِ كَمَا نَامَ مِنْهُ
واضع رہے کہ آپ کی روایتوں کو کتاب الآثار کے نام سے آپ کے جلیل القدر شاگردوں نے روایت کیا ہے اور بعد کے ائمہ نے مسانید کے نام سے ان کو جمع کیا ہے۔

اصل ششم، اللہ کا احسان استحسان : امام ابو الحسن کرخی نے استحسان کا بیان اس طرح کیا ہے کہ مجتہد کسی مسئلہ میں زیادہ قوی وجہ کی پنا پر اس حکم سے عدولی کرے جو اس مسئلہ کے امثال میں کر چکا ہے۔

وضاحت کے لئے ایک مسئلہ لکھا جاتا ہے۔

شکاری پرندوں کا جھوٹا پانی نجس ہے یا نہیں۔ قیاس کی رو سے پانی نجس ہے کیوں کہ شکاری پرندوں کا حکم شکاری چوپایوں کا ہے۔ دونوں کا گوشت نجس ہے لہذا دونوں کا جھوٹا پانی

نخس ہونا چاہئے لیکن یَسْرُوْا وَلَا تَعْسِرُوْا کے پیش نظر شکاری پرندوں کا پانی نخس نہیں ہے کیونکہ پرندہ چونچ سے پانی پیتا ہے اور چونچ میں اس کا لعاب نہیں ہوتا ہے، بہ خلاف چوپائے کے کہ وہ ہونٹوں اور زبان سے پانی پیتا ہے، اس کا لعاب پانی میں ملتا ہے اور پانی نخس ہو جاتا ہے لہذا شکاری پرندہ کا پانی کراہت کا متحمل ہے نخس نہیں ہے۔

استحسان کے بیان میں ائمہ کے الفاظ مختلف ہیں۔ بعض ائمہ نے کہا ہے کہ قیاس کا چھوٹنا اور لوگوں کے واسطے ان کے مناسب امر کا اختیار کرنا استحسان ہے۔

بعض نے کہا ہے جس امر میں خاص و عام مبتلا ہوں اس میں راہِ سہولت کا نکانا استحسان ہے۔ بعض نے کہا ہے فراخی کا اختیار کرنا استحسان ہے۔

بعض نے کہا ہے سہولت کا فراہم کرنا اور تکلیف سے بچانا استحسان ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ یُوْنِذُ اللّٰهُ بِکُمْ الْیَسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ یعنی اللہ چاہتا ہے تم پر آسانی اور نہیں چاہتا تم پر مشکل۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ یَسِّرْ اَوَّلًا تَعْسِرًا۔ آنحضرت کا یہ خطاب حضرت علی اور حضرت معاذ کو ہے کہ تم دونوں آسانی کرو، مشکل نہ بناؤ۔

قیاس اور استحسان درحقیقت دو قیاس ہیں۔ ایک جلی ہے اور اس کا اثر ضعیف ہے۔ اور دوسرا خفی ہے لیکن اس کا اثر قوی ہے۔ پہلا قیاس ہے اور دوسرا استحسان ہے۔

قاضی صیمری نے لکھا ہے۔ بشر بن الولید نے محمد بن حسن شیبانی سے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہ اپنے اصحاب کے ساتھ قیاس میں مناظرہ کیا کرتے تھے اور آپ کے اصحاب بھی داخِ تحقیق دیا کرتے تھے اور آپ سے خوب معارضہ کرتے تھے لیکن جب آپ اُسْتَحْسَنُ فرماتے تھے تو پھر آپ کے اصحاب میں سے کسی کی رسائی آپ تک نہیں ہوتی تھی اور آپ اس کثرت سے استشادات پیش کرتے تھے کہ سب آپ کے قول کو تسلیم کرتے اور آپ کو دعائیں دیتے۔

استحسان کے متعلق امام مالک نے کہا ہے۔ اِلَّا سِتْحْسَانٌ تَسْعَةُ اَشْخَارِ الْعِلْمِ کے دس حصوں میں سے نو حصے استحسان ہے یعنی اس میں کامل علم اور دقتِ نظر اور فہمِ راسخ کی ضرورت ہے۔ یہ نہایت مہتمم باثان علم ہے۔

بعض شوافع نے استحسان کی شدت سے مخالفت کی ہے۔ انہوں نے اس سلسلہ میں امام شافعی

۱۔ ملاحظہ فرمائیں سرخسی کی مبسوط جلد ۱ ص ۱۳۵ ۲۔ اخبار ابی حنیفہ ص ۱۱

کا قول نقل کیا ہے۔ مَنْ اسْتَحْسَنَ فَقَدْ شَرَعَ۔ جس نے استحسان کیا اس نے شریعت بنائی۔

اس قول کی علت یہ ہے قیاس کا ثبوت شریعت سے ہے۔ جو شخص قیاس کو چھوڑ کر استحسان پر عمل کرے اس نے نئی شریعت بنائی۔ لیکن ہم جب ابو حنیفہ کے استحضانات کو دیکھتے ہیں تو ان میں نص اور قیاس کی مخالفت نہیں پاتے بلکہ ہم کو اس میں نص اور قیاس کا تمسک نظر آتا ہے۔ اگر ہم استحسان کو چھوڑ کر صرف قیاس پر عمل کریں تو عوام کے مصالح کو نظر انداز کرنا پڑے گا۔ حالانکہ مصالح عامہ کا اعتبار کرنا ضروری ہے۔ شریعت نے اس کو نظر انداز نہیں کیا ہے۔

بعض محققین نے کہا ہے کہ امام شافعی نے فرمایا ہے۔ مَنْ اسْتَحْسَنَ فَقَدْ شَرَعَ جس نے استحسان کیا ہے اس نے شرح و بسط سے کام لیا حقائق کو سمجھا ہے اور مسئلہ بیان کیا ہے۔

عاجز کہتا ہے یہ بات جس نے کہی ہے درست کہی ہے۔ قاضی صیری نے لکھا ہے۔ یہ ہم سے عمر بن ابراہیم نے، ان سے مکرم نے، ان سے احمد نے کہا۔ میں نے مزنی سے سنا۔ وہ کہتے تھے میں نے شافعی سے سنا۔ انہوں نے کہا۔ أَلْقَا سَعْيَالٌ عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ فِي الْقِيَاسِ وَالْإِسْتِحْسَانِ یعنی قیاس میں اور استحسان میں لوگ ابو حنیفہ کے محتاج ہیں۔ امام مزنی کی اس روایت نے اَلْحَقُّ يَعْلُو وَلَا يُعْلَى عَلَيْهِ شَيْءٌ کی یاد دلادی کہ حق ظاہر ہو کر بلند و بالا ہوتا ہے اور کوئی شے اس سے بالاتر نہیں ہوتی۔

احاف کے بعض متاخر مشائخ نے کہا ہے کہ استحسان پر عمل بہتر اور اولیٰ ہے باوجود اس کے کہ احسان کی جگہ قیاس پر عمل کیا جاسکتا ہے۔

امام سرخسی نے ان لوگوں کا رد کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ ان لوگوں کا یہ قول وہم کی پناہ ہے، کیونکہ ہماری کتابوں میں یہ عبارت ہے۔ إِلَّا نَا تَرَكْنَا الْقِيَاسَ مگر ہم نے قیاس چھوڑ دیا ہے جس چیز کو چھوڑ دیا جاتا ہے اس پر عمل جائز نہیں۔ ہمارے مشائخ نے بعض اوقات چھوڑے ہوئے قیاس کے متعلق یہ الفاظ لکھے ہیں۔ إِلَّا إِنِّي اسْتَقْبَحْتُ ذِكْرَهُ مگر میں اس کو قبیح سمجھتا ہوں اور یہ کھلی ہوئی بات ہے۔ مَا يَجُوزُ الْعَمَلُ بِهِ شَرْعًا يَكُونُ اسْتِقْبَاحًا كُفْرًا جو چیز شرعاً جائز ہو اس کو قبیح سمجھنا کفر ہے۔ اگر اس قیاس پر بھی عمل جائز ہوتا ہمارے مشائخ ہرگز اس قیاس کو قبیح نہ سمجھتے لہذا جہاں استحسان کی وجہ سے قیاس چھوڑا گیا ہے وہاں اس قیاس پر عمل جائز نہیں۔

۷۔ لَعَالَمٌ : امام موفق نے سہل بن مزاحم سے روایت کی ہے۔

۱۰۔ ملاحظہ کریں اخبار ابی حنیفہ ص ۱۲

كَلَامُ ابْنِ حَنِيفَةَ أَخَذُ بِالِثِّقَةِ وَفِرَارًا بِالْفُجْهِ وَالنَّظَرُ فِي مُعَامَلَاتِ النَّاسِ وَمَا اسْتَقَامُوا عَلَيْهِ وَصَلَحَتْ عَلَيْهِ أُمُورُهُمْ - ابو حنیفہ کی بات یہ تھی کہ وہ مستند اور صحیح کو لیتے تھے اور بُرے سے دُور رہتے تھے، وہ لوگوں کے معاملات پر نظر رکھتے تھے اور دیکھتے تھے کہ ان کا صحیح رویہ کیا ہے اور ان کے امور کس ڈھب پر درست بیٹھے ہیں۔

يُمْنُی الْأُمُورَ عَلَى الْقِيَاسِ فَإِذَا قُبِحَ الْقِيَاسُ يُمْنُیْهَا عَلَى الْإِسْتِحْسَانِ مَا دَامَ يُمْنُی لَهُ فَإِذَا لَمْ يُمْنُیْ لَهُ رَجَعَ إِلَى مَا يَتَعَاطَلُ بِهِ الْمُسْلِمُونَ -

حضرت امام قیاس کر کے مسئلہ حل کرتے تھے اور جب قیاس میں قباحت پیدا ہوتی تھی استحسان سے حل کرتے جب تک کہ استحسان ساتھ دیتا تھا اور جب معاملہ اٹک جاتا تھا آپ مسلمانوں کے طور طریقوں اور ان کے تعامل کی طرف رجوع کرتے۔

اس بیان سے دو باتیں ثابت ہوئیں کہ پہلے آپ قیاس اور استحسان سے مسئلہ حل کرنے کی سعی کرتے۔ اگر قیاس و استحسان سے راہِ سہولت نہیں نکلتی تھی آپ لوگوں کے تعامل اور عرف سے مسئلہ حل کرتے تھے۔

اس بیان سے ظاہر ہے کہ اصولِ ستہ (چھ اصول) کے بعد عرف سے حضرت امام استدلال کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن مسعود کے ارشاد مَّا رَأَى الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ - (جس کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہے) سے عرف کا دلیل ہونا ثابت کرتے ہیں

۸۔ حیلے : علامہ شمس الدین محمد بن ابی بکر معروف بہ ابن قیم جوزیہ متوفی ۷۵۱ھ نے کتاب اعلام الموقعین کے جلد سوم اور چہارم میں تین سو اکتھ صفحات میں اس کا بیان کیا ہے۔ انہوں نے اساسی طور پر حیلوں کو تین قسم میں رکھا ہے۔ پہلی قسم ایسے خفیہ طریقوں کا استعمال کرنا ہے جس کی وجہ سے حرام فعل جائز ہو جائے۔ ایسے حیلے حرام ہیں۔

دوسری قسم ایسے حیلوں کی ہے کہ جس شے کو حاصل کرنا چاہتا ہے وہ جائز اور مشروع کام ہے اور جن خفیہ طریقوں سے اُس تک پہنچتا ہے وہ بھی جائز ہیں۔ مثلاً کوئی شخص چاہتا ہے کہ اس شے سے فائدہ حاصل کروں یا اس کام کی وجہ سے نقصانات اور مصفات سے محفوظ رہوں، ایسے حیلے جائز اور بہتر ہیں بعض سلف نے اس سلسلہ میں کہا ہے : الْأَمْرُ آمَرَانِ الْأَمْرُ فِيهِ حِيلَةٌ فَلَا يَجُزُّ عَنْهُ وَالْأَمْرُ لَا حِيلَةَ فِيهِ فَلَا يَجُزُّ عَنْهُ مِثْلُهُ - کام دو طرح کے ہیں ایک ایسا ہے کہ

اس میں سوچ سمجھ اور تدبیر کی ضرورت ہے لہذا اس میں بے پروائی نہ کرے اور ایک ایسا کام ہے کہ اس میں کسی شے کی گنجائش نہیں ہے، لہذا صاحبِ برہِ رضاؒ الہی رہے، جزع فزع سے بچے۔

تیسری قسم یہ ہے کہ کوئی اپنا حق لینا چاہتا ہے یا ظلم سے بچنا چاہتا ہے اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے امورِ مباح سے مدد لیتا ہے۔ یہ قسم بھی جائز ہے۔ حضراتِ ائمہؒ جائز اور مباح طریقوں کی نشان دہی کر کے بندگانِ خدا کی مشکلیں آسان کرتے ہیں حرام طریقوں سے اُن کا تعلق نہیں ملتا ہے۔

کتاب الحیل کی روایت خطیب کی | خطیب نے تاریخ بغداد کی جلد تیرہ صفحہ ۲۲۶ میں لکھا ہے کہ ہم سے محمد بن اسماعیل سلمی نے اس سے

ابو توبہ الرزق بن نافع نے، اس سے عبد اللہ بن مبارک نے کہا: ”من نظری فی کتاب الحیل لابی حنیفۃ
أَحَلَّ نَحَرَمَ اللَّهُ وَحَرَّمَ مَا أَحَلَّ اللَّهُ“ جو ابو حنیفہ کی ”کتاب الحیل“ دیکھے گا وہ اللہ کے حرام کردہ کو حلال
حلال کردہ کو حرام کرے گا

اس روایت پر علماءِ ازہر نے حاشیہ لکھا ہے اور اس کے راویوں میں محمد بن اسماعیل سلمی ہے اس کے متعلق ذہبی کی کتاب میزان میں کلام ہے اور ابو حنیفہ کی کتاب الحیل ہمارے دیکھنے میں نہیں آئی ہے اور لکھا ہے۔

وَقَدْ قَالَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ أَحْمَدُ بْنُ تَيْمِيَّةَ رَحِمَهُ اللَّهُ وَهُوَ عَرَفَ النَّاسَ بِمَذَاهِبِ السَّلَفِ وَ
أَصُولِهِمْ وَقَوَاعِدِهِمْ بَعْدَ أَنْ ذَكَرَ كَلَامَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُبَارَكٍ وَغَيْرِهِ مِنَ الْعُلَمَاءِ فِي كِتَابِ الْحِيلِ
الَّذِي لَيْسَ فِي كَلَامٍ وَاحِدٍ مِنْهُمْ نِسْبَةٌ لِأَبِي حَنِيفَةَ وَلَا لِغَيْرِهِ مِنْ أُمَّةٍ الْمُسْلِمِينَ مَا نَصَّهُ
وَلَا تَمَاقَالَ مِثْلُ هَؤُلَاءِ الْأُمَّةِ فِي كِتَابِ الْحِيلِ مَا قَالُوا لَأَنْ فِيهِ الْاِحْتِيَالُ عَلَى تَاخِيرِ صَوْمِ
رَمَضَانَ وَإِسْقَاطِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَإِسْقَاطِ الشَّعْثَةِ وَحَلِّ الرِّبَا وَإِسْقَاطِ الْكَفَّارَاتِ فِي الصِّيَامِ وَالْإِحْرَامِ
وَالْإِيمَانِ وَحَلِّ السَّفَاحِ وَفَسْخِ الْعُقُودِ وَفِيهِ الْكَذِبُ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ وَإِبْطَالُ الْحُقُوقِ وَغَيْرُ ذَلِكَ وَ
مِنْ أَقْبَمَ مَا فِيهِ اِحْتِيَالٌ لِمَنْ أَرَادَتْ فِرَاقَ زَوْجِهَا بِأَنْ تَرْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ فَيُفَرِّقَ عَنْهَا الْإِسْلَامُ
فَلَا تَسْلَمُ فَتُحْسِنُ وَيُنْفِخُ النِّكَاحُ، ثُمَّ تَعُودُ إِلَى الْإِسْلَامِ، إِلَى أَشْيَاءَ أُخْرَى كَثِيرَةٍ مِنْ هَذِهِ الْحِيلِ حَرَامٌ
بِاتِّفَاقِ الْعُلَمَاءِ مِنْ جَمِيعِ الطَّوَائِفِ بَلْ بَعْضُهَا كُفْرًا قَالَهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَغَيْرُهُ وَلَا يَجُوزُ أَنْ يُنْسَبَ إِلَى مَرَّةٍ
بِهَذِهِ الْحِيلِ الَّتِي هِيَ مُحَرَّمَةٌ بِالْإِتِّفَاقِ أَوْ هِيَ كُفْرٌ إِلَى أَحَدٍ مِنَ الْأُمَّةِ وَمَنْ يَنْسِبُ ذَلِكَ إِلَى
أَحَدٍ مِنْهُمْ فَهُوَ مُخْطِئٌ جَاهِلٌ بِأَصُولِ الْفُقَهَاءِ وَإِنْ كَانَتْ الْحِيلَةُ قَدْ تَنْفَعُ عَلَى أَصْلِ بَعْضِهِمْ
بِمَحِثٍ لَا يَبْطُلُهَا عَلَى صَاحِبِهَا، فَإِنَّ الْأَمْرَ بِالْحِيلَةِ شَيْءٌ وَعَدَمُ اِبْطَالِهَا عَلَى مَنْ يَفْعَلُهَا شَيْءٌ أُخَرٌ

وَأَنَا غَرَضُنَا أَنَّ هَذِهِ الْحِيلَةَ الَّتِي هِيَ مُحَرَّمَةٌ فِي نَفْسِهَا لَا يَجُوزُ أَنْ يُنْسَبَ إِلَى إِمَامٍ
أَنَّهُ أَمَرُ بِهَا فَإِنَّ ذَلِكَ قَدْ حُجِّجَ فِي إِمَامَتِهِ وَذَلِكَ قَدْ حُجِّجَ فِي الْأُمَّةِ، حَيْثُ اسْتَمْتُوا بِمَنْ لَا يَنْصَلِحُ
لِلْإِمَامَةِ وَفِي ذَلِكَ نِسْبَةُ بَعْضِ الْأُمَّةِ إِلَى تَكْفِيرٍ أَوْ تَفْسِيقٍ وَهُوَ غَيْرُ جَائِزٍ - إِلَى آخِرِ مَا أَطَالَ
بِهِ مِنَ الْقَوْلِ الَّذِي نَزَّهَ بِهِ أَبَا حَنِيفَةَ وَأَصْحَابَهُ وَعَامَّةَ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِينَ أَنْ يَقُولُوا بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ -

(ترجمہ) شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے جو کہ سلف کے مذاہب اور ان کے اصول و قواعد سے
بر نسبت دوسرے افراد کے بہت زیادہ واقف ہیں، عبد اللہ بن مبارک اور دوسرے علماء کا کلام ذکر
کر کے کہا ہے۔ ان میں سے کسی ایک کے کلام میں بلکہ علمائے مسلمین میں سے کسی کے کلام میں اس
کتاب کی نسبت ابو حنیفہ کی طرف نہیں ہے اور لکھا ہے۔

”ان جیسے ائمہ کرام نے اس کتاب کے متعلق جو کچھ کہلے اس وجہ سے کہا ہے کہ اس میں رمضان
کے روزوں کو مؤخر کرنے اور زکات و حج کے ساقط کرنے اور شفعہ کا حق ضائع کرنے اور سود کو جائز کرنے
اور روزوں اور احرام اور قسموں کے کفاروں کے بٹانے اور بدکاری کو حلال کرنے اور عہد و پیمان
کے توڑنے جس میں جھوٹ اور جھوٹی گواہی اور حقوق کا بطلان شامل ہیں اور ان کے علاوہ نہایت
بڑے حیلے اس عورت کے لئے جو اپنے شوہر سے الگ ہونا چاہتی ہے، یہ ہے کہ عورت اسلام سے
پھر جائے، پھر اس پر اسلام کو پیش کیا جائے تو وہ مسلمان نہ ہو پھر اس عورت کو قید کیا جائے
تو نکاح ٹوٹ جائے گا اور پھر وہ مسلمان ہو جائے اور اس قسم کے بہت سے حیلے ہیں جو باتفاق
علماء حرام ہیں۔ اس میں تمام طائفوں کا اتفاق ہے بلکہ بعض حیلے تو کفر ہیں اور ایسے حیلوں کا کسی
امام کی طرف منسوب کرنا جائز نہیں ہے اور جو شخص کسی امام کی طرف ایسے حیلے منسوب کرتا ہے
وہ فقہاء کے اصول سے جاہل ہے، چاہے کوئی حیلہ کسی امام کے کسی اصل (کسی قاعدے) کے
تحت اس طرح آجاتا ہو کہ وہ حیلہ کرنے والے کے لئے اس کو باطل نہیں قرار دے رہا ہے کیونکہ حیلہ
کرنے کا حکم دینا الگ بات ہے اور حیلہ کرنے والے کے لئے حیلہ کو باطل قرار نہ دینا الگ فعل ہے۔
یہ لکھ کر ابن تیمیہ نے کچھ وضاحت کی ہے اور پھر لکھا ہے۔ یہاں پر ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہر وہ حیلہ
جو اپنی ذات سے حرام ہے، کسی امام سے اس کی نسبت جائز نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں اس
کی امامت پر عیب لگ رہا ہے اور اس وجہ سے امت اسلامیہ پر دھبہ لگتا ہے کہ اس خیر ائمہ نے
ایسے شخص کو اپنا امام بنایا ہے، اس نسبت کی وجہ سے اس امام کی تکفیر یا تفسیق ثابت ہوتی ہے اور

یہ جائز نہیں ہے۔ الخ

اس کے بعد علماء رازہر نے اپنے حاشیہ میں لکھا ہے: "وَقَدْ سَلَكَ مَسْلَكَ فِي هَذَا وَاقْتَفَى أثرَهُ تَلْمِيزُهُ الْعَلَامَةَ ابْنَ الْقَيْمِ فِي كِتَابِ أَعْلَامِ الْمُوقَعِينَ وَبِمَا قَالَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ ابْنُ تَيْمِيَّةٍ وَتَلْمِيزُهُ ابْنَ الْقَيْمِ رَحِمَهُمَا اللَّهُ تَعَالَى فِيهَا كُلُّ مَا سَاقَهُ الْخَطِيبُ فِي هَذَا الْبَابِ وَغَيْرَهُ طَعْنًا عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ بَلْ مَنْ تَأَمَّلَ مَا لَمْ نَذْكُرْهُ مِنْ كَلَامِ ابْنِ تَيْمِيَّةٍ، خَشْيَةَ الرِّطَالَةِ، رَأَى فِيهِ التَّعَرِيفَ بِالْخَطِيبِ فِي تَشْنِيعِهِ عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ فَانْظُرْهُ فِي إِقَامَةِ الدَّلِيلِ إِلَى إِبْطَالِ التَّحْلِيلِ فِي الْجُزْءِ الثَّالِثِ مِنَ الْفَتَاوَى، وَإِنَّمَا اعْتَمَدْنَا كَلَامَ هَذَيْنِ الْأَمَامَيْنِ لِأَنَّهُمَا مِنْ أَكْبَرِ الْمُحَدِّثِينَ وَالذَّابِّينَ عَنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَمَذَاهِبِهِمْ، فِكَلَاهُمَا شَهَادَةً عَلَى مُتَعَصِّبِي أَهْلِ الْحَدِيثِ وَكَيْفَ يَنْسَبُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ هَذَا الْكِتَابَ إِلَى أَبِي حَنِيفَةَ مَعَ أَنَّهُ مِنْ تَلَامِذَتِهِ الَّذِينَ كَانُوا يَجْلَوْنَهُ حَيًّا وَمَيِّتًا كَمَا نَقَلَ ذَلِكَ الثَّقَاتُ الْعَدُولُ نَقْلًا يَفِيدُ الْعِلْمَ الْقَطْعِيَّ۔"

اور ابن تیمیہ کے طریقہ اور منہج پر ان کے شاگرد ابن القیم رحمہما اللہ تعالیٰ کے بیان سے وہ سب کچھ نیست و نابود ہو جاتا ہے جو خطیب وغیرہ نے ابو حنیفہ پر طعن و تشنیع کے سلسلہ میں کہا ہے بلکہ اگر کوئی اس تحریر کو کہ جس کو ہم نے مضمون طویل ہونے کی وجہ سے ذکر نہیں کیا ہے، ابن تیمیہ کے فتاویٰ کے تیسرے حصہ میں "إِقَامَةُ الدَّلِيلِ عَلَى إِبْطَالِ التَّحْلِيلِ" کے بیان میں پڑھ لے وہ دیکھ لیگا کہ ابن تیمیہ نے خطیب پر گرفت کی ہے کہ اس نے ابو حنیفہ کی شناعة کیوں کی ہے، ہم نے ان دو اماموں (ابن تیمیہ ابن قیم) کی بات پر بھروسہ کیا ہے۔ کیونکہ یہ دونوں بڑے محدثین میں سے ہیں اور یہ دونوں اہل حدیث کی طرف سے دفاع کیا کرتے ہیں۔ بھلا عبد اللہ بن مبارک اس کتاب کی نسبت امام ابو حنیفہ کی طرف کیسے کر سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ ابو حنیفہ کے شاگردوں میں سے ہیں اور وہ ابو حنیفہ کی جلالتِ قدر کا بیان ان کی حیات میں اور پھر ان کی وفات کے بعد کیا کرتے تھے، جس کو ثقہ اور عادل افراد نے نقل کیا ہے اور اس سے علم یقینی ثابت ہے۔ علماء رازہر نے یہ بھی لکھا ہے کہ ابن تیمیہ نے ابن مبارک اور دوسرے علماء سے صرف کتاب التحیل کا ذکر کیا ہے ابو حنیفہ کی طرف کتاب کی نسبت نہیں کی ہے جیسا کہ خطیب نے کیا ہے۔

حضرت امام کے محیر العقول جوابات

قاضی صیری نے لکھا ہے کہ ابو یوسف شدید مریض ہوئے اور ابو حنیفہ ان کی عیادت کو کئی مرتبہ گئے، آخری مرتبہ آپ نے ابو یوسف کے مرض میں شدت دیکھ کر فرمایا۔ میں نے تم کو اپنے بعد مسلمانوں کے واسطے سوچا تھا، اگر تم کو حادثہ پیش آجائے مسلمانوں پر افتاد پڑے گی اور تمہارے ساتھ بہت علم ان کے ہاتھ سے نکل جائے گا۔

عقد الجمان کی روایت میں ہے: ”اگر یہ جوان مرجاتا ہے کوئی دوسرا شخص اس کی جگہ نہیں دے سکتا“ یہ بات ابو یوسف کو پہنچی اور اللہ نے ان کو شفا دی، ان کو خیال ہوا کہ فقہ میں اپنا الگ حلقہ قائم کریں۔ چنانچہ انہوں نے اپنا الگ حلقہ قائم کیا۔ جب ابو حنیفہ کو اس کی خبر ہوئی، آپ نے ایک شخص سے کہا تم یعقوب (ابو یوسف) کے پاس جاؤ اور ان سے یہ مسئلہ دریافت کرو کہ ایک شخص نے درزی کو کوئی کپڑا چھوٹا کرنے کے واسطے دیا، دو درہم اجرت قرار پائی۔ کچھ دن بعد مالک اپنا کپڑا لینے درزی کے پاس گیا، درزی نے کہا۔ تمہارا کوئی کپڑا میرے پاس نہیں ہے۔ کپڑے کا مالک کچھ دن بعد پھر درزی کے پاس گیا۔ اس نے کپڑا چھوٹا کیا ہوا مالک کو دیا۔ اب سوال یہ ہے کہ درزی کو اجرت دی جائے گی یا نہیں۔ حضرت امام نے اس شخص سے کہا۔ اگر ابو یوسف جواب دیں کہ اجرت دی جائے گی تم کہنا غلط ہے اور اگر وہ کہیں نہیں دی جائے گی جب بھی ان سے کہنا غلط ہے۔ چنانچہ یہ شخص گیا اور ابو یوسف سے مسئلہ پوچھا۔ انہوں نے کہا۔ اجرت دینی ہے۔ اس شخص نے کہا۔ یہ غلط ہے۔ ابو یوسف سوچ میں پڑ گئے۔ پھر انہوں نے کہا اجرت نہیں دی جائے گی۔ اس شخص نے پھر کہا یہ غلط ہے۔ یہ سن کر ابو یوسف اسی وقت اٹھ کر ابو حنیفہ کے پاس آئے۔ آپ نے دیکھ کر کہا۔ غالباً درزی کا مسئلہ تم کو لایا ہے اور پھر آپ نے بتایا کہ اگر درزی نے کپڑا غصب کرنے کے بعد چھوٹا کیا ہے تو اجرت نہیں ہے اس نے اپنے واسطے چھوٹا کیا ہے۔ اور اگر غصب کرنے سے پہلے چھوٹا کیا ہے تو اجرت دینی ہے۔

۲۔ اور صیمری نے لکھا ہے کہ وکیع نے بیان کیا ہے کہ ایک ولیمہ کی دعوت میں ابو حنیفہ سفیان مسعر مالک بن مغول جعفر بن زیاد احمر اور حسن بن صالح کا اجتماع ہوا۔ کوفہ کے اشرف اور موالی کا اجتماع تھا۔ صاحب خانہ نے اپنے دو بیٹوں کی شادی ایک شخص کی دو بیٹیوں سے کی تھی۔ یہ شخص گھبرایا ہوا آیا اور اس نے کہا۔ ہم ایک بڑی مصیبت میں گرفتار ہو گئے ہیں اور اس نے بیان کیا گھر میں غلطی سے ایک کی بیوی دوسرے کے پاس پہنچادی گئی اور دونوں نے اپنے بھائی کی بیوی سے شب باشی کر لی ہے۔ سفیان ثوری نے کہا کوئی بات نہیں۔ حضرت علی کے پاس حضرت معاویہ نے آدمی بھیجا کہ اُن سے مسئلہ پوچھ کر جواب لائے۔ جب اس شخص نے حضرت علی سے استفسار کیا۔ آپ نے فرمایا، کیا تم معاویہ کے فرستادہ ہو کیونکہ ہمارے ملک میں یہ صورت پیش نہیں آئی ہے۔ اور آپ نے کہا۔ میرے نزدیک دونوں افراد پر شب باشی کرنے کی وجہ سے مہر واجب ہے۔ اور ہر عورت اپنے زوج کے پاس چلی جائے (یعنی جس سے اس کا نکاح ہوا ہے) لوگوں نے سفیان کی بات سنی اور پسند کی۔ امام ابو حنیفہ خاموش بیٹھے رہے۔ مسعر نے ان سے کہا۔ تم کیا کہتے ہو۔ سفیان ثوری نے کہا وہ اس بات کے علاوہ کیا کہیں گے۔ ابو حنیفہ نے کہا۔ دونوں لڑکوں کو بلاؤ۔ چنانچہ وہ دونوں آئے حضرت امام نے ان میں سے ہر ایک سے دریافت کیا۔ تم کو وہ عورت پسند ہے جس کے ساتھ تم نے شب باشی کی ہے۔ ان دونوں نے ہاں میں جواب دیا۔ آپ نے ہر ایک سے کہا اس عورت کا نام کیا ہے جو تمہارے بھائی کے پاس گئی ہے۔ دونوں نے لڑکی کا اور اس کے باپ کا نام بتایا۔ آپ نے اُن سے کہا۔ اب تم اس کو طلاق دو۔ چنانچہ دونوں نے طلاق دی اور پھر آپ نے خطبہ پڑھ کر ہر ایک کا نکاح اس عورت سے کر دیا جو اس کے پاس رہی ہے۔ اور آپ نے دونوں لڑکوں کے والد سے کہا۔ دعوت ولیمہ کی تجدید کرو۔

ابو حنیفہ کا فتویٰ سن کر سب متحیر ہوئے اور مسعر نے اُنھ کو ابو حنیفہ کا منہ چوما اور کہا تم لوگ مجھ کو ابو حنیفہ کی محبت پر ملامت کرتے ہو۔

۳۔ اور صیمری نے لکھا ہے کہ شریک کا بیان ہے کہ سادات بنی ہاشم میں سے ایک ادھیڑ عمر کے جوان بیٹے کا جنازہ تھا۔ سفیان ثوری، ابن خیرمہ، ابن ابی لیلیٰ، ابوالاحوص، مندل اور جہان اور شہر کے عمائد شریک تھے۔ میں بھی اس جنازہ میں تھا۔ اچانک جنازہ کھڑا ہو گیا اور معلوم ہوا کہ مرنے والے کی والدہ دیوانہ وار گھر سے نکل آئی ہیں۔ وہ ہاشمیہ تھیں کسی نے اُن پر کپڑا ڈال دیا۔ مرنے والے

کے والد اُن پر چلائے اور اُن سے گھر جانے کو کہا۔ انہوں نے انکار کیا۔ والد نے طلاق کی قسم کھائی تاکہ وہ گھر چلی جائیں۔ والدہ نے تمام غلام باندیوں کے آزاد ہونے کی قسم کھائی کہ وہ نہیں جائیں گی، جب تک جنازے کی نماز نہ پڑھ لیں گی۔ سب لوگ حیران ہوئے۔ اس پریشانی کی حالت میں لڑکے کے والد نے امام ابو حنیفہ کو پکارا چنانچہ آپ وہاں پہنچے اور انہوں نے دونوں کے قسموں کو معلوم کیا اور باپ سے کہا بڑھو اور اپنے بیٹے کی نماز پڑھاؤ۔ چنانچہ انہوں نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد آپ نے لڑکے کی والدہ سے کہا جاؤ تمہاری قسم پوری ہو گئی اور لڑکے کے والد سے کہا تمہاری قسم بھی پوری ہو گئی۔

ابن شبرمہ نے اس دن ابو حنیفہ سے کہا: ”بَحَّزَتِ النِّسَاءُ اَنْ يَلِدْنَ مِثْلَكَ مَسْرِعًا مَا عَلَيْكَ فِي الْعِلْمِ كُلِّفَةً“ یعنی عورتیں عاجز ہو گئی ہیں کہ تم جیسا تیز فکر جنس، تم کو علمی مسائل کی وجہ سے کوئی کوفت نہیں ہوتی ہے۔

۴۔ صیمری نے لکھا ہے کہ ابن مبارک نے بیان کیا کہ ایک شخص نے ابو حنیفہ سے پوچھا کہ میں اپنی دیوار میں موکھا پھوڑنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا پھوڑ لو لیکن ہمسایہ کے گھر میں نہ دیکھو، وہ ہمسایہ قاضی ابن ابی لیلیٰ کے پاس گیا۔ قاضی نے دیوار کے مالک کو موکھا پھوڑنے سے منع کیا، وہ ابو حنیفہ کے پاس آیا۔ آپ نے کہا تم اس جگہ دروازہ کھول لو۔ ہمسایہ پھر قاضی کے پاس گیا۔ اور قاضی نے دروازہ کھولنے سے روکا، مکان والا ابو حنیفہ کے پاس آیا کہ قاضی نے روک دیا آپ نے اس سے پوچھا تمہاری دیوار کی قیمت کیا ہے۔ اس نے تین دینار بتائے۔ آپ نے اس سے کہا لو یہ رقم اور ساری دیوار گرا دو۔ چنانچہ وہ دیوار گرانے لگا اور ہمسایہ قاضی کے پاس پہنچا۔ قاضی نے کہا وہ اپنی دیوار گرا رہا ہے اور پھر دیوار کے مالک سے کہا جاؤ اپنی دیوار گراؤ اور جیسی چاہو بناؤ۔ پڑوسی نے قاضی سے کہا کہ آپ نے موکھے کے وقت کیوں روکا تھا وہ تو کم معاملہ تھا۔ قاضی نے کہا، میں کیا کروں وہ ایسے شخص کے پاس جاتا ہے جو میری خطا کو پکڑتا ہے۔

۵۔ صیمری نے لکھا ہے کہ دکیع نے کہا۔ ہم ابو حنیفہ کے پاس تھے کہ ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ میرے بھائی کی وفات ہوئی ہے اس نے چھ سو دینار چھوڑے اور اب مجھ کو ورثہ میں ایک دینار ملا ہے۔ ابو حنیفہ نے کہا کہ میراث کی تقسیم کس نے کی ہے۔ اس نے کہا داؤد طائی نے کی ہے۔ آپ نے فرمایا انہوں نے ٹھیک کی ہے کیا تمہارے بھائی نے دو لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ عورت

نے ہاں میں جواب دیا۔ آپ نے پوچھا اور ماں چھوڑی ہے۔ عورت نے ہاں میں جواب دیا۔ آپ نے پوچھا اور بیوی چھوڑی ہے۔ عورت نے ہاں میں جواب دیا۔ آپ نے پوچھا اور ایک بہن اور بارہ بھائی چھوڑے ہیں۔ عورت نے ہاں میں جواب دیا۔ آپ نے کہا لڑکیوں کا دو تہائی حصہ ہے یعنی چار سو دینار اور چھٹا حصہ ماں کا ہے یعنی ایک سو دینار اور آٹھواں حصہ بیوی کا ہے یعنی پچھتر دینار باقی رہے پچیس دینار، اس میں سے بارہ بھائیوں کے چوبیس دینار یعنی ہر بھائی کو دو دینار اور تم بہن ہو تمہارا ایک دینار ہوا۔

۶۔ صیمری نے لکھا ہے کہ اسد بن عمرو نے بیان کیا کہ قتادہ کوفہ آئے اور ابی بردہ کے گھر میں قیام کیا۔ آپ نے کہا حلال و حرام کے متعلق جو بھی استفسار کرے گا میں اس کا جواب دوں گا۔ اُن سے ابو حنیفہ نے کہا، آپ کیا کہتے ہیں اس شخص کے متعلق جو برسوں گھر سے غائب رہا اور اس کی بیوی سے کہا گیا کہ وہ مر گیا ہے اور اس کی بیوی کو یقین ہوا کہ وہ مر گیا ہے لہذا اس نے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا۔ اب اس کا پہلا شوہر آگیا اور عورت کے لڑکا پیدا ہوا۔ پہلے شوہر نے لڑکے سے نفی کی اور دوسرے شوہر نے اس کو اپنا بیٹا بتایا۔ اس صورت میں دونوں نے عورت پر الزام لگایا ہے یا صرف اس نے الزام لگایا ہے جس نے لڑکے کو بیٹا تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے۔

پھر ابو حنیفہ نے کہا اگر قتادہ رائے سے جواب دینگے تو خطا کریں گے اور اگر انہوں نے حد ثنا سے جواب دیا تو جھوٹ بولیں گے (یعنی اس مسئلہ میں کوئی حدیث نہیں ہے) قتادہ نے کہا۔ کیا یہ صورت پیش آگئی ہے۔ اُن سے کہا گیا کہ پیش نہیں آئی ہے۔ قتادہ نے کہا پھر کیوں مجھ سے پوچھتے ہو۔ ابو حنیفہ نے کہا۔ علماء مصائب کے لئے اپنے کو تیار کرتے ہیں تاکہ اس مصیبت کے نازل ہونے پر اپنے کو بچائیں کہ کس طرح اس میں پڑیں اور کس طرح اس میں سے نکلیں۔

قتادہ نے کہا اس کو چھوڑو اور تفسیر میں کچھ دریافت کرو۔ ابو حنیفہ نے کہا کیا کہتے ہو اس آیت میں۔ قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمُ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَيْكَ ظَوْنُكَ (نمل ۳۹) وہ شخص بولا جس کے پاس تھا ایک علم کتاب کا میں لا دیتا ہوں تجھ کو وہ پہلے اس سے کہ پھر آوے تیری طرف پھر آئے۔

قتادہ نے کہا یہ شخص آصف بن برخیا ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کا کاتب تھا اور اس

کو اسم اعظم معلوم تھا۔ ابو حنیفہ نے پوچھا۔ کیا سلیمان علیہ السلام کو اس کا علم تھا یا نہیں۔ قتادہ نے کہا ان کو علم نہیں تھا۔ آپ نے کہا۔ نبی کے زمانہ میں نبی سے زیادہ علم والا کیا کوئی شخص ہوتا ہے۔ قتادہ نے کہا۔ تفسیر کے متعلق میں تم سے کچھ نہیں کہتا، مجھ سے ایسی بات پوچھو جس میں علماء نے اختلاف کیا ہو۔ ابو حنیفہ نے ان سے پوچھا۔ کیا تم مومن ہو۔ قتادہ نے کہا، اَرْجُو، میں امید رکھتا ہوں۔ ابو حنیفہ نے کہا کیوں۔ قتادہ نے کہا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالَّذِي اَطْمَعُ اَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ (شعرار۔ ۸۲) اور وہ جو مجھ کو توقع ہے کہ بخشے میری تقصیر دن انصاف کے۔ ابو حنیفہ نے قتادہ سے کہا۔ تم نے وہ جواب کیوں نہیں دیا جو ”اَوَلَمْ تُؤْمِنِ“ کیا تو نے یقین نہیں کیا، کے جواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا ہے۔ ”قَالَ بَلَىٰ وَ لٰكِنِّي لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي“ (سورہ بقرہ ۱۲۶) کہا کیوں نہیں لیکن اس واسطے کہ تسکین ہو میرے دل کو، یہ سن کر قتادہ ناراض ہو کر گھر چلے گئے۔ اور کہا میں اب اُن سے (ابو حنیفہ سے) بات نہیں کروں گا۔

ابو حنیفہ نے بیان کیا کہ کئی سال کے بعد قتادہ پھر کوفہ آئے۔ ان کی بنیائی جاتی رہی تھی میں نے بلند آواز سے پوچھا۔ اے ابوالخطاب، اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں کیا کہتے ہو۔ وَلَيَشْهَدَنَّ اَبْنَاءُ طَائِفَةٍ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ (نور آیت) اور دیکھ ان کا پٹنا مسلمانوں کی ایک جماعت۔ قتادہ نے کہا طائفہ سے مراد ایک آدمی یا زیادہ ہیں۔

ابو حنیفہ نے کہا، میری آواز سے انہوں نے مجھ کو پہچان لیا اور انہوں نے لوگوں سے سُنا کہ وہ مجھ کو کنیت سے پکارتے ہیں۔

۱۔ صیری نے لکھا ہے اے ابراہیم الصانع نے بیان کیا کہ میں عطار بن رباح کے پاس تھا اور ابو حنیفہ بھی تھے۔ انہوں نے عطار سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَآتَيْنَاهُ اَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ (انبیاء ۸۷) اور دئے اس کو اس کے گھر والے اور ان کے برابر ساتھ ان کے۔ اس کا بیان کیا ہے۔ عطار نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بیوی بچوں کو لوٹا دیا یعنی زندہ کر دیا اور بیوی بچوں کا مثل ان کو دیا۔ ابو حنیفہ نے کہا کیا اللہ نے مزید ایسی اولاد ان کو دی جو کہ اُن کے صلب سے نہیں ہے۔ اے ابو محمد۔ عطار نے کہا، اللہ تم کو عافیت دے۔ میں نے اس سلسلہ میں نہیں پوچھا ہے۔ ابو حنیفہ نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو ان کی اہلیہ اور اولاد لوٹائی اور مثل اولاد کی اجر کا عنایت کیا۔ یہ سن کر عطار نے کہا۔ یہ اچھا ہے۔

فائدہ: حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ نے ”موضح قرآن“ (۱۲۰۵ھ) میں لکھا ہے:

اللہ تعالیٰ نے اولاد مری ہوئی جلائی اور نئی اولاد دی۔

یعنی مری ہوئی اولاد اسی وقت زندہ کر دی اور بعد میں حضرت ایوب علیہ السلام کے صلب سے اتنی ہی اولاد عنایت کی۔

علامہ شامی محمد یوسف شافعی نے لکھا ہے۔ لے

۱۔ حسن بن زیاد لو لوی کا بیان ہے۔ ایک دیوانی عورت تھی کہ اس کو اُمّ عمران کہتے تھے اس کے پاس سے ایک شخص اس کو کچھ کہتا ہوا گزرا۔ اس عورت نے اس شخص کو ”اے زانیوں کے بچے“ کہا قاضی ابن ابی لیلیٰ نے عورت کی یہ بات سنی اور حکم دیا کہ عورت کو پکڑ کر لائیں اور اس کو مسجد لے گئے۔ قاضی ابویلیٰ نے مسجد میں اس کی دو حدیں لگوائیں۔ ایک حد باپ کی وجہ سے اور ایک ماں کی وجہ سے۔ اس واقعہ کی خبر امام ابو حنیفہ کو ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ ابن ابی لیلیٰ نے اس واقعہ میں جھٹلے غلطیاں کی ہیں۔

۱۔ دیوانی پر حد جاری کی ہے حالانکہ دیوانی پر حد نہیں ہے۔

۲۔ حد مسجد میں قائم کی حالانکہ مسجد میں حد قائم نہیں کی جاتی۔

۳۔ عورت کو کھڑا کر کے حد لگوائی حالانکہ عورت کو بٹھا کر حد جاری جاتی ہے۔

۴۔ اس عورت پر دو حدیں قائم کیں حالانکہ حد ایک ہی لگتی ہے۔ اگر کوئی ایک جماعت کو اے زانیوں کہہ دے، اس کو ایک حد لگے گی۔

۵۔ عورت نے جس شخص کے ماں باپ کو زانی کہا تھا وہ دونوں غائب تھے حالانکہ حد ان کے سامنے لگنی تھی۔

۶۔ دونوں حدوں کو ایک ساتھ لگوا یا گیا ہے، حالانکہ دوسری حد اس وقت لگنی چاہیے جب پہلی حد کی چوٹیں ٹھیک ہو جائیں۔

حضرت امام کی صحیح علمی تنقید قاضی ابن ابی لیلیٰ کو پہنچی، وہ گہرا کرامیر کوفہ کے پاس پہنچے۔

اور ابو حنیفہ کی شکایت کی۔ امیر نے حکم جاری کر دیا کہ ابو حنیفہ فتویٰ نہ دیا کریں۔ پھر امیر عیسیٰ بن موسیٰ نے کچھ مسائل ابو حنیفہ کے پاس بھیجے آپ نے ان کا جواب لکھ دیا۔ امیر کو آپ کے جوابات پسند آئے اور اس نے آپ کو اجازت دے دی کہ فتویٰ دیا کریں۔

لے ملاحظہ فرمائیں عقد و الجمان فی مناقب الامام ابی حنیفہ النعمان ص ۲۶

۲۔ اور شامی نے لکھا ہے لہ ابو الولید طرابلسی نے روایت کی ہے کہ مشہور خارجی ضحاک شاری کوفہ میں داخل ہو گیا۔ اس نے ابو حنیفہ سے کہا کہ توبہ کرو۔ آپ نے پوچھا، کس چیز سے توبہ کرو۔ اس نے کہا کہ حکمین کے تجویز کرنے سے (حضرت علی اور حضرت معاویہ میں مصالحت کرانے کی کوشش سے) ابو حنیفہ نے اس سے کہا کہ تم مجھ کو قتل کرنا چاہتے ہو یا مناظرہ کرو گے۔ اس نے کہا کہ مناظرہ کروں گا۔ آپ نے کہا اگر کسی بات پر ہم میں اور تم میں اختلاف ہو جائے تو ہمارا فیصلہ کون کرے گا۔ ضحاک نے کہا تم جس کو چاہو مقرر کر دو۔ ابو حنیفہ نے ضحاک کے رفقاء میں سے ایک سے کہا۔ تم یہاں بیٹھو اور جس بات میں ہم دونوں کا اختلاف ہو تم فیصلہ کرنا۔ پھر آپ نے ضحاک سے کہا۔ کیا تم اس پر راضی ہو۔ اس نے اپنی رضا مندی کا اظہار کیا۔ آپ نے کہا۔ ”قَدْ جَوَزْتَ التَّحْکِیْمَ“ تم نے تحکیم کو تسلیم کر لیا ہے، وہ لاجواب ہو کر چلا گیا۔

۳۔ اور شامی نے ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے ابو حنیفہ سے کہا کہ میں نے قسم کھائی کہ اپنی بیوی سے بات نہیں کروں گا جب تک وہ مجھ سے بات نہ کرے، اور میری بیوی نے قسم کھائی کہ جو مال میرا ہے وہ سب صدقہ ہوگا اگر وہ مجھ سے بات کرے جب تک کہ میں اس سے بات نہ کر لوں۔ ابو حنیفہ نے اس شخص سے کہا۔ کیا تم نے یہ مسئلہ کسی سے پوچھا ہے۔ اس شخص نے کہا میں نے سفیان ثوری سے یہ مسئلہ پوچھا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ تم دونوں میں سے جو بھی دوسرے سے بات کرے گا وہ حانت ہو جائیگا۔ ابو حنیفہ نے اس شخص سے کہا۔ جاؤ اپنی بیوی سے بات کرو، تم دونوں میں سے کوئی بھی حانت نہ ہوگا۔ وہ شخص ابو حنیفہ کی بات سن کر سفیان ثوری کے پاس گیا۔ اس شخص کی سفیان ثوری سے کچھ رشتہ داری بھی تھی، اس نے ابو حنیفہ کا جواب سفیان سے بیان کیا، وہ جھنجھلا کر ابو حنیفہ کے پاس آئے اور انہوں نے ابو حنیفہ سے غصہ میں کہا۔ کیا تم حرام کراؤ گے۔ آپ نے کہا کیا بات ہے، اے ابو عبد اللہ۔ اور پھر آپ نے سوال کرنے والے سے کہا کہ اپنا سوال ابو عبد اللہ کے سامنے دہراؤ۔ چنانچہ اس نے اپنا سوال دہرایا اور ابو حنیفہ نے اپنا فتویٰ دہرایا۔ سفیان نے کہا تم نے یہ بات کہاں سے کہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خاوند کے قسم کھانے کے بعد اس کی بیوی نے خاوند سے بات کی لہذا خاوند کی قسم پوری ہو گئی اب وہ جا کر بیوی سے بات کرے تاکہ اس کی قسم پوری ہو جائے اور دونوں میں سے کوئی بھی حانت نہیں ہے۔ یہ سن کر سفیان ثوری نے کہا۔ ”إِنَّهُ لَيَكْشِفُ لَكَ مِنَ الْعِلْمِ عَنْ شَيْءٍ كُنَّا عَنْهُ غَافِلٌ“

حقیقت امر یہ ہے کہ تم پر علم کے وہ دقائق واضح ہوتے ہیں کہ ہم سب اس سے غافل ہیں۔

۴۔ اور شامی نے علی بن مسہر کی روایت لکھی ہے لے کہ ہم ابو حنیفہ کے پاس تھے کہ عبداللہ بن مبارک آئے اور انہوں نے کہا۔ کیا کہتے ہو اس امر میں کہ ایک شخص اپنی ہنڈیا پکارا تھا، اتفاق سے ایک پرندہ اس میں جا پڑا اور مر گیا۔ ابو حنیفہ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ تم کیا کہتے ہو۔ انہوں نے ابن عباس کا قول نقل کیا کہ شور با بہا دیا جائے اور بوٹیوں کو دھو کر کھایا جائے۔ ابو حنیفہ نے کہا ہم بھی اسی طرح کہتے ہیں لیکن ایک شرط کے ساتھ کہ اگر ہنڈیا میں شور با جوش کھا رہا ہے اور اسی حال میں پرندہ گرا ہے تو گوشت پھینک دیا جائے اور شور با بہا دیا جائے اور اگر ہنڈیا میں جوش نہیں آرہا ہے اور وہ سکون کی حالت میں ہے شور با بہا دیا جائے اور گوشت کو دھو کر کھایا جائے۔ ابن مبارک نے کہا۔ آپ یہ بات کس وجہ سے کہہ رہے ہیں۔ امام ابو حنیفہ نے کہا جوش کی حالت میں سرکہ اور گرم مصالح سے بوٹیاں لتھڑ جاتی ہیں اور گوشت دھونے سے پاک ہو جاتا ہے۔ یہ سن کر ابن مبارک نے کہا۔ ”هَذَا زَرِين“ یہ ہے زریں قول یعنی بہت بہتر بات۔ اور ابن مبارک نے ”عقد انال“ کے حساب سے تیس کے عدد کی شکل میں ہاتھ کی انگلیوں کو کیا یعنی تین انگلیاں بند اور شہادت کی انگلی کو انگوٹھے کے ناخن پر رکھ دینا، ختمی امر کے لئے اس صورت کا استعمال اب بھی جہات افغانستان میں ہوتا ہے۔

۵۔ اور شامی نے حسن بن زیاد کی روایت نقل کی ہے لے کہ ایک شخص نے اپنے گھر میں کچھ مال دفن کیا اور وہ بھول گیا کہ کس جگہ مال دفن کیا ہے۔ وہ امام ابو حنیفہ کے پاس گیا اور ان سے فریاد کی، آپ نے فرمایا یہ فقہ کا مسئلہ نہیں ہے۔ تمہارے واسطے حیلہ کرتا ہوں، تم جاؤ اور ساری رات نماز پڑھو، اللہ نے چاہا تم کو یاد آ جائے گا۔ چنانچہ اس نے نماز پڑھی شاید رات کا چوتھائی حصہ گزرا ہوگا اور وہ جگہ یاد آ گئی۔ اور پھر اس نے امام ابو حنیفہ سے آکر بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ میں سمجھتا تھا کہ شیطان تم کو ساری رات نماز پڑھنے کے واسطے نہ چھوڑے گا۔ کاش تم اللہ کے شکرانہ میں ساری رات نماز میں صرف کر دیتے۔

۶۔ اور شامی نے محمد بن احسن کی روایت لکھی ہے لے کہ ایک شخص کے گھر میں چور داخل ہوئے انہوں نے اس کا مال و متاع لیا اور اس سے تین طلاق کی قسم لی کہ وہ کسی سے نہیں کہے گا، اس نے صبح کو دیکھا کہ چور اس کا مال فروخت کر رہے ہیں اور وہ کچھ کہہ نہیں سکتا۔ وہ حضرت امام کی

خدمت میں حاضر ہوا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے اس سے کہا تم اپنے محلہ کے امام کو مؤذن کو اور گوشہ نشینوں کو میرے پاس لے آؤ۔ جب یہ صاحبان آگئے آپ نے صورتِ واقعہ سے سب کو آگاہ کیا اور ان سے پوچھا کیا تم لوگ چاہتے ہو کہ اس شخص کا مال اس کو مل جائے۔ سب نے اپنی رضامندی کا اظہار کیا۔ آپ نے ان صاحبان سے کہا کہ تم اپنے محلہ کے ہر فاجر و فاسق کو اپنے گھر میں یا محلہ کی مسجد میں جمع کرو اور پھر تم اس شخص کو لے کر دروازہ پر کھڑے ہو جاؤ اور ایک ایک کو باہر جانے دو ہر شخص کے متعلق اس سے پوچھو۔ کیا یہ شخص تمہارا چور ہے۔ اس کے انکار پر اس کو جانے دو اور جس شخص کے متعلق یہ خاموش رہے اس کو پکڑ لو۔ چنانچہ آپ کے بتائے ہوئے طریقہ سے سب چور پکڑ لئے گئے اور سارا مال برآمد کر لیا گیا۔

۷۔ اور شامی نے شراجیل کی روایت لکھی ہے کہ ابو حنیفہ سے پوچھا گیا کہ اقامت کہنے والا اقامت کہنے سے پہلے کھنکارتا ہے، کیا اس کی کوئی اصل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اقامت کہنے والوں کی طرف سے یہ ایک طرح کا اعلام ہے کہ اب وہ تکبیر کہنے والے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رات میں ایک وقت میری حاضری کا تھا اور میں جب حاضر ہوتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہوتے تھے۔ آپ تنخخ فرما کر مجھ کو اجازت مرحمت فرماتے تھے۔

۸۔ اور شامی نے ابن مطیع سے روایت کی ہے کہ ایک شخص کی وفات ہوئی، اس نے ابو حنیفہ کے واسطے وصیت کی، آپ باہر گئے ہوئے تھے، آپ کے آنے پر قنصیہ ابن شبرمہ کی عدالت میں پیش ہوا۔ حضرت امام نے گواہ پیش کئے کہ فلاں شخص مرا ہے اور اس نے آپ کے واسطے یہ وصیت کی ہے۔ ابن شبرمہ نے حضرت امام سے کہا کہ تم حلفیہ بیان دو گے کہ گواہوں نے حق پر گواہی دی ہے۔ آپ نے فرمایا مجھ پر قسم نہیں ہے، میں غائب تھا۔ ابن شبرمہ نے کہا ”فَسَلِّتْ مَقَابِلِيْكَ“ تمہارے قیامات بھٹک گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا، تم اندھے شخص کے متعلق کیا کہو گے، جس کو کسی نے زخمی کر دیا ہے اور دو گواہ مارنے والے کی شناخت کر رہے ہیں، کیا تم اندھے سے کہو گے کہ وہ گواہوں کی صداقت کا حلفیہ بیان دے۔ حالانکہ اس نے نہیں دیکھا ہے۔ ابن شبرمہ نے یہ سن کر حضرت ابو حنیفہ کے حق میں فیصلہ دیا۔

۹۔ اور شامی نے لکھا ہے کہ یوسف بن خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو حنیفہ سے سنا کہ ربیعۃ الراہی اور یحییٰ بن سعید قاضی کوفہ کی آمد ہوئی ہے۔ یحییٰ نے ربیعہ سے کہا کیا اس شہر

کے رہنے والوں پر تم کو تعجب نہیں ہوتا کہ وہ سب ایک شخص کی رائے پر متفق ہو گئے ہیں۔ ابو حنیفہ کہتے ہیں جب مجھ کو یحییٰ کی بات کی خبر ہوئی، میں نے یعقوب (ابو یوسف) زفر اور دوسرے اصحاب کو ان کے پاس بھیجا، میں نے اپنے اصحاب سے کہا کہ تم یحییٰ سے قیاس میں مناظرہ کرو۔ چنانچہ یحییٰ کے پاس پہنچ کر یعقوب نے ان سے کہا دو افراد کی ملکیت میں ایک غلام ہے۔ ایک نے غلام کو آزاد کر دیا۔ یحییٰ نے کہا یہ جائز نہیں ہے۔ یعقوب نے وجہ پوچھی۔ یحییٰ نے کہا اس میں ضرر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ" اسلام میں نقصان پہنچانا اور تکلیف پہنچانی نہیں ہے۔ یعقوب نے کہا ہے اگر دوسرا مالک اپنا حق آزاد کر دے۔ یحییٰ نے کہا اس کا آزاد کرنا جائز ہے۔ یعقوب نے کہا تم نے اپنی پہلی بات چھوڑ دی ہے اگر پہلے کا آزاد کرنا درست نہیں ہے تو دوسرے کے آزاد کرنے پر بھی وہ غلام رہے گا۔ یہ سن کر یحییٰ خاموش ہو گئے۔

۱۰۔ اور شامی نے لکھا ہے ۱۵ امام طحاوی نے امام لیث بن سعد سے سنا کہ وہ کہتے تھے میں ابو حنیفہ کا ذکر سنا کرتا تھا اور میری تمنا اور خواہش تھی کہ ان کو دیکھوں۔ اتفاق سے میں مکہ میں تھا میں نے دیکھا کہ ایک شخص پر لوگ ٹوٹے پڑے ہیں اور ایک شخص ان کو یا ابا حنیفہ کہہ کر صدا کر رہا تھا لہذا میں سمجھ گیا کہ یہ شخص ابو حنیفہ ہیں۔ آواز دینے والے نے ان سے کہا میں دو تہمد ہوں میرا ایک بیٹا ہے۔ میں اس کی شادی کرتا ہوں، روپیہ خرچ کرتا ہوں، وہ اس کو طلاق دے دیتا ہے، میں اس کی شادی پر کافی روپیہ خرچ کرتا ہوں اور یہ سب ضائع ہوتا ہے، کیا میرے واسطے کوئی جیلہ ہے۔ ابو حنیفہ نے کہا تم اپنے بیٹے کو اس بازار لے جاؤ جہاں لوٹڈی غلام فروخت ہوتے ہیں وہاں اس کے پسند کی لوٹڈی خرید لو، وہ تمہاری ملکیت میں رہے، اس کا نکاح اپنے بیٹے سے کر دو، اگر وہ طلاق دے گا باندی تمہاری رہے گی۔

یہ کہہ کر لیث بن سعد نے کہا: "قَوْلَ اللَّهِ مَا أَتَيْنَا جَوَابَهُ كَمَا أَتَيْنَا سُؤْلَهُ جَوَابَهُ" اللہ کی قسم ہے آپ کے جواب پر مجھ کو اتنا تعجب نہیں ہوا جتنا کہ ان کے جواب دینے کی سرعت سے ہوا۔ یعنی پوچھنے کی دیر تھی کہ جواب تیار تھا۔

۱۱۔ اور شامی نے لکھا ہے ۱۵ اسماعیل بن محمد بن حماد کو شک ہوا کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے یا نہیں، میں شریک کے پاس گیا اور ان سے دریافت کیا، انہوں نے کہا: طَلَّقَهَا وَ أَشْهَدُ عَلَى رَجْعَتِهَا۔ اس کو طلاق دے دو اور پھر گواہ بنا کر اس کی طرف رجوع کر لو۔ پھر میں سفیان ثوری

کے پاس گیا اور اُن سے پوچھا انہوں نے کہا اگر تم نے طلاق دی ہے کہہ دو میں نے اس کی طرف رجوع کیا۔ پھر میں زفر بن بذیل کے پاس گیا اور ان سے دریافت کیا۔ انہوں نے کہا جب تک تم کو طلاق دینے کا یقین نہ ہو وہ تمہاری بیوی ہے۔ پھر وہ ابو حنیفہ کے پاس گئے اور شریک سفیان اور زفر کے اقوال ذکر کئے آپ نے فرمایا، سفیان نے از روئے ورع جواب دیا ہے اور زفر نے عین فقہ کی رو سے جواب دیا ہے اور شریک کا جواب ایسا ہے جیسے میں کسی سے کہوں۔ میں نہیں جانتا کہ میرا کپڑا پیشاب سے ملوث ہوا ہے یا نہیں اور وہ جواب دے کہ اپنے کپڑے پر پیشاب کر لو اور پھر دھو لو۔

۱۲۔ اور شامی نے لکھا ہے لہ اعمش کو ابو حنیفہ سے لگاؤ نہیں تھا اور نہ وہ اچھائی سے پیش آتے تھے۔ اعمش کے اخلاق میں کچھ کمزوری تھی، اُن کو یہ صورت پیش آگئی کہ انہوں نے اپنی بیوی کی طلاق کی قسم کھالی۔ اگر ان کی بیوی گہوں کے ختم ہونے کا ذکر ان سے کرے یا ان کو کہلوائے یا کسی سے کہے کہ وہ ذکر کرے یا وہ اس کا اشارہ کرے۔ ان کی بیوی پریشان ہوئی اور راہ خلاص کی تلاش میں رہی۔ کسی نے اس سے کہا کہ تم ابو حنیفہ کے پاس جاؤ۔ چنانچہ وہ ابو حنیفہ کے پاس گئی۔ اور واقعہ بیان کیا۔ ابو حنیفہ نے کہا کوئی بات نہیں جب اعمش سو جائیں تو اُن کے ازار بند یا کسی کپڑے سے گہوں رکھنے کا تھیلا باندھ دو جب اُن کی آنکھ کھلے گی وہ سمجھ جائیں گے۔ اعمش کی بیوی نے یہی کیا، جب اعمش اُٹھے اور ان کے ساتھ گہوں کا تھیلا گھٹسا آیا وہ سمجھ گئے کہ یہ حیلہ ابو حنیفہ نے بتایا ہے اور انہوں نے کہا۔ ہم چین سے کب رہ سکتے ہیں جب کہ ابو حنیفہ موجود ہیں۔ انہوں نے ہماری عورتوں میں ہماری فضیلت کرا دی اور ہمارے عاجز ہونے اور ہماری عقل کی کمی کو اُن پر ظاہر کر دیا۔

۱۳۔ اور شامی نے لکھا ہے لہ کہ مناقب الزرنجری میں ہے کہ ابو حنیفہ کوفہ کی مسجد شریف میں تھے کہ آپ کے پاس ایک رافضی آیا اور وہ "شیطان الطاق" سے مشہور تھا، اس نے ابو حنیفہ سے استفسار کیا کہ "أَشَدُّ النَّاسِ" (لوگوں میں سب سے شدید) کون ہے۔ آپ نے کہا۔ ہمارے قول سے حضرت علی ہیں اور تمہارے قول سے حضرت ابو بکر ہیں۔ اس نے کہا تم نے پلٹ کر بات کہی ہے۔ آپ نے کہا۔ ہم اس وجہ سے حضرت علی کو اشد الناس کہتے ہیں کہ ان کو معلوم ہوا کہ خلافت ابو بکر کا حق ہے اور انہوں نے ابو بکر کو خلافت سپرد کر دی اور تم کہتے ہو کہ خلافت حضرت علی کا حق تھا اور حضرت ابو بکر نے ان سے زبردستی لے لیا، حضرت علی میں طاقت نہ تھی کہ ان سے لیتے، تمہارے اس قول سے ثابت ہے کہ حضرت ابو بکر أَشَدُّ النَّاسِ ہیں۔ یہ سن کر شیطان الطاق حیران ہو کر چلا گیا۔

۱۴۔ اور شامی نے لکھا ہے کہ امام ابو الفضل کرمانی کی روایت ہے کہ کوفہ میں خوارج داخل ہو گئے ان کے نزدیک گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہے اور جو شخص ان کے عقائد کو تسلیم نہ کرے وہ بھی کافر ہے۔ کوفہ میں داخل ہونے والے خوارج سے کہا گیا کہ ابو حنیفہ کوفہ کا امام ہے لہذا وہ ابو حنیفہ کے پاس آئے اور آپ سے کہا، ”ثُبَّ مِنَ الْكُفْرِ“ کفر سے توبہ کرو۔ آپ نے فرمایا۔ اَنَا ثَابِتٌ مِنْ كُفْرِكُمْ تمہارے کفر سے میں ثابت ہوں۔ خوارج نے ابو حنیفہ کو پکڑا، آپ نے خوارج سے کہا۔ ”يَعْلِمُ قُلْتُمْ أَقْرَبُ بَطْنٍ“ تم نے یہ بات از روئے علم کہی ہے یا خیال و گمان سے کہی ہے۔

یہ عاجز کہتا ہے حضرت امام کے اس قول سے ظاہر ہے کہ آپ نے خوارج کی بات کا جواب دیا ہے۔ خوارج کی بات کا ذکر کتاب میں نہیں ہے۔

خوارج نے کہا ہم نے گمان سے یہ بات کہی ہے۔ آپ نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ یعنی بعض گمان گناہ ہے۔ لہذا تم کفر سے توبہ کرو۔ خوارج نے کہا تم بھی کفر سے توبہ کرو آپ نے فرمایا۔ اَنَا ثَابِتٌ مِنْ كُلِّ كُفْرٍ میں ہر کفر سے ثابت ہوں۔

امام ابو الفضل کرمانی نے یہ واقعہ لکھ کر تحریر کیا ہے۔ اس واقعہ سے ابو حنیفہ کے مخالفوں نے لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے یہ مشہور کیا ہے کہ ابو حنیفہ سے دوبار کفر سے توبہ کرائی گئی ہے۔

۱۵۔ اور کرمانی نے لکھا ہے کہ وہ ہریوں کی ایک جماعت حضرت امام کو قتل کرنے کے لئے اُن کے پاس پہنچی۔ حضرت امام نے ان سے کہا مجھ کو کچھ مہلت دو کہ ہم ایک مسئلہ میں بحث کریں پھر جو بھی تم چاہو کرنا۔ آپ نے فرمایا تمہاری کیا رائے ہے اس کشتی کے متعلق جو سامان اور اثرتہ سے بھری ہوئی سمندر کی موجوں میں ہے، کیا وہ بغیر کسی بلال کے سمندر میں رواں ہے۔ انہوں نے کہا۔ یہ ناممکن ہے۔ آپ نے کہا کیا عقل اس بات کو مانتی ہے کہ دنیا کا اتحاد کا رخا نہ بغیر کسی حکیم مدبر کے چل رہا ہے۔ یہ سن کر وہ ہریوں نے توبہ کی اور اپنی تلواروں کو نیاموں میں رکھا۔

۱۶۔ اور کرمانی نے لکھا ہے کہ وکیع نے کہا۔ ہمارا ایک پڑوسی حدیث کے حافطوں میں سے تھا۔ وہ امام ابو حنیفہ پر قیل وقال کرتا رہتا تھا۔ ایک رات اس میں اور اس کی بیوی میں کچھ تکرار ہو گئی۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا۔ اگر تو نے آج کی رات مجھ سے طلاق کی طلب کی اور میں نے تجھ کو طلاق نہ دی تو تو طالق ہے یعنی تجھ کو طلاق ہے۔ اور اس کی بیوی نے اس سے کہا۔ اگر میں تجھ سے طلاق نہ طلب کروں تو میرے غلام آزاد ہیں۔ پھر دونوں کو ندامت ہوئی اور وہ دونوں ثوری کے پاس گئے

اور ابن ابی یلی کے پاس گئے۔ دونوں کوئی حل تلاش نہ کر سکے اور پھر مجبوراً وہ میاں بیوی امام صاحب کے پاس گئے، آپ نے اس شخص کی بیوی سے کہا۔ تم طلاق کی طلب کرو۔ چنانچہ اس نے طلاق طلب کی، پھر آپ نے اس شخص سے کہا تم اپنی بیوی سے کہو، تجھ کو طلاق ہے اگر تو چاہے۔ پھر آپ نے ان دونوں سے کہا، تم دونوں کی قسم درست ہو گئی اور تم پر اب کوئی گرفت نہیں ہے۔ اور آپ نے اس شخص سے کہا، تم اللہ تعالیٰ سے ایسے شخص کی غیبت اور برائی کرنے سے تو بہ کرو جس نے تم کو علم تک پہنچایا۔ چنانچہ میاں بیوی حضرت امام کے واسطے ہر نماز کے بعد دعا کیا کرتے تھے۔

۱۷۔ اور مناقب خوارزمی سے لکھا ہے ۱۷ کہ ایک دن ابن ہبیرہ کے پاس حضرت امام تشریف لے گئے وہاں ابن ہبیرہ ایک شخص کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ اس شخص نے جب دیکھا کہ ابن ہبیرہ حضرت امام کی خاطر مدارات کر رہا تھا۔ اس شخص نے کہا یا ابا حنیفہ تعرفنی (اے ابو حنیفہ تم مجھ کو پہچانتے ہو) آپ نے فرمایا۔ تم وہ ہو کہ اذان کہتے وقت لا اِلهَ اِلَّا اللهُ کو کہیں گے کہتے ہو۔ اس نے کہا ہاں۔ حضرت امام کا اس بات کہنے سے یہ مقصد تھا کہ اس شخص کا اہل توحید ہونا ظاہر ہو جائے۔ اس سوال و جواب کی وجہ سے ابن ہبیرہ نے اس کو رہا کر دیا۔

علامہ موفق نے المناقب میں لکھا ہے۔ ۱۸

علی بن عاصم نے کہا میں ابو حنیفہ کے پاس گیا اور حجام ان کے بال کاٹ رہا تھا۔ آپ نے حجام سے کہا کہ سفید بالوں کو کاٹ دو۔ حجام نے کہا یہ ٹھیک نہیں۔ آپ نے وجہ دریافت کی۔ اس نے کہا کہ سفید بال اور بڑھ جائیں گے۔ آپ نے فرمایا تو تم کالے بال کاٹ دو تاکہ وہ زیادہ ہو جائیں۔

علی بن عاصم کا بیان ہے کہ یہ بات شریک کو پہنچی وہ ہنسے اور انہوں نے کہا۔ اگر وہ قیاس کرنا چھوڑتے تو حجام کے ساتھ قیاس چھوڑتے۔

خارجہ نے بیان کیا ۱۹ ابو جعفر منصور عباسی نے ابو حنیفہ کو بلایا۔ حضرت امام جب منصور کے پاس پہنچے وہاں ابن شبرہ اور ابن ابی یلی کو بیٹھا دیکھا۔ ابن ابی یلی کوفہ کے قاضی تھے اور ابن شبرہ بغداد کے قاضی تھے۔ منصور نے ابو حنیفہ سے دریافت کیا۔ کیا کہتے ہو خارجہ کے متعلق جنہوں نے مسلمانوں کو قتل کیا ہو اور ان کا مال لیا ہو۔ ابو حنیفہ نے کہا۔ آپ ان دونوں قاضیوں سے دریافت کریں جو کہ آپ کے پاس ہیں۔ منصور نے کہا۔ ایک نے کہا ہے کہ اس معاملہ میں ان سب

کی گرفت ہوگی اور دوسرے نے کہا ہے کہ کسی چیز میں بھی گرفت نہ ہوگی۔ یہ سن کر ابو حنیفہ نے کہا دونوں نے جواب میں خطا کی ہے۔ منصور نے کہا اسی واسطے ہم نے تم کو بلوایا ہے کہ حکم کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر خوارج نے قتل و غارتگری کی ہے اور ان خوارج پر اسلامی احکام جاری نہیں تھے ان سے گرفت نہیں کی جائے گی اور اگر خوارج نے قتل و غارتگری کی ہے اور ان پر اسلامی قوانین جاری تھے ان پر گرفت کی جائے گی۔

منصور ابو جعفر کے دربار میں اس وقت جتنے بھی علماء تھے انہوں نے کہا۔ اللہ ان کا قال ابو حنیفہ حقیقت وہی ہے جو ابو حنیفہ نے بیان کی ہے۔

اسد بن عمرو نے بیان کیا کہ عمر بن ذر ابو حنیفہ کے پاس آئے اور کہا کہ میرا ایک پڑوسی شیعی ہے اس کو ایک مسد پیش آگیا ہے۔ ابو حنیفہ نے کہا اپنے پڑوسی کو لاؤ۔ چنانچہ عمر بن ذر اپنے پڑوسی کو لے کر آئے۔ پڑوسی نے ابو حنیفہ سے کہا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا تو مجھ پر حرام ہے۔ ابو حنیفہ نے کہا تمہارے پیشوا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے قول سے تین طلاقیں واقع ہو گئیں۔ اس نے کہا میں اپنے پیشوا کا قول نہیں پوچھتا۔ آپ نے فرمایا تو نے جس وقت اپنی بیوی سے کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے، تیری نیت کیا تھی۔ اس نے کہا میری نیت کچھ نہ تھی۔ آپ نے پوچھا کیا تو نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی۔ اس نے کہا میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تو نے طلاق کی نیت نہیں کی ہے تو پھر کوئی بات نہیں ہے۔ اس نے کہا اللہ آپ کو جزائے خیر دے اور جنت عطا کرے چاہے میں ناخوش رہوں۔

محمد بن ابی میطیع نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ میں نے ہر فن میں سے چار ہزار مشکل مسائل جمع کئے اور میں ان مسائل کو لے کر ابو حنیفہ کے پاس گیا۔ آپ نے مجھ سے کہا اس قسم کے مسائل تمہارے پاس کثرت سے ہوں گے۔ میں نے کہا ایسے مسائل میرے پاس تقریباً چار ہزار ہیں آپ نے فرمایا جس وقت میں مشغول ہوا کروں مجھ سے ان مسائل کو نہ پوچھا کرو بلکہ ایسے وقت پوچھا کرو جب میں فارغ ہوا کروں۔ چنانچہ میں آپ کی فراغت کا منتظر رہا کرتا تھا۔ اور میں نے فرصت کے اوقات میں آپ سے سب مسائل پوچھ لئے۔ مسائل کے تمام ہونے پر آپ نے مجھ سے کہا۔ اے ابو میطیع مجھ کو ان مسائل کا حسن اور ان کی دقت اور جورت پسند آئی۔ اور ایسے مسائل کو وہی شخص جمع کر سکتا ہے جو صاحب استعداد ہو۔ امام موفق نے لکھا ہے۔ ابو میطیع بلخی مشہور امام ہوئے ہیں۔

احکام شرعیہ کے مدون اول حضرت امام عظیم

۳۲/۱۸۱

امام الموفق نے بر سند متصل امام ابو القم بن برہان نحوی ثقہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔
 مَنْ رَزَقَ اللَّهُ فَهُوَ الْمَذْهَبُ أَبِي حَنِيفَةَ وَنَحْوُ الْخَلِيلِ رَأَى مِنْهُمَا آيَةَ الْبَاهِرَةِ
 وَالْجُرْعَةَ الْمُعْجَزَةَ وَاسْتَسْرَفَ فِي قَلْبِهِ إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَخْصْ بِهِمَا إِلَّا مَنَهِجَ الْحَقِّ وَشُرْعَةَ الصِّدْقِ
 جس کو اللہ تعالیٰ امام ابو حنیفہ کے مذہب اور امام خلیل بصری کی نحو کے سمجھنے کی صلاحیت
 عنایت کرتا ہے وہ متحیر کرنے والی نشانی اور عاجز کر دینے والا گھونٹ بھرے گا اور اس کے دل میں
 نور پیدا ہوگا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے ابو حنیفہ کے مذہب اور خلیل کی نحو سے راہ حق اور طریقہ صدق
 کو مخصوص کیا ہے۔

استاذ ادیب ابو یوسف یعقوب بن احمد نے کہا ہے کہ

حَسْبِيَ مِنَ الْخَيْرَاتِ مَا أَعَدَّ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي رِضَى الرَّحْمَنِ
 دِينُ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ خَيْرِ النَّبِيِّينَ ثُمَّ اعْتَقَادَ مَذْهَبَ الثُّعْمَانِ

کافی میں محمد کو قیامت کے دن وہ بھلائیاں جو اللہ کی رضا مندی کے لئے میں نے مہیا کر رکھی ہیں۔
 اور وہ حضرت محمد بہترین خلائق کا دین اور ابو حنیفہ ثعمان کے مذہب کا اعتقاد ہے۔

علامہ شمس الدین محمد بن یوسف صالحی شافعی دمشق (شامی) نے لکھا ہے کہ

إِنَّهُ (أَبَا حَنِيفَةَ الثُّعْمَانَ) أَوَّلُ مَنْ دَوَّنَ عِلْمَ الْفِقْهِ وَرَتَّبَهُ أَبَوًا بَاثِمًا تَابِعَهُ مَالِكُ
 بْنُ أَنَسٍ فِي تَرْتِيبِ الْأَوْطَانِ لَمْ يُسَبِّقْ أَبَا حَنِيفَةَ أَحَدٌ لِأَنَّ الْقَصَابَةَ وَالْقَابِعِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ
 إِنَّمَا كَانُوا يَتَعَمَّدُونَ عَلَى قُوَّةِ حِفْظِهِمْ فَلَمَّا رَأَى أَبُو حَنِيفَةَ الْعِلْمَ مُنْتَشِرًا خَافَ عَلَيْهِ فَعَجَّلَ أَبَوَا
 مَبُوبَةَ وَكُتِبَ مَرْتَبَةً فَبَدَأَ بِالطَّهَارَةِ ثُمَّ بِالصَّلَاةِ ثُمَّ بِالصَّوْمِ ثُمَّ بِسَائِرِ الْعِبَادَاتِ ثُمَّ
 بِالْمَعَامَلَاتِ ثُمَّ خَتَمَ بِالْمَوَارِيثِ لِأَنَّهَا آخِرُ أَحْوَالِ النَّاسِ وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ وَضَعَ كِتَابَ الْفَرَائِضِ
 وَأَوَّلُ مَنْ وَضَعَ كِتَابَ الشُّرُوطِ۔

۱۔ ملاحظہ فرمائیں المناقب ج ۲ ص ۱۲۱ ۲۔ ملاحظہ فرمائیں عقود الجمان ص ۱۸۳ ۳۔ ملاحظہ فرمائیں عقود الجمان ص ۱۸۴

یقیناً ابو حنیفہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم فقہ کی تدوین کی ہے اور اس کو ابواب پر مرتب کیا ہے۔ پھر مالک بن انس نے موطا کی ترتیب میں ابو حنیفہ کا اتباع کیا ہے۔ ابو حنیفہ پر سبقت کوئی نہیں کر سکا ہے کیونکہ حضرات صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کا اعتماد اپنی قوت حفظ پر تھا۔ جب ابو حنیفہ نے دیکھا کہ علم شریعت اطراف و اکناف عالم میں پھیل گیا ہے، آپ کو اس علم کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہوا لہذا آپ نے اس کو ابواب و کتب میں مرتب اور منضبط کیا، ابتداً کتاب الطہارت سے کی پھر کتاب الصلاۃ، کتاب الصوم، کتاب عبادات، کتاب معاملات کا بیان کیا اور کتاب الموارثہ پر ختم کیا کیونکہ یہی لوگوں کی آخری حالت ہے اور آپ ہی وہ اول شخص ہیں جس نے کتاب الفرائض اور کتاب الشروط تصنیف کی۔

وَرَوَى الْقَاضِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الصِّمَرِيُّ عَنْ أَبِي سُلَيْمَانَ الْجُوزْجَانِيِّ قَالَ قَالَ لِي أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَاضِي الْبَصْرَةِ، تَحْنُ أَبْصُرُ بِالشَّرْطِ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ، فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ الْأَنْصَافَ بِالْعُلَمَاءِ أَحْسَنُ إِنَّمَا وَضَعَ هَذَا أَبُو حَنِيفَةَ، فَأَنْتُمْ زِدْتُمْ وَنَقَصْتُمْ وَالْأَلْفَاظُ وَلَكِنْ هَاتُوا شُرُوطَكُمْ وَشُرُوطَ أَهْلِ الْكُوفَةِ قَبْلَ أَبِي حَنِيفَةَ، فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ، التَّسْلِيمُ لِلْحَقِّ أَوَّلَى مِنَ الْمَجَادَلَةِ فِي الْبَاطِلِ۔ اِنْتَهَى، وَهُوَ كَمَا قَالَ الْمُتَتَبِّعِيُّ شَعْرًا۔

إِمَامٌ رَسَتْ لِلْعِلْمِ فِي كُنْهِ صَدْرِهِ جِبَالُ جِبَالِ الْأَرْضِ فِي جَنْبِهَا قِفُ قَاضِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ صِمَرِي نَعَى أَبُو سُلَيْمَانَ جُوزْجَانِي سَعَى رَوَايَتِ كِي هَعَى كَرَجْجَعِي بَصْرَه كَعَى قَاضِي أَحْمَدُ بَنَ عَبْدِ اللَّهِ نَعَى كَبَا شَرْطِي مِي بِمِ اَهْلِ كُوفَه سَعَى زِيَادَه مَا هَرِي مِي۔ مِي نَعَى كَبَا عِلْمَار كَعَى لَعَى اَنْصَاف كَرَا زِيَادَه بَهْرَه اِنْ شَرْطِي كَعَى وَضَع كَرْنِي وَاَلِي اَوْرِيَان كَرْنِي وَاَلِي اَبُو حَنِيفَه هَوْنِي هِي۔ اِنْ كِي بِيَان كِي هَوْنِي شَرْطِي كَوْتَم نَعَى يَا اَوْر كَبِي كَوْنِي لَفْظ بَرْحَا يَا اَوْر كَبِي سَعَى كُطَا يَا اَوْر كَبِي كَسِي لَفْظ كَوَا چَعَى لَفْظ سَعَى بَدَلَا۔ تَم مَجْج كَوَا پَنِي (اَهْلِ بَصْرَه كَعَى) شَرْطِي اَوْر اَهْلِ كُوفَه كَعَى اِنْ شَرْطِي كَوْد كُحَا وَجَو اَبُو حَنِيفَه سَعَى پَهْلِي كَعَى هَوْنِي۔ يَه شُن كَر وَه خَامُوش هَوْنِي اَوْر اَنَهَوْن نَعَى پَهْر كَبَا، حَق كَا مَان لِينَا بَهْرَه اَس سَعَى كَعَى غَلَطَات مِي مَبَاحَثَه كِيَا جَا نَعَى۔ اِنْتَهَى

امام ابو حنیفہ کی شان ایسی ہے جیسا کہ متنبی نے اس شعر میں کہا ہے۔
 ”ایسے امام ہیں کہ ان کے سینہ کے گوشوں میں علم کے ایسے پہاڑ جھے ہوئے ہیں کہ زمین کے پہاڑ ان کے سامنے پتھر پلے ٹیلے ہیں۔“

اور شامی نے یہ بھی صفحہ ۱۹۹ میں لکھا ہے۔ یحییٰ بن آدم نے بیان کیا کہ میں نے موسیٰ

سینانی سے کہا۔ جو لوگ ابو حنیفہ پر اعترافات کرتے ہیں اُن کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ سینانی نے کہا۔ اِنَّ اَبَا حَنِيفَةَ جَاءَهُمْ بِمَا يَغْلُوْنَهُ وَمَا لَا يَغْلُوْنَهُ مِنَ الْعِلْمِ فَحَسَدُوْهُ۔ ابو حنیفہ نے ان کے سامنے علم کے ایسے نکتے رکھے کہ ان میں سے کچھ کو یہ لوگ سمجھے اور کچھ کو نہ سمجھے، لہذا۔ وہ لوگ امام ابو حنیفہ سے حسد کرنے لگے۔

۳۔ علامہ عبد الوہاب بن احمد شعرانی شافعی متوفی ۳۹۷ھ نے "المیزان الشعرانیہ" کے "فصول فی بعض الأجوبة" کے "الفصل الاول" میں لکھا ہے۔

الفصل الاول فی شہادۃ الأئمة بغزارۃ العلم و بیان ان جمیع اقوالہ و افعالیہ و عنایتہ مشیدۃ بالکتاب و السنۃ۔

میں اس پہلی فصل میں حضرات ائمہ کی شہادت کا بیان کر رہا ہوں کہ حضرت امام اعظم کا علم خوب کثرت سے تھا اور یہ بیان کرتا ہوں کہ آپ کے سب اقوال اور افعال اور آپ کی ساری کوشش کی بنیاد کتاب و سنت ہے۔

اعلم یا آخری انی لم اوجب عن الامام فی هذه الفصول بالصذر و احسان الظن فقط كما يفعل بعضهم و انما اوجب عنه بعد التتبع و الفحص فی کتب الأدلة كما اوضحت ذلك فی خطبة کتاب المنہج المبین فی بیان أدلة مذاهب المجتہدین۔

اے بھائی سمجھ لو کہ میں ان فصلوں میں امام ابو حنیفہ کی طرف سے جوابات کے دینے میں اپنے خیال اور ضمیر کی بنا پر جواب نہیں دے رہا ہوں جیسا کہ بعض افراد کیا کرتے ہیں بلکہ میرا جواب اس تتبع اور کاوش کی بنا پر ہے جس کا بیان میں اپنی کتاب "المنہج المبین" کے مقدمہ میں کر چکا ہوں۔

مَذْهَبُهُ اَوَّلُ الْمَذَاهِبِ تَدْوِينًا وَ اٰخِرُهَا اِنْقِرَاضًا لَمَّا قَالَهُ بَعْضُ اَهْلِ الْكُشْفِ قَدْ اِخْتَارَهُ اللهُ اِمَامًا لِدِينِهِ وَ عِبَادِهِ وَ لَمْ تَزَلْ اَتْبَاعُهُ فِي زِيَادَةٍ فِي كُلِّ عَصْرِ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

۱۔ عاجز کے پاس اس کتاب کا قلمی نسخہ ہے۔ اس کی تاریخ کتابت گیارہ ماہ جمادی الاولیٰ ۱۲۶۷ھ ہے۔ یہ کتاب شاہ ولی اللہ کے تصرف میں رہی ہے۔ کاتب کا نام السید علی بن یحییٰ گیلانی ہے۔ انہوں نے کتاب کے آخر میں یہ رد و شعر لکھے ہیں۔

اِنِّیْ سَاَلْتُكَ بِاللهِ الَّذِیْ خَصَّصْتَ لَهُ السَّمَوَاتِ وَ هُوَ الْوَاحِدُ الْبَاسِرُ
فَهَمَّا تَاَمَّلْتَهُ فَادْعُوْا لِكَاتِبِهِ لَعَلَّ كَاتِبَهُ یَسْجُوْ مِنْ النَّارِ

۱۔ میں تجھ سے طلب کرتا ہوں اللہ کے واسطے جس کے سامنے آسمان سرنگوں ہیں اور وہ یکتا عدم سے پیدا کرنے والا ہے۔

۲۔ کہ جب بھی اس کتاب کا مطالعہ کرے کاتب کے واسطے دعا کرے تاکہ وہ آگ سے نجات پائے۔ اللہم اجز عبدک
اَبَا الْحَسَنِ زَیْدَ وَ عَلٰی بْنِ یَحٰیىَ الْجَیْلِیِّ مِنَ النَّاسِ۔

لَوْ حَسِبَ أَحَدُهُمْ وَضُرِبَ عَلَى أَنْ يَخْرُجَ عَنْ طَرِيقِهِ مَا آجَابَ فَرَضِي اللَّهُ عَنْهُ وَعَنْ أَتْبَاعِهِ
وَعَنْ كُلِّ مَنْ لَزِمَ الْأَدَبَ مَعَهُ وَمَعَ سَائِرِ الْأَئِمَّةِ -

حضرت امام کا مذہب باعتبار تدوین کے سب مذاہب سے پہلا مذہب ہے اور ختم ہونے
میں سب مذاہب سے آخر کا مذہب ہے جیسا کہ بعض اہل کشف نے کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ابو حنیفہ
کو اپنے دین کا اور اپنے بندوں کا امام بنایا ہے اور ہمیشہ اور ہر دور میں ان کے مقلد زیادہ رہے
ہیں اور قیامت تک یاد رہیں گے۔ اگر ان کے مقلدوں میں سے کسی کو گرفتار کر لیا جائے یا کسی کو پکڑ کر بیٹھا
جائے۔ تاکہ وہ اپنا مذہب چھوڑ دے وہ نہیں چھوڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ان سے اور ان کے مقلدوں سے
اور ہر اس شخص سے جو امام ابو حنیفہ اور تمام اماموں کے ساتھ ادب کے طریقہ کو ملحوظ رکھتا ہے راضی ہو۔
عاجز اختصار کی وجہ سے اب ترجمہ پر اکتفا کرتا ہے۔

صفحہ ۶۴ میں لکھا ہے۔ میرے مرشد علی خواص فرمایا کرتے تھے۔ اگر امام مالک اور امام شافعی
کے مقلد انصاف سے کام لیں امام ابو حنیفہ کے کسی قول کی تضعیف نہ کریں کیونکہ امام ابو حنیفہ کی
مدح اپنے اماموں سے سُن چکے ہیں یا ان تک ان کے ائمہ کی مدحت پہنچ چکی ہے میں اس سے پہلے
بیان کر چکا ہوں کہ امام مالک کہا کرتے تھے اگر مجھ سے ابو حنیفہ مناظرہ کرتے اور اس ستون کے
متعلق کہتے کہ اس کا آدھا حصہ سونے کا یا چاندی کا ہے وہ اس بات کو حجت سے یقیناً ثابت
کر دیتے اور شافعی کی یہ بات لکھ چکا ہوں کہ سب لوگ فقہ میں ابو حنیفہ کے محتاج ہیں اللہ اُن سے
راضی ہو۔ اگر امام ابو حنیفہ کی جلالت قدر کے ثابت کرنے کے لئے بجز اس واقعہ کے کہ امام شافعی
نے صبح کی نماز میں امام ابو حنیفہ کی قبر کے پاس قنوت نہیں پڑھی، باوجود اس واقعہ کے کہ امام شافعی کے نزدیک
صبح کی نماز میں قنوت کا پڑھنا مستحب ہے۔ اور کوئی واقعہ نہ ہو امام شافعی کے مقلدین کے لئے
کافی ہے کہ وہ حضرت ابو حنیفہ کا ادب کریں۔

اور صفحہ ۶۵ میں لکھا ہے۔ جو شخص کہتا ہے کہ ابو حنیفہ قیاس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی حدیث پر مقدم رکھتے ہیں وہ متعصب ہے وہ اپنے دین کا استخفاف کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ
کے اس ارشاد سے غافل ہے۔ إِنْ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا۔
بے شک کان اور آنکھ اور دل، ان سب کی، اس سے پوچھا ہے۔ اور اس ارشاد سے غافل ہے۔
مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ۔ نہیں بولتا ایک بات جو نہیں اس پاس ایک اہ

۱۔ اس سلسلہ میں حضرت مجدد کا مکتوب حضرت امام کی تعریف ائمہ کی زبانی میں ذکر کیا جا رہا ہے۔

دیکھتا تیار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے غافل ہے جو کہ آنحضرت نے حضرت معاذ سے فرمایا۔ وَهَلْ يَكُتُ النَّاسُ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ إِلَّا خَصَائِدُ السِّنَتِيهِمْ اور نہیں منہ کے بل اوندھا گرائیں گی لوگوں کو جہنم میں مگر ان کی زبان کی کھیتیاں۔ اور امام ابو جعفر شیعہ اماری نے (شیخ امار بلخ کا ایک گاؤں ہے) متصل سند سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے جو آپ فرمایا کرتے تھے، اللہ کی قسم ہے کہ ہم پر جھوٹ بولا اور ہم پر افترا کی ہے اس شخص نے جو ہمارے متعلق کہتا ہے کہ ہم قیاس کو نص پر مقدم رکھتے ہیں، قیاس کی ضرورت تو نص کے بعد ہوتی ہے۔

اور صفحہ ۶۵ میں لکھا ہے۔ بعض شافعی مذہب طالبان علم میرے پاس آیا کرتے تھے۔ ان میں سے ایک طالب علم امام ابو حنیفہ کے اصحاب پر نکیر کیا کرتا تھا اور کہتا تھا میں ابو حنیفہ کے اصحاب کا کلام سن نہیں سکتا۔ میں نے اس کو روکا لیکن وہ باز نہ آیا اور مجھ سے الگ ہو گیا۔ وہ اونچی عمارت کی سیڑھی سے گرا اور اس کے کولھے کی ہڈی ٹوٹ گئی وہ اس تکلیف میں رہا اور بری حالت میں مرا۔ اس نے اپنی تکلیف کے دوران میں خواہش کی کہ میں اس کی عیادت کو جاؤں لیکن امام ابو حنیفہ کے اصحاب کے ادب کی وجہ سے میں نے انکار کیا۔ اس واقعہ کو سمجھ لو اور جان لو کہ حضرت امام کے اصحاب سیدھی راہ پر تھے۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

۴۔ علامہ شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی شافعی نے لکھا ہے۔

الفصل الثامن فی ذکر الاخذین عنہ الحدیث والفتی، قیل استیعابہ متعذر لا یمکن ضبطہ ومن ثمة قال بعض الائمة، لم یظهر لاحد من ائمة الاسلام المشهور مثل ما ظهر لابی حنیفہ من الاصحاب واللامیدین ولم ینتفع العلماء وجمیع الناس بمثل ما انتفعوا به وباصحابہ فی تفسیر الاحادیث المشتبهة والمسائل المستنبطة والنوازل والقضاء والاحکام جزاھم اللہ خیرا۔ وقد ذکر منهم بعض متاخر المحدثین فی ترجمتہ نحو الثمانیة مع ضبط اسمائهم ونسبهم بما یطول ذکرہ۔

آٹھویں فصل ان کے بیان میں جنہوں نے آپ سے حدیث شریف اور فقہ حاصل کیا ہے کہا گیا ہے کہ آپ سے حدیث و فقہ حاصل کرنے والوں کا بیان پوری طرح متعذر ہے۔ اور پورے ضبط کے ساتھ سب کا بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ اسی وجہ سے بعض ائمہ نے فرمایا ہے۔ اسلام کے مشہور ائمہ میں سے کسی کے بھی اتنے شاگرد اور اصحاب نہیں ہوئے ہیں جتنے امام ابو حنیفہ کے ہوئے ہیں اور

۱۔ ملاحظہ فرمائیں! الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ النعمان ص ۲

نہ کسی امام سے علماء اور تمام لوگوں کو مشتبہ احادیث کی تفسیر اور استنباط کئے ہوئے مسائل اور پیش آمدہ حوادث اور قاضیوں کے مسائل اور احکام کا فائدہ ابو حنیفہ اور آپ کے اصحاب اور شاگردوں سے پہنچا ہے کسی سے نہیں پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اچھا اجر عنایت کرے، اور بعد میں آنے والے بعض محدثین نے حضرت امام ابو حنیفہ کے آٹھ سو شاگردوں کا خوب ضبط اور تحقیق سے بیان کیا ہے جن کا ذکر بنا طوالت کا سبب ہے۔

حضرت امام اعظم کے جلیل القدر اصحاب حافظ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی مالکی نے کتاب "مناقب الامام ابی حنیفہ و صاحبہ" میں صفحہ گیارہ پر لکھا ہے۔

بڑوں کی ایک جماعت نے امام ابو حنیفہ سے فقہت حاصل ہے، اُن میں سے ۱۔ زفر بن ہذیل ۲۔ قاضی ابو یوسف ۳۔ آپ کے فرزند حماد بن ابو حنیفہ ۴۔ نوح بن ابی مریم معرف بہ نوح جامع ۵۔ ابومسطع حکم بن عبد اللہ بلخی ۶۔ حسن بن زیاد لؤلؤی ۷۔ محمد بن حسن شیبانی ۸۔ قاضی اسد بن عمرو۔

اور آپ سے بے شمار محدثین اور فقہا نے روایت کی ہے۔ ان میں سے درج ذیل افراد ہیں۔ ۱۔ مغیرہ بن مقسم ۲۔ زکریا بن ابی زائدہ ۳۔ مسعر بن کدام ۴۔ سفیان ثوری ۵۔ مالک بن مغول ۶۔ یونس بن ابی اسحاق ۷۔ اوران کے بعد کے افراد ۸۔ زائدہ ۹۔ شریک ۱۰۔ حسن بن صالح ۱۱۔ ابوبکر بن عیاش ۱۲۔ عیسیٰ بن یونس ۱۳۔ علی بن مسہر ۱۴۔ حفص بن غیاث ۱۵۔ جریر بن عبد الحمید ۱۶۔ عبد اللہ بن مبارک ۱۷۔ ابو معاویہ ۱۸۔ وکیع ۱۹۔ المحاربی ۲۰۔ ابواسحاق الفزازی ۲۱۔ یزید بن ہارون ۲۲۔ اسحاق بن یوسف ۲۳۔ ازرق ۲۴۔ معانی بن عمران ۲۵۔ زید بن الجباب ۲۶۔ سعد بن صلت ۲۷۔ مکی بن ابراہیم ۲۸۔ ابو عاصم نبیل ۲۹۔ عبد الرزاق بن ہمام ۳۰۔ حفص بن عبد الرحمن سلمیٰ ۳۱۔ عبید اللہ بن موسیٰ ۳۲۔ ابو عبد الرحمن مٹھری ۳۳۔ محمد بن عبد اللہ انصاری ۳۴۔ ابو نعیم ۳۵۔ ہوزہ بن خلیفہ ۳۶۔ ابواسامہ ۳۷۔ ابویحییٰ حمانی ۳۸۔ ابن نمیر ۳۹۔ جعفر بن عون ۴۰۔ اسحاق بن سلیمان رازی اور خلق خدا۔

علاؤ ذہبی نے فقہ کے آٹھ اور حدیث شریف کے اڑتیس اکابر کا ذکر کیا ہے جو حضرت امام کے شاگرد تھے اور وَ عَلَیْہِ السَّلَام لکھ کر اظہار کر دیا ہے کہ ایک خلق خدا آپ سے روایت کرتی ہے۔

ذہبی کے اس رسالہ کے حاشیہ میں لکھا ہے۔ حافظ ابوالحجاج المزنی نے کتاب تہذیب الکمال میں تقریباً ایک سواٹھ خاص کے نام لکھے ہیں جنہوں نے حضرت امام سے روایت کی ہے۔
حضرت امام کی اپنے شاگردوں کو نصیحت | علامہ ذہبی مالکی نے کتاب المناقب کے صفحہ ۱۱ میں لکھا ہے۔

أَنْتُمْ مَسَارِقُ قُلُوبِي وَجَلَاءُ حُزْنِي، أَسْرَجْتُ لَكُمْ الْفِقْهَ وَالْجَمْعَةَ وَقَدْ تَرَكْتُ النَّاسَ يَطُؤُونَ أَعْقَابَكُمْ وَيَلْتَمِسُونَ الْفَاطِمَةَ مَا مِنْكُمْ وَاحِدٌ إِلَّا وَهُوَ يَضِلُّ لِلْقَضَاءِ فَسَأَلْتُكُمْ بِاللَّهِ وَبِقَدْرِ مَا وَهَبَ اللَّهُ لَكُمْ مِنْ جَلَالَةِ الْعِلْمِ مَا صُنْتُمُوهُ عَنْ ذَلِّ الْأُسْتِجَارِ وَإِنْ بَلَغَ أَحَدٌ مِنْكُمْ بِالْقَضَاءِ فَعَلِمَ مِنْ نَفْسِهِ خَرِبَةً سَتَرَهَا اللَّهُ عَنِ الْعِبَادِ لَمْ يَجْرُقْ قَضَاؤُهُ وَلَمْ يُطِبْ لَهُ رِزْقُهُ فَإِنْ دَفَعْتُهُ ضَرُورَةً إِلَى الدُّخُولِ فِيهِ فَلَا يَخْتَجِبَنَّ عَنِ النَّاسِ وَلْيُصَلِّ الْخَمْسَ فِي مَسْجِدِهِ وَيُنَادِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ مَنْ لَهُ حَاجَةٌ فَإِذَا صَلَّى الْعِشَاءَ نَادَى ثَلَاثَةً أَصَوَاتٍ مَنْ لَهُ حَاجَةٌ ثُمَّ دَخَلَ إِلَى مَنْزِلِهِ فَإِنْ مَرِضَ مَرَضًا لَا يَسْتَطِيعُ الْجُلُوسَ مَعَهُ أَمَقَطَ مِنْ رِزْقِهِ بِقَدْرِ مَرَضِهِ وَإِنَّمَا إِمَامٌ غَلَّ فَيْئًا أَوْ جَارَفِي حَكِيمٌ بَطَلَتْ إِمَامَتُهُ وَلَمْ يَجْزُ حَكْمُهُ۔

تم میری مسرت اور میرے غم کو زائل کرنے والے ہو، میں نے تمہارے واسطے فقہ پرزین کس دی ہے اور لگام لگا دی ہے اور لوگوں کو اس حال میں چھوڑ رہا ہوں کہ وہ تمہارے نقش قدم پر چلیں اور تمہارے ارشادات کے طلبگار ہوں، تم میں سے ہر ایک قاضی بننے کی صلاحیت رکھتا ہے، میں تم سے اللہ کا اور اس رتبہ کا جو اللہ تعالیٰ نے تم کو علم کی بڑائی کا عطا کیلے واسطہ دیکر یہ چاہتا ہوں کہ اس علم کو اجرت لینے کی ذلت سے بچانا، اگر تم میں سے کوئی قضا میں مبتلا ہو جائے اور اس کو اپنی کسی خرابی کا علم ہو جس کو اللہ نے اپنے بندوں سے چھپا رکھا ہے تو اس کا قاضی بننا جائز نہیں، اس کے لئے روزینہ لینا ٹھیک نہیں، اگر کوئی مجبوری کی بنا پر قاضی بن جائے تو وہ اپنے کو لوگوں سے نہ چھپائے، وہ پانچوں وقت کی نماز اپنی مسجد میں پڑھے اور ہر نماز کے وقت پکارے، کیا کوئی حاجت مند ہے اور عشاء کی نماز کے بعد میں مرتبہ یہ آواز لگائے اور پھر وہ اپنے گھر جائے، اور اگر وہ ایسا بیمار ہو جائے کہ وہ بیٹھ نہ سکے تو بیماری کے دنوں کی تنخواہ نہ لے، اور جو امام (والی) مال غنیمت میں خیانت کرے اس کی ولایت اور امامت ختم ہوئی، اور اس کا حکم نافذ نہیں ہے۔

حضرت امام کے پانچ وصایا کا مجموعہ مولانا عاشق الہی رحمہ اللہ نے مرتب کیا ہے۔ بعض

فقرات یہ عاجز لکھتا ہے۔

فرمایا۔ مَنْ جَاءَكَ يَسْتَفْتِيكَ فِي الْمَسَائِلِ فَلَا تُجِبْ إِلَّا عَنْ سُؤَالِهِ وَلَا تَضُمَّ إِلَيْهِ غَيْرَهُ فَإِنَّهُ يَتَشَوَّشُ عَلَيْهِ الْجَوَابُ۔ جو شخص تمہارے پاس مسائل میں فتویٰ لینے آئے، اُسے صرف سوال کا جواب دو کوئی دوسری بات جواب میں نہ ملاؤ، کیونکہ اس طرح کرنے سے اس کو جواب کے سمجھنے میں دقت ہوگی۔

فرمایا۔ أَقْبِلْ عَلَى مُتَفَقِّهِتِكَ كَأَنَّكَ اتَّخَذْتَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ ابْنًا وَوَلَدًا لِيَزِيدَهُمْ رَغْبَةً فِي الْعِلْمِ۔ جو لوگ تم سے فقہ حاصل کرنے والے ہوں ان کی طرف اس طرح متوجہ ہو گویا تم نے ان میں سے ہر ایک کو اپنا بیٹا اور اولاد بنا لیا ہے تاکہ ان کی علمی رغبت میں اضافہ ہو۔

فرمایا۔ كُنْ مِنَ النَّاسِ عَلَى حَدَرٍ۔ لوگوں سے پر حذر رہو۔

فرمایا۔ مَنْ دَعَاكَ مِنْ خَلْفِكَ فَلَا تُجِبْهُ فَإِنَّ الْبَهَائِمَ تُنَادِي مِنْ خَلْفٍ۔ اگر کوئی تم کو پیچھے سے اواز دے اس کی طرف متوجہ نہ ہو، کیونکہ پیچھے سے جانوروں کو اواز دی جاتی ہے۔

فرمایا۔ وَادْكُرْ الْمَوْتَ وَاسْتَغْفِرْ لِلْمُتَآذِينَ وَمَنْ أَخَذَتْ مِنْهُمْ الدِّينَ۔ موت کو یاد کرو اور استادوں کے لئے اور جن سے علم دین سیکھا ہے دعائے مغفرت کرو۔

فرمایا۔ إِذَا مَشَيْتَ فِي الطَّرِيقِ فَلَا تَلْتَفِتْ يُمْنَةً وَنِسْرَةً۔ جب راستہ میں چلو، دائیں بائیں نہ دیکھو (بلکہ نظر زمین پر رہے)۔

فرمایا۔ إِيَّاكَ وَالْغَضَبُ فِي مَجْلِسِ الْعِلْمِ۔ علم کی مجلس میں غصہ سے اپنے کو بچاؤ۔

فرمایا۔ دَادِمٌ عَلَى قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَكَثْرٌ مِنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ وَالْمَشَافِخِ وَالْمَوَاضِعِ الْمُبَارَكَةِ۔ قرآن مجید کی ہمیشہ تلاوت کرو اور قبروں اور مشافخ کی اور مبارک مواضع کی کثرت سے زیارت کرو۔

فرمایا۔ لَا تَقْصُصْ عَلَى الْعَامَّةِ فَإِنَّ الْقَاصِّ لَا بُدَّ لَهُ مِنَ الْكَذِبِ۔ عوام کے سامنے وعظ کوئی نہ کرو کیونکہ واعظ کے لئے جھوٹ ہونا ضروری ہے۔

امام سہمی بصری کو تحریر فرمایا۔ يَخْرُجُنِي مَفَارِقَتُكَ وَيُوَسِّنِي مَعْرِفَتُكَ قَوَّاصِلُنِي بِكُنْيَتِكَ وَعَرَفْنِي حَوَائِجِكَ وَكُنْتُ لِي كَابْنٍ فَإِنِّي لَكَ كَأَبٍ۔ تمہاری جدائی مجھ کو رنج پہنچاتی ہے اور تمہاری معرفت میرے لئے انس ہے۔ تم خط کے ذریعہ مجھ سے تعلق رکھو اور اپنی حاجتوں سے مجھ کو مطلع کرو۔

تم رہو میرے لئے بیٹے کی طرح، کیونکہ میں تمہارے لئے باپ کی طرح ہوں۔

حضرت امام نے اپنے فرزند حماد کو وصیت کی۔ تَكْثِرُ ذِكْرَ اللَّهِ تَعَالَى وَالصَّلَاةَ عَلَى رَسُولِهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَشْتَغِلُ بِسَيِّدِ الْاِسْتِغْفَارِ وَهُوَ قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ - اَللّٰهُمَّ اَنْتَ سَرِّتَنِيْ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ تَخْلُقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا مَسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا
صَنَعْتَ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاَعْفُوْنِيْ فَاِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ -

اللہ کا ذکر کثرت سے کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھو۔۔۔ اور
سید الاستغفار میں مشغول رہو۔

سید الاستغفار کا ترجمہ :- اے اللہ تو ہی میرا پالنے والا ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے
مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں بہ قدر اپنی طاقت کے تیرے عہد و پیمان پر قائم ہوں، میں
تجھ سے اپنے بُرے اعمال کے شر سے پناہ مانگتا ہوں، تو نے مجھ پر جو انعام کئے ہیں، میں اُن کا
اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہ کا معترف ہوں، تو مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا گناہوں کا بخشنے
والا کوئی نہیں۔

اس کی تفصیلت یہ ہے کہ جو شخص اسے شام کو پڑھ لے پھر رات کو مر جائے وہ جنت میں داخل
ہوگا اور جو شخص اسے صبح کو پڑھ لے پھر دن میں مر جائے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

امام ابو عصر لوح بن ابی مریم نے بیان کیا کہ میں حضرت امام عالی مقام سے احادیث
مبارکہ کے معانی دریافت کیا کرتا تھا اور آپ بہت اچھے پیرایہ میں ان کا بیان کیا کرتے تھے اور میں
آپ سے دقیق مسائل پوچھتا تھا۔ ایک دن حضرت امام نے فرمایا۔ اے نوح تم قضا کا دروازہ
کھٹکھٹا رہے ہو۔ اور جب میں اپنے وطن مرو پہنچا، کچھ ہی دن گزرے تھے کہ میں قضا میں مبتلا
ہو گیا۔ میں نے حضرت امام کو خط لکھا کہ میں نے مجبوراً قاضی کا عہدہ قبول کر لیا ہے۔ حضرت امام نے
تحریر فرمایا۔ تمہارے گلے میں بہت بڑی امانت ڈال دی گئی ہے۔ اس بھنور سے نکلنے کا کوئی راستہ
تلاش کرو۔ اللہ کے خوف کو لازم پکڑو۔ اور آپ نے تحریر فرمایا۔ یہ بات خوب جان لو کہ فیصلوں کے
ابواب ایسے ہیں کہ ان کو بڑا عالم ہی سمجھ سکتا ہے۔ جو اصول علم (قرآن، حدیث، اقوال صحابہ) سے
واقف ہو اور خود بھی صاحب بصیرت ہو، وہ فیصلہ کر سکتا ہے۔ جب تم کو کسی واقعہ میں اشکال پیش
آئے تو کتاب و سنت اور اجماع کی طرف رجوع کرو، اگر واضح طور پر مسئلہ حل جائے تو اس پر عمل
کرو ورنہ نظائر تلاش کر کے قیاس کرو اور جو کتاب و سنت اور اجماع سے اقرب اور اشد ہے، اس
میں اہل معرفت سے مشورہ کرو اور اس پر عمل کرو۔ جب مدعی اور مدعا علیہ حاضر ہوں تو ضعیف و
قوی، شریف اور دُشمن میں فرق نہ کرو۔ ایسی بات ظاہر نہ ہو کہ بڑا یا شریف تم سے بے جا اُمید

رکھنے لگے۔

اللہ تم کو سلامت رکھے اور ہم کو اور تم کو اچھی حیات اور آخرت میں بہتر مقام نصیب کرے۔
حضرت امام کی مرویات اور آراء کے ناقل آپ کے اصحاب ہیں | استاذ محمد ابو زہرہ حنفی
 کتاب ”ابو حنیفہ - حیاة وعصرہ - آراؤہ وفقہ“ کے صفحہ ۱۸۷ سے ۲۳۷ تک اس سلسلہ میں اچھا بیان لکھا ہے، عاجز اختصار کے ساتھ اس کو لکھتا ہے۔

استاذ محمد ابو زہرہ کی تحقیق یہ ہے کہ جو رسالے اور کتابیں خواہ وہ فقہ میں ہوں یا حدیث میں ہوں حضرت امام نے ان کو خود نہیں لکھا ہے، بلکہ آپ کے جلیل القدر شاگردوں نے جو کچھ آپ سے سنا اس کو مرتب اور مؤتب کر کے لکھا۔ کیا فقہ اور کیا حدیث۔

آپ کی آراء اور آپ کی مرویات کو نقل کرنے والے آپ کے شاگرد ہیں، ہر ایک اُن میں سے ثقہ اور صاحب علم و فضل ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام نے یہ فرمایا اور حضرت امام نے یہ تقریر کی، لہذا ہم ان کے قول کو اور ان کے نقل کو صحیح تسلیم کرتے ہیں، اب اگر یورپ کے بعض افراد ہم سے کہتے ہیں کہ تمہارے کلام میں اور نقل میں، محل نظر اور فکر ہے اور ان یورپیوں کی تقلید میں اگر بعض مشرقیوں نے یہ بات کہی ہے، خطا وار خطا ہے اور ہم اس کی طرف التفات نہیں کرتے ہیں بلکہ ہم ان اصحاب سے حضرت امام کی فقہ نقل کرتے ہیں۔

حضرت امام کے اصحاب بہ کثرت تھے۔ ایک جماعت وہ تھی کہ کچھ مدت آپ کی خدمت میں رہ کر اور فضل و کمال حاصل کر کے اپنے وطن کو چلی گئی اور ایک جماعت وہ تھی جو آپ ہی سے وابستہ رہی، چنانچہ ایک مرتبہ حضرت امام نے فرمایا کہ یہ میرے چھتیس اصحاب ہیں، ان میں سے اٹھائیس میں صلاحیت ہے کہ وہ قاضی بنیں اور چھ افراد میں فتویٰ دینے کی صلاحیت ہے اور دو جو کہ ابو یوسف اور زفر ہیں صلاحیت رکھتے ہیں کہ قاضیوں اور مفتیوں کو مہذب اور مؤتب بنائیں۔

اس میں کوئی شک اور کسی طرح کا شبہ نہیں ہے کہ یہ حضرات امام عالی مقام کی حیات طیبہ میں پوری طرح درجہ کمال کو پہنچ گئے تھے ان میں سے ہر ایک امام تھا البتہ امام محمد بن الحسن ابی اِکمال و تکمیل کے درجہ پر فائز نہیں ہوئے تھے، آپ اٹھارویں سال میں تھے کہ حضرت امام کی حلت ہو گئی اور آپ نے امام ابو یوسف سے تکمیل کی اور ثوری اور ازاعی سے علم حاصل کیا اور امام مالک سے تین سال استفادہ کیا، ان کی موطا ان سے پڑھی۔ اس طرح آپ فقہ عراقین کے روایہ

و در آئیہ اور آراءِ امام مالک کے جامع ہوئے۔

قاضی القضاۃ امام ابو یوسف - یعقوب بن ابراہیم بن حبیب انصاری کوفی کی ولادت سلسلہ میں ہوئی، آپ کی نشو و نما غریب گھرانے میں ہوئی، لہذا آپ مجبور تھے کہ کچھ کمائیں، باوجود اس افلاس کے علم پڑھنے اور علماء کے حلقوں میں بیٹھنے کا شوق تھا، آپ قاضی ابن ابی یلی کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے، کہا گیا ہے کہ آپ نو سال ابن ابی یلی کے حلقہ سے وابستہ رہے۔ اتفاق سے کسی کے عقدِ نکاح کی محفل میں شریک ہوئے قاضی ابن ابی یلی بھی اس مجلس میں تھے، نکاح کے بعد کچھ شیرینی پچھا ور کی گئی۔ ابو یوسف نے کچھ شیرینی اٹھائی، قاضی ابن ابی یلی کو یہ فعل ناپسند آیا، انہوں نے ابو یوسف کو سخت لفظ کہا اور اَمَّا عَلِمْتَ اَنَّ هَذَا لَا يَحِلُّ ارشاد کیا یعنی تم کو خبر نہیں کہ یہ ناجائز ہے۔ یہ سن کر ابو یوسف امام ابو حنیفہ کے پاس آئے اور مسئلہ دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ کے ایک انصاری کے عقدِ نکاح کی محفل میں شریک ہوئے۔ نکاح کے بعد اس نے چھوڑے اُچھالے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑے اُٹھائے اور صحابہ سے فرمایا: اِنْ تَهَبُوا لَوْ لَوْ۔

اس واقعہ کے بعد ابو یوسف حضرت امام کے حلقہ سے وابستہ ہو گئے۔ حضرت امام کو ان کے گھر کی تنگدستی کا اور ان کے شوقِ علم کا علم ہوا۔ حضرت امام نے اُن سے فرمایا۔ تم اطمینان سے علم حاصل کرو اور ان کے اخراجات کے پوری طرح متکفل ہوئے۔

امام ابو یوسف حضرت امام سے فقہ میں درجہ کمال و اکمال کو پہنچے اور محدثین کبار سے احادیث شریفہ سنتے تھے اور یاد کرتے تھے۔ امام ابن جریر طبری نے لکھا ہے۔

”كَانَ أَبُو يُوْسُفَ يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْقَاضِي فَقِيْهًا عَالِمًا حَافِظًا ذَكَرَ اَنَّهُ كَانَ يُعْرِثُ بِحِفْظِ الْحَدِيْثِ وَ اَنَّهُ كَانَ يَحْضُرُ الْحَدِيْثَ فَيَحْفَظُ اَحْسَنَ اَوْ سَتِيْنَ حَدِيْثًا ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَقْلِبُهَا عَلَي النَّاسِ وَ كَانَ كَثِيْرًا الْحَدِيْثُ“

ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم قاضی فقیہ تھے عالم تھے اور حدیث کے حافظ تھے۔ کہا گیا ہے کہ وہ حدیث کے حفظ کرنے میں مشہور تھے اور وہ محدث کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ پیاس ساٹھ حدیثیں سنتے اور پھر کھڑے ہو کر لوگوں کو لکھا دیتے تھے وہ کثیر الحدیث تھے یعنی کثرت سے حدیثوں والے تھے۔

وہ تین خلفاء کے عہد میں قاضی، ہے۔ خلیفہ ہمدی، خلیفہ ہاری اور خلیفہ ہارون رشید،

ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ ہارون الرشید ان کا احترام کرتا تھا اور ابو یوسف اس کے نزدیک نصیب والے اور مرتبہ والے تھے، چوں کہ ابو یوسف قاضی تھے اور ایسے فقیہ تھے جن پر رائے غالب تھی اس وجہ سے اہل حدیث میں سے ایک جماعت ان کی روایت سے کتراتے تھے جیسا کہ امام طبری نے بیان کیا ہے۔

ابو یوسف سے حنفی فقہ کو بہت فائدہ پہنچا ہے۔ وہ قاضی بنے اور لوگوں کی مشکلات سے ان کو واسطہ پڑا، لہذا عملی طور پر ان کی جلا رہی ہوئی اور مشاغل کے ازالہ کرنے کے طریقوں سے مشناسا ہوئے اور لوگوں کی بیماریوں کی دوا ہتیا کی۔ ابو یوسف وہ پہلے قاضی ہیں جو مملکت اسلامیہ کے قاضی تھے اور غالباً ابو یوسف وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنی آراء کو حدیث سے مؤید کیا ہے۔ انہوں نے اہل رائے اور اصحاب حدیث کے طریقہ کو جمع کیا ہے۔ ابو یوسف کی کتابیں۔ ابن ندیم نے آپ کی درج ذیل کتابوں کا ذکر کیا ہے۔

۱۔ کتاب فی الاصول ۲۔ کتاب الامالی ۳۔ کتاب الصلاة ۴۔ کتاب الزکات ۵۔ کتاب العیم ۶۔ کتاب الفرائض ۷۔ کتاب البیوع ۸۔ کتاب الحدود ۹۔ کتاب الوکالۃ ۱۰۔ کتاب الوصایا ۱۱۔ کتاب الصيد والذبايح ۱۲۔ کتاب الغصب والاستبراء ۱۳۔ کتاب اختلاف الامصار ۱۴۔ کتاب الرد علی مالک بن انس ۱۵۔ رسالۃ فی الخراج ۱۶۔ کتاب الجوامع، یہ کتاب یحییٰ بن خالد کے واسطے لکھی اس میں چالیس کتابیں ہیں اور اس کی روایت قاضی بشر بن الولید نے کی ہے۔ آپ نے ان میں لوگوں کے اختلاف کا اور اس رائے کا جس کو اپنا یا گیا ہے ذکر کیا ہے اور ابو یوسف کی کتاب الملاء بھی ہے جس میں چھتیس کتابیں ہیں اور اس کی روایت قاضی بشر بن الولید نے کی ہے۔ یہ ابن ندیم کا بیان ہے اور ہم نے ان کے علاوہ اور کتابیں بھی دیکھی ہیں۔

۱۷۔ آرام ابی حنیفۃ والدفاع عنہا ۱۸۔ کتاب الآثار ۱۹۔ اختلاف ابی حنیفۃ داہن ابی لیلی ۲۰۔ الرد علی سیر الادزاعی۔ ہم مختصر طور پر ان کتابوں پر نظر ڈالتے ہیں۔

۱۔ کتاب الخراج خلیفہ ہارون الرشید کے واسطے لکھی ہے اس میں زمین کی مالیت کا بیان ہے۔ اس کتاب میں آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مالیت سے بعض جگہ اختلاف کیا ہے۔ اس سلسلہ میں ابو یوسف سے کہا گیا۔ آپ نے فرمایا جس وقت حضرت عمر نے زمین کا محصول مقرر کیا وہ زمین اس مقدار محصول کی بہ خوبی متحمل تھی اور خراج مقرر کرتے وقت حضرت عمر نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ مقرر کردہ خراج ہمیشہ اس مقدار میں لیا جائے گا بلکہ آپ نے حضرت حذیفہ اور حضرت عثمان

بن حنیف سے فرمایا جبکہ یہ دونوں صاحبان عراق سے محصول لگا کر آئے۔ لَعَلَّكُمْ حَمَلْتُمْ الْاَكَاْمَ مِنْ مَّالٍ لَا تُطْبِقُ شاید تم دونوں نے زمین کی برداشت سے زائد محصول لگا دیا ہے۔ حضرت عثمان بن حنیف نے عرض کیا، جو محصول زمین پر لگایا گیا ہے زمین آسانی سے اس کو برداشت کر سکتی ہے، اگر آپ اس محصول کو دگنا کر دیں جب بھی زمین برداشت کرے گی اور اسی طرح کا جواب حذیفہ نے بھی دیا۔ یہ کتاب کامل طور پر امام ابو یوسف کی تالیف و تصنیف ہے۔ اس کتاب میں جہاں بھی انہوں نے حضرت امام ابو حنیفہ کا قول ذکر کیا ہے اس کی دلیل بھی بیان کی ہے اور وجہ قیاس اور استحسان کا اظہار کیا ہے اور اپنے اختلاف کا اظہار کیا ہے، میں ایک مسئلہ کا بیان کرتا ہوں تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ حضرت امام کے مسلک کو کامل طور پر دلیل سے بیان کرتے ہیں، وہ امامتِ علم کی منزلت کی پوری قدر کرتے ہیں۔

دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مَنْ اَخْيَا اَرْضًا مَوَاتًا فَهِيَ لَهُ "جو کسی افتادہ زمین کو آباد کرے، یہ زمین اس کی ہے۔ اس حدیث شریف کے بیان میں حضرت امام فرماتے ہیں۔ بے شک زمین کا آباد کرنے والا اس کا مالک ہو جاتا ہے اگر اس نے حاکم یا والی سے اجازت لے لی ہے تاکہ دوسرا شخص کوئی دعویٰ نہ کرے اور لڑائی جھگڑے کی راہ مسدود ہو۔ حضرت امام نے حدیث شریف کو رد نہیں کیا ہے بلکہ آپ نے فتنہ و فساد کی راہ مسدود کی ہے۔

یہ عاجز کہتا ہے۔ امام ابو یوسف کی کتاب الخراج اس دور کی تالیف ہے جبکہ بادشاہ وقت کامل طور پر مطلق العنان تھا۔ اس دورِ ظلم و استبداد میں نہ حضرات اہل بیت اطہار کی جان محفوظ تھی، نہ علماء و اخیار کی اور نہ ادویا پروردگار کی۔ حضرت امام الائمہ ابو حنیفہ کا واقعہ امام ابو یوسف کے سامنے کا ہے، باوجود اس کے انہوں نے جس طرح جلیل القدر مطلق العنان بادشاہ کو اس کے سوالات کا جواب لکھا ہے حیرت کا مقام ہے، اس سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ امام ابو یوسف نے نصیحت کا حق ادا کر دیا ہے۔ آپ کی اس بے مثال کتاب کا ترجمہ دہلی یونیورسٹی کے سابق عربی کے پروفیسر جناب خورشید احمد فارق نے "مجانزے" کے نام سے کیا ہے۔ اس کا ابتدائی حصہ رفیقِ قدیم جناب حافظ جمیل الرحمن خاں سے اس عاجز کو ملا ہے، عاجز اس کو لکھتا ہے۔ حضرات ناظرین مطالعہ فرمائیں۔

مجانزے | ابو یوسف یعقوب خلیفہ ہارون الرشید کے چیف جسٹس تھے، الرشید سے پہلے خلیفہ مہدی (متوفی ۱۶۹ھ) اور ہادی (متوفی ۱۷۰ھ) کے بھی قاضی رہ چکے تھے۔ الرشید نے کچھ قانونی سوالات چیف جسٹس کے سامنے پیش کئے اور ان کا مبسوط جواب طلب کیا، کتاب الخراج اُن ہی

سوالات کے تحریری جوابات کا مجموعہ ہے، ان سوالات کا تعلق نہ عبادات سے ہے نہ افراد کے باہمی معاملات سے، اس لئے ایسے مسائل جیسے نماز، روزہ، حج یا شادی بیاہ، خرید و فروخت، لین دین، اس کتاب کے حدود سے خارج ہیں۔ کتاب کا موضوع وہ معاملات ہیں جو حکومت اور رعایا کے درمیان رونما ہوتے ہیں جن کا حکومت کے انتظام اور پالیسی سے تعلق ہوتا ہے، جیسے بند و بست آراضی، نظام آب پاشی، انتظام محصولات، قوانین جرائم، غیر مسلموں کے ساتھ برتاؤ، مصنف نے ہر سوال کا جواب الگ دیا ہے۔ کتاب کی ابتدائی فصلیں چوں کہ آراضی اور لگان سے متعلق ہیں اور زیادہ تفصیل سے بیان کی گئی ہیں، اس لئے مصنف نے کتاب کا نام ”کتاب الخراج“ رکھ دیا ہے۔

اسلام کے قانون لگان، قانون آراضی، قانون محصولات، تعزیرات، غیر مسلم ذمی رعایا، ان کی عبادت گاہوں، اس کے حقوق اور پابندیوں سے متعلق، یہ سب سے زیادہ پُرانی کتاب ہے جو ہم تک پہنچی ہے۔

کتاب کی ابتدا ایک طویل مقدمہ سے ہوئی ہے، جس میں مصنف نے اثر انگیز الفاظ میں خلیفہ کو راست بازی اور رعیت پروری کی ہدایت کی ہے۔

امیر المومنین، خدا نے آپ کو بھاری ذمہ داری سونپی ہے، جس کا ثواب ہر ثواب سے زیادہ اور عذاب ہر عذاب سے سخت تر ہے۔ خدا نے مسلمان قوم کو آپ کی فرمان میں دے دیا ہے اور ان کی بہبودی کا بار آپ کے کندھوں پر ڈالا ہے اور اس بار کو آپ کے کندھوں پر ڈال کر آپ کی آزمائش کرنی چاہی ہے۔ آپ کی صبح و شام بہت سے انسانوں کی تعمیر حیات کے لئے وقف ہو گئی ہے اور ہر وہ عمارت جس کا سنگ بنیاد خوف الہی کے علاوہ کسی اور اصول پر قائم ہو، پائندہ نہیں ہوتی۔ بہت جلد خدا اس عمارت کو بنانے والے کے سر پر گرا دیتا ہے۔ لہذا رعیت کی دیکھ بھال کا منصب آپ کو دیا گیا ہے، اُسے ناخدا ترسی یا بے توجہی سے ضائع نہ ہونے دیجئے۔ آج کا کام کل پر نہ چھوڑیئے۔ اگر آپ نے ایسا کیا تو وہ کام ضائع ہو جائے گا، جس طرح چرانے والا موشیوں کی حفاظت کے لئے اُن کے مالک کے سامنے جواب دہ ہے، اسی طرح حکمران خدا کے سامنے رعایا کی بہبودی کے لئے ذمہ دار ہیں، رعیت کی کسی معاملے میں اپنی ذاتی خواہش یا میلان کو دخل نہ دیجئے، نہ غصہ اور غضب میں آکر کوئی قدم اٹھائیئے اور اس بات کا دھیان رکھئے، کہیں خدا آپ سے ناراض نہ ہو جائے، احکام جاری کرتے وقت اپنے پرانے عزیز اور اجنبی میں تفریق نہ کیجئے، خدا کا خوف یہ نہیں کہ زبان سے اس کا اظہار کیا جائے، خدا کا خوف یہ ہے کہ دل میں اس کا زندہ احساس ہو اور آپ کے ہر کام میں

اس کی جھلک نظر آئے، ایسا نہ ہو کہ جب خدا کے سامنے آپ حاضر ہوں تو آپ کا نام اعمال ظلم و ستم کی سیاہی سے رنگا ہو، اور جزا کی عدالت کا حاکم نوگوں کو اعمال کی بنا پر جزا سزا دے گا، اُن کے منصب یا خاندانی تعلق کا کچھ لحاظ نہیں کیا جائے گا۔ آپ کو بے مقصد پیدا نہیں کیا گیا ہے اور آپ کو بغیر باز پرس کے نہیں چھوڑا جائے گا، بلاشبہ خدا آپ سے آپ کے سارے کاموں کے بارے میں پوچھ گچھ کرے گا، پس آپ خیال رکھئے کہ آپ کیا جواب دیں گے، آپ کو یاد رہے کہ کوئی انسان خدا کی پیشی سے اس وقت تک نہیں ہٹ سکتا جب تک ان چار سوالوں کا جواب نہ دیدے۔

۱۔ اپنے علم سے کس طرح کام لیا۔

۲۔ اپنے جسم کو کس تنگ و دو میں کھپایا۔

۳۔ مال کس طرح کمایا اور کن کاموں میں خرچ کیا۔

۴۔ اپنی عمر کو کن کاموں میں صرف کیا۔

امیر المومنین، ان سوالوں کا جواب تیار رکھئے، وہ وقت نہ بھولئے جب خدا کی بھری مجلس میں ان تمام اعمال کی نقاب کشائی ہوگی جو آپ نے درپردہ کئے ہوں گے۔ خدا کی نظر میں تعمیری اور اصلاحی کاموں سے بہتر کوئی کام نہیں ہے اور تخریب و فساد سے زیادہ وہ کسی کام کو بُرا نہیں سمجھتا۔ ارتکابِ معاصی کفرانِ نعمت کے برابر ہے۔ اور جب کسی قوم نے نعمتِ خداوندی کی قدر نہ کی، معاصی کی مرتکب ہوئی اور توبہ نہ کی تو اس کی عزت اور نعمت سب چھین لی گئی اور خدا نے دشمنوں کو اس پر مسلط کر دیا۔

قاضی ابو یوسف (۱۵۷ھ) میں پیدا ہوئے اور ۱۸۲ھ میں وفات پائی۔ بعض زمانہ مالی دشواریوں میں گزرا، امام ابو حنیفہ متوفی ۱۵۷ھ کے خاص شاگرد تھے۔ امام ابو حنیفہ ان کی مالی مدد بھی کرتے تھے اور شفقت سے پیش آتے تھے۔ تعلیم سے فارغ ہو کر قاضی ابو یوسف خلیفہ عباسی مہدی (متوفی ۱۶۹ھ) کے قاضی ہو گئے، مہدی کے بعد ہادی (متوفی ۱۷۵ھ) نے انہیں اس منصب پر برقرار رکھا اور جب ہارون الرشید خلیفہ ہوا (۱۷۵ھ) تو اس نے قاضی ابو یوسف کو اُن کے تجربے، فقہی یاقوت اور دینی بصیرت سے متاثر ہو کر حکومت کا چیف جسٹس (قاضی القضاة) مقرر کر دیا۔

اسلامی فقہ کے طالب علم جانتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ (ولادت ۸۰ھ وفات ۱۵۷ھ) صرف مشہور حدیثیں جانتے تھے اور احاد حدیثوں پر اعتماد نہیں کرتے تھے، جو پہلی صدی ہجری کے اموی دور

میں بڑے پیمانے پر وضع ہونے لگی تھیں۔ انہوں نے غیر مشہور احادیث اور آثارِ صحابہ و تابعین کی جگہ قرآن اور قرآن سے قیاس اور اجتہاد کو قانون سازی کی بنیاد قرار دے لیا تھا اور یہی مسلک ان کے شاگردوں کا ہو گیا تھا، جن میں سے تین کو عباسی دور میں سرکاری جج اور سرکاری مشیر بننے کے باعث بڑا عروج حاصل تھا اور جنہوں نے ہر شہر اور چھاؤنی میں اپنے ہم مسلک قاضی مقرر کر دیئے تھے۔ ساری اسلامی قلم رُو کے محدث جو معاشرے پر چھائے ہوئے تھے اور جن کی مذہبی اور اخلاقی اور ذہنی گرفت عوام اور بہت سے خواص پر بڑی سخت تھی، ابو حنیفہ اور ان کے شاگردوں کے مخالف ہو گئے، انہوں نے محسوس کیا کہ اگر اجتہاد کا دروازہ قانون سازی کے لئے کھل گیا تو حدیث کا جسے وہ اپنے حلقوں میں پڑھاتے تھے، جس کی بڑے پیمانے پر اشاعت کرتے تھے اور جس کی بدولت انہیں معاشرے میں عزت و دجا بہت حاصل تھی، بازار سرد ہو جائے گا، لوگ حدیث پڑھنا چھوڑ دیں گے اور وہ سارے سماجی و اقتصادی منافع جو انھیں حدیث گوئی سے حاصل تھے ختم ہو جائیں گے اور معاشرے کی مذہبی، فکری اور قانونی قیادت ان کی بجائے اجتہاد سے قانون بنانے والوں کے ہاتھ میں آجائے گی محدثوں نے ابو حنیفہ اور ان کے ہم مسلک ججوں اور فقیہوں کے خلاف زبردست محاذ بنالیا اور وہ خود اُن کے شاگرد اور بہت سے ذی اثر اور دربار سے تعلق رکھنے والے قدردانوں نے اجتہاد کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ یہ بدعت ہے، زندقہ ہے، الحاد ہے۔ وقت کے ممتاز محدثوں نے ابو حنیفہ پر ہادمِ ارکانِ اسلام، زندیق اور ملحد جیسے ٹیبل لگا دیئے۔

کتاب الخراج میں متوسط تقطیع کے قریب سوادِ سو صفحے ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈیڑھ سو سے زیادہ حدیثیں اور صحابہ کرام نیز تابعین کی لگ بھگ ساڑھے تین سو قانونی آراء بیان کی گئی ہیں۔

قاضی ابو یوسف پہلے خلیفہ رشید کے ہر سوال کا جواب دیتے ہیں۔ پھر اس جواب کی تائید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام یا تابعین کے قول و فعل کو بہ طور سند پیش کرتے ہیں۔ ابو یوسف اپنی خصوصیتوں اور روایتوں کے انتخاب میں سمجھ بوجھ سے کام لیتے ہیں اور اکثر وہی حدیثیں پیش کرتے ہیں جو انھیں اسلامی نظریات سے ہم آہنگ معلوم ہوتی ہیں، جہاں تک صحابہ کے قانونی اقوال کا تعلق ہے، ابو یوسف نے اکثر ان صحابہ کرام کے اقوال پیش کئے ہیں جن کا حکومت و خلافت سے تعلق تھا مثلاً کتاب میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اقوال و افعال کے حوالے سب سے زیادہ ہیں۔ علی حیدرؓ اور ابو بکر صدیقؓ

لے اہل حدیث کے حسد کرنے اور مخالفت کرنے کی توجیہ دجیہ۔

سے بھی استناد کیا گیا ہے اور عمر فاروق کے بعد عمر بن عبدالعزیز اموی خلیفہ (۹۹ تا ۱۰۱ھ) کے اقوال و آراء سب سے زیادہ قانونی سند کے طور پر بیان کئے ہیں، تابعین میں صرف اُن محدثوں کے اقوال سے استناد کیا ہے جن پر مصنف کو اعتماد تھا۔ ان میں کوفہ ہی کے محدث نہیں بلکہ حجاز اور شام کے ممتاز شیوخ بھی شامل ہیں۔ مثلاً حماد، ابراہیم، ابن ابی لیلی، شعبی، امام مالک، نافع، سعید بن المسیب اور زہری۔

ابو یوسف ایسے علماء کی روایت قبول کرنے سے گریز نہیں کرتے جنہیں محدث طبقہ بالعموم ناپسند کرتا ہے، جیسے محمد بن اسحاق اور کلبی، ان کے پیش نظر یہ نہیں ہوتا کہ راوی کس گروہ سے تعلق رکھتا ہے بلکہ یہ کہ وہ جو کچھ کہتا ہے اُسے ان کی نقیہ عقل تسلیم کرتی ہے یا نہیں۔

جزیہ وصول کرنے کے لئے ذمیوں (غیر مسلموں) کو مارا نہ جائے
کتاب کے بعض اقتباسات | نہ دھوپ میں کھڑا کیا جائے، نہ اور کوئی جسمانی اذیت دی جائے
 بلکہ اُن کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا جائے۔ (۱۲۳)

پھر خلیفہ کو مخاطب کر کے۔ امیر المؤمنین! آپ اپنے افسروں کو اس بات کی تاکید کیجئے کہ ذمیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے، اُن کی پوری نگرانی کی جائے، ان کے ساتھ ظلم و زیادتی نہ ہو، نہ اُن کی طاقت سے زیادہ جزیہ وصول کیا جائے، نہ ان کا مال و متاع ناجائز طریقہ سے لیا جائے۔

مصنف نے ایک روایت بیان کی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اموی افسر ذمیوں سے ناجائز مطالبے کرتے تھے جن سے مجبور ہو کر انھیں اپنی مصنوعات سستی بیچی پڑتی تھیں۔ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز سے کسی نے ان کے عہد میں اشیاء کی گرانی کا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا۔ مجھ سے پہلے خلفاء ذمیوں سے ان کی طاقت سے زیادہ جزیہ (ٹیکس) اور خراج (لگان) لیتے تھے اور ذمی اپنا سامان ارزاں بیچنے پر مجبور ہو جاتے تھے اور اس کے نتیجہ میں چیزیں سستی ہو جاتی تھیں، میں ذمی سے اتنا لیتا ہوں جتنا وہ آسانی سے ادا کر سکتا ہے اب وہ جس قیمت پر چاہتا ہے اپنا سامان بیچتا ہے۔ (۱۲۳)

مصنف نے ایک اور روایت بیان کی ہے جو بتاتی ہے کہ عمر فاروق ایسے ذمیوں کی جو کلمے سے معذور تھے خزانہ سے مدد کرتے تھے۔ انہوں نے ایک اندھے بوڑھے بھکاری کو کسی دروازے پر بھیک مانگتے دیکھا تو اس کے بازو پر ہاتھ مار کر پوچھا۔ تمہارا کیا مذہب ہے؟

بھکاری: میں یہودی ہوں۔

عمر فاروق: تم بھیک کیوں مانگتے ہو؟

بھکاری : میں بھیک سے جزیہ اور اپنی معاش فراہم کرتا ہوں۔

عمر فاروق اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے اور اسے کچھ لا کر دیا پھر بیت المال کے خزانچی کو بلا کر کہا۔ اس کا اور اس جیسے معذوروں کا خیال رکھو، بخدا یہ انصاف نہیں کہ ہم اس کی جوانی کھائیں۔ اور بڑھاپے میں اُسے بے سہارا چھوڑ دیں۔ پھر قرآن کی یہ آیت پڑھی۔ "إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ" فقرار سے مراد مسلمان نادار ہیں اور یہ اہل کتاب کے مساکین میں سے ہے۔ (مت ۱۳)

بڑے شہروں جیسے کوفہ، بصرہ، بغداد اور دمشق کے ذمیوں سے جزیہ وصول کرنے کا طریقہ یہ ہونا چاہیے کہ خلیفہ ہر شہر میں ایک ایماندار افسر جس کی راست بازی پر اُسے بھروسہ ہو، جزیہ وصول کرنے کے لئے مقرر کرے اور اس کے ساتھ مددگار اسٹاف لگائے، یہ اسٹاف شہر کے یہودیوں، نصاریٰ، پارسیوں، صابئہ اور سامرہ کو جمع کر کے اس کے پاس لائے اور وہ ان سے حسب ذیل جزیہ وصول کرے۔

۱۔ مالداروں سے اڑتالیس درہم سالانہ۔ اس صنف میں خاص طور پر ایسے لوگ ہوں گے جیسے مہاجن، بزاز، جاگیر دار، بڑے تاجر، حکیم۔

۲۔ تاجر اور صنعت پیشہ لوگ۔ ان سے ان کی حیثیت اور آمدنی کے مطابق جزیہ وصول کیا جائے۔ ان میں خوب کھاتے پیتے ہوں ان سے اڑتالیس درہم اور متوسط آمدنی والوں سے چوبیس درہم لئے جائیں۔

۳۔ دست کار جیسے درزی، رنگ ساز، نقاب اور موچی، ان سے بارہ درہم۔

میری رائے ہے کہ امیر المومنین آپ نہ عراق نہ اسلامی حکومت کی کسی دوسری اراغی میں لگان کا ٹھیکہ دیں، کیونکہ اگر پیداوار کم ہوئی اور ٹھیکیدار کو مقررہ رقم سے کم وصول ہوا تو وہ کاشتکاروں اور زمینداروں پر ظلم کرے گا اور ان سے ٹھیکہ کی کل رقم وصول کرنے میں ظلم و ستم سے کام لے گا اور ظلم و ستم کے معنی ہیں زراعت کی تباہی اور رعیت کی بربادی۔ ٹھیکیدار کو اس کی کیا پرواہ، اگر زراعت یا رعیت تباہ ہو اسے تو اپنے ٹھیکے کی سلامتی سے دل چسپی ہوتی ہے۔ اس بات کا بھرپور احتمال ہے کہ وہ ٹھیکہ کی مقررہ رقم سے زیادہ وصول کرے اور رعیت کے ساتھ زیادتیاں کرے، انہیں مارے، جلتی دھوپ میں کھڑا کرے، ان کی گردنوں میں پتھر لٹکائے۔ اور یہ تکلیفیں دے کر کاشتکاروں سے وہ روپیہ وصول کرے جو ان پر واجب نہیں ہے اور اس طرح خدا کی زمین میں فساد برپا کرے جس سے خدا نے روکا ہے۔ خدا کا حکم تو بس اتنا ہے کہ کسانوں سے اس قدر لیا جائے جو ان کی ضروریات سے بچ رہے، ان کی برداشت سے زیادہ لینا بالکل ناجائز ہے۔ میں ٹھیکیداری کی مخالفت اس اندیشہ

سے کر رہا ہوں کہ کہیں ٹھیکیدار اُن سے ایسے مالی مطالبے نہ کرے جو اُن کے ذمے نہیں ہیں اور انہیں پورا کرانے کے لئے ایسے طریقے اختیار کرے جن کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہو کہ ایک طرف کسانوں کو نقصان پہنچے اور دوسری طرف وہ تنگ آکر زراعت چھوڑ بیٹھیں جس سے سرکاری آمدنی کم ہو جائے، جہاں ظلم و ستم ہو گا وہاں کوئی بھلائی نہیں پہنچے گی اور جہاں راست بازی ہو گی وہاں ہر کوشش پھلے پھولے گی۔

امیر المؤمنین، خدا آپ کو سلامت رکھے، میری رائے ہے کہ آپ لگان کی وصولی کے لئے ایسے افسر مقرر کریں جو کسانوں کے خیر اندیش، دیندار اور راست باز ہوں اور ان میں سے آپ جسے افسر اعلیٰ مقرر کریں تو ضروری ہے کہ وہ مذکورہ صفات کے علاوہ فقیہ اور عالم دین بھی ہوں، اس کی سیرت بے غیب ہو، سمجھ دار تجربے کار لوگوں سے مشورہ کرنے میں اپنی ہتک نہ سمجھے، اس کی پاکبازی مسلم ہو، صمیم کام کرنے میں کسی کی ملامت سے نہ ڈرے۔ صرف خدا کی خوشنودی کے لئے صحیح کام کرے، اس سے اگر لغزش ہو تو خدا کی ناراضی کا خوف اس کے دل میں لرزش پیدا کر دے، شہادت دے تو اس کی شہادت مقبول ہو فیصلہ کرے تو فیصلہ بے لاگ ہو، حاکموں کو میں نے دیکھا ہے کہ مال گزاری کے افسروں کے انتخاب میں احتیاط سے کام نہیں لیتے، کوئی شخص اگر ان کے دروازے پر کچھ دن ٹھہرا رہے تو اُسے گورنری جیسا عہدہ جس سے مسلمانوں کی زندگی اور موت، نیز محصولات اس کے تصرف میں آجاتے ہیں اُسے دے دیتے ہیں اور شاید اس شخص کی دینداری اور سلامت روی کا پورا اطمینان کئے بغیر۔

جس شخص کو آپ گورنر یا حاکم اعلیٰ بنائیں اسے تاکید کر دیجئے کہ اپنے ماتحتوں کے ساتھ سختی سے پیش نہ آوے، نہ انہیں حقارت کی نظر سے دیکھے، نہ ان کے ساتھ بے نیازی اور بے پرواہی کا برتاؤ کرے بلکہ اُن کے سامنے نرمی کا لباس پہن کر آئے، جس میں تقویٰ اور پرہیزگاری کا رنگ جھلکتا ہو مگر یہ سختی اور پرہیزگاری ظلم کی شکل اختیار نہ کرے اور نہ ماتحتوں کو ایسا کام کرنے پر مجبور کیا جائے جن کے لئے وہ ملازم نہیں رکھے گئے ہیں۔ حاکم اعلیٰ کو آپ یہ بھی تاکید کر دیجئے کہ وہ نیکو کاروں کے ساتھ نرمی سے پیش آئے اور بدکاروں کو قانون کے شکنجے میں کسے، ذمیوں کے ساتھ اس کا برتاؤ انصاف پر مبنی ہو اور مظلوم کا حق ظالم سے دلوائے، نیز مالگزاری کی تحصیل اس ضابطے کے مطابق ہو جو اُسے حکومت کی طرف سے ملا ہے اور مال گزاری کا کوئی نوا بجا طریقہ کاشت کاروں پر نہ آزمائے، اس بات کی تاکید کر دیجئے کہ کاشت کاروں اور زمینداروں سے اپنی مجلس میں جہاں تک بیٹھنے اور بات چیت کرنے کا تعلق ہے مساویا برتاؤ رکھے تاکہ انصاف کے سامنے رشتہ دار، اجنبی، بڑے اور چھوٹے سب برابر ہوں۔

جس شخص کو آپ تحصیل لگان کا افسر اعلیٰ منتخب کریں اس کے ساتھ سپاہیوں کی ایک جماعت بھی رکھئے۔ یہ سپاہی رضا کار نہ ہوں بلکہ سرکاری ملازم ہوں جنہوں نے آپ کی خیر خواہی کا حلف اٹھایا ہو اور آپ کی خیر خواہی یہ ہے کہ کسانوں کے ساتھ زیادتی نہ ہو، یہ حکم کر دیجئے کہ ان سپاہیوں کو مادہ باہ پابندی کے ساتھ خزانے سے تنخواہ ملتی رہے اور خراج یا لگان کی مد سے ایک پیسہ بھی انہیں نہ دیا جائے، جزیہ اور لگان گزارا اگر کہیں کہ افسر اعلیٰ کی تنخواہ ہمارے ذمے رکھی جائے تو ان کی یہ بات نہ مانئے اور تنخواہ کا بار ان پر نہ ڈالتے، مجھے معلوم ہوا ہے کہ گورنروں اور افسران محصولات کے ساتھ مقربوں کا ایک گروہ رہتا ہے اور یہ مقرب راست باز نہیں ہوتے، جن سے یہ افسر سرکاری کاموں میں مدد لیتے ہیں، یہ لوگ سپرد کئے ہوئے کام ٹھیک ٹھیک انجام نہیں دیتے اور نہ ان لوگوں کے ساتھ انصاف سے پیش آتے ہیں جن کے ذمے سرکاری مالی مواخذات ہوتے ہیں، ان کا رویہ یہ ہوتا ہے کہ لگان اور جزیہ کے نام سے جو چاہتے ہیں لے لیتے ہیں اور ذمیوں کے مال سے جو چاہتے ہیں بھنم کر لیتے ہیں، مجھے معلوم ہوا ہے کہ اپنی مطلوبہ اشیاء کے حصول میں ظلم و ستم سے بھی دریغ نہیں کرتے، اس کے علاوہ افسر اور ان کے مقرب جب کسی گاؤں کا دورہ کرتے ہیں تو مقامی باشندوں (ذمیوں) سے کھانے پینے کی ایسی چیزیں طلب کرتے ہیں جو ان کی بساط سے باہر ہوتی ہیں اور قانوناً ان پر عائد نہیں ہوتیں، یہ چیزیں کسی نہ کسی طرح انہیں فراہم کرنا پڑتی ہیں، اس طرح غریب گاؤں والوں کی پیٹھ ٹوٹ جاتی ہے، یہ بھی ہوتا ہے کہ افسر محصولات اپنے کسی مقرب کو کاشت کار کے پاس لگان وصول کرنے بھیج دیتا ہے اور کہتا ہے میری طرف سے تمہیں اتنی اتنی رقم وصول کرنے کی اجازت ہے اور یہ رقم جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے واجب الادا لگان سے زیادہ ہوتی ہے، یہ مقرب کاشتکار کے پاس جا کر کہتا ہے مجھے میرا مختارہ دو جو فہر محصولات نے اتنا اتنا مقرر کر دیا ہے، اگر وہ نہیں دیتا تو یہ مقرب اسے مارتا ہے، اس کی گائے بکری لے جاتا ہے ان حرکتوں سے رعیت تباہ ہوتی ہے، سرکاری آمدنی کم ہو جاتی ہے اور گناہ الگ ہوتا ہے، اس بات کی بھی ہدایت کر دیجئے کہ غلہ کٹنے کے بعد اس کے خرمن ہونے میں تاخیر نہ کی جائے۔ خرمن کرنے کا انتظام ہوتے ہی غلہ صفائی کے لئے کھلیان میں پہنچا دیا جائے اور اس معاملہ میں ایک دن کی بھی تاخیر روانہ رکھی جائے کیونکہ اگر غلہ جلد از جلد کھلیان میں محفوظ نہ کر لیا جائے گا تو اسے کاشت کار اور گزرنے والے کھیتوں سے لے جائیں گے نیز پرندے اور چوپائے اسے کھا جائیں گے اور اس طرح لگان میں کمی واقع ہوگی، کھلیان میں پہنچتے ہی غلے کی صفائی شروع کر دی جائے۔ صفائی میں ایک ماہ، دو ماہ

یاتین ماہ کی دیر نہ کی جائے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے کسانوں اور سرکار دونوں کو نقصان ہوگا اور اگلی تخم ریزی کے کام میں بھی دیر ہو جائے گی، کھلیان میں پڑے غلے کی تقسیم اندازے سے نہ کی جائے ایسا کرنے سے احتمال ہے کہ سرکاری افسر اندازے سے وصول کئے ہوئے حصے کو بعد میں کم بتائیں اور کمی کی تلافی چاہیں، ایسا کرنے سے لگان اور کاشت کار دونوں کا خسارہ ہے، لگان افسر کے لئے مناسب نہیں، نہ اُسے حق ہے کہ یہ کہہ کر کہ کسانوں نے کچھ غلہ ضائع کر دیا۔ مقررہ مقدار سے زیادہ ان سے وصول کرے، لگان افسر کو چاہیے کہ جب غلہ کھلیان میں صاف ہو جائے تو بلاتا خیر سرکار اور کسانوں کے حصے تقسیم کرے اور تقسیم کے وقت سرکار کا حصہ بڑے پیمانے سے اور کسانوں کا چھوٹے پیمانے سے نہ ناپے بلکہ دونوں کے حصے کی تقسیم ایک ہی پیمانے سے کرے، کسانوں کے ذمے نہ تو محصل لگان کی تنخواہ ہوگی نہ پیمانے کی اجرت نہ محصل اور اس کے کارکنوں کی جہان نوازی، نہ سرکاری غلہ کی ڈھلائی، نہ کسی وجہ سے غلہ کم ہونے کی صورت میں کسانوں سے ان کی تلافی کرائی جائے گی، اسی طرح لگان کے رجسٹروں اور کاغذ کا خرچ کسانوں کے ذمے نہیں ہوگا، نہ ناپنے والوں کی مزدوری، بھوسے کی قیمت بھی کسانوں کے ذمے نہیں ہوگی بلکہ بھوسا ناپ کر غلے کے حصے کے برابر سرکاری حصہ نکال لیا جائے گا، یہ سارا بھوسا بیج کر اس کی قیمت سے سرکاری حصہ منہا کر لیا جائے گا۔ اسی طرح لگان کی رقم سے وہ روپیہ لینا بھی ناجائز ہے جو رسم درواج کے نام سے لیا جاتا ہے، مجھے معلوم ہوا ہے کہ جب کوئی کاشت کار لگان دینے آتا ہے تو سرکاری اہل کار لگان کا ایک حصہ ”رواج و رسم“ کے نام سے کم کر دیتے ہیں، جزیرہ لگان کی وصولی کے لئے ہرگز ہرگز کسی شخص کو پیٹا نہ جائے، نہ اُسے ایک پیر پر کھڑا ہونے کی سزا دی جائے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ سرکاری محصل کسانوں کو سزا کے طور پر چلتی دھوپ میں کھڑا کرتے ہیں اور سخت مار مارتے ہیں، ان کی گردن سے بھری بوریاں لٹکا دیتے ہیں اور انھیں باندھ دیتے ہیں جس سے وہ نماز بھی ادا نہیں کر سکتے، خدا اور اسلام کی نظر میں یہ سارے کام بُرے اور نفرت انگیز ہیں۔ (مکنا)

امیر المومنین! میری رائے ہے کہ آپ راست باز لوگوں کی ایک جماعت جن کی راست بازی اور دینداری مسلم ہو، گورنروں اور کلکٹروں کے کام اور سیرت کی تحقیق کے لئے حکومت کے گوشے گوشے میں بھیجیں اور یہ لوگ معلوم کریں کہ ان افسروں کی سیرت کیسی ہے، کسانوں کے فائدے یا نقصان کے لئے انہوں نے کیا کام کئے ہیں اور لگان کی وصولی میں ان ضابطوں کو ملحوظ رکھا ہے اور کس حد تک

جو حکومت کی طرف سے مقرر کئے گئے ہیں، ان کی رپورٹ پر اگر یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جائے کہ انہوں نے سرکاری لگان کا کچھ حصہ اڑا لیا ہے تو انہیں بری طرح پکڑا جائے، دوسروں کی عبرت کے لئے دردناک سزا دی جائے اور غبن کیا ہوا لگان ان سے وصول کیا جائے تاکہ سرکاری احکامات ضوابط اور پالیسی کی خلاف ورزی کی آئندہ انہیں جرأت نہ ہو، افسران لگان کسانوں پر ظلم و ستم کریں گے تو کسان یہ سمجھیں گے کہ ایسا سرکاری فرمان کے تحت ہوا ہے، حالانکہ سرکاری فرمان نرمی اور مہربانی کا ہے، اگر آپ کج روافض لگان کو سخت سزادیں گے تو دوسرے بدطینت افسران سے عبرت پکڑیں گے اور غبن یا ظلم سے محترز رہیں گے، جب تحقیق سے آپ کو معلوم ہو جائے کہ کسی گورنر یا انسپکٹر نے کسانوں پر ظلم کیا ہے یا ان کے مفاد کو نقصان پہنچایا ہے یا لگان کا کوئی حصہ غبن کر لیا ہے یا ناجائز فوائد حاصل کئے ہیں یا ان کے طور طریق یا چال چلن خراب ہیں تو آپ پر حرام ہے کہ ان کو ملازمت پر برقرار رکھیں یا کسانوں کا کوئی کام ان کے سپرد کریں یا حکومت کا کوئی دوسرا عہدہ انہیں دیں، ایسے افسروں کو عبرت ناک سزا دیجئے تاکہ انہیں دیکھ کر دوسرے عبرت پکڑیں اور غلط کاموں سے باز رہیں۔

امیر المومنین! مظلوم کی بددعا سے بچتے، یہ اثر لائے بغیر نہیں رہتی، مجھے معلوم ہوا ہے کہ مرکز سے دور واقع شہروں میں اور صوبوں میں آپ کے افسران اطلاعات پہنچانے میں بڑی گڑبڑ کرتے ہیں اور گورنروں کے نیز رعیت کے ضروری حالات لکھنے میں رعایت اور جانبداری سے کام لیتے ہیں، اکثر گورنروں سے مل جاتے ہیں اور رعایا کے ساتھ ان کی بدسلوکی کی خبریں چھپاتے ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اگر گورنر سے ناراض ہوتے ہیں تو اس کے بارے میں ایسی باتیں لکھ دیتے ہیں جو بے بنیاد ہوتی ہیں۔ یہ صورت حال آپ کی پوری توجہ کی محتاج ہے، آپ ہر شہر سے کچھ ثقہ اور منصف مزاج لوگ منتخب کرنے کا حکم دیجئے اور انہیں سرکاری اطلاعات کی افسری پر مقرر کیجئے، انہیں تنخواہ مرکزی خزانہ سے دی جائے اور تنخواہ معقول ہو، انہیں تاکید کر دیجئے کہ رعایا یا افسروں کی کوئی خبر آپ سے مخفی نہ رکھیں نہ کوئی بات بڑھا چڑھا کر لکھیں، جو افسر اطلاعات اس حکم کی خلاف ورزی کرے اسے سزا دی جائے۔

امیر المومنین! مجھے آپ کی اس رائے سے اتفاق نہیں کہ جب کسی لاوارث، خلیفہ یا ہاشمی خاندان والے کی جائداد قاضی کی نگرانی میں کی جائے تو اس قاضی کی تنخواہ جائداد سے دی جائے، میری رائے میں قاضی کی تنخواہ سرکاری خزانہ سے ملنا چاہئے تاکہ قاضی مفوتہ جائداد پر ہاتھ صاف نہ کر سکے، خود کو عوام کا خادم سمجھے اور چھوٹے بڑے، غریب امیر سب کے حقوق کی حفاظت کرے، مفوتہ جائداد سے تنخواہ لینے

کی اگر اُسے اجازت دیدی جائے تو اس بات کا قوی احتمال ہے کہ وہ اس سے ناجائز فوائد حاصل کرے اور تنخواہ کی آرٹ میں جائداد کو خوردبرد کر جائے، ہاں ان لوگوں کو جو براہ راست جائداد کے منتظم مقرر ہوں اس کی یافت سے اتنی تنخواہ دی جاسکتی ہے جس سے ان کی محنت کا معاوضہ ادا ہو جائے اور جائداد کے وارثوں کو بھی نقصان نہ پہنچے، میرا خیال ہے کہ بہت سے قاضی جائداد کے معاملے میں اندھا دھند کام کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر کو اس کی پرواہ نہیں ہوتی کہ یتیم قلاش ہو جائے یا وارث تباہ ہو جائیں۔

امیر المومنین! قیدیوں کی خوراک کا اندازہ کرائیے اور اس کے مطابق ان کا مشاہرہ مقرر کر دیجئے، یہ مشاہرہ نقد کی شکل میں ہو، کیونکہ اگر آپ نے خوراک مقرر کی تو قید خانہ کے افسر ملازم اور گارڈ اُسے اڑا جائیں گے، ایک راست باز افسر مقرر کیجئے جو ان قیدیوں کے نام رجسٹر میں درج کرے، مہینہ ختم ہونے پر سب قیدیوں کو جمع کرے اور اپنے ہاتھ سے ہر قیدی کو مشاہرہ دے، اگر قیدی رہا کر دیا جائے تو اس کا مشاہرہ سرکار کو لوٹا دے، اس طرح آپ قیدیوں کو بیڑیوں میں قید خانہ سے باہر جانے اور بھیک مانگنے سے بے نیاز کر دیجئے، یہ بڑی نامناسب بات ہے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت جس سے جرم سرزد ہوئے ہوں، بیڑیوں میں بھیک مانگنے باہر نکلتے، میرا خیال ہے کہ غیر مسلم قومیں بھی قیدیوں کے ساتھ ایسا برتاؤ نہیں کرتیں، یہ قیدی بھوک سے بے تاب ہو کر باہر جاتے ہیں کبھی انھیں کھانا مل جاتا ہے اور کبھی نہیں ملتا، آپ ان کی خبر گیری کیجئے اور میرے مشورے کے مطابق ان کا مشاہرہ مقرر کر دیجئے جو قیدی مر جاتے ہیں اور اس کا کوئی وارث یا رشتہ دار نہ ہو تو سرکاری خزانہ سے اس کی تجہیز و تکفین کی جائے، مجھے بڑے معتبر ذریعے معلوم ہوا ہے کہ جب کوئی پردیسی مر جاتا ہے تو قید میں ایک یا دو دن پڑا رہتا ہے، تب حاکم سے اس کے دفنانے کی اجازت ملتی ہے اور دوسرے قیدی چنہ کر کے اس کی لاش اٹھوانے کا انتظام کرتے ہیں اور وہ بے چارہ بغیر غسل و کفن اور نماز کے داب دیا جاتا ہے یہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے بڑے افسوس کی بات ہے۔

امیر المومنین! اگر آپ قوانین ٹھیک ٹھیک نافذ کرنے کا حکم دے دیں تو قیدیوں کی تعداد یقیناً کم ہو جائے گی، جرائم پیشہ لوگ ڈر جائیں گے اور بڑے ڈھنگ چھوڑ دیں گے، قیدیوں کے بڑھنے کا سبب یہ ہے کہ ان کے جرموں کی تحقیق نہیں کی جاتی اور بغیر چھان بین کئے انھیں قید میں ڈال دیا جاتا ہے، آپ اپنے تمام افسروں کو حکم دیجئے کہ قیدیوں کے جرم کی ہمیشہ تحقیق کیا کریں ان میں سے جو معمولی سزا کے مستحق ہوں، انھیں ان کی سزا دے کر چھوڑ دیا جائے اور جس کے جرم کا صمیم علم نہ ہو سکے

اسے بھی کوئی سزا نہ دی جائے، افسروں کو تاکید کر دیجئے کہ سزا دینے میں حد اعتدال سے تجاوز نہ کریں اور ایسی سزا نہ دیں جو جرم سے زیادہ ہو مجھے معلوم ہوا ہے کہ تہمت یا معمولی جرموں کی سزا میں ایک شخص کے دوست تک کوڑے مارے جاتے ہیں قانون اس کی اجازت نہیں دیتا۔

تمام ہوا امام ابو یوسف کی کتاب "الخراج" کے جائزے کا نمونہ اللہ تعالیٰ قاضی القضاۃ امام ابو یوسف کو اجر کامل دے کہ انہوں نے پوری طرح حق کا اظہار کیا ہے۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔
۲ کتاب الآثار۔ اس کتاب کی روایت یوسف نے اپنے والد ابو یوسف یعقوب سے اور انہوں نے حضرت امام ابو حنیفہ سے کی ہے اور امام ابو حنیفہ کسی تابعی سے، وہ کسی صحابی سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، یہ کتاب حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مسند ہے۔ اس مبارک کتاب سے فقہائے عراق کے اُن قاضی کا پتہ چلتا ہے جن کو حضرت امام نے اختیار کیا ہے۔

یہ عاجز ابو الحسن زید فاروقی ایک روایت اس مبارک مسند سے نقل کرتا ہے تاکہ نفحات حنیفیہ سے عاجز کا اور قاری کا دل و دماغ سرشار ہو۔ (ملاحظہ فرمائیں روایت ۱۰۶ کو)

یوسف عن ابیہ عن ابی حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم اَنہ قال: اَزْبَعُ یُسْرِھُنَ الْاِمَامُ فِیْ نَفْسِہٖ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، وَ سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَ التَّعَوُّذُ وَ اَمِیْنٌ۔ وَ قَالَ اَبُو حَنِیْفَۃٍ یَبْغِیْ عَنْ اَبْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْہُ اَنَّ الْجُمْھَرَ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَعْرَابِیۃً۔

ابراہیم نے کہا۔ ان چاروں کو امام اپنے دل میں آہستہ سے کہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، ۲ اَعُوْذُ بِکَ اللّٰهُمَّ، ۳ اور آمین۔ ابو حنیفہ نے کہا، ابن مسعود کی یہ بات مجھ کو پہنچی ہے کہ بلند آواز سے بسم اللہ کا پڑھنا دیہاتیت ہے۔

۳ کتاب اختلاف ابی حنیفہ وابن ابی یلی۔ اس کتاب میں امام ابو یوسف نے ان مسائل کا ذکر کیا ہے جن میں آپ کے دونوں اساتذہ کا اختلاف رہا ہے، آپ نے زیادہ تر حضرت ابو حنیفہ کے مسلک کی تائید کی ہے اور بعض جگہ قاضی ابن ابی یلی کے مسلک کو ترجیح دی ہے۔ جیسے کتاب القضاء میں لکھا ہے۔ اگر قاضی نے اپنے دیوان میں مقدمہ لکھا ہے اور شاہدوں کا بیان کیا ہے اور پھر کچھ زماں گزرا اور قاضی کے ذہن سے مقدمہ اُتر گیا، کیا وہ دیوان میں لکھے ہوئے فیصلہ کی رُو سے پھر فیصلہ کر سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں ابن ابی یلی کہتے ہیں کہ وہ دیوان کی رُو سے فیصلہ کر سکتا ہے۔ اور امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ وہ دیوان کی رُو سے فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اس سلسلہ میں ابو یوسف

کہتے ہیں: "كَانَ ابْنُ أَبِي نَيْلٍ يُجَوِّزُ ذَاكَ وَبِهِ نَأْخُذُ۔ ابن ابی نیلی اس کو جائز قرار دیتے تھے اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔

یہ کتاب مستند ہے۔ مختصر الحاکم میں یہ کتاب ہے۔

۲ کتاب الرد علی سیر الأوزاعی۔ اس کتاب میں حرب (لڑائی) کے مسائل میں اوزاعی سے ابو حنیفہ کے اختلاف کا بیان کیا گیا ہے۔ آپ نے ابو حنیفہ کے مسلک کی تائید کی ہے یہ طور مثال غبہ (غلام) کے امان دینے کا مسئلہ ہے۔ امام اوزاعی کہتے ہیں کہ عبد کا امان دینا جائز ہے۔ کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔ امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں عبد کا امان دینا اس وقت جائز ہے جب وہ جہاد کر رہا ہو۔ ابو یوسف فرماتے ہیں۔

امان کا دینا عبد کا کام نہیں وہ اپنے نفس کا بھی مالک نہیں ہے، نہ وہ بلا اجازت کچھ خرید سکتا ہے اور نہ شادی کر سکتا ہے تو اب اس کا امان تمام مسلمانوں کے لئے کیسے حجت ہوگا، اور اگر عبد کافر ہے اور اس کا مالک مسلم کیا اس کے امان کو تسلیم کیا جائے گا۔ اگر وہ اہل حرب کا غلام ہے اور دارِ اسلام میں امان سے آیا ہے اور پھر مسلمان ہو گیا ہے اور وہ اہل حرب کو امان دے کیا یہ جائز ہے اور اگر عبد مسلمان ہے اور اس کا مالک ذمی ہے اور وہ اہل حرب کو امان دے کیا وہ درست ہوگا۔ ابو حنیفہ نے کہا ہے اگر کسی کے پاس دو گھوڑے ہیں اس کو ایک گھوڑے کا حصہ ملے گا۔ اوزاعی کہتے ہیں اس کو دو گھوڑوں کا حصہ ملے گا اور دو سے زائد گھوڑوں کا حصہ نہیں ملے گا۔ اہل علم کا یہی مسلک ہے اور ائمہ کا اسی پر عمل ہے۔

ابو یوسف کہتے ہیں یہ بات ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے نہیں پہنچی ہے کہ دو گھوڑوں کو حصہ دیا گیا ہو۔ البتہ اس سلسلہ میں ایک حدیث وارد ہے اور ہمارے نزدیک وہ حدیث شاذ اور وہ ناقابلِ عمل ہے۔ اور تمہارا (اوزاعی کا) یہ کہنا کہ ائمہ کا اس پر عمل رہا ہے اور یہ اہل علم کا مسلک ہے۔ اہل حجاز کے قول کی طرح ہے کہ یہی سنت طریقہ رہا ہے۔ اور ایسا قول مقبول نہیں، جاہلوں سے ایسی بات نہیں لی جاسکتی۔ بتاؤ وہ امام کون ہے جس نے اس پر عمل کیا ہے اور وہ عالم کون ہے جس نے اس قول کو لیا ہے، تاکہ ہم اس پر نظر ڈالیں کہ آیا وہ اس قابل ہے کہ اس کی بات لی جائے اور کیا علم میں وہ محفوظ اور ثقہ ہے۔ وہ دو گھوڑوں کے لئے کس طرح تجویز کرتا ہے اور تین گھوڑوں کے لئے تسلیم نہیں کرتا۔ یہ کس بنا پر ہے اور وہ کس طرح اس گھوڑے کے واسطے حصہ تجویز کرتا ہے جو گھر میں بندھا ہوا ہے اور اس پر جہاد نہیں کیا گیا ہے بلکہ جہاد کسی دوسرے

گھوڑے پر کیا گیا ہے، جو کچھ ہم نے کہا ہے اس کو سمجھو اور جو کچھ اوزاعی نے کہا ہے اس میں تدبر کرو۔ ہم نے مختصر طور پر ابو یوسف کا کلام ذکر کر دیا تاکہ ان کی تعبیر کا جمال اور اس کی وضاحت اور جزالت اور ان کے قیاس کی باریکی اور ان کے فکر کی متانت تم پر ظاہر ہو، اگر ابو حنیفہ کی فقہ کی سب کتابیں اس طرح واضح اور ظاہر ہوتیں، امام ابو حنیفہ کی شخصیت کامل نظر آتی۔

امام محمد بن الحسن شیبانی - آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے اور شیبانی کی نسبت ولاد سے ہے۔ آپ کی ولادت ۳۲ھ میں اور وفات ۱۸۹ھ میں ہوئی۔ عمر ستاون سال پائی۔

امام ابو حنیفہ کی وفات کے بعد فقہ ابو یوسف سے اور احادیث ثوری اوزاعی اور مالک سے حاصل کیں، ہارون رشید کے دور میں قاضی ہوئے۔ لغت اور ادب میں خوب سمجھ تھی، آپ کی زبان شیریں اور بیان عمدہ تھا، اگرچہ بادشاہ سے آپ کا اتصال تھا لیکن اپنی کرامت کا خیال رکھتے تھے، لباس شائستہ اور منظر جمیل تھا۔ امام شافعی نے کہا ہے: "كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ يَمْلَأُ الْعَيْنَ وَالْقَلْبَ" محمد بن الحسن آنکھوں میں اور دل میں بس جاتے تھے۔ اور یہ بھی کہا ہے: "كَانَ أَفْتَحَ النَّاسَ كَانَ إِذَا تَكَلَّمَ خُيِّلَ إِلَى سَامِعِهِ أَنَّ الْقُرْآنَ نَزَلَ بِلُغَتِهِ" آپ لوگوں میں خوب فیصیح تھے جب آپ بات کرتے تھے، سننے والا سمجھتا تھا کہ قرآن مجید ان کی بولی میں نازل ہوا ہے۔ خطیب کا بیان ہے کہ ہارون رشید کی آمد ہوئی، آئے ہوئے لوگ کھڑے ہو گئے۔ لیکن امام محمد کھڑے نہیں ہوئے۔ پھر داخلہ کی اجازت ہوئی اور محمد بن الحسن کی آواز پڑی۔ اس آواز سے محمد بن الحسن کے رفتار پریشان ہوئے۔ اور جب امام محمد باہر آئے، آپ سے کیفیت دریافت کی گئی۔ آپ نے فرمایا۔ بادشاہ نے کہا۔ کیا بات تھی جو تم کھڑے نہ ہوئے۔ آپ نے کہا۔ آپ نے (اے شاہ) مجھ کو اہل علم کی صف میں کیا ہے لہذا میں نے خدام کی صف سے اپنے کو الگ رکھا ہے۔

محمد بن حسن میں ایسی خوبیاں اور کمالات جمع ہوئیں جو آپ کے استاد ابو یوسف کے ہوا امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں کسی دوسرے میں جمع نہیں ہوئیں۔ قاضی بن جانے سے آپ کے علم میں جلا آئی۔ آپ نے حجازی فقہ پوری طرح سے امام مالک سے اور شامی فقہ اوزاعی سے حاصل کی، آپ کو تفریعات میں اور حساب میں اچھی دسترس تھی، علم کے بیان پر قادر تھے اور پھر قضا کی مہارت سے گویا کہ درست کا دوسرا باب سر کر لیا۔ اور آپ کا میلان تدوین اور تصنیف کی طرف ہوا۔ آپ نے عراقین کی فقہ کو ضبط کر کے اخلاف کو پہنچایا اور آپ نے امام مالک کی مولا کو

مدون کیا اور آپ کی روایت موطا کی اجداد الروایات ہے۔

آپ نے فقہ حنفی کو جمع کیا ہے۔ علامہ ابن نجیم نے بحر الرائق کے ”باب التشہد“ میں لکھا ہے
 كُلُّ تَالِيفٍ لِمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ مَوْصُوفٌ بِالصَّغِيرِ فَهُوَ بِاتِّفَاقٍ لِشَيْخَيْنِ (الصَّاحِبِينَ) أَبِي يُونُسَ
 وَمُحَمَّدٍ بِخِلَافِ الْكَبِيرِ فَإِنَّهُ لَمْ يَعْزُضْ عَلَى أَبِي يُونُسَ: محمد بن الحسن کی ہر وہ تالیف جو ”الصغیر“ سے
 موصوف ہے اس پر ابو یوسف اور محمد کا اتفاق ہے اور جو تالیف ”الکبیر“ سے موصوف ہے وہ ابو یوسف
 پر پیش نہیں کی گئی ہے۔

اور محقق علامہ ابن امیر الحاج الجلیبی نے شرح منیہ کے باب التَّشْمِيعِ میں لکھا ہے۔ إِنَّ مُحَمَّداً
 قَرَأَ أَكْثَرَ الْكُتُبِ عَلَى أَبِي يُونُسَ إِلَّا مَا كَانَ اسْمُ الْكَبِيرِ فَإِنَّهُ مِنْ تَصْنِيفِ مُحَمَّدٍ كَالْمُضَارَبَةِ الْكَبِيرِ
 وَالْمُزَارَعَةِ الْكَبِيرِ وَالْجَامِعِ الْكَبِيرِ وَالسَّيَرِ الْكَبِيرِ۔ محمد بن الحسن نے اکثر کتابیں ابو یوسف کو سنائی
 ہیں لیکن جن کتابوں کے نام کے ساتھ لفظ ”الکبیر“ لگا ہوا ہے وہ محمد ہی کی تصنیف ہیں جیسے المضاربة
 الکبیر، المزارعة الکبیر، الجامع الکبیر، السیر الکبیر۔

امام محمد کی تصنیفات بہ اعتبار سند کے دو درجہ پر ہیں، ایک ظاہر الروایہ یعنی جن کی نسبت
 اور سند واضح ہے اور دوسری غیر ظاہر الروایہ یعنی جن کی نسبت پوری طرح ثابت اور واضح نہیں ہے۔
 ظاہر الروایہ، چھ کتابیں ہیں۔ ۱۔ المبسوط، جس کو الأصل بھی کہتے ہیں ۲۔ الزیادات
 ۳۔ الجامع الصغیر ۴۔ الجامع الکبیر ۵۔ السیر الصغیر ۶۔ السیر الکبیر ان چھ کتابوں کو اصول کہتے
 ہیں۔

استاذ محمد ابو زہرہ نے لکھا ہے کہ ان سے ملحق ۷۔ کتاب الآثار اور الرد علی اہل المدینہ ہے۔
 کتاب الرد علی اہل المدینہ کے متعلق لکھا ہے کہ اس کتاب کو شافعی نے اپنی کتاب الام میں نقل
 کیا ہے اور اس پر تعلیق کی ہے۔

غیر ظاہر الروایہ پانچ کتابیں ہیں۔ ۱۔ الکیسانیات ۲۔ البحر جانیات ۳۔ الرقیات ۴۔
 الہارونیات ۵۔ زیادة الزیادات۔

حنفی فقہ کا مدار ظاہر الروایہ پر ہے۔ چوتھی صدی کے اوائل میں ابو الفضل محمد بن محمد
 بن احمد المروزی المشہور بالحاکم الشہید نے ان چھ کتابوں کو ایک کتاب میں جمع کر دیا ہے انہوں
 نے مکررات کو حذف کر دیا ہے اور اس کتاب کا نام ”الکافی“ رکھا ہے۔ شمس الأئمہ سرخسی نے الکافی
 کی شرح لکھی ہے جس کا نام المبسوط ہے، مبسوط کی منزلت کا اظہار علامہ طرسوسی نے ان الفاظ سے

نَاخِذُ، لَا تَرَى أَنَّ يَصِلِي بَعْدَ الْعَصْرِ تَطَوُّعًا عَلَى حَالٍ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ مَنْتَ كَہَا مُحَمَّدُ نَے کہ ہم کو خبر دی ابو حنیفہ نے کہ ہم سے حدیث بیان کی عبد الملک بن عمیر نے اور وہ ابو غادیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب عصر کی نماز کے بعد جس کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے، مارتے تھے، محمد کہتے ہیں، اسی کو ہم نے یہاں لیا ہے اور ہم عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھنے کو کسی حال میں بھی جائز نہیں سمجھتے اور یہی ابو حنیفہ کا قول ہے۔

۴۔ قال محمد اخبرنا ابو حنیفہ عن حماد عن ابراہیم ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ صلی یا أصحابہ المغرب، فلم یقرأ فی شئٍ مِنْهَا حَتَّى انْصَرَفَ، فَقَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَقْرَأَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ، أَوْ مَا فَعَلْتُ؟ إِنِّي جَهَّزْتُ عِوَاءَ الْعِشِيَّةِ إِلَى الشَّامِ فَلَمْ أَزَلْ أَرْحَلُهَا مَنْقَلَةً مَنْقَلَةً حَتَّى وُردَتِ الشَّامُ، فَأَعَادَ وَأَعَادَ أَصْحَابُهُ قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهِ نَاخِذٌ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ مَنْتَ

محمد نے کہا ہم کو ابو حنیفہ نے خبر دی کہ حماد نے ابراہیم سے سنا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب کو مغرب کی نماز پڑھائی۔ انہوں نے نماز میں کچھ بھی نہیں پڑھا اور سلام پھیر دیا۔ آپ کے اصحاب نے آپ سے کہا آپ کو نماز میں قرارت کرنے سے کس بات نے روکا آپ نے فرمایا کیا میں نے قرارت نہیں کی؟ آج دن کے آخری حصہ میں ایک قافلہ میں نے ملک شام کو روانہ کیا ہے میں اس قافلہ کو منزل بہ منزل لے جا رہا تھا یہاں تک کہ وہ شام تک پہنچ گیا پھر آپ نے اور آپ کے اصحاب نے نماز کا اعادہ کیا۔ محمد نے کہا اسی کو ہم لیتے ہیں اور یہی ابو حنیفہ کا قول ہے۔

یہ عاجز ابوالحسن زید فاروقی کہتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ثابت السند نہایت صحیح واقعہ کچھ وضاحت اور تشریح چاہتا ہے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد افضل البشر حضرت ابوبکر صدیق ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پھر آپ کا مرتبہ ہے اور یہ مراتب ولایت کے اعلیٰ تر مراتب ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ نے ولایت کے اعلیٰ مرتبہ کا نام قیوم رکھا ہے آپ فرماتے ہیں یہ فرد اکمل اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اور ازراہ خلافت تمام عالم کا، کیا عالم علوی اور کیا عالم سفلی کا قیوم ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز کی نیت باندھی اور آپ پر انکشاف کا دروازہ کھلا اور عالم مثال کے منازل ظاہر ہوئے اور آپ نے ان منازل سے مجاہدین کے قافلہ کو ملک شام پہنچایا، یہی خدمت آپ کی قرارت تھی، چونکہ نماز میں قرارت کا پڑھنا فرض ہے

جو کہ حکیم قطبی ہے۔ اور کشف المرئی ہے اس لئے نماز کا اعادہ فرض ہوا۔ وَفَقَّنَا اللَّهُ بِمَنْتِهِ وَكَرَمِهِ لِمَا فِيهِ صَلَاحٌ دِينِنَا وَدُنْيَانَا وَآخِرَتِنَا۔

بقیہ خلاصہ کلام محمد ابو زہرہ۔

امام زفر بن ہذیل۔ آپ کے والد عربی اور والدہ فارسیہ تھیں آپ ابو یوسف سے اقدم تھے حضرت امام کی شاگردی میں اور آپ کی وفات ۱۵۷ھ میں ہوئی۔ آپ کو قیاس کرنے کا بڑا ملکہ تھا۔

امام حسن بن زیاد لؤلؤی کوفی۔ آپ کی وفات ۱۵۷ھ میں ہوئی۔ آپ حضرت امام کے شاگرد اور ان کے اصحاب میں سے تھے اور احادیث کی روایت سے آپ کی شہرت ہوئی اور ساتھ ہی آراء ابی حنیفہ کی روایت سے بھی ہوئی لیکن محدثین میں سے اکثر ان کی روایت کو رد کرتے تھے۔ احمد بن عبد الحمید غازی کہتے ہیں میں نے حسن بن زیاد سے بہتر اخلاق والا نہیں دیکھا، لیکن لوگوں نے ان کے متعلق کہا ہے وہ حدیث میں کچھ نہیں ہیں اور فقہاء بھی ان کی روایت فقہ کو کتب ظاہر الروایہ کے درجے کو نہیں پہنچاتے۔

ان سے محمد بن سماع، محمد بن شجاع ثلمی، علی رازی، عمر بن مہیر والبرخٹان نے فقہ حاصل کی، آپ کی فقہ کی تعریف بہت سے علماء نے کی ہے۔ یحییٰ بن آدم نے یہاں تک کہہ دیا ہے۔ میں نے حسن بن زیاد سے اچھا فقیہ نہیں دیکھا ہے۔ وہ ۱۹۴ھ میں کوفہ کے قاضی بنے لیکن فقہ جیسی خوبی ان کے قضا میں نہ تھی چنانچہ انہوں نے استعفیٰ دے دیا اور راحت میں ہو گئے۔

ابن ندیم نے فہرست میں لکھا ہے۔ طحاوی نے کہا ہے کہ کتاب المجرد کی روایت انہوں نے ابو حنیفہ سے کی ہے اور کتاب ادب القاضی، کتاب الخصال، کتاب معانی الأیمان، کتاب النفا، کتاب الخراج، کتاب الفرائض، کتاب الوصایا ان کی تالیفات ہیں۔ کتاب الفوائد البہیہ میں کتاب الامالی کا ذکر ہے۔

اب میں حضرت امام کے اصحاب کے بعض شاگردوں کا یا ان کے شاگردوں کا ذکر کرتا ہوں جنہوں نے حنفی فقہ کی تدریس کی ہے اور اس کو اخلاف تک پہنچایا ہے۔

عیسیٰ بن ابان امام محمد کے شاگرد ہیں۔ وہ بصرہ کے قاضی تھے، ابتدائے احوال میں امام محمد کی مجلس سے الگ رہتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ امام ابو حنیفہ کے شاگرد حدیث کی مخالفت کرتے ہیں۔ محمد بن سماع ان کو امام محمد کے پاس لے گئے اور ان کی بات امام محمد سے کہی۔ امام محمد نے

عیسیٰ بن ابان سے کہا، تم نے ہم کو حدیث کی مخالفت کرتا ہوا کن مسائل میں پایا ہے۔ عیسیٰ بن ابان نے پچیس ابواب کی حدیثیں ذکر کیں۔ امام محمد ہر حدیث کا جواب دیتے رہے اور شواہد پیش کرتے رہے اس کیفیت کو دیکھ کر عیسیٰ بن ابان امام محمد کے گرویدہ ہوئے اور ان کے حلقہ سے وابستہ ہوئے۔

ابن ندیم نے لکھا ہے کتاب الحج، کتاب خبر الواحد، کتاب الجامع، کتاب اثبات القیاس، کتاب اجتہاد الرای ان کی تالیفات ہیں۔ ۲۲۷ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔
محمد بن سماعہ امام محمد کے شاگرد ہیں۔ کتاب ادب القاضی، کتاب المحاضر والسجلات، کتاب النوادر ان کی تالیفات ہیں۔ ۲۳۳ھ میں وفات ہوئی رحمہ اللہ۔

ہلال بن یحییٰ الرائی البصری نے یوسف بن خالد سے پڑھا جو کہ حضرت امام کے شاگرد تھے۔ حضرت امام نے ان کو وصیت کی جو سراسر حکمتوں سے مالا مال ہے۔ ہلال نے فقہ عراقی کی کتاب الوقف نقل کی ہے اور تفسیر الشروط اور کتاب الحدود بھی لکھی ہے۔ ۲۴۵ھ میں وفات پائی رحمہ اللہ۔

احمد بن عمر بن مہیر الخصاف نے امام ابو حنیفہ کی فقہ اپنے والد سے، انہوں نے حسن بن زیاد سے حاصل کی، وہ فرائض اور حساب میں ماہر تھے اور امام ابو حنیفہ کے مذہب سے واقف تھے۔ شمس الاممہ الحلوانی کا قول ہے: "الْخَصَافُ رَجُلٌ كَبِيرٌ فِي الْعُلُومِ وَهُوَ مِمَّنْ يَصِحُّ الْإِقْتِدَاءُ بِهِ" علوم میں خصاف کی بڑی شان ہے اور وہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کی اقتدا کرنی صحیح ہے۔ وہ احکام اوقاف اور تفریع میں مصدر ثانی (دوسرے امام) ہیں، ان کی بارہ تیرہ کتابیں ہیں اور ان کی وفات ۲۶۱ھ میں ہوئی ہے۔ رحمہ اللہ

احمد بن محمد بن سلامہ ابو جعفر الطحاوی شافعی المسلک تھے۔ امام شافعی کے جلیل القدر شاگرد اسماعیل بن یحییٰ المزنی کے بھانجے تھے اور مصر میں اپنے ماموں سے پڑھتے تھے۔ (الفوائد البہیہ میں لکھا ہے کہ طحاوی اکثر حنفی فقہ کی کتابوں کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ ان کے ماموں نے یہ کیفیت دیکھ کر ان سے کہا: "وَاللّٰهُ لَا يَنْخِيْثُ مِنْكَ شَيْءٌ" بخدا تم کچھ بھی نہ کر سکو گے، وہ مصر سے شام آئے۔ اور وہاں ابو حازم عبد الحمید قاضی القضاۃ شام سے علم پڑھا۔ ابو حازم عیسیٰ بن ابان کے شاگرد تھے اور وہ امام محمد کے، انہوں نے امام مزنی سے شافعی فقہ اور قاضی القضاۃ سے حنفی فقہ پڑھی اور کیتائے روزگار ہوئے۔ انہوں نے جب کتاب معانی الآثار لکھی تو کہا اللہ میرے ماموں پر رحمت فرمائے اگر وہ یہ کتاب دیکھتے یقیناً اپنی قسم کا کفارہ دیتے۔

امام طحاوی کی جلالتِ قدر کے سب معترف ہیں۔ کتاب احکام القرآن، معانی الآثار، شرح جامع صغیر، شرح جامع کبیر، کتاب الشروط الکبیر، کتاب الشروط الصغیر، کتاب الشروط الأوسط، المحاضر والسجلات، الوصایا، الفرائض، حکم آراء منی، نکتہ، قسم النفی، والغنائم اور دوسری کتابیں آپ کی تصنیفات ہیں۔ سلسلہ میں وفات پائی رحمہ اللہ۔

یہ کتابیں فقہ حنفی کے ینایع (سرچشے) ہیں اور یہ اکابر اس کے ناقل ہیں۔ اللہ کی رحمتیں ان حضرات پر ہوں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فضل اور رحمت کو اطراف و اکنافِ عالم میں پھیلایا۔

بعض افراد نے کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ کا مسلک محض اتباع کا تھا، **حضرت امام کی فقہ کا مرتبہ** جو کچھ حضرت امام نخعی نے کہا ہے آپ نے خوب وجہ سے اس کا اتباع کیا ہے، کوئی نئی بات نہیں نکالی ہے اور استدلال میں کتاب الآثار کو پیش کرتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ حضرت حماد سے وہ حضرت ابراہیم سے روایت کرتے ہیں اور حضرت امام سے روایت کرنے والے امام محمد کہتے ہیں وہ قول ابی حنیفہ۔

حضرت امام ابو حنیفہ کوئی جدید فقہی تفکیر نہیں پیش کرتے اور وہ امام ابراہیم اور اہل کوفہ کی آراء سے باہر نہیں نکلتے۔

اس قول کے کہنے والوں کی بات اس وقت درست ہوتی جب ہم کتاب الآثار میں ساری روایتیں از حضرت حماد از حضرت ابراہیم ہی کی پاتے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت امام دوسرے ائمہ سے آزادی کے ساتھ روایت کرتے ہیں اور اسی کو اپنا مسلک قرار دیتے ہیں اور یہی کیفیت ہم امام ابو یوسف کی روایت کردہ کتاب الآثار میں دیکھتے ہیں۔ استاذ محمد ابو زہرہ نے ایک روایت مثال کے طور پر لکھی ہے۔ عاجز اس کو لکھتا ہے۔

مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے عرفات میں وقوف کر لیا اور بیت اللہ کے طواف سے پہلے وہ اپنی اہلیہ سے ہمبستر ہو گیا۔ اس سلسلہ میں ابو یوسف از امام ابو حنیفہ از عطاء بن عباس روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک بَدَنَ (ادنٹ) ذبح کرے اور حج کو پورا کرے۔ اس کا حج ہو گیا۔ اور اس کے بعد امام ابو حنیفہ کی روایت از حماد از ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک شاة (بکری) ذبح کرے اور بیت اللہ کا طواف کرے اور دوسرے سال پھر حج کرنے۔

امام محمد نے اپنی روایت کردہ کتاب الآثار میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ نے ابن عباس کے قول کو لیا

کہ وہ شخص بُدّہ ذبح کرے اور حج کے ارکان کو پورا کرے اس کا حج ہو گیا۔
 قَالَ مُحَمَّدٌ وَلَسْنَا نَأْخُذُ بِهَذَا الْقَوْلِ (قولِ ابراہیم)، وَالْقَوْلُ مَا قَالَ فِيهِ ابْنُ عَبَّاسٍ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا۔ محمد نے کہا ہے کہ ہم (ابراہیم کے) اس قول کو نہیں لیتے۔ بات وہی ہے جو ابن
 عباس نے کہی ہے۔

امام الائمہ حضرت ابو حنیفہ نے فقہ عراقی کو خوب صاف کیا اور حضرات ائمہ کے افکار و آراء
 سے اس کو مرتب کیا، فکری لحاظ سے آپ امام ابراہیم سے متحد نظر آتے ہیں لیکن رائے میں پوری طرح
 آزاد ہیں لہذا تقلید اور اتحاد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حضرت ابو حنیفہ نے صاف طور پر
 اعلان کیا ہے کہ ہم اولاً قرآن مجید سے حکم لیتے ہیں، پھر حدیث سے لیتے ہیں، پھر حضرات صحابہ کے
 اقوال و افعال سے اور پھر ہم کسی کے تابع نہیں جس طرح ائمہ تابعین نے قیاس کیا ہے ہم بھی
 قیاس کرتے ہیں۔ اتحاد فکری الگ شے ہے اور اتحاد آراء الگ شے ہے۔ جس نے فکر اور رائے
 کے فرق پر نظر نہ ڈالی اس نے حضرت امام الائمہ کو حضرت امام ابراہیم فقیہ العراق کا مقلد سمجھ
 لیا۔ حضرت امام کے حسبِ حال یہ شعر ہے۔

وَإِنِّي وَإِنْ كُنْتُ الْأَخِيرُ زَمَانَهُ لَا يَبَالُغُ تَسْتَطِيعُهُ الْأَوَائِلُ

اگرچہ زمانے کے اعتبار سے میں آخر میں ہوں لیکن اپنے فکر و خیال کے اعتبار سے پہلوں
 سے بڑھا ہوا ہوں۔

یہ ہے عنقریب ثریا سے حقائق ایمانیہ حاصل کرنے والے کی شان۔ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ
 مَنْ يَشَاءُ۔ اللہ جس کو چاہے اپنی رحمتوں سے نوازے۔

علامہ سراج الدین ابو حفص عمر الغزنوی نے لکھا ہے کہ قَدْ اُنْتَهَتْ تَرْجَمَةُ الْكِتَابِ
 وَلَنْخْتِمُ بِذِكْرِ الْقَضَاةِ وَالْعُدُولِ وَالْأَحْيَاءِ
 وَالْأَمْوَاتِ مُفْتَقِرُونَ إِلَى تَقْلِيدِ الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ وَالْمُجْتَهِدِ الْمُقَدِّمِ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي
 عَامَّةِ أَحْوَالِهِمْ۔ یہ کتاب اپنے مدعا میں انتہا کو پہنچی اور ہم اس کا خاتمہ اس بیان پر کرتے ہیں
 کہ تمام قضات اور تمام عادل افراد زندہ ہوں یا مردہ، اپنے احوالِ عامہ میں حضرت امام اعظم مجتہد

ؒ آپ کی نفیس کتاب کا نام الغرّة۔ یا۔ العزّة المنيقة في تحقيق بعض مسائل الإمام أبي حنيفة رضي
 الله عنه ہے۔ اس کی طباعت الغرّة کے نام سے ہوئی ہے۔ جناب مؤلف کی ولادت سکندریہ میں اور وفات، رجب
 ۱۰۰۰ھ میں ہوئی۔ ابن حجر عسقلانی نے دررکامذ میں اور مولانا عبدالحی اور ملا علی قاری اور جلال الدین سیوطی نے آپ کا ذکر کیا ہے۔

مقدم کی تقلید کے محتاج ہیں۔

امام شافعی کے مذہب میں کوئی قاضی ہو یا کوئی گواہ ہو، اس پر لازم ہے کہ وہ فاسق نہ ہو اور جس وقت بھی اس نے جھوٹ بولا یا فسق کا کوئی کام کیا، وہ قاضی اپنے عہدہ سے برطرف ہو جائے گا اور گواہ کی جو کہ عادل ہوتا ہے عدالت ختم ہو جائے گی۔ وہ قاضی اور گواہ ظاہر اور باطناً عادل ہوں، امام اعظم ظاہری عدالت پر اکتفا کرتے ہیں، باطنی عدالت کا معاملہ اللہ کے سپرد کرتے ہیں لہذا قاضی کا حکم نافذ رہے گا اور گواہ کی گواہی مقبول ہوگی اور لوگوں کے معاملات فاسد نہ ہوں گے۔

اور اموات کی محتاجی کی یہ صورت ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک ایصالِ ثواب جائز ہے اور اموات کو عزیزوں اور دوستوں کا ارسال کردہ ثواب پہنچتا ہے۔ مصنف کتاب علامہ غزنوی نے اس کے بعد دس مسئلے بیان کئے ہیں۔ عاجز صرف دو مسئلوں کا بیان کرتا ہے۔

۱۔ امام شافعی کے مذہب میں نماز کی نیت کرتے وقت زبان کے ساتھ دل سے کہنا بھی شرط ہے، اگر دل سے نہیں کہا ہے نماز نہ ہوئی اور یہ مقام حضرت جنید اور حضرت بایزید جیسے افراد چاہتا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہما۔

۲۔ مٹی کے برتن اگر گوبر اور مینگنیوں اور نجاست کی آگ سے پکائے جائیں، اُن کا استعمال امام شافعی کے نزدیک جائز نہیں، حالانکہ سب اس کو استعمال کرتے ہیں۔

امام شافعی نے ٹھیک کہا ہے۔ ”سب لوگ فقہ میں ابو حنیفہ کے محتاج ہیں“ اور علمائے اعلام نے درست کہا ہے۔ ”جو شخص اپنے اور اللہ کے بیچ میں ابو حنیفہ کو رکھے گا اس نے کوتاہی نہیں کی ہے۔ یقیناً ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی فقہ کے سب لوگ محتاج ہیں۔“

حضرت امام الائمہ کی تعریف حضرات ائمہ کی زبانی

علامہ فقیہ قاضی ابو عبد اللہ حسین بن علی صیمری حنفی متوفی ۴۳۶ھ نے اپنی کتاب "اخبار ابی حنیفہ و اصحابہ" میں لکھا ہے۔

نصر بن علی جبضی نے کہا۔ کُنْتُ يَوْمًا عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دَاوُدَ الْخَرِيبِيِّ فَذَكَرَ رَجُلًا أَبَا حَنِيفَةَ فَقَالَ مِنْهُ. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِي إِسْرَءِيلَ هُمْ أَرْقَى قُلُوبًا وَالْيَنُّ أَفْئِدَةً. يُرِيدُ أَقْوَاهُمْ أَنْ يَضَعُوهُمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يَرْفَعَهُمْ. ۵۳

عبد اللہ بن داؤد خریبی کے پاس ایک شخص نے ابو حنیفہ کو برا کہا، انہوں نے فرمایا امام ابو حنیفہ اس حدیث کے مصداق ہو رہے ہیں جو ہم سے اعمش نے اُن سے مجاہد نے ان سے ابن عباس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے پاس یمن کے لوگ آئیں گے، اُن کے دل رقیق اور نرم ہوں گے۔ لوگ ان کو ذلیل کرنا چاہیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کو رفعت دے گا۔

عبد اللہ بن داؤد نے کہا۔ لَا يَتَكَلَّمُ فِيَّ ابْنُ حَنِيفَةَ إِلَّا أَحَدُ رَجُلَيْنِ إِمَّا حَاسِدٌ لِعِلْمِهِ وَإِمَّا جَاهِلٌ بِالْعِلْمِ لَا يَعْرِفُ قَدْرَ حَمَلَتِهِ ۵۴

ابو حنیفہ پر رد و قدح کرنے والے یا تو ان کے علم سے حسد کرنے والا ہے، یا علم کے مرتبہ سے جاہل ہے وہ علم کے حاملوں کی قدر سے بے خبر ہیں۔

قَالَ أَبُو نَعِيمٍ سَمِعْتُ سُفْيَانَ يَقُولُ أَبُو حَنِيفَةَ فِي الْعِلْمِ مُحْسُودٌ ۵۵

سفیان نے کہا، علم میں ابو حنیفہ سے لوگ حسد کرتے ہیں۔

قَالَ ثَابِتُ الزَّاهِدُ كَانَ الثَّوْرِيُّ إِذَا سُئِلَ عَنْ مَسْأَلَةٍ دَقِيقَةٍ يَقُولُ مَا كَانَ أَحَدٌ مَحْسِنٍ أَنْ يَتَكَلَّمَ فِي هَذَا الْأَمْرِ إِلَّا رَجُلٌ قَدْ حَسَدْنَا، ثُمَّ يَسْأَلُ أَصْحَابَ ابْنِ حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا يَقُولُ مَا جِئْتُمْ، فَيَحْفَظُ الْجَوَابَ ثُمَّ يُفْتِي بِهِ ۵۶

ثابت راہد نے کہا، جب ثوری سے کوئی دقیق مسئلہ پوچھا جاتا تھا تو کہتے تھے، ایسے مسائل

میں صحیح طور پر بولنے والا صرف ایک شخص تھا جس سے ہم نے حسد کیا اور پھر وہ ابو حنیفہ کے اصحاب سے پوچھتے تھے کہ اس مسئلہ میں تمہارے استاد کیا کہتے تھے اور آپ کے اصحاب کے جواب کو یاد رکھتے تھے اور اس پر فتویٰ دیتے تھے۔

قال علی بن المدینی سمعت یوسف بن خالد السمی یقول کنا نجالس البقی بالبصرة فلما قدمنا الکوفة جالسنا ابا حنیفة فابین البحر من السواقی۔ فلا یقول احد یدکره آتہ رأی مثله، ما کان علیہ فی العلم کلفة کان محسودا۔ ص ۵۴

علی بن مدینی نے کہا، میں نے یوسف بن خالد سمی سے سنا کہ بصرہ میں ہم بقی کے پاس بیٹھے تھے اور جب ہم کوفہ آئے، ابو حنیفہ کے پاس بیٹھے، کہاں سمندر اور کہاں پانی کی نالی جس نے بھی ان کو دیکھا ہے، وہ یہ بات نہیں کہہ سکتا کہ اس نے ان کا مثل دیکھا ہے، علم میں ان کے لئے کوئی وقت نہ تھی اور ان سے حسد کیا جاتا تھا۔

قال مسعر۔ ما احدث بالکوفة الا رجلین۔ ابا حنیفة لفقہہ والحسن بن صالح لزہدہ۔ ص ۵۵
مسعر کہتے ہیں۔ کوفہ میں دو آدمیوں سے مجھ کو رشک ہوتا ہے۔ فقہ کی وجہ سے ابو حنیفہ سے اور زہد کی وجہ سے حسن بن صالح سے۔

كَانَ يَحْيَى بْنُ مُعِينٍ إِذَا ذَكَرَهُ مِنْ يَتَكَلَّمُ فِي أَبِي حَنِيفَةَ يَقُولُ۔ ص ۵۵

حَسَدُ وَالْفَتَى إِذَا لَمْ يَتَأَلَّوْا سَفِيَهُ قَالِقَوْمٌ أَضْدَا ذَكَهُ وَخُصُومُ

كَضْرًا ثَرَا لِحَسَنًا قُلْنَ لِيُوجِبِهَا حَسَدًا وَبُغْضًا لِنَاثَةٍ لَدَمِيمُ

یحییٰ بن معین سے اگر ابو حنیفہ پر طعن کرنے والے کا ذکر کیا جاتا تھا وہ یہ دو شعر پڑھتے تھے۔
۱۔ جب اس جوان کے مرتبہ کو نہ پاسکے تو اس سے حسد کرنے لگے اور ساری قوم اس کی مخالف اور دشمن ہے۔

۲۔ جس طرح حینہ کے چہرے کو دیکھ کر اس کی سونکیں حسد اور عداوت کی بنا پر کہتی ہیں کہ یہ بد صورت ہے۔
صیمری نے ابو جعفر طحاوی کی کتاب سے نقل کیا ہے۔

خَاصَمَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ شَبْرُمَةَ فِي شَيْءٍ فَقَضَى عَلَيْهِ فِيهِ، فَأَتَى الْمُقَضَى عَلَيْهِ أَبَا حَنِيفَةَ فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ فَقَالَ لَهُ أَبُو حَنِيفَةَ هَذَا خَطَاءٌ وَكَتَبَ لَهُ فِي ذَلِكَ كِتَابًا بِخَبَرٍ فِيهِ بِالَّذِي كَانَ يَتَّبِعِي ابْنَ شَبْرُمَةَ أَنْ يُحْكَمَ لَهُ بِذَلِكَ، فَأَتَى الرَّجُلُ بِذَلِكَ إِلَى ابْنِ شَبْرُمَةَ فَقَرَأَهُ عَلَيْهِ بِحَضْرَةِ ابْنِ أَبِي يَتْلُو لَمْ يَعْلَمْ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَنْ هُوَ فَاسْتَحْسَنَاهُ جَمِيعًا فَقَالَا لَهُ مَنْ كَتَبَ هَذَا فَقَالَ لَهَا الرَّجُلُ أَبُو حَنِيفَةَ

فَوَصَّلَا ذَلِكَ بِالْوَقِيعَةِ فِيهِ فَبَنَعَ أَبَا حَنِيفَةَ فَقَالَ -

إِنْ يَحْدُوثِي فَإِنِّي غَيْرُكَ لَا بِمُهِمِّمْ
قَدَامِي وَبِهِمْ مَا بِي وَمَا بِهِمْ
قَبْلِي مِنَ النَّاسِ أَهْلُ الْفَضْلِ فَقَدْ حَسِدُوا
وَمَاتَ أَكْثَرُنَا غَيْظًا بِمَا يَجِدُ

ایک شخص قاضی ابن شبرمرہ کے پاس اپنا دعویٰ لے گیا۔ ابن شبرمرہ نے اس کے خلاف فیصلہ کیا۔ وہ ابو حنیفہ کے پاس آیا اور ان سے واقعہ بیان کیا۔ ابو حنیفہ نے کہا یہ حکم خطا ہے اور ابو حنیفہ نے مسئلہ کی صحیح صورت لکھ کر اس شخص کو دی۔ وہ آپ کی تحریر ابن شبرمرہ کے پاس لے گیا، وہاں قاضی ابن ابی لیلیٰ بھی تھے۔ ان دونوں کو یہ معلوم نہ ہوا کہ مسئلہ کس نے لکھا ہے لہذا وہ دونوں مسئلہ پڑھ کر خوش ہوئے اور درافت کیا کہ یہ تحریر کس کی ہے۔ اس شخص نے ابو حنیفہ کا نام لیا۔ چنانچہ ان دونوں نے اس واقعہ کو آپ کے ابتلا کا ذریعہ بنایا۔ اور ابو حنیفہ نے معلوم ہونے پر یہ دوشعر پڑھے۔

۱۔ اگر وہ مجھ سے حسد کرتے ہیں تو میں ان کو ملامت نہیں کرتا کیونکہ مجھ سے پہلے بہت سے اصحاب کمال سے حسد کیا جا چکا ہے۔

۲۔ ہمیشہ رہے مجھ سے جو مجھ میں ہے اور ان میں (حاسدوں میں) جو ان میں ہے اور ہم میں سے اکثر اس غیظ کی وجہ سے جو ان میں ہے مر چکے ہیں۔

قَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ سَالِمٍ - ضَرَبَ أَبُو حَنِيفَةَ عَلَى الدُّخُولِ فِي الْقَضَاءِ فَلَمْ يَقْبَلِ الْقَضَاءَ قَالَ وَكَانَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ إِذَا ذَكَرَ ذَلِكَ لَمْ يُبْكِي وَتَرْتَمَّمْ عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ وَذَلِكَ بَعْدَ أَنْ ضَرَبَ أَحْمَدُ مَهْ
اسماعیل بن سالم نے بیان کیا کہ قاضی کا عہدہ قبول کرنے کے سلسلہ میں ابو حنیفہ کو کوڑے مارے گئے اور آپ نے قبول نہیں کیا اور امام احمد بن حنبل کے پاس جب اس کا ذکر کیا جاتا تو آپ روتے اور ابو حنیفہ پر ترتمم (رحمتہ اللہ علیہ) کرتے۔ اور یہ اس کے بعد جب کہ امام احمد کو کوڑے (خلق قرآن کے سلسلہ میں) لگے۔

ابن مبارک نے کہا ہے۔ الرِّجَالُ فِي الْأَسْمِ سَوَاءٌ حَتَّى يَقَعَ الْمَحْنُ فِي الْأَنَامِ وَالْبَلَوَى وَلَقَدْ أَجْتَلَى أَبُو حَنِيفَةَ بِالضَّرْبِ عَلَى رَأْسِهِ بِالسَّيَاطِ فِي السَّجْنِ حَتَّى يَدْفَعَ إِلَيْهِ مِنَ الْحُكْمِ مَا يَرَى مِمَّا يُتَنَافَسُ عَلَيْهِ وَيُتَصَنَعُ لَهُ، فَجِدَّ اللَّهُ، فَصَبَرَ عَلَى الذَّلِيلِ وَالضَّرْبِ وَالسَّجْنِ لَطَلِبِ السَّلَامَةِ فِي دِينِهِ - مَهْ

نام میں سب لوگ برابر ہیں، البتہ جب کوئی آفت لوگوں میں پڑتی ہے اور کوئی مصیبت

واقع ہوتی ہے (توبہ جلتا ہے) ابو حنیفہ پر آفت بڑی۔ آپ کے سر پر قید خانہ میں کوڑے مارے گئے تاکہ آپ کو حکم کا وہ پروانہ دیدیا جائے جس کے لئے لوگ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تعریف اللہ ہی کو جس نے آپ کو اس ذلت پر مار پر، قید ہونے پر صبر کیا اور آپ اپنے دین کی سلامتی کے طالب رہے۔

قَالَ زَائِدَةُ رَأَيْتُ تَحْتَ رَأْسِ سُفْيَانَ كِتَابًا يَنْظُرُ فِيهِ فَاسْتَأْذَنْتُهُ فِي النَّظَرِ فِيهِ فَقَدَعْتُ إِلَى فَإِذَا هُوَ كِتَابُ الرَّهْنِ لِأَبِي حَنِيفَةَ فَقُلْتُ لَهُ تَنْظُرُ فِي كِتَابِهِ فَقَالَ وَدِدْتُ أَنَّهَُا كُلُّهَا عِنْدِي مُجْتَمِعَةً أَنْظُرُ فِيهَا مَا بَقِيَ فِي شَرْحِ الْعِلْمِ غَايَةً وَلَكِنَّمَا نَتَصِفُهُ ۝

زائدہ نے کہا میں نے سفیان کے سر کے نیچے ایک کتاب رکھی دیکھی جس کو وہ دیکھا کرتے تھے میں نے ان سے اس کتاب کے دیکھنے کی اجازت طلب کی۔ انہوں نے وہ کتاب مجھ کو دی وہ کتاب ابو حنیفہ کی کتاب الرهن تھی۔ میں نے ان سے کہا کیا تم ان کی کتابیں دیکھتے ہو۔ انہوں نے کہا۔ میری خواہش ہے کہ ان کی سب کتابیں میرے پاس جمع ہوں۔ علم کے بیان کرنے میں ان سے کوئی بات رہی نہیں ہے۔ لیکن ہم ان کے ساتھ انصاف نہیں کرتے ہیں۔

قَالَ حُسَيْنُ بْنُ حَمَادٍ كَانَ أَصْحَابُ أَبِي حَنِيفَةَ الَّذِينَ كَانُوا يَلْزَمُونَ الْحَلَقَةَ عَشْرَةً وَكَانَ الْحِفَاطُ لِلْفَقِہِ كَمَا يَحْفَظُ الْقُرْآنُ أَرْبَعَةً وَهُمْ زُقْرُبْنُ الْهَذِيلِ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ (الْقَاضِي) وَاسْدُ بْنُ عَمْرٍو عَلَى بْنِ مُسْهَرٍ وَيَزْعُمُونَ أَنَّ سُفْيَانَ كَانَ يَأْخُذُ الْفَقِہَ مِنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهَرٍ مِنْ قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَنَّهُ اسْتَعَانَ بِهِ وَبِمَنْ أَكْرَمَهُ عَلَى كِتَابِهِ هَذَا الَّذِي سَمَّاهُ الْجَامِعَ ۝

حسین بن حماد نے بیان کیا کہ ابو حنیفہ کے وہ اصحاب جو پابندی سے حلقہ میں شریک ہوا کرتے تھے اور ان میں فقہ کے ایسے حفاظ جس طرح قرآن مجید کے حفاظ ہوا کرتے ہیں، چار افراد تھے اور وہ زقر بن الہذیل، قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم، اسد بن عمر اور علی بن مسہر تھے اور خیال کیا جاتا ہے کہ سفیان ثوری نے علی بن مسہر کے مذاکرہ سے اپنی کتاب "الجامع" کی تالیف میں مدد لی ہے۔

قَالَ أَحْمَدُ حَدَّثَنَا ابْنُ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي يُوسُفَ قَالَ كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ إِذَا بَلَغَهُ عَنْ سُفْيَانَ مَا يَقُولُ فِيهِ مَبْلَغٌ مِنْهُ (كَانَ يَقُولُ) "هُوَ حَدِيثٌ عَنِّي وَالْأَحْدَاثُ لَهُمْ حَدِيثٌ" فَكَانَ إِذَا أَقْبَلَ قَالَ "هُوَ حَدِيثُ السِّنِّ" قَالَ (وَكَانَ يَقُولُ سُفْيَانُ) "بِكُمْ هُوَ النَّبِيُّ أَكْبَرُ شَيْءٍ مِنِّي حَتَّىٰ"

صَفَرَنِي : وَلَا يَسْتَحِلُّ أَبُو حَنِيفَةَ أَنْ يَقُولَ فِيهِ شَيْئًا غَيْرَ أَنَّهُ حَدَّثَ السِّنِّ - ٥٤

احمد نے کہا کہ ابن سماعہ نے (قاضی) ابو یوسف سے نقل کیا کہ ابو حنیفہ سے کوئی بیان کرنے والا جب سفیان کی کوئی بات کہتا تھا تو آپ فرماتے تھے - وہ نوعمر ہیں اور نوعمروں میں کچھ گرمی ہوتی ہے اور جب سفیان سامنے سے آتے تھے آپ فرماتے تھے وہ نوعمر ہیں، سفیان ثوری (جھنجھلا کر) کہہ دیا کرتے تھے - یہ غیر عربی مجھ سے کتنا بڑا ہے کہ وہ مجھ کو جھوٹا بناتا ہے - اور ابو حنیفہ لفظ حدیث السن (نوعمر) کے علاوہ کچھ کہنے کو جائز نہیں رکھتے تھے -

یہ عاجز کہتا ہے کہ امام ثوری کی وفات ۱۶۸ھ میں ہوئی ہے اور اس وقت آپ کی عمر چھیاسٹھ سال کی تھی، اس اعتبار سے آپ کی ولادت ۵۹ھ کی ہوئی اور آپ حضرت امام ابو حنیفہ سے پندرہ سال چھوٹے ہوئے۔ حضرت امام کی وفات کے بعد امام ثوری کا دورِ کلاں سالی شروع ہوا اور خود ان کو محسوس ہو گیا کہ وہ اپنی جھنجھلاہٹ میں قابلِ مواخذہ لفظ کہہ جاتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت کے طلبگار ہوتے تھے۔ غفر اللہ لہ

قَالَ أَبُو يَحْيَى يَمَانِي حَدَّثَنَا أَبُو حَنِيفَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ أَنَّهُ قَالَ مَنْ نَذَرَ نَذْرًا فِي مَعْصِيَةٍ فَلَا كُفَّارَةَ فِيهِ، قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ فَقُلْتُ لِلشَّعْبِيِّ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ فِي الظَّهَارِ الْكُفَّارَةَ وَقَدْ جَعَلَ مَعْصِيَةً لَّأَنَّهُ قَالَ "وَأَنْتُمْ لَيَقُولُونَ مُتَكْرِمًا مِنَ الْقَوْلِ وَزُورًا" فَقَالَ أَقْيَاسٌ أَنْتَ - ٥٥

ابو یحییٰ یمانانی نے ہم سے کہا کہ ابو حنیفہ نے شعبی سے اور انہوں نے مسروق سے روایت کی ہے کہ جس نے کسی گناہ کی نذر مانی اور وہ نذر پوری نہ کرے تو اس پر کفارہ نہیں ہے۔ ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ میں نے شعبی سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ظہار میں کفارہ مقرر کیا ہے اور اللہ نے اس کو گناہ قرار دیا ہے، وہ (سورہ مجادلہ کی دوسری آیت میں) فرماتا ہے "اور وہ بولتے ہیں ایک ناپسند بات اور جھوٹ" علامہ شعبی نے کہا، کیا تم قیاس کرنے والے ہو۔

قَالَ حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ أَرَدْتُ أَنْ أَتِيْتُ أَيُّوبَ أَوْدَعَهُ فَقَالَ بَلَّغْنِي أَنَّ الرَّجُلَ الصَّالِحَ فِيهِ أَهْلُ الْكُوفَةِ أَبُو حَنِيفَةَ يَخْرُجُ فَإِنْ لَقِيتَهُ فَأَقْرَأْهُ مِنِّي السَّلَامَ قَالَ أَبُو سُلَيْمَانَ وَسَمِعْتُ حَمَادَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ إِنِّي لَأُحِبُّ أَبَا حَنِيفَةَ مِنْ أَجْلِ حُبِّهِ لِأَيُّوبَ - ٥٦

حماد بن زید نے کہا۔ میں نے حج کا ارادہ کیا اور میں ایوب کے پاس آیا کہ ان سے نصیحت لوں، انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ نیک مرد اہل کوفہ کے فقیہ ابو حنیفہ حج کر رہے ہیں اگر ان سے

تمہاری ملاقات ہو جائے میرا سلام ان سے کہہ دو۔ ابولیمان نے بیان کیا کہ میں نے حماد بن زید کو کہتے سنا، میں ابو حنیفہ سے محبت رکھتا ہوں کیونکہ ان سے ایوب کو محبت ہے۔ (ایوب مشہور محدث ہیں)
 ارَادَ الْأَعْمَشُ الْحَجَّ فَقَالَ مَنْ هُنَا يَذْهَبُ إِلَى أَبِي حَنِيفَةَ يَكْتُبُ لَنَا مَنَاسِكَ الْحَجِّ؟
 مشہور محدث اعمش نے حج کا ارادہ کیا۔ انہوں نے کہا، کوئی یہاں ہے کہ وہ ابو حنیفہ کے پاس جا کر ہمارے واسطے حج کے مناسک لکھوالائے۔

نصر بن علی نے کہا۔ ہم شعبہ کے پاس تھے۔ ان سے کہا گیا۔ مَاتَ أَبُو حَنِيفَةَ فَقَالَ بَعْدَ مَا اسْتَرْجَعَ لَقَدْ طَفَلِي عَنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ ضَوْءُ نُورٍ الْعِلْمِ، أَمَا أَنْتُمْ لَا يَدُونَ مِثْلَهُ أَبَدًا۔
 ابو حنیفہ کی وفات ہو گئی۔ انہوں نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھ کر کہا۔ اہل کوفہ سے علم کے نور کی روشنی بجھ گئی، جان لو کہ اب اہل کوفہ اُن کا مثل کبھی نہ دیکھیں گے۔
 قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ ابْنِي كَانَ الْأَعْمَشُ إِذَا سُئِلَ عَنْ مَسْئَلَةٍ قَالَ عَلَيْكُمْ بِتِلْكَ الْحَلَقَةِ يَعْنِي حَلَقَةَ أَبِي حَنِيفَةَ۔
 ابن نمیر سے ان کے والد نے کہا جب اعمش سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تھا وہ کہتے تھے، تم اس حلقہ میں جاؤ یعنی ابو حنیفہ کے حلقہ میں۔

قَالَ ابْنُ الدَّرَاوَرْدِيِّ رَأَيْتُ مَالِكًا وَآبَا حَنِيفَةَ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ وَهُمَا يَتَذَكَّرَانِ وَيَتَذَكَّرَانِ حَتَّى إِذَا وَقَفَ أَحَدُهُمَا عَلَى الْقَوْلِ الَّذِي قَالَ بِهِ وَعَمِلَ عَلَيْهِ أَمَسَكَ أَحَدُهُمَا عَنْ صَاحِبِهِ مِنْ غَيْرِ تَعَسُّفٍ وَلَا تَخْطِئَةٍ لِوَاحِدٍ مِنْهُمَا حَتَّى يُصَلِّيَا الْغَدَاةَ فِي مَجْلِسِهِمَا ذَلِكَ۔
 ابن دراوردی نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف میں عشاء کی نماز کے بعد امام مالک اور امام ابو حنیفہ کو دیکھا کہ وہ آپس میں مذاکرہ اور مدارسہ کر رہے تھے اگر ان میں سے کوئی اپنے قول یا اپنے عمل کی وجہ سے ٹک جاتا تھا تو دوسرا بغیر کسی تعسف یا غلط وار قرار دینے کے آگے بڑھ جاتا تھا اور یہ مجلس صبح کی نماز تک رہی۔ ان دو صاحبان نے صبح کی نماز اسی جگہ پڑھی۔

قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ أَتَيْتُ سَعِيدَ بْنَ أَبِي عَرُوبَةَ فَقَالَ لِي يَا أَبَا مُحَمَّدٍ مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هَذَا يَأْتِيَانِ مِنْ بَلَدِكَ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ۔ وَدِدْتُ أَنَّ اللَّهَ أَخْرَجَ الْعِلْمَ الَّذِي مَعَهُ إِلَى قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ فَلَقَدْ فُتِمَ اللَّهُ لِهَذَا الرَّجُلِ فِي الْفِقْهِ شَيْئًا كَأَنَّهُ خُلِقَ لَهُ۔
 ابن عیینہ نے کہا میں نے سعید بن ابی عروبہ سے کہا کہ میں نے ایسا نہیں دیکھا کہ دو شخص اپنے اپنے وطن سے آپس میں مل کر علم کے علم کو اپنے دلوں میں لے لیں۔ میں دیتا ہوں کہ اللہ نے اس شخص کو فی الفقہ میں ایسا کمال عطا کیا کہ جیسے اس کے لیے خلق کیا گیا۔

ابن عُیَیْنَةَ نے کہا میں سعید بن ابی عروبہ کے پاس گیا، انہوں نے مجھ سے کہا، اے ابو محمد میں نے ان ہدایا کا مثل نہیں دیکھا ہے جو تمہارے شہر سے ابو حنیفہ کے پاس سے ہمارے پاس آتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم محزون کو قلوب مومنین پر کھول دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس آدمی (ابو حنیفہ) پر فقہ کے اسرار کھول دیئے ہیں گویا کہ ان کی تخلیق اسی کام کے لئے تھی۔

قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ ذَكَرْتُ أَبُو حَنِيفَةَ بَيْنَ يَدَيَّ دَاوُدَ الطَّائِي فَقَالَ ذَلِكَ نَحْمُ يَهْتَدِي بِهِ السَّارِيُّ وَعِلْمُ تَقْبِلُهُ قُلُوبُ الْمُؤْمِنِينَ فَكُلُّ عِلْمٍ لَيْسَ مِنْ عِلْمِهِ فَهُوَ بِلَاءٌ عَلَى حَامِلِهِ، مَعَهُ وَاللَّهِ عِلْمٌ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَالنَّجَاةِ مِنْ عَذَابِ الْجَبَّارِ مَعَ وَرْعٍ مُسْتَكِينٍ وَخِدْمَةٍ دَائِمَةٍ. ص ۳۰

ابن مبارک نے بیان کیا کہ حضرت داؤد طائی کے پاس امام ابو حنیفہ کا ذکر آیا۔ آپ نے فرمایا۔ آپ وہ تارا ہیں جس سے سفر کرنے والے ہدایت پاتے ہیں اور آپ وہ علم ہیں جس کو مومنوں کے دل لیتے ہیں، ہر وہ علم جو ان کے علم میں سے نہیں ہے وہ اس علم والے کے لئے آفت ہے۔ اللہ کی قسم ہے ان کے پاس حلال اور حرام کا اور بڑے طاقتور کے عذاب سے نجات پانے کا علم ہے۔ اور اس علم کے ساتھ عاجزی ورع اور پیوستہ خدمت بھی۔

قِيلَ لِأَبِي زَكْرِيَّا يَحْيَى بْنُ مُعِينٍ أَيُّمَا أَحَبُّ إِلَيْكَ الشَّافِعِيُّ - أَمَّ أَبُو حَنِيفَةَ أَمَّ ابْنُ يُونُسَ قَالَ أَمَّا الشَّافِعِيُّ فَلَا أُحِبُّ حَدِيثَهُ وَأَمَّا أَبُو حَنِيفَةَ فَقَدْ حَدَّثَ عَنْهُ قَوْمٌ صَالِحُونَ وَأَمَّا ابْنُ يُونُسَ فَلَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِ الْكُذْبِ، كَانَ صَدُوقًا فَعِيلَ لَهُ أَبُو حَنِيفَةَ كَانَ يَصْدُقُ فِي الْحَدِيثِ. قَالَ نَعَمْ صَدُوقٌ. ص ۳۱

ابو زکریا یحییٰ بن معین سے پوچھا گیا، تم کو شافعی، ابو حنیفہ، ابو یوسف میں کون زیادہ پسند ہے۔ انہوں نے کہا میں شافعی کی حدیث پسند نہیں کرتا اور ابو حنیفہ سے صالحوں کی ایک جماعت نے روایت کی ہے اور ابو یوسف جھوٹ بولنے والوں میں سے نہیں ہیں وہ پتے ہیں، پھر ان سے کہا گیا، تو حدیث میں ابو حنیفہ سچے ہیں، آپ نے کہا ہاں وہ سچے ہیں۔

قَالَ سَعْدُ بْنُ مَعَاذٍ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ رُسْتَمٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا عَصَمَةَ نُوحَ بْنَ أَبِي مُرَيْمٍ يَقُولُ سَأَلْتُ أَبَا حَنِيفَةَ مِنْ أَهْلِ الْجَمَاعَةِ فَقَالَ (۱) مَنْ قَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ (۲) وَأَحَبَّ عَلِيًّا وَعُثْمَانَ (۳) وَأَمَّنَ بِالْقَدْرِ خَيْرُهُ وَشَرُّهُ (۴) وَلَمْ يَكْفِرْ مُؤْمِنًا بِذَنْبٍ (۵) وَلَمْ يَتَكَلَّمْ فِي اللَّهِ شَيْئًا (۶) وَمَسَّحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ (۷) وَلَمْ يَحْرَمْ نَبِيذَ الْجَرِّ. قَالَ سَعْدُ بْنُ مَعَاذٍ، قَدْ جَمَعَ فِي هَذِهِ الْأَخَرِ السَّبْعَةَ مَذَاهِبَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، فَلَوْ رَأَى رَجُلٌ أَنْ يَزِيدَ فِيهَا حَرْفًا شَامِلًا لَمْ يَقْدِرْ عَلَيْهِ.

سعد بن معاذ نے کہا میں نے ابراہیم بن رستم سے سنا، وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے ابو عصمہ نوح بن ابی مریم کو کہتے سنا۔ میں نے ابو حنیفہ سے اہل جماعت کے متعلق دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ۱۔ جو ابو بکر و عمر کو مقدم رکھے، ۲۔ اور علی و عثمان سے محبت رکھے، ۳۔ اور خیر و شر کو قدر خداوندی سے جاننے، ۴۔ اور کسی مومن کو گناہ کی وجہ سے کافر نہ کہے، ۵۔ اور اللہ تعالیٰ کے متعلق کوئی بات نہ کہے، ۶۔ اور خفین (موزوں) پر مسح کرے، ۷۔ اور نبیذِ خمر کو حرام نہ کہے، یہ بیان کر کے سعد بن معاذ نے کہا۔ ان سات جملوں میں مذاہب اہل سنت و جماعت کا بیان کر دیا ہے، اگر کوئی چاہے کہ ان میں ایک کا اضافہ کر دے وہ نہیں کر سکتا۔

قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ إِنِّي لَا أَعْرِفُ إِلَّا سِتًّا عَلَى مَا لَاحِظٌ ثُمَّ لِمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ. قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَعْلَمَ بِكِتَابِ اللَّهِ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ - ص ۱۳۳

ابو عبید کہتے ہیں میں نے شافعی سے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے میں جانتا ہوں کہ مالک کی اور پھر محمد بن الحسن کی استاذیت مجھ پر ہے۔ ابو عبید نے کہا میں نے محمد بن الحسن سے زیادہ کتاب اللہ کا عالم کسی کو نہیں دیکھا۔

قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ قَدِمْتُ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ قَرَأْتُ الشَّافِعِيَّ عِنْدَهُ فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ فَلَجَأَ فَاسْتَحْسَنَ الْجَوَابَ وَأَخَذَ شَيْئًا وَكَتَبَ فِيهِ قَرَأَهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فَوَهَبَ لَهُ مِائَةَ دِرْهَمٍ قَالَ لَهُ الزَّمْ إِن كُنْتَ تَشْتَهِي الْعِلْمَ فَسَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ لَقَدْ كَتَبْتُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ وَقَوْعِيذُ كَوَّلَاةٍ وَمَا فَتَقَى بِي مِنَ الْعِلْمِ مَا فَتَقَى قَالَتِ النَّاسُ كُلُّهُمْ فِي الْفِقْهِ عِيَالٌ عَلَى أَهْلِ الْعِرَاقِ وَأَهْلُ الْعِرَاقِ عِيَالٌ عَلَى أَهْلِ الْكُوفَةِ وَأَهْلُ الْكُوفَةِ كُلُّهُمْ عِيَالٌ عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ - ص ۱۳۳

ابو عبید نے کہا میں محمد بن الحسن کے پاس آیا، وہاں میں نے شافعی کو اُن کے پاس دیکھا محمد بن الحسن نے اُن سے کچھ پوچھا، شافعی نے اس کا جواب دیا، محمد بن الحسن نے جواب پسند کیا، شافعی نے کوئی چیز اٹھائی اور اس پر کچھ لکھا، محمد بن الحسن نے اس کو دیکھا اور سو درہم شافعی کو دے اور اُن سے کہا۔ مداومت سے آتے رہو اگر تم کو علم کی خواہش ہے۔ پھر میں نے شافعی سے سنا وہ کہہ رہے تھے میں نے ایک نرا ونٹ کا بوجھ علم محمد بن الحسن سے لکھا ہے اور اگر محمد بن الحسن نہ ہوتے مجھ پر علم کی راہ جواب کھلی ہے، نہ کھلتی، تمام لوگ فقہ میں اہل عراق کے عیال ہیں اور اہل عراق عیال ہیں اہل کوفہ کے اور اہل کوفہ تمام عیال ہیں ابو حنیفہ کے۔

قَالَ الْمَزْنِيُّ لِرُوحٍ، مَنْ جَانَسْتُ - قَالَ أَصْحَابُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ، قَالَ، كَانُوا وَاللَّهِ يَمْلُونُ

الآذان اذا تكلموا ويفتخون للفقهاء ما يفتق عليهم اذا غفلوا، فنظر اليه اصحابه فقال والله ما انا قلت من قبل نفسي حتى سمعت الشافعي يقول ما هو اكثر منه ^{۱۲۳} مزنی نے ایک شخص سے کہا، کس کے پاس بیٹھے ہو۔ اس نے کہا محمد بن الحسن کے اصحاب کے پاس بیٹھا ہوں۔ مزنی نے کہا۔ اللہ کی قسم ہے یہ لوگ جب بات کیا کرتے تھے کانوں کو بھر دیا کرتے تھے (یعنی علوم اور مسائل سے) اور فقہاء کے واسطے مشکل مسائل میں جب کہ وہ غافل ہو جاتے تھے راہیں کھول دیا کرتے تھے، جب مزنی نے یہ بات کہی ان کے اصحاب نے ان کی طرف دیکھا (یعنی تعجب سے کہ حنفیوں کی یہ تعریف کس طرح کی جا رہی ہے) مزنی نے ان سے کہا۔ اللہ کی قسم میں نے اپنی طرف سے یہ بات نہیں کہی ہے بلکہ میں نے شافعی سے اس سے زیادہ سُن رکھا ہے۔

قَالَ يَحْيَى بْنُ أَكْثَمَ كَانَ أَبُو يُوسُفَ إِذَا سُئِلَ عَنْ مَسْئَلَةٍ أَجَابَ فِيهَا وَقَالَ هَذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَمَنْ جَعَلَهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَبِّهِ فَقَدْ اسْتَبْرَأَ إِلَيْنَا ^{۱۲۴}

یحییٰ بن اکثم نے کہا۔ جب ابو یوسف سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تھا وہ اس کا جواب دیتے تھے اور کہتے تھے۔ یہ ابو حنیفہ کا قول ہے اور جو شخص ابو حنیفہ کو اپنے اور اللہ کے بیچ میں رکھے گا اس نے دین کو بری کر لیا۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَمَاعَةَ كَانَ عِيسَى بْنُ أَبَانَ حَسَنَ الْوَجْهِ وَكَانَ يُصَلِّي مَعَنَا وَكُنْتُ أَدْعُوهُ إِلَى أَنْ يَأْتِيَ مُحَمَّدَ بْنَ الْحَسَنِ، فَيَقُولُ هَؤُلَاءِ قَوْمٌ يُخَالِفُونَ الْحَدِيثَ وَكَانَ عِيسَى حَسَنَ الْخُفِّ لِلْحَدِيثِ فَصَلَّى مَعَنَا يَوْمَ الصَّبْحِ فَكَانَ يَوْمَ فُجِّسَ مُحَمَّدٌ، فَلَمْ أَفَارِقْهُ حَتَّى جَلَسَ فِي الْمَجْلِسِ فَلَمَّا فَرَغَ مُحَمَّدٌ أَدْنَيْتُهُ إِلَيْهِ وَقُلْتُ لَهُ هَذَا ابْنُ أَخِيكَ أَبَانُ بْنُ صَدَاقَةَ الْكَاتِبُ وَمَعَهُ ذُكَاءٌ وَمَعْرِفَةٌ بِالْحَدِيثِ وَأَنَا أَدْعُوهُ إِلَيْكَ فَيَأْتِي وَيَقُولُ إِنَّا مُخَالِفُ الْحَدِيثِ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ وَقَالَ لَهُ يَا بَنِي مَا الَّذِي رَأَيْتَنَا مُخَالِفَةً مِنَ الْحَدِيثِ لَا تَشْهَدُ عَلَيْنَا حَتَّى تَسْمَعَ مِنَّا۔ فَسَأَلَهُ يَوْمَئِذٍ عَنْ خَمْسَةِ وَعِشْرِينَ بَابًا مِنَ الْحَدِيثِ فَجَعَلَ مُحَمَّدُ ابْنُ الْحَسَنِ يُجِيبُهُ عَنْهَا وَيُخْبِرُهُ بِمَا فِيهَا مِنَ الْمُنْشُوخِ وَيَأْتِي بِالشَّوَاهِدِ وَالِدَلَالِ، فَالْتَفَتَ إِلَى بَعْدَ مَا خَرَجْنَا فَقَالَ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ النَّوَسِ سِتْرٌ فَارْتَفَعَ عَنِّي، مَا ظَنَنْتُ أَنَّ فِي مُلْكِ اللَّهِ مِثْلَ هَذَا الرَّجُلِ يَظْهَرُهُ لِلنَّاسِ وَلِزِمَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ لَزُومًا شَدِيدًا حَتَّى تَفَقَّهَ ^{۱۲۵}

محمد بن سماعہ نے کہا کہ عیسیٰ بن ابان خوب رُجوان تھا اور ہمارے ساتھ نماز پڑھا کرتا تھا، میں اس کو محمد بن حسن کے حلقہ کی طرف بلاتا تھا، وہ کہتا تھا کہ یہ لوگ حدیث کی مخالفت کرتے ہیں۔

یہ عیسیٰ بن ابان احادیث کا اچھا حافظ تھا۔ ایک دن اس نے صبح کی نماز ہمارے ساتھ پڑھی اور وہ دن محمد بن حسن کے حلقہ کا دن تھا۔ میں عیسیٰ بن ابان سے جدا نہیں ہوا اور جب محمد بن الحسن مجلس میں آئے اور فارغ ہو کر بیٹھے میں نے عیسیٰ بن ابان کو پیش کیا اور کہا کہ یہ آپ کا بھتیجا ابان فرزند صدقہ کاتب ہے۔ اس میں ذکاوت اور احادیث کی معرفت ہے۔ میں اس کو آپ کے پاس لانا چاہتا تھا اور یہ انکار کرتا تھا کہ کہتا تھا کہ ہم حدیث کی مخالفت کرتے ہیں۔ یہ سن کر محمد بن الحسن اس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا۔ برخوردار تم نے ہماری کیا بات دیکھی ہے کہ ہم حدیث کی مخالفت کرتے ہیں، ہم پر تم کسی بات کی گواہی نہ دو جب تک کہ تم خود ہم سے دشمن نہ ہو پھر عیسیٰ بن ابان نے اس دن حدیث کے پچیس ابواب سے سوالات کئے اور محمد نے ان کے جوابات دیئے اور ان میں نسخ احادیث کا بیان دلائل اور شواہد سے کیا اور جب ہم دونوں وہاں سے باہر آئے عیسیٰ بن ابان میری طرف ملتفت ہوئے اور مجھ سے کہا کہ میرے اور نو کے درمیان ایک پردہ حائل تھا۔ وہ پردہ اٹھ گیا۔ مجھ کو اس کا گمان تک نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی ملک میں محمد بن حسن جیسے شخص کا ظہور ہوگا۔ اور پھر وہ محمد بن حسن سے پوری طرح وابستہ ہو گئے اور فقیہ ہوئے۔

۲۔ حافظ ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی متوفی ۴۶۲ھ نے اپنی کتاب تاریخ بغداد کی جلد تیرہ میں صفحہ ۳۲۳ سے ۳۶۸ تک میں لکھا ہے۔

سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سَلَمَةَ يَقُولُ قَالَ خَلْفُ بْنُ أَيُّوبَ، صَارَ الْعِلْمُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى إِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ صَارَ إِلَى أَصْحَابِهِ، ثُمَّ صَارَ إِلَى التَّابِعِينَ ثُمَّ صَارَ إِلَى أَبِي حَنِيفَةَ وَأَصْحَابِهِ فَمَنْ شَاءَ فَلْيَرْضَ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَسْخَطْ۔ م ۳۳۶

محمد بن سلمہ سے سنا کہ خلف بن ایوب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو علم عنایت کیا، اور آپ سے آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو پہنچا، پھر ان سے تابعین کو پہنچا، اور ان سے ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کو پہنچا۔ اب چاہے کوئی خوش ہو یا ناخوش۔

قَالَ رَوْحُ بْنُ عِبَادَةَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ جُرَيْجٍ سَنَةَ ثَمْسِينَ وَأَتَاهُ مَوْتُ أَبِي حَنِيفَةَ فَاسْتَرْجَعَ وَتَوَجَّعَ وَقَالَ۔ أَيْمَنُ عِلْمٍ ذَهَبَ۔ قَالَ، وَمَاتَ فِيهَا ابْنُ جُرَيْجٍ۔ م ۳۳۷

روح بن عبادہ نے کہا میں سنہ ۱۰۰ھ میں ابن جریج کے پاس تھا کہ ان کو ابو حنیفہ کے وفات کی خبر پہنچی۔ انہوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ پڑھی اور غمگین ہوئے اور انہوں نے کہا، کیسا علم ہاتھ سے گیا۔ اور راوی نے بیان کیا کہ اسی سن پچاس میں ابن جریج کی وفات ہوئی ہے۔ رحمۃ اللہ علیہا۔

قَالَ أَبُو غَسَّانٍ سَمِعْتُ إِسْرَائِيلَ يَقُولُ۔ كَانَ نِعَمَ الرَّجُلِ النُّعْمَانُ، مَا كَانَ أَحْفَظَ لِكُلِّ حَدِيثٍ فِيهِ فِقْهٌ وَأَشَدَّ فَحْصَةً عَنْهُ وَأَعْلَمَهُ بِمَا فِيهِ مِنَ الْفِقْهِ وَكَانَ قَدْ ضَبَطَ عَنْ حَمَّادٍ فَأَحْسَنَ الضَّبْطَ عَنْهُ فَأَكْرَمَهُ الْخُلَفَاءُ وَالْأُمَرَاءُ وَالْوُزَرَاءُ وَكَانَ إِذَا نَظَرَهُ رَجُلٌ فِي شَيْءٍ مِنَ الْفِقْهِ هَمَّتْهُ نَفْسُهُ وَلَقَدْ كَانَ مَسْعَرُ يَقُولُ مَنْ جَعَلَ أَبَا حَنِيفَةَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللَّهِ رَجَوْتُ أَنْ لَا يَخَافُ وَلَا يَكُونُ فَرْطًا فِي الْإِحْتِيَاظِ لِنَفْسِهِ۔ م ۳۳۸

ابو غسان نے بیان کیا میں نے اسرائیل سے سنا وہ کہہ رہے تھے۔ اچھے شخص ہیں نعمان،

کیا ہی خوب حافظ تھے ہر اس حدیث کے جس میں فقہ ہوتی تھی اور کیا ہی شدت سے ایسی احادیث کی تلاش کرتے تھے اور کیا ہی خوب علم اُن کی فقہ کا رکھتے تھے، انہوں نے حماد سے اس کو حاصل کیا اور بہت خوب حاصل کیا لہذا خلفاء، اُمراء اور وزراء نے ان کا اکرام کیا اور جب کوئی شخص اُن سے فقہ میں مناظرہ کرتا تھا تو ان کی ہمت بڑھتی تھی، مسعر کہا کرتے تھے جو شخص ابو حنیفہ کو اپنے اور اللہ کے بیچ میں رکھے، مجھے امید ہے کہ اس پر خوف نہیں ہے اور اس نے اپنے نفس کی احتیاط میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہے۔

قَالَ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ سَمِعْتُ الْفَضِيلَ بْنَ عِيَّاضٍ يَقُولُ - كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ رَجُلًا فَقِيهًا مَعْرُوفًا بِالْفَقْهِ، مَشْهُورًا بِالْوَرَعِ، وَاسِعَ الْمَالِ، مَعْرُوفًا بِالْإِفْضَالِ عَلَى مَنْ يَطِيفُ بِهِ، صَبُورًا عَلَى تَعْلِيمِ الْعِلْمِ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ حَسَنَ اللَّيْلِ، كَثِيرَ الصَّمْتِ قَلِيلَ الْكَلَامِ حَتَّى تَرُدَّ مَسْئَلَةٌ فِي حَلَالٍ أَوْ حَرَامٍ، فَكَانَ يُحْسِنُ أَنْ يَدُلَّ عَلَى الْحَقِّ هَارِبًا مِنْ مَالِ السُّلْطَانِ هَذَا آخِرُ حَدِيثٍ مُكْرَمٍ، وَزَادَ ابْنُ الصَّبَّاحِ، وَكَانَ إِذَا وَرَدَتْ عَلَيْهِ مَسْئَلَةٌ فِيهَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ اتَّبَعَهُ وَإِنْ كَانَ عَنْ النَّعَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَالْأَقَاسِ وَأَحْسَنَ الْقِيَاسِ - ۳۳۳

سعید بن منصور نے کہا۔ میں نے فضیل بن عیاض سے سنا انہوں نے کہا۔ ابو حنیفہ ایک فقیہ شخص تھے اور فقہ سے معروف تھے، ان کی پرہیزگاری معروف تھی، اُن کے مال میں فراخی تھی جو اُن کے پاس آتے تھے ان کے ساتھ بھلائی کرتے تھے اور یہ بات معروف تھی، علم کے سکھانے میں رات دن مصروف رہتے تھے، رات ان کی اچھی تھی (یعنی عبادت کرتے تھے) خاموشی زیادہ رہتی تھی، بات کم کرتے تھے۔ ہاں جب مسئلہ حلال و حرام کا آجاتا تھا تو اچھی طرح حق کا بیان کرتے تھے۔ سلطان کے مال سے بھاگتے تھے۔ ”مکرم کی روایت یہاں ختم ہوئی اور ابن الصباح کی روایت میں یہ زیادہ ہے: اگر ان کے پاس مسئلہ آتا تھا اور اس سلسلہ میں صحیح حدیث ہوتی تھی اس کی پیروی کرتے تھے اگرچہ وہ صحابہ یا تابعین سے ہوتی ورنہ قیاس کرتے اور اچھا قیاس کرتے۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَمَاعَةَ سَمِعْتُ أَبَا يُونُسَ يَقُولُ، مَا خَالَفتُ أَبَا حَنِيفَةَ فِي شَيْءٍ قَطُّ فَقَدْ بَرَّتُهُ الْأَسْرَافُ مَذْهَبُ الَّذِي دَهَبَ إِلَيْهِ أَتَجَنَّبُ فِي الْآخِرَةِ، وَكُنْتُ رُبَّمَا مِلْتُ إِلَى الْحَدِيثِ وَكَانَ هُوَ أَبْصَرَ بِالْحَدِيثِ الصَّحِيحِ مِنِّي - ۳۳۴

محمد بن سماعہ کا بیان ہے کہ میں نے ابو یوسف کو کہتے سنا، میں نے جب بھی کسی مسئلہ میں ابو حنیفہ کی مخالفت کی اور پھر میں نے اس میں تدبیر کیا یہ ظاہر ہوا کہ ابو حنیفہ کا مذہب جس کی طرف

وہ گئے ہیں زیادہ نجات دہندہ ہے آخرت میں۔ بسا اوقات میں حدیث کی طرف مائل ہو جاتا تھا اور صحیح حدیث کی پرکھ میں وہ مجھ سے بیجا تر تھے۔

حَدَّثَ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ الْحَنْفِيُّ عَنْ أَبِي عَبَادٍ شَيْخِ كُتُبِهِمْ. قَالَ قَالَ الْأَعْمَشُ لِأَبِي يُوسُفَ كَيْفَ تَرَكَ صَاحِبُكَ أَبُو حَنِيفَةَ قَوْلَ عَبْدِ اللَّهِ "عَتَقَ الْأَمَّةَ طَلَاقُهَا" قَالَ تَرَكَهُ بِحَدِيثِكَ الَّذِي حَدَّثْتَهُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ "إِنَّ بَرِيرَةَ حِينَ أُعْتِقَتْ خَبِرَتْ" قَالَ الْأَعْمَشُ إِنَّ أَبَا حَنِيفَةَ لَفِطْنٌ ۚ ۳۳

محمد بن عمر حنفی ابو عباد سے جو کہ اُن کے شیخ تھے روایت کرتے ہیں کہ اعمش نے ابو یوسف سے کہا تمہارے صاحب ابو حنیفہ نے عبد اللہ بن مسعود کا قول کہ "لو نڈی کی آزادی اس کی طلاق ہے" کیسے چھوڑا۔ ابو یوسف نے کہا تمہاری روایت کردہ حدیث کی بنا پر جو تم نے اُن سے بیان کی ہے۔ از ابراہیم از اسود از حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ بریرہ کو جب آزاد کیا گیا، اختیار سے دیا گیا (یعنی اگر وہ چاہے اپنے شوہر کے ساتھ رہے اور اگر چاہے شوہر سے الگ ہو جائے) یسُن کر اعمش نے کہا۔ ابو حنیفہ زیرک ہیں۔

عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ حَمَّادٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عِيَّاشٍ قَالَ مَاتَ عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ أَخُو سُفْيَانَ فَأَتَيْنَاهُ نُعْرِيَّةً، فَإِذَا الْمَجْلِسُ غَاصُّ بِأَهْلِهِ وَفِيهِمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، وَإِذَا قَبْلَ أَبُو حَنِيفَةَ فِي جَمَاعَةٍ مَعَهُ، فَلَمَّا رَأَاهُ سُفْيَانُ تَحَوَّكُ عَنْ مَجْلِسِهِ، ثُمَّ قَامَ فَأَعْتَقَهُ وَأَجْلَسَهُ فِي مَوْضِعِهِ وَقَعَدَ بَيْنَ يَدَيْهِ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ، فَأَغْطَظْتُ عَلَيْهِ، وَقَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ، وَيَمُحُكُ الْأَتْرَى فَجَلَسْنَا حَتَّى تَفَرَّقَ النَّاسُ، فَقُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِدْرِيسَ، لَا تَقُمْ حَتَّى نَعْلَمَ مَا عِنْدَهُ فِي هَذَا، فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ رَأَيْتُكَ الْيَوْمَ فَعَلْتَ شَيْئًا أَنْكَرْتَهُ وَأَنْكَرَهُ أَصْحَابُنَا عَلَيْكَ قَالَ وَمَا هُوَ، قُلْتُ جَاءَكَ أَبُو حَنِيفَةَ فَقُمْتَ إِلَيْهِ وَأَجْلَسْتَهُ فِي مَجْلِسِكَ وَصَنَعْتَ بِهِ صَنِيعًا بَلِيغًا. وَهَذَا عِنْدَ أَصْحَابِنَا مُنْكَرٌ فَقَالَ وَمَا أَنْكَرْتَ مِنْ ذَلِكَ. هَذَا رَجُلٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ بِمَكَانٍ، فَإِنْ لَمْ أَقُمْ لِعَلِمِهِ قُمْتُ لِسِنِّهِ وَإِنْ لَمْ أَقُمْ لِسِنِّهِ، قُمْتُ لِفَقْهِهِ، وَإِنْ لَمْ أَقُمْ لِفَقْهِهِ، قُمْتُ لَوَرَعِهِ، فَأَجْمَعُنِي فَلَمْ يَكُنْ عِنْدِي جَوَابٌ ۚ ۳۴

اسماعیل بن حماد نے ابو بکر بن عیاش سے روایت کی ہے کہ سفیان ثوری کے بھائی عمر بن سعید کی وفات ہوئی اور ہم تعزیت کے سلسلہ میں اُن کے پاس گئے، مجلس لوگوں سے بھری ہوئی تھی، لوگوں میں عبد اللہ بن ادیس بھی تھے اسی دوران میں ابو حنیفہ اپنی جماعت کے ساتھ آگئے، اُن کو دیکھ کر سفیان اپنی جگہ سے سر کے پھر سفیان کھڑے ہو گئے اور ابو حنیفہ سے معاف

کیا اور ان کو اپنی جگہ پر بٹھایا اور خود ان کے سامنے بیٹھے۔ ابو بکر کہتے ہیں، مجھے سفیان پر غصہ آیا اور ابن ادریس سے کہا، تم پر افسوس ہے، کیا تم نہیں دیکھتے، ہم بیٹھے رہے تا آنکہ لوگ چلے گئے، میں نے ابن ادریس سے کہا۔ تم نہ اٹھو تا کہ ہم کو اس کیفیت کی وجہ معلوم ہو۔ اور میں نے سفیان ثوری کو خطاب کر کے کہا۔ اے ابو عبد اللہ! میں نے آج تم کو ایسا فعل کرتے دیکھا ہے جس کو ہم نے اور ہمارے ساتھیوں نے ناپسند کیا ہے۔ انہوں نے پوچھا وہ کونسا فعل ہے۔ میں نے کہا تمہارے یاس ابو حنیفہ آئے تھے ان کے واسطے کھڑے ہوئے اور تم نے ان کو اپنی جگہ پر بٹھایا اور تم نے ان کی خوب مدارات کی اور ہمارے اصحاب کے نزدیک تمہارا یہ فعل منکر اور خراب ہے۔ انہوں نے کہا اس میں کیا بُرائی ہے، یہ ایسے شخص ہیں کہ علم میں ان کا ایک مقام ہے اگر میں ان کے علم کی وجہ سے نہ کھڑا ہوتا ان کی کلاں سالی کی وجہ سے کھڑا ہوتا اور اگر ان کی کلاں سالی کی وجہ سے نہیں کھڑا ہوتا ان کی فقہ کی وجہ سے کھڑا ہوتا اور اگر ان کی فقہ کی وجہ سے نہیں کھڑا ہوتا ان کے ورع کی وجہ سے کھڑا ہوتا، سفیان ثوری نے مجھ کو حیرت میں ڈال کر لاجواب کر دیا۔

قَالَ ابْنُ الصَّلْتِ سَمِعْتُ الْحُسَيْنَ بْنَ حَرْثٍ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّضْرَ بْنَ شَمِيلٍ يَقُولُ، كَانَ النَّاسُ يَنَامُونَ الْفَقْهَ حَتَّى يَقْظَهُمْ أَبُو حَنِيفَةَ بِمَا فَتَقَهُ وَبَيْتُهُ وَلِخَصْمِهِ ۲۴۵

ابن صلت نے کہا میں نے حسین بن حرث سے سنا وہ کہہ رہے تھے۔ فقہ سے لوگ غفلت میں تھے ابو حنیفہ نے زوایا اختیار سے فقہ کو نکال کر اور اچھی طرح اس کو بیان کر کے اور اس کا مغز پیش کر کے لوگوں کو ہوشیار و آگاہ کیا ہے۔

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ الْحَمْدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ يَقُولُ شَيْئَانِ مَا ظَنَنْتُ أَنَّهُمَا يَجَادِزَانِ قَنْطَرَةَ الْكُوفَةِ وَقَدْ بَلَغَا الْآفَاقَ، قِرَاءَةُ حَمْزَةٍ وَرَأْيُ ابْنِ حَنِيفَةَ ۲۴۶

عبد اللہ بن الزبیر حمیدی نے کہا میں نے سفیان بن عیینہ کو کہتے سنا دو چیزوں کے متعلق مجھ کو خیال تک نہیں آتا تھا کہ وہ کوفہ کے پل پار نہیں کی حالت کہ وہ دنیا کے گوشوں تک پہنچ گئی ہیں حمزہ کی قراءت اور ابو حنیفہ کی رائے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ بْنُ مُسْلِمٍ النَّخَعِيُّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ بِالشَّامِ لِلْحَكَمِ بْنِ هِشَامٍ الشَّقَفِيِّ، أَخْبَرَنِي عَنْ ابْنِ حَنِيفَةَ قَالَ عَلَى الْخَيْرِ سَقَطَتْ - كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ لَا يُخْرِجُ أَحَدًا مِنْ قِبَلِهِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يُخْرِجَ مِنَ الْبَابِ الَّذِي مِنْهُ دَخَلَ، وَكَانَ مِنْ أَكْثَرِ النَّاسِ أَمَانَةً وَإِرَادَةً سُلْطَانًا عَلَى أَنْ يَتَوَلَّى مَفَاتِيحَ خَزَائِنِهِ أَوْ يُضْرَبُ ظَهْرُهُ فَأَخْتَارَ عَذَابَهُمْ

فَعَلَىٰ عَذَابِ اللَّهِ - فَقَالَ لَهُ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا وَصَفَ أَبَا حَنِيفَةَ بِمِثْلِ مَا وَصَفْتَهُ بِهِ - قَالَ هُوَ
فَكَمَا قُلْتُ لَكَ - ص ۳۵۴

ہم سے عبد اللہ بن صالح بن مسلم عجل نے بیان کیا کہ ملک شام میں حکم بن ہشام ثقفی سے
ایک شخص نے ابو حنیفہ کے متعلق پوچھا، حکم نے کہا تم نے واقف کار سے پوچھا ہے۔ وہ کسی شخص کو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلہ سے خارج نہیں کرتے تھے وہ خود ہی اگر دین اسلام کو چھوڑے
تو چھوڑے، لوگوں میں بہت بڑے مرتبہ کے امانت دار تھے، ہمارے سلطان نے ارادہ کیا کہ وہ
یا تو خزانہ کی کنجیوں کے متوتی بنیں یا ان کی پیٹھ پر کوڑے مارے جائیں۔ انہوں نے سلطانی عذاب
کو اللہ کے عذاب پر ترجیح دی۔ پوچھنے والے نے یہ سن کر حکم سے کہا۔ میں نے کسی کو نہیں پایا کہ اس
نے ابو حنیفہ کا ایسا بیان کیا ہو جیسا تم نے کیا ہے۔ انہوں نے کہا وہ ایسے ہی تھے جیسا کہ میں نے
کہا ہے۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَاصِمَ النَّبِيلَ يَقُولُ كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ يُسَمِّي الْوُتْدَ
لِدَثْرَةِ صَلَاتِهِ - ص ۳۵۴

محمد بن بکر نے بیان کیا کہ میں نے ابو عاصم نبیل کو کہتے سنا کہ ابو حنیفہ کو بہ کثرت نماز
پڑھنے کی وجہ سے وُتد (کھوٹا) کہا کرتے تھے۔

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ سَمِعْتُ مَنْصُورَ بْنَ هَاشِمٍ يَقُولُ كُنَّا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ
بِالْقَادِسِيَّةِ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ فَوَقَعَ فِي أَبِي حَنِيفَةَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ، وَمِثْلُكَ أَتَقَعُ
فِي رَجُلٍ صَلَّى خَمْسًا وَارْبَعِينَ سَنَةً خَمْسَ صَلَوَاتٍ عَلَى وَضُوءٍ وَاحِدٍ وَكَانَ يَجْمَعُ الْقُرْآنَ فِي رَكْعَتَيْنِ
فِي نَيْلَةٍ وَتَعَلَّمْتُ الْفِقْهَ الَّذِي عِنْدِي مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ - ص ۳۵۵

احمد بن ابراہیم نے کہا۔ میں نے منصور بن ہاشم سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ ہم عبد اللہ بن
مبارک کے ساتھ قادیسیہ میں تھے کہ ان کے پاس ایک شخص اہالی کوفہ میں سے آیا اور اس نے ابو حنیفہ
کی برائی بیان کی۔ عبد اللہ بن مبارک نے اس شخص سے کہا۔ افسوس ہے تجھ پر کہ تو ایسے شخص کی
برائی بیان کر رہا ہے جس نے پینتالیس سال ایک وضو سے پانچ وقت کی نماز پڑھی ہے اور جو
سارا قرآن عظیم ایک رات میں دو رکعتوں کے اندر پڑھا کرتے تھے اور یہ فقہ جو مجھ کو آئی ہے میں
نے ابو حنیفہ سے سیکھی ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى الْهَمَانِيُّ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ كَانَ يُصَلِّي الْفَجْرَ بِوَضُوءِ الْعِشَاءِ وَ

كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُصَلِّيَ مِنَ اللَّيْلِ تَزَيَّنَ حَتَّى يُسْرِحَ لِحْيَتَهُ - ۳۵۵

ابو یحییٰ حمانی نے ابو حنیفہ کے بعض اصحاب سے بیان کیا ہے کہ ابو حنیفہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھا کرتے تھے اور جب وہ رات میں نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تھے تو اپنی زینت کرتے تھے اور وارڈھی میں کنگھی کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ سَمِعْتُ زَائِدَةَ يَقُولُ صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي حَنِيفَةَ فِي مَسْجِدِهِ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ، وَخَرَجَ النَّاسُ وَلَمْ يَعْلَمْ أُنِّي فِي الْمَسْجِدِ وَأَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَهُ عَنْ مَسْئَلَةٍ مِنْ حَيْثُ لَا يَرَانِي أَحَدٌ، قَالَ فَقَامَ وَقَدْ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ حَتَّى بَلَغَ إِلَى هَذِهِ الْآيَةِ - فَمَنْ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَّانَا عَذَابَ السَّمُومِ - فَاقَمْتُ فِي الْمَسْجِدِ أَنْتَظِرُ فَرَاغَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُرَوِّدُهَا حَتَّى أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لَصَلَاةِ الْفَجْرِ - ۳۵۶

احمد بن یونس نے کہا میں نے زائدہ سے سنا وہ کہہ رہے تھے میں نے ابو حنیفہ کے ساتھ ان کی مسجد میں عشاء کی نماز پڑھی، پھر لوگ چلے گئے اور ابو حنیفہ کو خبر نہ تھی کہ میں مسجد میں ہوں میرا ارادہ ان سے ایک مسئلہ کا پوچھنا تھا اس طرح کہ کوئی دیکھے نہیں۔ ابو حنیفہ نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے اور وہ اس آیت شریفہ پر پہنچے۔ فَمَنْ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَّانَا عَذَابَ السَّمُومِ (سورہ طور کی آیت ۲) پھر احسان کیا اللہ نے ہم پر اور بجایا ہم کو لوگوں کے عذاب سے (یعنی دوزخ کی بھاپ بھی نہ لگی موضع القرآن)

میں آپ کے انتظار میں بیٹھ گیا اور آپ اس آیت شریفہ کو دہرتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور مؤذن نے صبح کی اذان دی۔

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ أَبَا نَعِيمٍ ضَرَّارَ بْنَ صُرْدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ الْكُثَيْبِ يَقُولُ وَكَانَ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ - كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ شَدِيدَ الْخَوْفِ مِنَ اللَّهِ فَقَرَأَ بِنَا عَلِيٍّ بْنِ الْحُسَيْنِ الْمُؤَذِّنِ فِي الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ "إِذَا زُلْزِلَتْ" وَأَبُو حَنِيفَةَ خَلْفَهُ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ وَخَرَجَ النَّاسُ نَظَرْتُ إِلَى أَبِي حَنِيفَةَ وَهُوَ جَالِسٌ يُفَكِّرُ وَيَتَنَفَّسُ، فَقُلْتُ أَقَوْمٌ لَا يَشْتَغِلُ قَلْبُهُ بِي، فَلَمَّا خَرَجْتُ تَرَكْتُ الْقِنْدِيلَ وَلَمْ يَكُنْ فِيهِ إِلَّا زَيْتٌ قَلِيلٌ، فَجِثْتُ وَقَدْ طَلَعَ الْفَجْرُ وَهُوَ قَائِمٌ قَدْ أَخَذَ بِلُحْيَةِ نَفْسِهِ وَهُوَ يَقُولُ يَا مَنْ يَجْزِي بِمِثْقَالِ ذَرَّةٍ خَيْرًا أَوْ يَأْمِنُ بِجَزِيٍّ بِمِثْقَالِ ذَرَّةٍ شَرًّا شَرًّا، أَجْرُ النَّعْمَانِ عَبْدَكَ مِنَ النَّارِ وَمَا يَقْرُبُ مِنْهَا مِنَ الشَّوْءِ وَأَدْخَلُهُ فِي سَعَةِ رَحْمَتِكَ، قَالَ فَأَذْنَتُ وَالْقِنْدِيلُ يَزْهَرُ وَهُوَ قَائِمٌ فَلَمَّا دَخَلْتُ قَالَ تُرِيدُ أَنْ تَأْخُذَ الْقِنْدِيلَ - قَالَ -

قُلْتُ قَدْ أَذَنْتُ لِمُصَلَّاةٍ الْغَدَاةِ، قَالَ أَكْتُمُ عَلَيَّ مَا رَأَيْتَ وَرَكْعَ رَكَعَتِي الْفَجْرِ وَجَلَسْتُ حَتَّى أَقَمْتُ الصَّلَاةَ وَصَلَّى مَعَنَا الْغَدَاةَ عَلَى وَضُوءٍ أَوَّلِ اللَّيْلِ۔ ۲۵۷

احمد بن محمد نے کہا میں نے ابو نعیم ضرار بن صرد سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ یزید بن کیت سے جو کہ برگزیدہ لوگوں میں سے تھے، کہہ رہے تھے کہ ابو حنیفہ شدت کے ساتھ اللہ سے ڈرتے تھے۔ علی بن حسین مؤذن نے ہم کو عشاء کی نماز پڑھائی۔ انہوں نے سورہ اِذَا زُلْزِلَتْ پڑھی۔ نماز کے بعد جب لوگ مسجد سے چلے گئے، میں نے ابو حنیفہ کو دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوئے سوچ رہے ہیں اور آپ بھر رہے ہیں۔ میں نے دل میں کہا کہ میرا جانا بہتر ہے تاکہ ان کا دل میری طرف راغب نہ ہو جب میں جانے لگا قندیل کو جلتا چھوڑ گیا اس میں تھوڑا تیل تھا اور جب صبح صادق ہونے کے بعد میں لوٹ کر مسجد آیا میں نے دیکھا کہ ابو حنیفہ اپنی ڈاڑھی پکڑے ہوئے کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں۔

اے وہ پاک ذات جو ذرہ بھر بھلائی کا بھلائی سے بدلہ دے گا اور اے وہ پاک ذات جو ذرہ بھر بُرائی کا بُرائی سے بدلہ دے گا اپنے بندہ نعمان کو دوزخ سے اور اُس بُرائی سے جو دوزخ کے قریب کرے، پناہ دے، اور اس کو اپنی رحمت کی فراخی میں داخل کرے۔ مؤذن کہتے ہیں میں نے اذان دی اور میں نے دیکھا کہ قندیل روشن ہے اس کا نور خوب پھیل رہا ہے اور آپ کھڑے ہیں، پھر میں مسجد میں داخل ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ کیا قندیل اٹھانی چاہتے ہو۔ میں نے کہا کہ میں نے صبح کی نماز کے لئے اذان دے دی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تم میرے اس واقعہ کو پوشیدہ رکھو۔ پھر آپ نے سنتیں پڑھیں اور بیٹھے رہے پھر میں نے اقامت کہی اور انہوں نے ہمارے ساتھ صبح کی نماز شام کے وضو سے پڑھی۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَوْ رَغَ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَقَدْ جُوبَ بِالسِّيَاطِ وَالْأَمْوَالِ۔

ابن مبارک نے کہا۔ ابو حنیفہ سے زیادہ پرہیزگار میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ اُن کی آزمائش دولت سے اور کوڑوں سے ہوئی ہے۔

قَالَ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ صُهَيْبٍ الْكَلْبِيِّ يَقُولُ أَبُو حَنِيفَةَ النُّعْمَانُ بْنُ قَابِطٍ يَتَمَثَّلُ كَثِيرًا۔

عَطَاءُ ذِي الْعَرْشِ خَيْرٌ مِنْ عَطَائِكُمْ وَسَيْبُهُ وَاسِعٌ يُزَجَّى وَيُنْتَظَرُ

أَنْتُمْ مِثْلَ رَمَّا تُعْطُونَ مِنْكُمْ وَاللَّهُ يُعْطِي بِلَا يَدٍ وَلَا كَدٍ

زید بن ارقم نے کہا میں نے عبد اللہ بن صہیب کلبی سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت اکثر بہ طور مثال پڑھا کرتے تھے۔

۱۔ خداوند عرش کی عطا تمہاری عطا سے بہتر ہے، اس کا فیضان فراخ ہے جس کی امید کی جاتی ہے اور انتظار کیا جاتا ہے۔

۲۔ تم جو کچھ دیتے ہو تمہارا احسان اس کو مکدر کر دیتا ہے اور اللہ رب العزت کی عطا بلا احسان اور بلا کد ورت ہوتی ہے۔

۳ امام حافظ ابو عمر یوسف بن عبد البر مالکی مغربی متوفی ۳۵۶ھ نے اپنی کتاب الاستغفار فی الکنی میں لکھا ہے۔ لہ

”كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ فِي الْفَقْهِ إِمَامًا، حَسُنَ الرَّأْيُ وَالْقِيَاسُ، لَطِيفَ الْإِسْتِخْرَاجِ، جَيِّدَ الذِّهْنِ، حَاضِرَ الْفَهْمِ، ذَكِيًّا، وَدَعَا، عَاقِلًا، إِلَّا أَنَّهُ كَانَ مَذْهَبُهُ فِي أَخْبَارِ الْأَحَادِ الْعُدُولُ أَنْ لَا يَقْبَلَ مِنْهَا مَا خَالَفَ الْأَصُولَ الْمَجْمُوعَ عَلَيْهَا، فَانْكَرَ عَلَيْهِ أَهْلُ الْحَدِيثِ ذَلِكَ وَذَمُّوهُ وَأَفْرَطُوا وَحَسَدَهُ مِنْ أَهْلِ وَقْتِهِ مَنْ بَغَى عَلَيْهِ وَاسْتَحَلَّ الْغَيْبَةَ فِيهِ وَعَظَّمَهُ آخَرُونَ وَرَفَعُوا مِنْ ذِكْرِهِ وَاتَّخَذُوهُ إِمَامًا وَأَفْرَطُوا أَيْضًا فِي مَدْحِهِ، وَآلَفَ النَّاسُ فِي فَضَائِلِهِ وَمَثَالِبِهِ وَالطَّعْنَ عَلَيْهِ. ثُمَّ قَالَ أَبُو عُمَرَ: وَأَهْلُ الْفَقْهِ لَا يَلْتَفِتُونَ إِلَى مَنْ طَعَنَ عَلَيْهِ وَلَا يُصَدِّقُونَ بِشَيْءٍ مِنَ السُّوءِ يُنْسَبُ إِلَيْهِ“

ابو حنیفہ فقہ میں امام تھے، ان کی رائے خوب قیاس عمدہ، مسئلہ لطیف پیرایہ سے نکالتے تھے، ان کا ذہن اچھا تھا، سمجھ ہر وقت ساتھ دستی تھی، ذکی، صاحب تقویٰ اور عقلمند تھے، البتہ اخبارِ آحادِ عدول کے متعلق ان کا مذہب یہ تھا، اگر ان کی روایت کسی ایسی اصل کے خلاف ہو جو سب کے نزدیک مسلم ہو، تو یہ روایت غیر مقبول ہے، اہل حدیث نے اس پر انکار کیا ہے اور آپ کی خدمت کی ہے اور افراط سے کام لیا ہے اور آپ سے آپ کے زلمے کے سرکش مخالفوں نے حسد کیا ہے اور انہوں نے آپ کی غیبت کرنی جائز قرار دے دی ہے، دوسری جماعت نے آپ کی تعظیم کی ہے اور آپ کا خوب ذکر کیا ہے اور آپ کو اپنا امام بنایا ہے۔ ان لوگوں نے آپ کی مدح کرنے میں افراط سے کام لیا ہے، اور لوگوں نے آپ کے فضائل کے بیان میں اور آپ کے مساوی اور آپ پر طعن میں کتابیں لکھی ہیں۔

لے یہ کتب دستیاب نہیں ہوئی۔ امام حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف دمشقی شامی شافعی نے اپنی کتاب عقود الجہان فی مناقب الامام ابی حنیفۃ النعمان کے صفحہ ۲۰۹ میں یہ عبارت لکھی ہے۔

ابو عمر کہتا ہے ”اہل فقہ طعن کرنے والوں کی طرف التفات نہیں کرتے ہیں اور نہ ان کی ذکر کردہ برائیوں کی تصدیق کرتے ہیں“

علامہ ابو عمر ابن عبدالبر نمیری قرطبی نے کتاب ”الانتقاء فی فضائل الثلاثة الأئمة الفقہاء امام مالک، امام شافعی اور امام ابو حنیفہ کے احوال میں لکھی ہے۔ تیسرے حصہ میں حضرت امام عالی مقام کا ذکر ہے، یہ حصہ صفحہ ۱۲۱ سے صفحہ ۱۷۵ تک ہے۔ اس حصہ کا دیباچہ درج ذیل ہے۔

”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَعَلَى آلِهِ أَجْمَعِينَ. وَأَذْكُرُ فِي هَذَا الْجُزْءِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ بَعْضَ مَا حَضَرَنِي ذِكْرُهُ مِنْ أَخْبَارِ أَبِي حَنِيفَةَ وَقُضَائِلِهِ وَأَذْكُرُ بَعْضَ مَنْ أَشْنَى عَلَيْهِ وَحَمَدَهُ وَنَبَذَ أَيْمَانُ طَعْنٍ فِيهِ عَلَيْهِ لِرَدِّهِ بِمَا أَصْلَهُ لِنَفْسِهِ فِي الْفَقْهِ وَرَدَّ بِذَلِكَ أَخْبَارَ الْآحَادِ الثَّقَاتِ إِذَا لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَمَا أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَيْهِ دَلِيلٌ عَلَى ذَلِكَ الْخَبَرِ وَسَمَاءُ الْخَبَرِ الشَّاذُّ وَطَرَحَهُ وَكَانَ مَعَ ذَلِكَ أَيْضًا لَا يَرَى الطَّاعَاتِ وَأَعْمَالَ الْبَرِّ مِنَ الْإِيمَانِ فَعَابَهُ بِذَلِكَ أَهْلُ الْحَدِيثِ، فَهَذَا الْقَوْلُ يَسْتَوْعِبُ مَعْنَى مَا لَيْحَ بِهِ مَنْ طَعَنَ عَلَيْهِ مِنْ أَهْلِ الْأَثَرِ.

وَقَدْ أَفْنَى عَلَيْهِ قَوْمٌ كَثِيرٌ لِفَقْهِهِ وَلِقِظَتِهِ وَحُسْنِ قِيَاسِهِ وَوَرَعِهِ وَفُجَاءَتِيَّتِهِ السَّلَاطِينِ فَتَذْكُرُ فِي هَذَا الْكِتَابِ عُيُونًا مِنَ الْمَعْنِيِّينَ جَمِيعًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ وَهُوَ حَسْبُنَا وَنِعْمَ الْوَكِيلُ“

اس تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ میں امام ابو حنیفہ کے فضائل اور آپ کی تعریف کرنے والوں کا ذکر اچوکہ مجھ کو اس وقت یاد ہے) کرتا ہوں اور ابتدا اس سے کرتا ہوں کہ آپ نے مسائل فقہیہ میں اخبار آحاد کے قبول کرنے کے لئے یہ قاعدہ رکھا ہے کہ اس خبر آحاد کی تائید کلام اللہ سے یا امت کے متفقہ فیصلہ سے ہوتی ہو، اور اگر یہ تائید نہیں ہوتی ہے تو یہ حدیث شاذ اور ناقابلِ عمل ہے۔ اور ایمان کے سلسلہ میں آپ نے فرمایا ہے کہ ایمان کا تعلق قلب سے ہے کہ دل پوری طرح گواہی دے کہ اللہ ایک ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ جس کا یہ عقیدہ ہو وہ مومن ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکات اور حرمت سے اجتناب ارکانِ اسلام ہیں، ایمان کے اجزاء نہیں ہیں۔

ان دونوں باتوں کی وجہ سے اہل حدیث نے مخالفت کی ہے اور حد درجہ شدت سے مخالفت کی ہے۔

حضرت امام کی مخالفت کا بیان بعد میں آ رہا ہے وہاں ان مسائل کا ذکر ہوگا۔ اس مقالہ میں حضرت امام کی مدح و ستائش ائمہ کا بیان کیا جا رہا ہے۔

ابن عبدالبر نے یہ بھی لکھا ہے کہ ابو حنیفہ کی سمجھ اور آگاہی اور آپ کے قیاس کی خوبی اور آپ کے ورع اور امر اور سلاطین سے کنارہ کش رہنے کی وجہ سے ایک بڑی جماعت نے آپ کی تعریف کی ہے۔ ابن عبدالبر نے صفحہ ۱۲۴ سے ۱۳۷ تک سُرخیاں قائم کر کے چھ بیس مائے ناز افراد کا ذکر کیا ہے جو حضرت امام کے مداح ہیں، ان کے نام درج ذیل ہیں۔

- | | | | |
|-------------------------|-----------------------|------------------------|----------------------|
| ۱۔ حضرت محمد باقر | ۲۔ حماد بن سلیمان | ۳۔ مسعر بن کدام | ۴۔ ایوب سختیانی |
| ۵۔ اعمش | ۶۔ شعبۃ بن الحجاج | ۷۔ سفیان ثوری | ۸۔ میسر بن مقسم ضبئی |
| ۹۔ حسن بن صالح بن حمی | ۱۰۔ سفیان بن عیینہ | ۱۱۔ سعید بن ابی عروبہ | ۱۲۔ حماد بن زید |
| ۱۳۔ شریک القاضی | ۱۴۔ ابن شبرمہ | ۱۵۔ یحییٰ بن سعید قطان | ۱۶۔ عبداللہ بن مبارک |
| ۱۷۔ قاسم بن معن | ۱۸۔ حجر بن عبد الجبار | ۱۹۔ زبیر بن معاویہ | ۲۰۔ ابن جریج |
| ۲۱۔ عبد الرزاق بن ہمام | ۲۲۔ شافعی | ۲۳۔ وکیع | ۲۴۔ خلد واسطی |
| ۲۵۔ فضل بن موسیٰ سینائی | ۲۶۔ عیسیٰ بن یونس | رحمۃ اللہ علیہم اجمعین | |

ان گرامی قدر اصحاب کے نام پڑھ کر عاجز کو یہ مصرع یاد آیا ہے

ہمد عالم گواہ عصمتِ اوست

یہ عاجزان حضرات کے بعض ارشادات نقل کرتا ہے۔

امام ابو حنیفہ حضرت باقر کی خدمت میں پہنچے۔ ان سے کچھ سوالات کئے۔ جوابات سن کر تشریف لے گئے۔ حضرت باقر نے فرمایا۔ مَا أَحْسَنَ هَذِيهِ وَسَمْتُهُ وَمَا أَكْثَرَ فَفْهْمُهُ (۱۳۳) کیا ہی اچھا ہے ان کا طریقہ اور روش اور کیا ہی زیادہ ہے ان کی فقہ۔

اور امام ابو حنیفہ نے ان سے روایت لی ہے۔ قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ إِنَّ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَنَّ عَلِيًّا دَخَلَ عَلَى عُمَرَ وَهُوَ مُسَبَّحٌ عَلَيْهِ بِثَوْبٍ فَقَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقِيَ اللَّهَ بِصِحْفَتِهِ مِنْ هَذَا الْمُسَبَّحِ بِرَدَائِهِ۔ (۱۳۴)

ابو جعفر محمد بن علی نے ابو حنیفہ سے بیان کیا کہ حضرت علی حضرت عمر کے جنازہ کے پاس گئے حضرت عمر بے چادر پڑی ہوئی تھی آپ نے کہا، کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ میں اس کا نامِ اعمال لے کر اللہ کے پاس جاؤں بجز اس چادر پوش کے۔ رضی اللہ عنہما۔

قَالَ حَمَادُ بْنُ أَبِي حَنِيفَةَ، سَأَلَ أَبِي حَمَادٍ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ مَسْأَلَةٍ مِنَ الطَّلَاقِ فَأَجَابَهُ
فَجَعَلَ أَبُو حَنِيفَةَ يَنَازِعُهُ فِي الْمَسْئَلَةِ حَتَّى سَكَتَ حَمَادٌ فَلَمَّا قَامَ أَبُو حَنِيفَةَ قَالَ حَمَادٌ هَذَا
فِقْهُهُ يُجِبِي اللَّيْلَ وَيُقَوِّمُهُ - ۱۲۴

حماد پیر حضرت امام کہتے ہیں کہ میرے باپ نے حماد بن ابی سلیمان (آپ کے استاد مکرم) سے
طلاق کا ایک مسئلہ پوچھا۔ حماد نے اس کا جواب دیا، ابو حنیفہ ان سے بحث کرتے رہے یہاں تک
کہ حماد خاموش ہو گئے اور ابو حنیفہ چلے گئے۔ حماد نے کہا۔ یہ ان کی فقہ ہے ساری رات جاگتے
ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

قال مسعر بن کدام - رَحِمَ اللَّهُ أَبَا حَنِيفَةَ - إِنَّكَ لَفَقِيهًا عَالِمًا - ۱۲۵
مسعر بن کدام نے کہا۔ اللہ تعالیٰ ابو حنیفہ پر رحم فرمائے یقیناً آپ ایک فقیہ اور عالم تھے۔
قال اسماعیل الصائغ سمعت شبابة بن سوار يقول كان مشعبة حسن الرأي في
أبي حنيفة وكان يستنشدني أبيات مسادوس الوراق -

اسماعیل صائغ نے کہا میں نے شبابہ بن سوار سے سنا وہ کہتے تھے کہ شعبہ کی رائے ابو حنیفہ کے
متعلق اچھی تھی اور مجھ کو مسادوس رواق کے یہ اشعار سناتے تھے۔

إِذَا مَا النَّاسُ يَوْمًا قَائِسُونَ نَا

رَمَيْنَاهُمْ بِمِقْيَاسٍ مُصْنِيبٍ

إِذَا سَمِعَ الْفَقِيهَ بِهِ دَعَاةً

بِأَيِّدٍ مِنَ الْفُتَيَا طَرِيفَةٍ

صَلِيبٍ مِنْ طَرَاظِ أَبِي حَنِيفَةَ

وَأَثْبَتَهُ بِحَبْرٍ فِي صَحِيفَةٍ ۱۲۶

۱۔ اگر کسی دن لوگ ہم سے غیر مانوس نئے فتوے میں قیاس کی بحث کریں گے۔

۲۔ ہم ان کے سامنے ایسا اچھا مضبوط قیاس کرنے کا طریقہ رکھ دیں گے جو ابو حنیفہ کے طرز

کا ہوگا

۳۔ جب اس کو فقیہ نے گایا دکر لے گا اور روشنائی سے اس کو صحیفہ میں لکھ لے گا۔

حسین بن واقد نے کہا۔ مرو میں ایک مسئلہ پیش آیا وہاں کسی سے حل نہ ہوا۔ میں عراق آیا

اور میں نے سفیان ثوری سے دریافت کیا، وہ تھوڑی دیر سوچتے رہے پھر انہوں نے کہا۔ اے حسین اس

مسئلہ کا حل میں نہیں جانتا۔ میں نے کہا، تم امام ہو اور میں مرو سے اس مسئلہ کے لئے آیا ہوں اور تم کہتے

ہو کہ میں نہیں جانتا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے وہی جواب دیا ہے جو ابن عمر نے دیا تھا (حضرت نے

لا ادری فرمایا تھا) حسین کہتے ہیں پھر میں ابو حنیفہ کے پاس گیا اور ان سے دریافت کیا، انہوں نے

جواب دیا اور میں سفیان کے پاس آیا اُن سے واقعہ بیان کیا، انہوں نے ابو حنیفہ کا جواب پوچھا میں نے ان کو بتایا، وہ جواب سن کر کچھ دیر خاموش رہے اور پھر کہا۔ یَا حُسَيْنُ هُوَ مَا قَالَ لَكَ أَبُو حَنِيفَةَ اے حسین جواب وہی ہے جو ابو حنیفہ نے کہا ہے۔

قَالَ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ قَالَ الْمَغِيرَةُ بْنُ مَقْسَمٍ الضَّبِّيُّ يَأْجُرُ الْإِثْنَانِ فِي أَبِي حَنِيفَةَ ۱۲
مغیرہ نے جریر بن عبد الحمید سے کہا۔ اے جریر ابو حنیفہ کے پاس کیوں نہیں جاتے۔
قَالَ يَحْيَى بْنُ آدَمَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ صَالِحٍ يَقُولُ كَانَ الثَّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ فَهْمًا عَالِمًا مُتَبَيَّنًا
فی علمہ اِذَا مَعَهُ عِنْدَهُ الْخَبْرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَعُدْ إِلَى غَيْرِهِ۔

یحییٰ بن آدم نے کہا میں نے حسن بن صالح — سے سنا کہ ثعمان بن ثابت سمجھدار عالم تھے وہ اپنے علم میں ثابت قدم تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ان کے نزدیک ثابت ہو جاتی تھی تو پھر اس کو چھوڑ کر کسی طرف نہیں جاتے تھے۔

قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ أَوَّلُ مَنْ أَقْعَدَنِي لِلْحَدِيثِ بِالْكُوفَةِ أَبُو حَنِيفَةَ، أَقْعَدَنِي فِي
الْجَامِعِ وَقَالَ هَذَا أَقْعَدُ النَّاسِ بِحَدِيثِ عُمَرَو بْنِ دِينَارٍ فَحَدَّثْتُهُمْ۔ ۱۳

سفیان بن عیینہ نے کہا۔ مجھ کو کوفہ کی جامع مسجد میں ابتداءً حدیث شریف پڑھانے کے لئے ابو حنیفہ نے بٹھایا ہے، انہوں نے لوگوں سے کہا کہ سفیان بن عیینہ کو عمرو بن دینار کی مرویات میں ملکہ ہے۔ اس کے بعد میں نے احادیث کی روایت کی۔

قَالَ عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ الْخَفَّافُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ شَيْءٍ مِنْ عِلْمِ
الطَّلَاقِ فَأَجَابَ فِيهِ فَقِيلَ لَهُ هَكَذَا قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ فِيهَا فَقَالَ سَعِيدٌ كُنَّا
أَبُو حَنِيفَةَ عَالِمَ الْعِرَاقِ۔ ۱۴

عبد الوہاب بن عطاء خفاف بیان کرتے ہیں کہ سعید بن عروبہ سے علم طلاق کے متعلق کچھ دریافت کیا گیا۔ آپ نے جواب دیا۔ کسی نے کہا کہ اسی طرح اس مسئلہ کا جواب ابو حنیفہ نے دیا ہے۔ سعید نے کہا۔ ابو حنیفہ عراق کے عالم تھے۔

قَالَ شَرِيكَ الْقَاضِي النَّخَعِيِّ كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ طَوِيلَ الصَّمْتِ دَائِمَ
الْفِكْرِ، قَلِيلَ الْمَجَادَلَةِ لِلنَّاسِ۔ ۱۵

قاضی شریک نخعی نے کہا۔ ابو حنیفہ پر اللہ رحمت فرمائے بہت دیر خاموش رہتے تھے۔ ہر وقت فکر میں رہتے۔ لوگوں سے مجادلہ قلیل تھا۔

قَالَ ابْنُ شَبْرُومَ عَجَزَتِ النِّسَاءُ أَنْ تَلِدَ مِثْلَ النُّعْمَانِ - ۱۳۱
عورتیں عاجز ہو گئیں کہ نعمان کا مثل جنیں۔

قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ أَرَأَيْتُمْ إِنْ عِينَا عَلَى ابْنِ حَنِيفَةَ شَيْئًا وَانْكَرْنَا
بَعْضَ قَوْلِهِ أَمْ تَرِيدُونَ أَنْ نَدْرُكَ مَا نَسْتَحْسِنُ مِنْ قَوْلِهِ الَّذِي وَافَقْنَا عَلَيْهِ - ۱۳۲
یحیی بن سعید قطان نے کہا، یہ تو بتاؤ اگر ہم ابو حنیفہ کے کسی مسئلہ کو پسند نہیں کرتے
یا ہم ان کے کسی قول کو نہیں لیتے تو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم ان کے اُن اقوال کو بھی چھوڑ دیں
جن کو ہم اچھا سمجھتے ہیں اور جن میں وہ ہمارے موافق ہیں۔

قَالَ الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْمُبَارَكِ يَقُولُ -

- ۱- رَأَيْتُ أَبَا حَنِيفَةَ كُلَّ يَوْمٍ
- ۲- وَيَنْطِقُ بِالصَّوَابِ وَيُصْطَفِيهِ
- ۳- يُقَاسِ مَنْ يُقَاسِيهِ بِلَبِّ
- ۴- كَفَانًا فَقَدْ حَكَمَادٍ وَكَأَنَّكَ
- ۵- رَأَيْتُ أَبَا حَنِيفَةَ حِينَ يُؤَوِّي
- ۶- إِذَا مَا الْمُشْكِلَاتِ تَدَا فَعَثَا

حسن بن ربیع نے کہا۔ میں نے عبد اللہ بن مبارک سے سنا وہ کہہ رہے تھے۔

۱۔ میں نے ابو حنیفہ کو دیکھا کہ اُن میں ہر دن شرافت اور غیر کا اضافہ ہوتا ہے۔

۲۔ اور وہ صحیح بات کہتے ہیں اور اسی کو اختیار کرتے ہیں جب کہ اہل جور و ستمی بات کرتے ہیں۔

۳۔ وہ اس شخص سے قیاس کی بحث کرتے ہیں جو آپ سے عقل کی بات کرے، وہ کون ہے

جس کو تم ان کی نظیر بناتے ہو۔

۴۔ انہوں نے ہمارے لئے حضرت حماد کے فقدان کا مراء کیا حالانکہ حماد کی جدائی ہمارے

لئے ایک بڑی مصیبت تھی۔

۵۔ میں نے ان کو گہرا سمندر دیکھا جب کہ کوئی ان کے پاس آتا تھا اور علم کا طلبگار ہوتا تھا۔

۶۔ جب کہ علماء مسائل کو ایک دوسرے پر مائل تھے آپ اُن سے واقف تھے۔

قِيلَ لِلْقَاسِمِ بْنِ مَعْنٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنْتَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
مَسْعُودٍ تَوْضِي أَنْ تَكُونَ مِنْ غِلْمَانِ ابْنِ حَنِيفَةَ فَقَالَ مَا جَلَسَ النَّاسُ إِلَى أَحَدٍ أَنْفَعَ مِنْكَ

مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَقَالَ لَهُ الْقَاسِمُ تَعَالَ مَعِيَ إِلَيْهِ، فَجَاءَهُ فَلَمَّا جَلَسَ إِلَيْهِ لَزِمَهُ وَقَالَ مَا رَأَيْتُ
مِثْلَ هَذَا. قَالَ سُلَيْمَانُ وَكَانَ أَبُو حَنِيفَةَ حَلِيمًا وَدَرَعًا سَخِيًّا. ص ۱۳۳

قاسم بن معن سے کہا گیا تم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اولاد ہو کر ابو حنیفہ کی شاگردی پر
رضا مند ہو، انہوں نے کہا۔ ابو حنیفہ کی مجلس سے بہتر مجلس میں کوئی نہیں بیٹھا ہے۔ اور قاسم نے
اس شخص سے کہا، آدمیرے ساتھ اور ابو حنیفہ کی مجلس دیکھو۔ چنانچہ وہ شخص ان کے ساتھ گیا
اور پھر اسی مجلس کا ہورہا اور اس نے کہا میں نے ایسا شخص نہیں دیکھا ہے۔ سلیمان بن ابی شیخ
نے کہا۔ ابو حنیفہ بر دبار، پرہیزگار اور سخی تھے۔

قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْخٍ قَالَ لِي جَعْرُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْحَضْرَمِيِّ مَا رَأَيْتُ النَّاسَ أَحَدًا أَكْرَمَ
مَجَالِسَةٍ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَلَا أَشَدَّ أَكْرَامًا لِأَصْحَابِهِ مِنْهُ. ص ۱۳۴

سلیمان بن ابی شیخ نے کہا کہ مجھ سے جعربن عبدالجبار حضرمی نے کہا کہ لوگوں نے
ابو حنیفہ سے بہت عمدہ مجالست کرنے والا نہیں دیکھا ہے اور نہ ان سے زیادہ اپنے اصحاب
کا اکرام کرنے والا کسی کو دیکھا ہے۔

قَالَ عَلِيُّ بْنُ ابْنِ الْجَعْدِ كُنَّا عِنْدَ زُهَيْرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ زُهَيْرٌ مِنْ أَيْنَ جِئْتَ
فَقَالَ مِنْ عِنْدِ أَبِي حَنِيفَةَ فَقَالَ زُهَيْرٌ ابْنَ ذَهَابٍ إِلَى أَبِي حَنِيفَةَ يَوْمًا وَاحِدًا أَنْفَعَ لَكَ مِنْ
بَعِيَّتِكَ إِلَى شَهْرٍ. ص ۱۳۵

علی بن جعد نے بیان کیا کہ ہم زہیر بن معاویہ کے پاس تھے کہ ایک شخص ان کے پاس آیا زہیر
نے اس سے پوچھا، کہاں سے آرہے ہو اس نے کہا ابو حنیفہ کے پاس سے آرہا ہوں۔ زہیر نے کہا ابو حنیفہ
کے پاس ایک دن تمہارا جانا تمہارے واسطے زیادہ مفید ہے میرے پاس ایک مہینہ تمہارے آنے سے۔

قَالَ حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ ابْنَ جُرَيْجٍ يَقُولُ بَلَغَنِي عَنْ كُوفِيِّكَمُ هَذَا النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ
أَنَّهُ شَدِيدُ الْخَوْفِ لِلَّهِ أَوْ قَالَ خَائِفٌ لِلَّهِ.

قَالَ رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ جُرَيْجٍ سَنَةَ خَمْسِينَ وَمِائَةً فَقِيلَ لَهُ مَاتَ
أَبُو حَنِيفَةَ فَقَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ قَدْ ذَهَبَ مَعَهُ عِلْمٌ كَثِيرٌ. ص ۱۳۵

حجاج بن محمد نے کہا میں نے ابن جریر سے سنا وہ کہہ رہے تھے مجھ کو تمہارے اس کو فی نعمان
بن ثابت کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ اللہ سے شدت کے ساتھ ڈرتے تھے اور ایک روایت
میں ہے وہ اللہ سے خائف رہتے تھے۔

روح بن عبادہ نے کہا کہ میں سن ایک سو پچاس میں ابن جریج کے پاس تھا کہ ان سے کہا گیا۔ ابو حنیفہ کی وفات ہو گئی۔ انہوں نے کہا۔ اللہ ان پر رحمت کرے۔ یقیناً اُن کے ساتھ بہت علم چلا گیا۔

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ مَنصُورٍ الرَّمَادِيُّ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّزَّاقِ بْنَ هَمَّامٍ يَقُولُ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا قَطًّا أَحْلَمَ مِنِّ ابْنِ حَنِيفَةَ لَقَدْ رَأَيْتُهُ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالنَّاسُ يَتَخَلَّقُونَ حَوْلَهُ إِذْ سَأَلَهُ رَجُلٌ عَنْ مَسْئَلَةٍ فَأَقْتَاهُ بِهَا فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ قَالَ فِيهَا الْحَسَنُ كَذَا وَكَذَا وَقَالَ فِيهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ كَذَا فَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ أَخْطَأَ الْحَسَنُ وَأَصَابَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ خَطَاوَهُ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فَنَظَرْتُ فِي الْمَسْئَلَةِ فَإِذَا قَوْلُ ابْنِ مَسْعُودٍ فِيهَا كَمَا قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَتَابَعَهُ أَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ. ص ۱۳۵

احمد بن منصور رمادی نے کہا۔ میں نے عبد الرزاق بن ہمام کو کہتے سنا میں نے ابو حنیفہ سے زیادہ حلم والا کبھی کسی کو نہیں دیکھا، میں نے مسجد حرام میں ان کو دیکھا اور لوگ ان کو گھیرے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے آپ سے مسئلہ دریافت کیا آپ نے اس کا جواب دیا۔ اس شخص نے کہا کہ اس مسئلہ میں حسن بصری نے یہ کہا ہے اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ کہا ہے۔ آپ نے کہا حسن سے خطا ہوئی ہے اور عبد اللہ بن مسعود صواب پر ہیں۔ اس بات پر لوگوں نے شور مچایا (دوسری روایت سے ثابت ہے کہ بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے گئے) عبد الرزاق کہتے ہیں میں نے مسئلہ میں غور کیا۔ ابن مسعود کا وہی قول پایا جو ابو حنیفہ نے کہا تھا اور حضرت عبد اللہ بن مسعود کے اصحاب ابو حنیفہ کے پیرو ہو گئے۔

قَالَ عَبَّاسُ بْنُ عَزِيزٍ سَمِعْتُ حَرْمَلَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ وَقَوْلُهُ فِي الْفِقْهِ مُسْلِمًا لَهُ فِيهِ قَالَ وَسَمِعْتُ حَرْمَلَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ مَنْ ارَادَ أَنْ يَغْنِيَنَّ فِي الْمَغَازِي فَهُوَ عِيَالٌ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ وَمَنْ ارَادَ الْفِقْهَ فَهُوَ عِيَالٌ عَلَى ابْنِ حَنِيفَةَ. ص ۱۳۵

عباس بن عزیز نے کہا۔ میں نے سنا کہ حرملة کہہ رہے تھے کہ میں نے شافعی سے سنا وہ کہہ رہے تھے فقہ میں ابو حنیفہ کا قول مسلم ہے۔ اور حرملة نے یہ بھی کہا کہ شافعی نے کہا جو خواہش رکھتا ہو کہ مغازی میں دسترس حاصل کرے وہ محمد بن اسحاق کا عیال ہے اور جو فقہ کا ارادہ کرے وہ ابو حنیفہ کا عیال ہے۔ قَالَ عَبَّاسُ بْنُ عَزِيزٍ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ يَقُولُ مَا رَأَيْتُ مِثْلَ وَكِيعٍ وَكَانَ يُغْنِي بَرَاءً ابْنِ حَنِيفَةَ. ص ۱۳۶

عباس بن عزیز نے کہا میں نے یحییٰ بن معین سے سنا کہ میں نے وکیع کا مثل نہیں دیکھا ہے

اور وہ ابو حنیفہ کی رائے پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ يَقُولُ قَالَ لِي خُلْدُ الْوَاسِطِيِّ أَنْظِرْنِي كَلَامَ أَبِي حَنِيفَةَ لَتَتَفَقَّهُ فَإِنَّهُ قَدْ أَحْتَجُّ إِلَيْكَ أَوْ قَالَ إِلَيْهِ - وَرَوَى عَنْهُ خُلْدُ الْوَاسِطِيِّ -
أَحَادِيثَ كَثِيرَةً - ۳۶

محمد بن علی نے کہا میں نے یزید بن ہارون سے سنا کہ خلد الواسطی نے مجھ سے کہا تم ابو حنیفہ کے کلام کا مطالعہ کرو تا کہ تم کو تفقہ حاصل ہو کیونکہ اب تمہاری طرف یا فقہ کی طرف محتاجی ہو گئی ہے۔
قَالَ سُلَيْمَانُ الشَّاذِلِيُّ قَالَ عِيسَى بْنُ يُونُسَ لَا تَتَكَلَّمَنَّ فِي أَبِي حَنِيفَةَ بِسُوءٍ وَلَا تُصَدِّقَنَّ أَحَدًا يُسِيءُ الْقَوْلَ فِيهِ فَإِنَّي وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ أَفْضَلَ مِنْهُ وَلَا أَوْرَعَ مِنْهُ وَلَا أَفْقَهَ مِنْهُ - ۳۶

سلیمان شاذلی نے کہا کہ عیسیٰ بن یونس نے کہا۔ برائی سے ہرگز ابو حنیفہ کے متعلق بات نہ کرو اور اس شخص کی ہرگز تصدیق نہ کرو جو ابو حنیفہ کے متعلق بُری بات کہے، اللہ کی قسم میں نے ابو حنیفہ سے افضل، ان سے زائد ورع والا اور ان سے بڑھ کر فقیہ نہیں دیکھا ہے۔

عالی قدر چھپیس افراد کا ذکر کر کے ۳۷ میں ابن عبدالبر نے لکھا ہے۔ "ان کے علاوہ ہم تک ابو حنیفہ کی ثنا اور تعریف کرنے والوں کا جو بیان پہنچا ہے ان کے نام یہ ہیں:-

- ۱۔ عبد الحمید بن یحییٰ حمانی ۱۱۔ سلم بن سالم ۲۱۔ الحسن بن عمارہ ۳۱۔ ابوبکر بن عیاش
 - ۲۔ معمر بن راشد ۱۲۔ یحییٰ بن آدم ۲۲۔ ابوعبید الفضل بن دین ۳۲۔ مالک بن مغول
 - ۳۔ النضر بن محمد ۱۳۔ یزید بن ہارون ۲۳۔ الحکم بن ہشام ۳۳۔ ابونخلد الاحمر
 - ۴۔ یونس بن ابی اسحاق ۱۴۔ ابن ابی رزمہ ۲۴۔ یزید بن زریع ۳۴۔ قیس بن الربیع
 - ۵۔ اسرائیل بن یونس ۱۵۔ سعید بن سالم القداح ۲۵۔ عبداللہ بن داؤد الحری ۳۵۔ ابو عاصم النبیل
 - ۶۔ زفر بن ہذیل ۱۶۔ شداد بن حکیم ۲۶۔ محمد بن فضیل ۳۶۔ عبداللہ بن موسیٰ
 - ۷۔ عثمان البتی ۱۷۔ خارجہ بن مصعب ۲۷۔ زکریا بن ابی زائدہ ۳۷۔ محمد بن جابر الاصمعی
 - ۸۔ جریر بن عبد الحمید ۱۸۔ خلف بن ایوب ۲۸۔ یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ ۳۸۔ شقیق البخی
 - ۹۔ ابو مقاتل حفص بن مسلم ۱۹۔ ابو عبد الرحمن المقرئ ۲۹۔ زائدہ بن قدامہ ۳۹۔ علی بن عاصم
 - ۱۰۔ ابویوسف القاضی ۲۰۔ محمد بن السائب الکلبی ۳۰۔ یحییٰ بن معین ۴۰۔ یحییٰ بن نصر
- آپ نے اکابر میں سے چالیس افراد کے نام لکھے ہیں۔ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ۔

۲ صدر الامم ابو المؤید الموفق بن احمد کی متوفی ۵۶۸ھ میں المناقب میں لکھا ہے۔

قَالَ أَنَسُ بْنُ صَالِحٍ كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ شَدِيدًا لِمَنْ عَنِ النَّاسِخِ مِنَ الْحَدِيثِ وَالْمَنْسُوخِ فَيَعْمَلُ بِالْحَدِيثِ إِذَا ثَبَتَ عِنْدَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنِ أَصْحَابِهِ وَكَانَ عَارِفًا بِحَدِيثِ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَفَقِيهِ أَهْلِ الْكُوفَةِ شَدِيدًا لِاتِّبَاعِ مَا كَانَ عَلَيْهِ النَّاسُ بِبَلَدِهِ، وَكَانَ يَقُولُ إِنَّ لِكِتَابِ اللَّهِ نَاسِخًا وَمَنْسُوخًا وَإِنَّ لِلْحَدِيثِ نَاسِخًا وَمَنْسُوخًا وَكَانَ حَافِظًا لِفِعْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَخِيرِ الَّذِي قُبِضَ عَلَيْهِ هَمَّا وَصَلَ إِلَى أَهْلِ بَلَدِهِ - (ج ۱ ص ۵۵)

حسن بن صالح نے بیان کیا کہ ابو حنیفہ ناسخ حدیث کی منسوخ حدیث سے شدت کے ساتھ جستجو کرتے تھے، وہ حدیث پر عمل کرتے تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سے ثابت ہو جاتی تھی اور آپ اہل کوفہ کی حدیث اور ان کی فقہ کے عارف تھے اور اپنے شہر والوں کے طریقہ کے سختی کے ساتھ پابند تھے اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ کتاب اللہ میں ناسخ و منسوخ ہے اور حدیث میں بھی ناسخ و منسوخ ہے۔ اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل کی جس پر آنحضرت کی وفات ہوئی تھی نگہداشت رکھتے تھے۔

قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّزَّاقِ يَقُولُ كُنْتُ عِنْدَ مَعْمَرٍ فَاتَاهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ فَمَعْنَاهُ مَعْمَرًا يَقُولُ مَا أَعْرِفُ رَجُلًا يَتَكَلَّمُ فِي الْفِقْهِ وَيَسْعُهُ أَنْ يَقْبَسَ وَيُسْتَخْرِجَ فِي الْفِقْهِ أَحْسَنَ مَعْرِفَةٍ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَلَا أَشْفَقُ عَلَى نَفْسِهِ مِنْ أَنْ يُدْخَلَ فِي دِينِ اللَّهِ شَيْئًا مِنَ الشَّكِّ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ - (ج ۱ ص ۵۵)

علی بن مدینی نے کہا میں نے عبد الرزاق سے سنا وہ کہہ رہے تھے، میں معمر کے پاس تھا کہ ابن مبارک نے ان کے پاس آئے پھر ہم نے معمر کو کہتے سنا، میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو فقہ میں بحث کرے اور فقہ میں اس کو قیاس کرنے اور استخراج مسائل کی اچھی استعداد حاصل ہو بہ نسبت ابو حنیفہ کے اور جو اپنے نفس پر اس بات سے بہت خائف ہو کہ وہ اللہ کے دین میں شک میں سے کچھ داخل کرے۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ وَسُئِلَ مَتَى يَسْعُ الرَّجُلُ أَنْ يَفْتِيَ أَوْ أَنْ يَلِي

القضاء والحكم قال إذا كان عالماً بالحديث بصيراً بالראي عالماً بقول أبي حنيفة (جاء من)
محمد بن مقاتل نے کہا میں نے سنا کہ ابن مبارک سے پوچھا گیا کہ کب کوئی شخص فتویٰ دے سکتا
ہے یا قاضی بن سکتا ہے اور حکم کر سکتا ہے، انہوں نے کہا جب کہ وہ شخص حدیث کا عالم اور رائے
کا جاننے والا اور ابو حنیفہ کے قول کا دانا ہو۔

ذكر الشيخ أبو عبد الله بن أبي حفص الكبير سمعت حامد بن آدم قال سمعت أسد
بن عمرو قال كان أبو حنيفة يقول لنا إذا حدثتكم بشئ لم أجذب فيه الأثرنا طلبوه فقد يكون
فيه الأثر ثم قال يوماً إذا قال الرجل لامرأته والله لا أقربك ثلاثة أشهر فليس بمولٍ حتى
يخلف على أربعة أشهر ولم يذكر أبو حنيفة أثراً ولكن قال اطلبوا أثر هذا المنصّي زمان
ثم قدم علينا سعيد بن أبي عروبة وكان سعيد في ذلك الزمان يقدم على غيره بكثرة
عليه باختلاف العلماء فسألناه عن هذه المسئلة فقال حدثنا عن عامر الاحول عن عطاء
عن ابن عباس أنه قال إذا حلف الرجل أن لا يقرب امرأته ثلاثة أشهر فتركها أربعة
أشهر فليس بمولٍ فأتينا أبا حنيفة فبشرناه ففرح بذلك وقلنا لا أبي حنيفة بأي حجة قلت
لا يكون مولياً، قال بكتاب الله عز وجل - الذين يولون من نساءهم تربص أربعة أشهر
فكبرهت أن أجتر على التفسير برأيي - (جاء من)

ابو عبد اللہ بن ابو حفص کبیر نے بیان کیا کہ میں نے حامد بن آدم سے سنا کہ وہ کہتے تھے میں نے
اسد بن عمرو سے سنا کہ ابو حنیفہ ہم سے کہا کرتے تھے، اگر تم لوگوں سے میں کوئی بات کہوں اور اس کا
اظہار کروں کہ اس سلسلہ میں کوئی اثر مجھ کو نہیں ملا ہے، تو تم لوگ اثر کی تلاش میں رہا کرو، ہو سکتا ہے
کہ اس سلسلہ میں کوئی اثر وارد ہو، چنانچہ ایک دن آپ نے کہا اگر کسی شخص نے قسم کھا کر اپنی
بیوی سے کہا کہ میں تین مہینے تک تیرے پاس نہیں آؤں گا، یہ ایلا رہیں ہے، ایلا راسی صورت
میں ہو تا ہے کہ قسم کھا کر چار مہینے تک بیوی کے پاس نہ جانے کا اعلان کرے۔ ایک مدت کے
بعد سعید بن ابی عروہ کو فہ آئے اور اس زمانے میں سعید کو ان کی کثرت علم کی وجہ سے دوسروں
پر مقدم رکھا جاتا تھا، ان کو اختلاف علماء کا اچھا علم تھا۔ لہذا ہم نے ان سے یہ مسئلہ پوچھا،
انہوں نے کہا مجھ سے عامر احول نے، اُن سے عطار نے، اور اُن سے ابن عباس نے کہا، اگر
کسی شخص نے قسم کھائی کہ تین مہینے تک وہ اپنی بیوی کے پاس نہ جائے گا اور چار مہینے تک وہ
نہ گیا، یہ ایلا رہیں ہے۔ یہ روایت سن کر ہم نے اگر ابو حنیفہ کو بشارت دی تو وہ خوش ہوئے،

ہم نے اُن سے پوچھا۔ آپ نے کس دلیل کی بنا پر یہ بات کہی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ آیت مبارکہ
 "لِّلَّذِينَ يُؤْتُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصًا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ (بقرہ ۳۳) جو لوگ قسم کھا کر کہتے ہیں اپنی
 عورتوں سے اُن کو فرصت ہے چار مہینے" سے اور مجھ کو یہ بات پسند نہ آئی کہ اپنی رائے سے
 تفسیر میں جرات کروں۔

قَالَ أَبُو حَبَابٍ رَأَيْتُ عَاصِمَ بْنَ أَبِي النُّجُودِ يَسْتَفْتِي أَبَا حَنِيفَةَ فَأَفْتَاهُ قُرْآنُ...
 اِسْتَبْشَرْتُ بِذَلِكَ وَقَالَ رَحِمَكَ اللَّهُ يَا أَبَا حَنِيفَةَ وَجَزَاكَ خَيْرًا فَنَعَمَ الْمَفْرُجُ أَنْتَ (جامعہ)
 ابو حباب نے کہا میں نے (امام) عاصم بن ابی النجود کو دیکھا کہ وہ ابو حنیفہ سے فتویٰ طلب
 کر رہے تھے اور ابو حنیفہ نے اُن کو فتویٰ دیا اور میں نے دیکھا کہ فتویٰ لے کر وہ خوش ہوئے اور انہوں
 نے کہا۔ اے ابو حنیفہ، اللہ تم پر رحم فرمائے اور تم کو جزائے خیر دے تم ابھی فراخی کرنے والے ہو۔
 يَذْكُرُ أَبُو حَمَادٍ عَنْ شَيْبَانَ قَالَ رَأَيْتُ مَسْعُودَ عُمَرَ بْنِ ذَرٍّ وَأَبَا حَنِيفَةَ أَتَوْا عَاصِمَ
 بْنَ أَبِي النُّجُودِ فَخَفِيَ بِهِمْ وَقَرَّبَهُمْ وَسَأَلُوهُ عَنْ حَدِيثِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَحَدِيثِ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ
 وَغَيْرِهِ مِنْ حَدِيثِهِ قُلْتُ فَكَانَ عَاصِمٌ وَهُوَ الْمُقَرَّبِيُّ شَيْخٌ إِلَى حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ كَانَ يَقُولُ لَوْ
 إِذَا جَاءَهُ يَسْتَفْتِيهِ يَا أَبَا حَنِيفَةَ أَتَيْتَنِي صَغِيرًا وَأَتَيْتَنِي كَبِيرًا (جامعہ)

ابو حماد شیبان سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے مسعود عمر بن ذر اور ابو حنیفہ کو دیکھا کہ عاصم بن
 ابی النجود کے پاس آئے وہ خوش ہوئے اور اپنے پاس بٹھایا، ان حضرات نے حدیث لیلۃ القدر
 اور حدیث صفوان بن عسال اور ان کی دوسری حدیثیں دریافت کیں۔

(مؤلف مقامات کہتے ہیں) میں کہتا ہوں امام عاصم بن ابی النجود نے ابو حنیفہ کو قرآن
 مجید پڑھایا ہے اور جب وہ فتویٰ لینے کے واسطے آیا کرتے تھے تو کھا کرتے تھے۔ اے ابو حنیفہ،
 تم ہمارے پاس چھوٹی عمر میں آئے اور ہم تمہارے پاس بڑی عمر میں آئے۔
 قَالَ مُسَدَّدٌ سَمِعْتُ الْمُطَّلِبَ بْنَ زِيَادٍ يَقُولُ مَا كَلَّمَ أَبُو حَنِيفَةَ رَجُلًا فِي بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ
 الْعِلْمِ الْأَوَّلِ ذَلِكَ الرَّجُلُ وَخَضَعَ (جامعہ)

مطلب نے کہا، جب بھی ابو حنیفہ نے علم کے ابواب میں سے کسی باب میں کسی سے کلام کیا
 وہ عاجز ہو کر سر جھکا لیتا تھا۔

قَالَ عَمَّارُ بْنُ مُحَمَّدٍ كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَعَلَيْهِ زِحَامٌ كَثِيرٌ مِنْ كُلِّ
 الْأَفَاقِ قَدْ اجْتَمَعُوا عَلَيْهِ يَسْأَلُونَهُ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ فَيُجِيبُهُمْ وَيُفْتِيهِمْ كَأَنَّ الْمَسَائِلَ فِي كُنْهِ

يُخْرِجُهَا فَيُنَادِي لَهَا يَا هُمُ - (جلد ص ۱۲)

عمار بن محمد نے کہا، حج کے زمانہ میں ابو حنیفہ کی نشست مسجد حرام میں ہوتی تھی آپ پر بڑا ہجوم ہوتا تھا، تمام ملکوں کے لوگ آپ پر جمع ہوتے تھے اور چاروں طرف سے سوالات کئے جاتے تھے، آپ ان کو جواب دیتے تھے اور فتویٰ دیتے تھے۔ گویا کہ مسائل آپ کی آستین میں ہیں اور آپ وہاں سے نکال کر لوگوں کو دے رہے ہیں۔

واضح رہے کہ اس زمانہ میں آستین جیب کا کام بھی دیا کرتی تھی۔

قَالَ أَبُو يُوسُفَ دَخَلْتُ عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ وَهُوَ مُغْتَمٌ فَخَفْتُ أَنْ أَسْأَلَهُ فَرَفَعَ رَأْسَهُ وَ قَالَ يَا أَبَا يُوسُفَ أَتَرَى اللَّهَ يَسْأَلُنَا عَمَّا نَحْنُ فِيهِ قَالَ فَقُلْتُ رَحِمَكَ اللَّهُ مَا عَلَى الْمُجْتَهِدِ إِلَّا الْإِجْهَادُ قَالَ اللَّهُمَّ غُفْرًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ لَا تُؤَاخِذْنَا - (جلد ص ۱۳)

ایوسف کا بیان ہے، میں ابو حنیفہ کے پاس گیا اور ان کو غمگین پایا اور ہمت نہ ہوئی کہ کچھ دریافت کرتا۔ آپ نے سر اٹھا کر فرمایا۔ اے ابو یوسف کیا تمہارا خیال ہے کہ ہم سے اللہ تعالیٰ پوچھ کرے گا۔ میں نے کہا۔ اللہ آپ پر رحم فرمائے، مجتہد پر کوشش ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اے اللہ، مغفرت فرما۔ پھر آپ نے سر اٹھا کر فرمایا۔ اے اللہ ہماری گرفت نہ کر۔

قَالَ حَرْبٌ أَنبَأَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْأَجَلَمِ قَالَ كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ غَوَا صَا يَغُوصُ فَيُخْرِجُ أَحْسَنَ الدُّبَرِ وَالْيَا قُوتِ - (جلد ص ۱۴)

حرب نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن الجلم نے کہا کہ ابو حنیفہ غوطہ خور تھے وہ غوطہ لگا کر عمدہ موتی اور یا قوت نکالتے تھے۔

یعنی سوچ کر دقیق مسائل بیان کرتے تھے۔

قَالَ صَالِحُ بْنُ سَعِيدٍ، أَنبَأَ صَالِحُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ زُفَرَ يَقُولُ كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ إِذَا تَكَلَّمَ خَيَّلَ إِلَيْكَ أَنَّ مَلَكًا يَلْقَاهُ - (جلد ص ۱۵)

صالح بن سعید نے کہا کہ صالح بن محمد نے زفر سے سنا وہ کہہ رہے تھے، ابو حنیفہ جب تکلم فرماتے تھے ہم یہ سمجھتے کہ فرشتہ ان کو تلقین کر رہا ہے۔

قَالَ عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ كُنْزَ الْعِلْمِ مَا كَانَ يَصْعَبُ الْمَسَائِلُ عَلَى أَعْلَمِ النَّاسِ فَهُوَ كَانَ سَهْلًا عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ -

علی بن ہاشم نے کہا کہ ابو حنیفہ علم کا خزانہ تھے جو مسائل خوب بڑے عالم پر مشکل ہوتے تھے

آپ پر آسان ہوتے تھے۔

قَالَ بَشْرُ بْنُ يَحْيَى سَمِعْتُ أَبَا مُعَاوِيَةَ الضَّرِيرَ وَهُوَ مِنْ أَجَلَةِ أَهْلِ الْكُوفَةِ يَقُولُ مَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَعْلَمَ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ لَا يَخَافُ عَلَيْهِ الْغَلْبَةُ وَلَا يَقْهَرُهُ عِنْدَ الْمَجَادَلَةِ وَلَا أَحْلَمَ مِنْهُ عِنْدَ الْمَنَاطَرَةِ. (جلد ص ۱۳۲)

بشر بن یحیی نے کہا میں نے کوفہ کے جلیل القدر فرد ابو معاویہ ضریر سے سنا، وہ کہہ رہے تھے میں نے ابو حنیفہ سے بڑھ کر کسی کو عالم نہیں پایا، ان پر کسی کے غالب آنے کا کھٹکانہ تھا۔ مجادلہ کے وقت غصہ نہیں کرتے تھے اور مناظرہ میں ان سے زیادہ علم والا کوئی نہ تھا۔

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ الْكَيْسَانِيُّ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ قَالَ أَبُو يُونُسَ بَعْدَ أَنْ سَمِعْتُ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَكْثَرْتُ قُلْتُ لَا أَنْبُلُ فِي بَلَدٍ فِيهِ أَبُو حَنِيفَةَ فَخَرَجْتُ إِلَى بَعْضِ السَّوَادِ قَالَ فَنَزَلْتُ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا يُونُسَ مَا تَقُولُ فِي رَجُلٍ يَتَوَضَّأُ عَلَى شَطْرِ الْفَرَاتِ فَإِنْ كَسَرَتْ جَرَارٌ مِنْ خَمْرٍ وَالرَّجُلُ مِنْ تَحْتِ الْجَرِيَّةِ قَالَ فَوَاللَّهِ مَا دَرَيْتُ أَنَّ أُجِيبَهُ فَقُلْتُ لِلْغُلَامِ شَدِّ فَلَيْسَ نَصْلُكَ إِلَّا فِي بَلَدٍ فِيهِ أَبُو حَنِيفَةَ قَالَ فَلَمَّا صُرْتُ إِلَى أَبِي حَنِيفَةَ قَالَ أَيْنَ كُنْتَ فَأَخْبَرْتُهُ أَخْبَرَ قَالَ فَضِيحُكَ وَقَالَ مَا دَرَيْتُ مَا تُجِيبُهُ قُلْتُ وَاللَّهِ مَا دَرَيْتُ مَا أُجِيبُ فَقَالَ إِنْ وَجَدْتَ رِيحَهُ أَوْ طَعْمَهُ وَالْأَفْلَاسُ عَلَىكَ. (جلد ص ۱۳۲)

عبد اللہ بن عبد اللہ نے کہا کہ مجھ سے سلیمان بن شعیب کیسانی نے کہا، انہوں نے اپنے والد سے سنا کہ ابو یوسف نے کہا کہ جب میں نے ابو حنیفہ سے کافی علم حاصل کر لیا خیال آیا کہ ابو حنیفہ کے شہر میں میری قدر نہ ہوگی لہذا میں کوفہ کے بعض مضائقات کی طرف گیا اور ایک جگہ اترا ایک شخص میرے پاس آیا اور اس نے مجھ سے کہا، اے ابو یوسف۔ ایک شخص دریائے فرات کے کنارے وضو کر رہا تھا، اس سے اوپر کی طرف ایک بڑا خم شراب کا ٹوٹ گیا وہ شراب ملا پانی اس پر آیا بتاؤ اس کا وضو ہوا یا نہیں۔ ابو یوسف کہتے ہیں کہ میں کچھ جواب نہ دے سکا اور میں نے لڑکے (غلام) سے کہا سامان باندھو ہمارے لئے وہی شہر صلاحیت رکھتا ہے جس میں ابو حنیفہ کا قیام ہو، اور جب میں ابو حنیفہ کے پاس پہنچا، آپ نے پوچھا کہاں گئے ہوئے تھے، میں نے واقعہ بیان کیا آپ نے منہ اور فرمایا تم جواب نہ دے سکے۔ ابو یوسف نے کہا میری سمجھ میں کچھ نہ آیا میں جواب کیا دیتا۔ آپ نے فرمایا۔ اگر شراب کی بویا اس کے مزے کا اثر پانی میں ہو تو وضو نہیں ہوا ورنہ کچھ نہیں۔

قَالَ الْمُخْتَارُ بْنُ سَابِقٍ الْمُحَنِّظِيُّ سَمِعْتُ أَبَا يُونُسَ يَقُولُ سَأَلَنِي أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ قَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الْمَاءُ قَلْتَيْنِ لَمْ يَحْمِلْ خَبِثًا. مَا مَعْنَاهُ فَبَعَثْتُ أَقُولَ فِيهِ أَقَادِيلَ لَا يَرْضَاهَا
فَقُلْتُ لَهُ رَحِمَكَ اللَّهُ مَا مَعْنَاهُ عِنْدَكَ فَقَالَ مَعْنَاهُ إِذَا كَانَ جَارِيًا فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَقَبَلْتُ رَأْسَهُ
وَأَشْنَيْتُ عَلَيْهِ وَأَرْسَلْتُ عَبْرَتِي مِنَ السَّرُورِ. (ج ۱ ص ۱۳)

مختار بن سابق حنظلی بیان کرتے ہیں میں نے ابو یوسف سے سنا وہ کہتے تھے کہ مجھ سے ابو حنیفہ
نے دریافت کیا کہ ارشاد نبوی۔ جب پانی دو قتلہ ہو تو وہ نجس کا حامل نہیں ہوتا، کا بیان کیا
ہے، وہ اقوال جو کہے جاتے ہیں ان کا بیان میں نے کیا، لیکن امام ابو حنیفہ نے ان کو پسند نہیں
کیا۔ میں نے ان سے کہا۔ آپ کے نزدیک اس کا بیان کیا ہے، آپ نے فرمایا۔ اس کا مطلب یہ
ہے جب قلتین کا پانی جاری ہو کہ ایک طرف سے آ رہا ہو اور دوسری طرف سے جا رہا ہو۔ یہ سن کر
میں اٹھا اور میں نے آپ کے سر کو چوما اور آپ کی تعریف کی اور خوشی کے آنسو بہائے۔

قَالَ مَالِئِمُ بْنُ وَكَيْعٍ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ كَانَ وَاللَّهِ أَبُو حَنِيفَةَ عَظِيمَ الْأَمَانَةِ وَكَانَ اللَّهُ فِي قَلْبِهِ
جَلِيلًا كَبِيرًا عَظِيمًا وَكَانَ يُؤَثِّرُ رِضَاهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَلَوْ أَخَذَتْهُ السَّيُوفُ فِي اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَأَخْتَلَى
رَحْمَةُ اللَّهِ وَرَضِيَ عَنْهُ رَضَى الْأَبْرَارِ. قُلْتُ. وَآخَرَجَ هَذَا الْحَدِيثَ الْإِمَامُ الْخَطِيبُ أَبُو بَكْرٍ صَاحِبُ
التَّارِيخِ عَنْ وَكَيْعٍ أَيْضًا بِهَذَا السِّيَاقِ. (ج ۱ ص ۱۴)

ملیح بن وکیع اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ قسم اللہ کی، امانت میں ابو حنیفہ بہت بلند تھے
ان کے دل میں اللہ تعالیٰ بلند مرتبہ عالی قدر اور عظمت والا تھا، وہ ہر شے سے زیادہ اللہ کی رضا کے
طلبگار تھے، چاہے تلواروں سے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جاتے وہ اپنے رب کی رضا چھوڑتے
اللہ ان پر رحمت نازل کرے اور ان سے ابرار کی سی رضا مندی سے راضی ہو۔ یقیناً وہ ابرار میں
سے تھے۔

میں کہتا ہوں کہ امام خطیب ابو بکر مؤلف تاریخ بغداد نے یہ روایت وکیع سے اسی سیاق
سے نقل کی ہے۔

قَالَ النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى أَبِي لَيْلَى فَقَالَ لَهُ إِنَّ أَبَا حَنِيفَةَ اسْتَعْمَلَ مَالَ
مُلَانِ بْنِ فُلَانٍ وَرَفَعَ إِلَى ابْنِهِ يَتَجَرَّ قَالَ فَبَعَثَ إِلَيْهِ رَسُولًا فَدَعَا لَهُ وَذَكَرَ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ لَيْسَ كَمَا
تَقُولُونَ، الْمَالُ عِنْدِي عَلَى الْخَتَمِ الْأَوَّلِ فَقَالَ أَنْتَ عِنْدِي أَصْدَقُ وَالْقَوْلُ كَمَا قُلْتَ فَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ
حَتَّى تَبْعَثَ مَعِيَ رَسُولًا يَنْظُرُ إِلَيْهِ قَالَ ابْنُ أَبِي لَيْلَى لَا أَفْعَلُ فَقَالَ لَا بُدَّ مِنْ ذَلِكَ قَالَ فَوَجَّهَ
بْنُ أَبِي لَيْلَى مَعَهُ رَسُولًا، قَالَ فَجَعَلَ أَبُو حَنِيفَةَ يَطْلُبُ تِلْكَ الْوَدِيعَةَ مِنْ بَيْنِ الْوَدَائِعِ حَتَّى

وَجَدَ بِلَالٍ الْوَدِيعَةَ فَإِذَا هِيَ مَخْتُومَةٌ كَهَيْئَتِهَا قَالَ فَجَاءَ الرَّسُولُ إِلَى ابْنِ أَبِي لَيْلَى فَقَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ الْوَدِيعَةَ بِعَيْنِيهَا مَخْتُومَةٌ وَعِنْدَهُ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْوَدَارِعِ مَا لَا يُحْتَاجُ إِلَى هَذِهِ.
(ج ۱ ص ۲۱۹)

نضر بن مہر کا بیان ہے کہ قاضی ابن ابی لیلیٰ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ ابو حنیفہ نے ایک شخص کی امانت کو اپنے بیٹے کو دی ہے تاکہ وہ اس سے تجارت کرے۔ ابن ابی لیلیٰ نے آدمی کو بھیج کر ابو حنیفہ کو بلایا اور ان سے واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا، اس کی بات درست نہیں میرے پاس اس شخص کی امانت اسی گھر سے رکھی ہوئی ہے جو پہلے دن کی تھی، قاضی نے کہا تم سچے ہو اور حقیقت امر وہی ہے جو تم نے کہی ہے، ابو حنیفہ نے کہا میرے ساتھ آدمی کو بھیجتا کہ اس امانت کو دیکھے۔ ابن ابی لیلیٰ نے اس سے انکار کیا لیکن آپ کے اصرار پر آدمی بھیجا پڑا، اور وہاں کافی تلاش کے بعد امانتوں میں سے وہ امانت ملی اور وہ سر بہ مہر تھی۔ ابن ابی لیلیٰ نے آدمی سے اس کو دیکھا اور جا کر ابن ابی لیلیٰ سے کہا۔

قَالَ اِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَلَّالِ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ يَقُولُ كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ آيَةً فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ فِي الشَّرِّ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَوْ فِي الْخَيْرِ فَقَالَ أَسْكُتْ يَا هَذَا، فَإِنَّهُ يُقَالُ غَايَةٌ فِي الشَّرِّ، آيَةٌ فِي الْخَيْرِ ثُمَّ تَلَاهِذِهِ الْآيَةَ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَامَّةً آيَةً. (ج ۲ ص ۲۶)

ابراہیم بن عبد اللہ خلال نے کہا میں نے ابن مبارک سے سنا انہوں نے کہا کہ ابو حنیفہ ایک آیت تھے۔ کسی نے کہا اے ابو عبد الرحمن وہ شر میں آیت تھے یا خیر میں، آپ نے فرمایا۔ ارے چُپ۔ شر میں غایت بولا جاتا ہے اور خیر میں آیت۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ”ہم نے ابن مریم اور اُن کی ماں کو آیت بنایا“

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشْرٍ عَنْ بَشْرِ بْنِ مُوسَى أَنَّهُ كَانَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُقَرَّبِيُّ إِذَا حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شَاهَانِ شَاهٌ.

محمد بن بشر نے بشر بن موسیٰ سے بیان کیا کہ ابو عبد الرحمن مقری جب ہم سے ابو حنیفہ کی روایت بیان کرتے تھے، کہتے تھے ہم سے بادشاہوں کے بادشاہ نے بیان کیا ہے

قَالَ يَحْيَى بْنُ مُعِينٍ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ لَكُمْ مِنْ شَيْءٍ حَسَنٍ قَدْ قَالَهُ أَبُو حَنِيفَةَ. (ج ۲ ص ۲۶)

یعنی بن معین نے بیان کیا کہ میں نے یحییٰ بن سعید سے سنا وہ کہہ رہے تھے، کتنی ہی اچھی باتیں ہیں کہ ابو حنیفہ نے کہی ہیں۔

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْقَاضِي سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدِ الْقَطَّانَ يَقُولُ لَا تَكْذِبُ وَاللَّهِ مَا سَمِعْنَا مِنْ رَأْيِ أَبِي حَنِيفَةَ فَقَدْ أَخَذْنَا بِأَكْثَرِ أَقْوَالِهِ، قَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَكَانَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ يَذْهَبُ فِي الْفَتَوَى إِلَى قَوْلِ الْكُوفِيِّينَ وَيَخْتَارُ قَوْلَهُ مِنْ أَقْوَالِهِمْ وَيَتَّبِعُ رَأْيَهُ مِنْ بَيْنِ أَصْحَابِهِ - (ج ۳ ص ۳)

احمد بن علی قاضی نے کہا میں نے یحییٰ بن سعید قطان سے سنا وہ کہہ رہے تھے ہم جھوٹ نہیں بولیں گے۔ اللہ کی قسم ہے ہم نے ابو حنیفہ کی جو آراء سنی ہیں ان میں سے بیشتر کو ہم نے لیا ہے اور یحییٰ بن سعید فتویٰ دینے میں کوفیوں کا قول اور ان میں سے ابو حنیفہ کا قول اختیار کرتے تھے اور ان کی رائے کی پیروی کرتے تھے۔

قَالَ الشَّافِعِيُّ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَفْقَهَ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ قَالَ الْحَافِظُ الْخَطِيبُ أَرَادَ بِقَوْلِهِ مَا رَأَيْتُ مَا عَلِمْتُ لِأَنَّهُ وَلِدٌ فِي الثَّنَةِ الَّتِي تُوْفِي فِيهَا رَحْمَتُهُمَا اللَّهُ - (ج ۳ ص ۳)

شافعی نے کہا میں نے ابو حنیفہ سے زیادہ فقہ والا کسی کو نہیں دیکھا ہے۔ خطیب بغدادی نے کہا ہے کہ دیکھنے سے مراد علمی دیکھنا ہے کیونکہ شافعی کی ولادت ابو حنیفہ کی وفات کے سال ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں پر رحمت نازل کرے۔

قَالَ عَبْدُ الْمُجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَادٍ قَالَ كَانَ أَبِي إِذَا اشْتَبَهَ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنْ أَمْرِ دِينِهِ كَتَبَ بِهِ إِلَى أَبِي حَنِيفَةَ وَلَمَّا ارْتَحَلَتْ إِلَى أَبِي حَنِيفَةَ حَمَلَنِي مَسَائِلُ إِلَيْهِ أَسْأَلُهُ عَنْهَا وَكَانَ أَبُو حَنِيفَةَ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ لَا يَفَارِقُهُ أَبِي وَكَانَ يَقْتَدِي بِهِ فِي أُمُورِهِ - (ج ۳ ص ۳)

عبد المجید بن عبد العزیز بن ابی رواد نے کہا۔ میرے والد کو جب کسی مسئلہ میں اشتباہ ہوتا تھا وہ ابو حنیفہ کو اس کے متعلق لکھتے اور جب میں ابو حنیفہ کے پاس گیا انہوں نے مسائل لکھ کر مجھے دیئے تاکہ میں ان مسائل کے متعلق ابو حنیفہ سے پوچھوں اور جب ابو حنیفہ مکہ مکرمہ آتے تھے، میرے والد ان سے الگ نہیں ہوتے تھے، میرے والد اپنے امور میں ابو حنیفہ کی اقتدا کیا کرتے تھے۔

قَالَ شُعَيْبُ بْنُ أَبِي رَافٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَادٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَ النَّاسِ أَبُو حَنِيفَةَ مَنْ أَحَبَّهُ وَتَوَلَّاهُ عَلِمْنَا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَمَنْ أَبْغَضَهُ عَلِمْنَا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْبِدْعَةِ قُلْتُ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ هَذَا مِنْ شُيُوخِ أَبِي حَنِيفَةَ الْمَكِّيِّينَ قَدْ كَثُرَ عَنْهُ فِي مُسْنَدِهِ - (ج ۳ ص ۳)

شعیب بن ابراہیم نے کہا کہ عبد العزیز بن ابی رواد نے کہا کہ ہمارے اور لوگوں کے

درمیان ابو حنیفہ کی ذات ہے، جس نے اُن سے محبت کی اور اُن کا دم بھرا ہم سمجھ گئے کہ وہ اہل سنت میں سے ہے اور جس نے اُن سے عداوت کی ہم سمجھ گئے کہ وہ اہل بدعت میں سے ہے۔ علامہ موفق نے کہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ عبدالعزیز بن رواد امام ابو حنیفہ کے مکی شیوخ میں سے ہیں، امام نے اپنی مسند میں ان سے بہ کثرت روایت کی ہے۔

قَالَ عَبْدُ الْمُجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رَوَادٍ كُنَّا مَعَ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ جُلُوسًا فِي الْبَحْرِ فَجَاءَ أَبُو حَنِيفَةَ فَسَلَّمَ وَسَلَّمْ عَلَيْهِ جَعْفَرٌ وَعَانَقَهُ وَنَسَائِدُهُ حَتَّى سَأَلَهُ عَنِ الْخَدَمِ فَلَمَّا قَامَ قَالَ لَهُ بَعْضُ أَهْلِهِ يَا ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ مَا أَرَاكَ تَعْرِفُ الرَّجُلَ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ أَتَمَقَّ مِنْكَ أَسَائِلُهُ عَنْ الْخَدَمِ وَتَقُولُ تَعْرِفُ هَذَا، هَذَا أَبُو حَنِيفَةَ مِنْ أَفْقِهِ أَهْلُ بَلَدِهِ۔

عبدالمجید بن عبدالعزیز بن رواد نے بیان کیا کہ ہم حضرت جعفر صادق بن محمد باقر کے ساتھ حطین میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ابو حنیفہ آئے اور انہوں نے حضرت جعفر کو سلام کیا اور حضرت جعفر نے ان کو سلام کیا اور ابو حنیفہ سے بغلگیر ہوئے (مواثق کیا)، اور اُن کی اور ان کے خدم کی خیریت دریافت کی اور جب ابو حنیفہ چلے گئے، حضرت جعفر کے بعض رفقاء نے کہا۔ اے فرزند رسول اللہ میرا خیال ہے کہ آپ اس شخص کو نہیں جانتے۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے تم جیسا بے وقوف نہیں دیکھا ہے، میں ابو حنیفہ سے ان کے خدمتگاروں تک کی خیریت پوچھتا ہوں اور تم یہ بات کہہ رہے ہو، یہ ابو حنیفہ اپنے ملک کے سب سے بڑے فقیہ ہیں۔

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ فَخُوذُ بْنُ شُرَيْبٍ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو حَنِيفَةَ شَاهِ مَرْدَانَ. قُلْتُ. وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدٍ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْمَقْرِيُّ مِنْ حُفَاظِ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ وَكُتِبَ لَهُمْ أَكْثَرُ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ الرَّوَايَةِ فِي الْحَدِيثِ۔ (ج ۱ ص ۳)

عبداللہ بن صالح نے کہا کہ محمود بن شریک نے بیان کیا کہ عبداللہ بن یزید نے کہا ہم سے حدیث بیان کی ابو حنیفہ شاہ مردان نے میں کہتا ہوں کہ عبداللہ بن یزید ہی ابو عبدالرحمن مقری ہیں جو کہ حدیث کے حفاظ اور کبار میں سے تھے، انہوں نے کثرت سے روایت حدیث ابو حنیفہ سے کی ہے۔

قَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ كَانَ مَالِكُ رُبَّمَا اشْتَبَهَ بِقَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ فِي الْمَسَائِلِ۔ (ج ۱ ص ۳)

اسماعیل بن محمد نے کہا کہ اسحاق بن محمد نے بیان کیا کہ امام مالک مسائل میں بسا اوقات

امام ابو حنیفہ کے قول کا اعتبار کرتے تھے۔

قَالَ يُونُسُ بْنُ بَكِيرٍ قَدِمَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْكُوفَةَ فَكُنَّا نَسْمَعُ مِنْهُ الْمَغَازِي وَرَبَّمَا زَارَ أَبَا حَنِيفَةَ فِيمَا بَيْنَ الْإَيَّامِ وَيُطِيلُ الْمَكْتَ عِنْدَهُ وَيُجَارِيهِ فِي مَسَائِلَ تَنُوبُهُ. (ج ۳ ص ۳۳)

یونس بن بکیر نے کہا کہ محمد بن اسحاق کی کوفہ آمد ہوئی اور ہم ان سے مغازی سنتے تھے وہ ان ایام میں ابو حنیفہ کی زیارت کو آتے تھے اور کافی دیر تک بیٹھتے تھے جو مسائل ان کو پیش آتے ان کا ذکر کرتے تھے۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي فَدْلٍ قَالَ رَأَيْتُ مَالِدَ بْنَ أَنَسٍ قَابِضًا عَلَى يَدِ أَبِي حَنِيفَةَ يَمْشِيَانِ فَلَمَّا بَلَغَا الْمَسْجِدَ قَدِمَ أَبُو حَنِيفَةَ فَسَمِعَتْ أَبَا حَنِيفَةَ لَمَّا دَخَلَ مَسْجِدَ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ هَذَا مَوْضِعُ الْأَمَانِ فَأَمِنِي مِنْ عَذَابِكَ وَنَجِّنِي مِنَ النَّارِ. (ج ۳ ص ۳۳)

محمد بن اسماعیل بن ابی فدیك نے بیان کیا کہ میں نے مالک بن انس کو دیکھا کہ وہ ابو حنیفہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے چل رہے تھے جب وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف پہنچے میں نے دیکھا کہ ابو حنیفہ کو آگے بڑھایا اور میں نے ابو حنیفہ کو جب وہ مسجد شریف میں داخل ہوئے یہ کہتے سنا۔ ساتھ نام اللہ کے یہ مقام ہے امان کا، مجھ کو اپنے عذاب سے مامون رکھ اور مجھ کو آگ سے نجات دے۔

قَالَ نَصِيرُ بْنُ يَحْيَى سَمِعْتُ خَالِدَ بْنَ أَيُّوبَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ الْمَاجِشُونَ يَقُولُ قَدِمَ أَبُو حَنِيفَةَ الْمَدِينَةَ فَكَلَّمَنَا فِي مَسَائِلِهِ فَكَانَ يُجِيبُ بِمَجْزُءٍ حَسَنٍ فَلَا عَيْبَ عَلَيْهِ فِي ذَلِكَ لِأَنَّا كُلُّنَا نَكَلِّمُ بِالرَّأْيِ وَاحْتِجُّ لَه. (ج ۳ ص ۳۳)

نصیر بن یحییٰ نے کہا میں نے خالد بن ایوب سے سنا، انہوں نے کہا میں نے عبدالعزیز بن ابی سلمہ الماجشون سے سنا کہ ابو حنیفہ مدینہ منورہ آئے اور ہم نے ان سے ان کے مسائل میں بات کی، وہ اچھی دلیلوں سے استدلال کرتے تھے، لہذا اس امر میں ان پر کوئی عیب نہیں ہے کیوں کہ ہم سب بھی رائے سے بات کرتے ہیں اور اس کے لئے حجت لاتے ہیں۔

یہ عاجز ابوالحسن زید کہتا ہے الموفق کی مناقب کے طبع کرنے والے نے حاشیہ میں الماجشون کے متعلق لکھا ہے: "هُوَ الْمَدَنِيُّ الْفَقِيهُ أَحَدُ الْأَعْلَامِ عَنْ أَبِيهِ وَعَنِ الزَّهْرِيِّ وَعَنْهُ اللَّيْثُ وَابْنُ مُرْدَيْهِ وَثَقَّهُ ابْنُ سَعْدٍ وَابْنُ حَبَّانٍ كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ۔"

آپ مدینہ کے ہیں اور فقیہ ہیں۔ آپ اعلام میں سے ایک فرد ہیں، اپنے والد سے اور زہری سے روایت کرتے ہیں اور آپ سے لیث اور ابن مہدی نے روایت کی ہے، آپ کو ابن سعد اور ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے (الخلاصہ)

علامہ ماجنون کا قول حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کی یاد دلاتا ہے، علامہ ابن شہیر بصری (۲۶۲ھ) نے کتاب تاریخ مدینہ لکھی ہے۔ سید حبیب محمود نے جلد میں اس کتاب کو طبع کیا ہے، جلد دوم کے صفحہ ۶۹۳ میں لکھا ہے۔

ولایۃ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، القضاہ۔

عَنْ حَفْصِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِذَا اكْتَرَعَ عَلَيْهِ الْخُصُومَ صَرَفَهُمْ إِلَى زَيْدٍ فَلَقِيَ رَجُلًا مِّنْ صَرَفِهِ إِلَى زَيْدٍ فَقَالَ لَهُ مَا صَنَعْتَ قَالَ قَضَيْتُ عَلَى يَأْمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ لَوْ كُنْتُ أَنَا الْقَضِيْتُ لَكَ، قَالَ فَمَا يَمْنُوكَ وَأَنْتَ أَوَّلِي بِالْأَمْرِ قَالَ لَوْ كُنْتُ أَرَدْتُكَ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ فَعَلْتُ وَلَكِنِّي إِنَّمَا أَرَدْتُكَ إِلَى سَرَائِي وَالرَّأْيِ مُشِيرًا۔

قضاہ کا عہدہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا تھا۔

حفص بن عمر نے کہا جب لوگوں کے مقدمات بہت ہو جاتے تھے تو آپ اُن کو حضرت زید کے پاس بھیج دیا کرتے تھے۔ حضرت عمر کی ملاقات ایسے شخص سے ہوئی جس کو آپ نے حضرت زید کے پاس بھیجا تھا۔ آپ نے اس شخص سے پوچھا۔ مقدمہ کیا ہوا۔ اس نے کہا اے امیر المؤمنین میرے خلاف فیصلہ ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر میں فیصلہ کرتا تو تمہارے حق میں کرتا۔ اس نے ہا۔ آپ کو کیا بات کوئی ہے کہ فیصلہ کریں آپ تو امیر المؤمنین ہیں، آپ نے فرمایا اگر میں اللہ کی کتاب کی طرف یا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی طرف لوٹا تا تو میں اس مقدمہ پر نظر ثانی کر کے لوٹا تا لیکن اب میری رائے ہے اور کیا وجہ ہے کہ میں قاضی کی رائے کو رد کروں اور اپنی رائے کو نافذ کروں۔ رائے تو مشیر ہے۔

کاش حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد پر علماء کی نظر رہتی۔

قَالَ مُوسَى بْنُ نَصْرٍ سَمِعْتُ جَرِيرًا يَقُولُ كَانَ الْمُغِيرَةُ يُلَوِّمُنِي إِذَا لَمْ أَحْضُرْ مَجْلِسَ أَبِي حَنِيفَةَ وَيَقُولُ لِي الزَّمَهُ وَلَا تَغِبْ عَنِ مَجْلِسِهِ فَإِنَّا كُنَّا نَجْمَعُ عِنْدَ حَمَادٍ قَلَمٌ يَكُونُ يَفْتَحُنَّ مِنَ الْعِلْمِ مَا كَانَ يَفْتَحُهُ لَهُ۔ (حد ۲ ص ۳۵)

موسیٰ بن نصر نے کہا میں نے جریر سے سنا وہ کہتے تھے کہ مغیرہ مجھ کو ملامت کرتے جب میں ابو حنیفہ کے حلقہ میں نہیں جاتا تھا وہ مجھ سے کہتے کہ ان کی مجلس کے ہو جاؤ، تاغذ نہ کرو، ہم حماد کے پاس اکٹھے ہوتے تھے لیکن زہ ہمارے ساتھ ایسے نہیں کھلتے تھے جیسا کہ وہ ابو حنیفہ کے ساتھ کھلا کرتے تھے۔

قَالَ أَحْمَدُ الْكُوفِيُّ قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ كَانَ ابْنُ أَبِي بِلَى يُحَدِّثُ أَبَا حَنِيفَةَ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ

رِجَالِهِ - (ج ۲ ص ۳۵)

احمد کوئی نے کہا کہ ابو معاویہ نے کہا کہ ابن ابی بلی ابو حنیفہ سے حسد کیا کرتے تھے لیکن وہ ان کے مقابلہ کے نہیں تھے۔

قَالَ اِبْرَاهِيمُ بْنُ يَزِيدَ سَمِعْتُ رَقِبَةَ بْنَ مَسْقَلَةَ يَقُولُ خَاصُّ أَبُو حَنِيفَةَ فِي الْعِلْمِ خَوْضًا لَمْ يَسْبِقْ إِلَيْهِ أَحَدٌ قَادِرٌ مَا أَرَادَ - (ج ۱ ص ۳۲)

ابراہیم بن یزید نے کہا میں نے رقبہ بن مسقلہ کو کہتے سنا کہ ابو حنیفہ علم کی اتنی گہرائی میں پہنچے کہ ان سے پہلے کوئی وہاں تک نہ پہنچا تھا لہذا جو چاہتے تھے وہ پایا۔

قَالَ حَسَنُ بْنُ زِيَادٍ كَانَ مِسْعَرُ بْنُ كِدَامٍ يَقُومُ فِي الصَّلَاةِ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ وَأَبُو حَنِيفَةَ فِي نَاحِيَةِ آيْضًا وَاصْحَابُهُ كَانُوا يَتَفَرَّقُونَ فِي حَوَائِجِهِمْ بَعْدَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ ثُمَّ يَجْتَمِعُونَ إِلَيْهِ فَيُجْلِسُ لَهُمْ فَمِنْ بَيْنِ سَائِلٍ وَمِنْ بَيْنِ مُنَاطِرٍ وَيَرْفَعُونَ الْأَصْوَاتَ حَتَّى يَسْكُتُونَ لِكَثْرَةِ مَا يَجْتَمِعُ لَهُمْ فَكَانَ مِسْعَرٌ يَقُولُ إِنَّ رَجُلًا يَسْكُنُ اللَّهُ بِهِ هَذِهِ الْأَصْوَاتَ لِعَظِيمِ الشَّانِ فِي الْإِسْلَامِ (ج ۲ ص ۳۱)

حسن بن زیاد نے کہا کہ مسعر بن کدام مسجد کے ایک گوشہ میں نماز پڑھتے تھے اور ایک گوشہ میں ابو حنیفہ نماز پڑھتے تھے اور ان کے اصحاب صبح کی نماز کے بعد اپنی ضروریات کے سلسلہ میں چلے جاتے تھے اور پھر ان کی آمد ہوتی تھی اور امام ابو حنیفہ ان کے پڑھانے کو بیٹھتے۔ ان میں سے کوئی کچھ دریت کرتا تھا کوئی مناظرہ کرتا تھا اور ان کی آوازیں بلند ہو جاتی تھیں اور جب امام ابو حنیفہ کثرت سے ان کے سامنے ویلیں پیش کرتے تھے وہ سب آوازیں بند ہو جاتی تھیں، یہ دیکھ کر مسعر کہتے تھے۔ جس شخص سے اللہ تعالیٰ ان آوازوں کو تسکین دیتا ہے، وہ یقیناً اسلام میں بڑی شان والا ہے۔

قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ كَانَ مِسْعَرٌ إِذَا رَأَى أَبَا حَنِيفَةَ قَامَ لَهُ وَإِذَا جَلَسَ مَعَهُ جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَكَانَ مُجَلِّلاًهُ مَا يُثْنِي عَلَيْهِ، قُلْتُ وَكَانَ مِسْعَرُ بْنُ كِدَامٍ أَحَدَ مَفَاخِرِ الْكُوفَةِ فِي حِفْظِهِ وَزُهْدِهِ وَكَانَ مِنْ شُيُوخِ أَبِي حَنِيفَةَ، رَوَى عَنْهُ فِي مُسْنَدِهِ - (ج ۱ ص ۳۲)

ابن مبارک نے بیان کیا کہ جب مسعر ابو حنیفہ کو دیکھتے تھے کھڑے ہو جاتے تھے اور جب آپ کے پاس بیٹھتے تھے وہ آپ کی تعظیم کرتے تھے، آپ کی طرف مائل تھے، آپ کی تعریف کرتے تھے (علامہ موفق کہتے ہیں) مسعر بن کدام کوفہ کے مفاخر میں سے ایک مفخرہ تھے۔ کیا اپنے حفظ میں اور اپنے زہد میں اور آپ ابو حنیفہ کے شیوخ میں سے تھے۔ ابو حنیفہ نے اپنی مسند میں آپ سے

روایتیں کی ہیں۔

قَالَ الْقَاسِمُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ أَبَا بَيْعِي الْحَمَّانِي قَالَ قَالَ عُثْمَانُ الْمَدَنِيُّ كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ أَفْقَهُ مِنْ حَمَّادٍ وَأَفْقَهُ مِنْ إِبْرَاهِيمَ وَأَفْقَهُ مِنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدَ. (ج ۲ ص ۳۷)

قاسم بن عباد نے اس شخص سے سنا جس نے ابویحییٰ حمّانی سے سنا کہ عثمان مدنی نے کہا۔ ابوحنیفہ زیادہ فقیہ تھے حماد سے اور زیادہ فقیہ تھے ابراہیم سے اور زیادہ فقیہ تھے علقر اور اسود سے۔ قَالَ مُوسَى بْنُ سَلِيمَانَ الْجَوْزَجَانِي سَمِعْتُ حَفْصَ بْنَ غِيَاثٍ يَقُولُ سَمِعْتُ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ كُتِبَ وَأَثَارُهُ فَمَا رَأَيْتُ أَذْكَى قَلْبًا مِنْهُ وَلَا أَعْلَمَ بِمَا يُفْسِدُ وَيُصَحِّحُ فِي بَابِ الْأَحْكَامِ مِنْهُ. (ج ۲ ص ۳۷)

موسیٰ بن سلیمان جوزجانی نے بیان کیا کہ میں نے حفص بن غیاث سے سنا کہ میں نے ابوحنیفہ سے آپ کی کتابیں اور آثار سنے ہیں۔ میں نے آپ سے زیادہ دل کا ہوشیار اور احکام میں صحیح اور فاسد کا جاننے والا نہیں دیکھا ہے۔

قَالَ مُقَاتِلُ بْنُ سَلِيمَانَ أَوْ ابْنُ مُقَاتِلٍ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ يَقُولُ كَتَبْتُ كُتُبَ أَبِي حَنِيفَةَ غَيْرَ مَرَّةٍ، كَانَ يَقَعُ فِيهَا زِيَادَاتٌ فَالْتَبَهَا، قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ إِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يَقَعُ فِي أَبِي حَنِيفَةَ وَيَذْكُرُهُ بِسَوْءٍ فَإِنَّهُ ضَبِيقُ الْعِلْمِ فَلَا تَعْبَاهُ، وَكَانَ ابْنُ الْمُبَارَكِ إِذَا ذَكَرَ أَبَا حَنِيفَةَ بَكَى لِحُبِّهِ. (ج ۲ ص ۳۷)

مقاتل بن سلیمان یا ابن مقاتل نے کہا کہ میں نے ابن مبارک سے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے میں نے ابوحنیفہ کی کتابوں کو ایک بار سے زائد لکھا ہے کیونکہ ان میں زیادتی ہوتی رہتی تھی، تم اگر کسی کو دیکھو کہ وہ ابوحنیفہ پر اعتراضات کرتا ہے اور ان کو بُرائی سے یاد کرتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ شخص کم علم ہے اس کی معلومات کا دائرہ تنگ ہے لہذا اس کا خیال نہ کرو اور ابن مبارک ابوحنیفہ کو یاد کر کے رویا کرتے تھے۔

سَمِعْتُ الْفَقْهَ بْنَ عَمْرِو بْنِ وَرَاقٍ يَقُولُ كُنْتُ بِمَرْوَ أَيْامَ النَّضْرِ بْنِ شَمِيلٍ فَبَعَثُوا بِكُتُبِ أَبِي حَنِيفَةَ إِلَى مَاءٍ جَارٍ فَجَعَلُوا يَغْسِلُونَهَا بِالمَاءِ فَسَمِعَ بِذَلِكَ خَالِدُ بْنُ صُبَيْعٍ وَهُوَ قَاضِيهَا يَوْمَئِذٍ فَزَكَّابَ خَالِدُ بْنُ صُبَيْعٍ إِلَى الْفَضْلِ بْنِ سَهْلٍ قَالَ وَكَانُوا يَقُولُونَ إِنَّ فِي آلِ صُبَيْعٍ يَوْمَئِذٍ خَمْسُونَ رَجُلًا أَوْ أَكْثَرَ مِمَّا يَصْلَحُونَ لِلْقَضَاءِ وَزَكَّابَ مَعَ خَالِدِ بْنِ صُبَيْعٍ إِبْرَاهِيمُ بْنُ دُثَيْمٍ وَسَهْلُ بْنُ مَرْزُوقٍ فَكَلَّمُوهُ يَعْزِي الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ فَقَالَ لَيْسَ دَامِنٌ كَلَامِي حَتَّى ادْخُلَ عَلَى الْخَلِيفَةِ فَأَخْبَرَهُ، فَدَخَلَ عَلَى الْمَأْمُونِ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ مَنْ هَؤُلَاءِ وَمَنْ هَؤُلَاءِ، فَقَالَ هَؤُلَاءِ الْأَحْدَاثُ إِسْحَاقُ بْنُ رَاهَوِيَّةَ وَاحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ وَغَيْرُهُمْ إِلَّا أَنَّ النَّضْرَ بْنَ شَمِيلٍ فِيهِمْ قَالَ وَهَذَا خَالِدُ بْنُ

صَبِيحَ وَسَهْلُ بْنُ مَزَاحِمٍ وَابْرَاهِيمُ بْنُ رَسْتَمٍ، فَقَالَ غَدًا أَجْمَعُ هَؤُلَاءِ وَهُؤُلَاءِ حَتَّى أَكُونَ أَلْحَاكُمُ فِيمَا بَيْنَهُمْ وَأَنْظُرَ الْحُجَّةَ فِي يَدِ مَنْ هِيَ، فَسَمِعَ اسْحَاقُ وَأَصْحَابُهُ مَا قَالَ الْمَأْمُونُ فَقَالَ غَدًا مَنْ يُكَلِّمُهُ .
وَالنَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ كَانَ لَا يُصَابِرُ الْمَأْمُونُ لَا فِي الْكَلَامِ وَلَا فِي الْحَدِيثِ فَاخْتَارُوا أَحْمَدَ بْنَ زُهَيْرٍ عَلَى أَنْ يُكَلِّمَ الْمَأْمُونُ . فَلَمَّا أَصْبَحُوا اجْتَمَعُوا عِنْدَهُ فَخَرَجَ الْمَأْمُونُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَأَقْبَلَ قَبْلَ النَّضْرِ بْنِ شَمِيلٍ فَقَالَ لِأُمِّي شَيْءٌ عَمِدْتُ إِلَى كُتُبِ أَبِي حَنِيفَةَ فَبَعَثْتُمُوهَا إِلَى مَاءٍ جَارٍ فَعَسَلْتُمُوهَا فَسَكَّتِ النَّضْرُ وَلَمْ يُجِبْهُ فَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ أَتَاذَنْ لِي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْكَلَامِ حَتَّى أَتَكَلَّمَ فَقَالَ إِنْ كُنْتَ تُحْسِنُ فَتَكَلَّمْ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، وَجَدْنَا هَاهَا مُخَالَفَةً لِكِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى وَسُنَّةِ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَبَاتِي شَيْءٌ خَالَفَ كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّةَ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ خَالِدُ بْنُ صَبِيحٍ عَنْ مَسْئَلَةٍ مَا قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ فِيهَا فَأَفْتَى خَالِدٌ بِقَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ فَجَعَلَ أَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ يَرَوِي عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافَ ذَلِكَ وَجَعَلَ الْمَأْمُونُ يُحْتَجُّمُ لِأَبِي حَنِيفَةَ بِأَحَادِيثٍ لَمْ يَكُنْ يَعْرِفُهَا هَؤُلَاءِ فَلَا أَكْثَرُوا مِنْ هَذَا قَالَ الْمَأْمُونُ لَوْ جَدْنَا هَاهَا مُخَالَفَةً لِكِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى وَسُنَّةِ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اسْتَعْمَلْنَاهُ، أَيَاكُمْ أَنْ تَعُودُوا بِمِثْلِ هَذَا أَلَوْ لَا أَنَّ الشَّيْخَ فِينَكُمْ لَعَاقَبْتُكُمْ عَقُوبَةً لَا تَنْسَوْنَ، فَخَرَجُوا . فَكَانَ الْمَأْمُونُ بَعْدَ مَا جَلَسَ بِبَغْدَادَ أَجْلَسَ عِنْدَهُ مَائِي فَقِيهٌ وَكُلُّ مَنْ مَاتَ مِنْهُمْ يُجْبَى بِآخِرِ مَكَانِهِ وَهُوَ أَفْقَرُهُمْ وَأَعْلَمُهُمْ . (ج ١ ص ٥٥)

فتح بن عمرو وراق سے میں نے سنا کہ نصر بن شمیل کے زمانہ میں مرو میں تھا وہاں ابو حنیفہ کی کتابوں کو ندی پر لے گئے اور ان کو پانی سے دھویا یہ بات خالد بن صبیح نے سنی اور وہ وہاں کے قاضی تھے۔ چنانچہ خالد بن صبیح، فضیل بن سہل (خلیفہ مامون رشید کے وزیر) سے ملنے روانہ ہوئے اور ان کے ساتھ آل صبیح بھی گئی، کہا گیا ہے کہ اس وقت آل صبیح میں پچاس افراد یا اس سے زیادہ ایسے عالم تھے کہ ان کو قاضی بنایا جائے۔ خالد بن صبیح کے ساتھ ابراہیم بن رستم اور سہل بن مزاحم بھی روانہ ہوئے اس جماعت نے فضل بن سہل سے واقعہ بیان کیا، فضل بن سہل نے کہا کہ یہ کام میرا نہیں ہے، میں خلیفہ کے پاس جاتا ہوں اور ان سے واقعہ بیان کرتا ہوں، چنانچہ وہ مامون کے پاس گئے اور ان کو واقعہ سے آگاہ کیا، مامون نے دریافت کیا کہ یہ جماعت کس کی ہے اور وہ جماعت کیسی ہے فضل بن سہل نے مامون کو بتایا کہ یہ جماعت نو عمروں کی ہے البتہ ان کے ساتھ نصر بن شمیل بھی ہیں اور یہ دوسری جماعت خالد بن صبیح، سہل بن مزاحم اور ابراہیم بن رستم کی ہے۔ مامون نے کہا۔ کل ان دونوں جماعتوں کو بلاؤ تاکہ میں دیکھوں کہ محبت کس کے ساتھ ہے اور میں فیصلہ کروں۔ مامون کی اس بات کو اسحاق

اور ان کے رفیقوں نے سُن لیا، وہ بولے۔ مامون سے کل کون بات کرے گا۔ نصر بن شمیل مامون سے مباحثہ نہ علمِ ظام میں کر سکتے تھے اور نہ حدیث شریف میں لہذا انہوں نے احمد بن زہیر کو اس کام کے لئے نامزد کیا کہ وہ کل مامون سے گفتگو کریں۔

دوسرے دن یہ سب ماموں کے دربار میں جمع ہوئے، ماموں آئے اور انہوں نے السلام علیکم کہا اور پھر نصر بن شمیل سے متوجہ ہو کر کہا، کس بنا پر تم لوگوں نے ابو حنیفہ کی کتابوں کو نڈی میں دھلوا یا۔ نصر بن شمیل خاموش رہے اور انہوں نے کچھ جواب نہیں دیا۔ ان کی جماعت میں سے احمد بن زہیر نے کہا۔ کیا آپ مجھ کو بات کرنے کی اجازت دیں گے، اے امیر المؤمنین۔ ماموں نے کہا اگر ڈھب سے بات کر سکتے ہو۔ احمد بن زہیر نے کہا۔ ہم نے ابو حنیفہ کی کتابوں کو اس وجہ سے نڈی میں دھلوا یا کہ وہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہیں۔ ماموں نے پوچھا۔ کس بات میں مخالف ہیں۔

احمد بن زہیر نے خالد بن صبیح سے ایک مسئلہ دریافت کیا۔ خالد نے ابو حنیفہ کے قول سے اس کا جواب دیا، احمد بن زہیر نے حدیث شریف کی روایتیں پڑھیں اور مامون ابو حنیفہ کی تائید میں احادیث پیش کرتے تھے۔ ان لوگوں کو ان احادیث کی خبر تک نہ تھی۔ جب اس بات حیت میں کافی دقت گزر گیا، مامون نے کہا اگر ابو حنیفہ کے اقوال کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہوتے ہم ان پر عمل نہ کرتے۔ خبردار جو تم پھر ایسی حرکت کرو۔ اور اگر یہ بوڑھے (نصر بن شمیل) تمہارے ساتھ نہ ہوتے، میں تم کو ایسی سزا دیتا کہ تم اس کو نہ بھولتے اور پھر سب وہاں سے باہر آگئے۔

مؤلف مقامات علامہ موفق نے لکھا ہے۔ مامون جب سے بغداد میں بیٹھے ہیں انہوں نے دو سو فقہاء کو اپنے پاس رکھا۔ جب ان میں سے کوئی مرتا تھا اس کی جگہ دوسرے کو مقرر کرتے تھے۔ مامون ان سب سے زیادہ فقہ اور علم رکھتے تھے۔

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ سَمِعْتُ أَبَا حَنِيفَةَ إِسْحَاقَ بْنَ بِشْرِ يَقُولُ حَضَرْتُ الْمَأْمُونُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي وَكَانَ الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ جَعَلَنِي مِنْ خَاصَّةِ نَفْسِهِ وَكَانَ يُقَرِّبُنِي وَيُدْنِيَنِي فَمَكَّنَنِي عِنْدَهُ مَنَزَلَةً جَلِيلَةً فَكُنْتُ أَحْضَرُهُ فِي الْخُلُوتِ وَفِي اللَّيَالِي فَحَضَرْنَا عِنْدَهُ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي وَحَضَرَ النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ فَلَمَّا فَرَّغْنَا مِنَ الطَّعَامِ قَالَ الْمَأْمُونُ خُوضُوا فِي الْعِلْمِ قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ فَقُلْتُ لِلنَّضْرِ مَا تَقُولُ فِي الْإِيمَانِ قَالَ أَقُولُ إِنِّي مُؤْمِنٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، فَقُلْتُ لَهُ بِأَيِّ

مُحْجَةً قُلْتُ ذَلِكَ قَالَ مِنَ الْكِتَابِ قُلْتُ لَهُ أَوْرِدْ حَتَّى آتَاكَ ذَٰلِكَ، فَقَالَ، قَالَ اللَّهُ لِنَبِيِّهِ لَتُدْخِلَنَّ
الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمَنِينَ، قَالَ أَبُو حَذِيفَةَ، فَقُلْتُ لَهُ حِينَ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ عَلَى
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ دَاخِلًا فِي الْحَرَمِ أَوْ خَارِجًا مِنْهُ، قَالَ النَّضَرُ كَانَ خَارِجًا مِنَ
الْحَرَمِ فَقُلْتُ لَهُ فَإِنْ كُنْتَ خَارِجًا مِنَ الْإِيمَانِ فَاسْتِثْنَاؤُكَ جَائِزٌ، قَالَ فَضِيحُ الْمَأْمُونُ وَ
مَجْدُ النَّضَرِ (ج ٢ ص ١٥٥)

احمد بن زہیر نے کہا میں نے ابو حذیفہ اسحاق بن بشر سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ ایہ رات میں
امیر المومنین مامون کے پاس گیا، (مامون کے وزیر) فضل بن سہل نے مجھ کو اپنے خاص اصحاب میں
کر لیا تھا اور وہ مجھ کو اپنے قرب میں جگہ دیتے تھے اور نزدیک کرتے تھے، اس وجہ سے مامون کے
نزدیک میری منزلت ہو گئی، میں ان کے پاس خلوت میں اور رات کی محفل میں حاضر ہونے لگا۔
ایک رات وہاں حاضر ہوا۔ نصر بن شمیل بھی آئے تھے، کھانے سے فارغ ہوئے تو مامون
نے کہا، علمی گفتگو کرو۔ ابو حذیفہ کہتے ہیں میں نے نصر سے کہا۔ ایمان کے متعلق تم کیا کہتے ہو۔
انہوں نے کہا میں کہتا ہوں۔ میں مومن ہوں اگر اللہ نے چاہا۔ میں نے نصر سے کہا۔ کس دلیل
سے یہ بات تم نے کہی ہے۔ نصر نے کہا قرآن مجید سے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا ہے تحقیق
تم داخل ہو رہو گے ادب والی مسجد میں، اگر اللہ نے چاہا چہن سے، ابو حذیفہ کہتے ہیں میں نے
نصر سے کہا۔ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرم میں داخل ہو گئے تھے
یا حرم سے خارج تھے۔ نصر نے کہا۔ آپ حرم سے خارج تھے۔ میں نے نصر سے کہا۔ اگر تم ایمان سے
خارج ہو تو تمہارا استثنا جائز ہے۔ اس بات سے مامون ہنسے اور نصر فحش ہوئے۔

قَالَ خَالِدُ بْنُ صَبِيحٍ وَقَعَتْ خُصُومَةٌ بَيْنَ قَوْمٍ أَشْرَافٍ فَاخْتَصَمُوا إِلَيَّ وَأَمْسَدَتْ
مَنَازِعُهُمْ وَكُنْتُ سَأَلْتُ الْمَدْعِيَيْنِ الْبَيِّنَةَ عَلَى دَعْوَاهُمْ وَكَانُوا أَقَامُوا الْبَيِّنَةَ فَلَمْ أَشْتَغِلْ ...
بِالتَّرْكِكِ وَالسُّوَالِ عَنِ الشُّهُودِ أَيَّامًا أَرَادَةَ وَقُوعِ الصَّلَاحِ فِيمَا بَيْنَهُمْ فَلَمْ يَتَهَيَّأُوا وَسَأَلَ الْقَوْمُ الَّذِي
أَقَامُوا الْبَيِّنَةَ الْحُكْمَ فَسَأَلْتُ عَنِ الشُّهُودِ فَزَكُوا وَقَضَيْتُ لَهُمْ، وَكَانَ الْمَأْمُونُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ بِمَرَدٍ
فَرَفَعَ الْقَوْمَ الَّذِينَ تَوَجَّهَ عَلَيْهِمُ الْحُكْمُ شَانَهُمْ إِلَى الْمَأْمُونِ وَكَانُوا قَوْمًا أَجَلَةً فَأَرْسَلَ الْمَأْمُونُ
إِلَيَّ، فَخَضَرْتُ فَقَالَ لِي كَيْفَ لَمْ تَتَأَنَّنِي فِي هَذَا الْأَمْرِ وَغَجَلْتَ فِي إِمضاءِ الْحُكْمِ فَقُلْتُ لَهُ، قَدْ كُنْتُ
أَخَّرْتُ ذَٰلِكَ أَيَّامًا بَعْدَ قِيَامِ الْبَيِّنَةِ لِلْمَدْعِيَيْنِ رَجَاءً أَنْ يَفْعَ فِيمَا بَيْنَهُمْ إِتْفَاقٌ خَارِجًا مِنَ
الْحُكْمِ فَلَمْ يَقْعَ وَسَأَلَ الْمَدْعُونَ الْحُكْمَ فَلَمْ يَسْعَ لِي أَنْ أُؤْخِرَ ذَٰلِكَ فَسَأَلْتُ عَنِ الْبَيِّنَةِ سِرًّا وَعِلَانِيَةً

فَزَكَوْنَا مَاضِيَتِ الْحَكْمِ فَقَالَ بِقَوْلِ مَنْ تَضَيَّتْ، فَقُتْ لَا بُدَّ حَنِيفَةً هَاهُنَا قَوْلٌ وَلَا بُدَّ يَوْسُفَ قَوْلٌ
فَقَضَيْتُ بِقَوْلِ أَبِي يَوْسُفَ لِأَنَّهُ أَرْفَقُ، فَقَالَ الْمَامُونُ: إِنْ أُرِدْتَ الْإِحْتِيَاطَ وَالنَّجَاةَ لِنَفْسِكَ إِذَا
وَجَدْتَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ قَوْلًا فِي مَسْئَلَةٍ فَأَحْكُمْ بِهِ وَلَا تَعُدَّ. (ج ۲ ص ۱۵۹)

خالد بن صبیح نے کہا کہ قبیلہ اشراف (یعنی بنی ہاشم) میں منازعت ہوئی اور وہ میری عدالت
میں مقدمہ لائے۔ اُن کا جھگڑا کافی دن رہا، میں نے مدعیوں سے گواہ طلب کئے، انہوں نے
گواہ پیش کئے، میں نے گواہوں کے متعلق ان کے سچے جھوٹے ہونے کی تحقیقات کچھ دن نہیں کی
اس خیال سے کہ شاید آپس میں ان کی مصالحت ہو جائے، لیکن ان میں مصالحت نہ ہوئی۔ اور
جنہوں نے گواہیاں پیش کی تھیں انہوں نے حکم طلب کیا اب مزید ٹاننا میرے بس کا نہیں رہا
لہذا میں نے گواہوں کے متعلق معلومات حاصل کیں اور پھر اپنا حکم سُنا دیا، امیر المومنین مامون
مرو میں تھے، جس جماعت کے خلاف میرا حکم تھا انہوں نے مامون سے استغاثہ کیا۔ وہ جماعت
عالی قدر تھی۔ مامون نے مجھ کو طلب کیا، جب میں حاضر ہوا مجھ سے کہا اس جھگڑے کے حکم سنانے
میں تم نے توقف سے کام کیوں نہیں لیا، تم نے کس واسطے حکم جلدی نافذ کر دیا (موفق نے مقدمہ
کے ٹلنے کا بیان جو اوپر گزر چکا ہے پھر لکھا ہے) یہ سن کر مامون نے کہا، تم نے کس کے قول پر فیصلہ
کیا ہے۔ میں نے کہا اس مسئلہ میں ایک قول ابو حنیفہ کا ہے اور ایک ابو یوسف کا ہے۔ چونکہ ابو یوسف
کا قول نرمی لئے ہوئے ہے اس واسطے میں نے ان کے قول پر حکم کیا ہے۔ مامون نے کہا۔ اگر تم
احتیاط کے اور اپنی نجات کے طلب گار ہو، تم کو اگر ابو حنیفہ کا قول ملے اسی پر حکم کرو اور کسی
دوسرے کے قول کی طرف نہ جاؤ۔

۵۔ فاضل اجل علامہ ابو محمد علی ابن حزم اندلسی قرطبی ظاہری متونی رحمہ اللہ نے لکھا ہے۔

جَمَعَ أَصْحَابُ ابْنِ حَنِيفَةَ فَجَمَعُوا عَلَى أَنَّ مَذْهَبَ ابْنِ حَنِيفَةَ أَنَّ ضَعِيفَ الْحَدِيثِ أَوَّلَى عِنْدَهُ مِنَ الْقِيَاسِ وَالرَّأْيِ۔

ابو حنیفہ کے تمام اصحاب اس بات پر متفق ہیں کہ ابو حنیفہ کے مذہب میں ضعیف حدیث قیاس اور رائے سے اولیٰ ہے۔

ابن حزم کا یہ قول حافظ ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی نے اپنے رسالہ ”مناقب الامام ابی حنیفہ وصاحبہ ابو یوسف و محمد بن الحسن“ میں ”الرأی“ کے بیان میں صفحہ ۲۱ میں لکھا ہے۔

۶ علامہ تقی الدین احمد ابن تیمیہ حرّانی دمشقی حنبلی متوفی ۷۲۸ھ نے اپنی کتاب ”مِنتَهَاجُ السُّنَّةِ النَّبَوِيَّةِ“ کی پہلی جلد کے صفحہ ۲۵۹ میں لکھا ہے۔

وَقَدْ قَالَ الشَّافِعِيُّ، مَنْ أَرَادَ التَّفْسِيرَ فَهُوَ عِيَالٌ عَلَى مُقَابِلٍ وَمَنْ أَرَادَ الْفَقْهَ فَهُوَ عِيَالٌ عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ، وَمُقَابِلُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مِمَّنْ يُحْتَجُّ بِهِ فِي الْحَدِيثِ بِخِلَافِ مُقَابِلِ بْنِ حَبَّانَ فَإِنَّهُ ثِقَةٌ لَكِنْ لَا رَيْبَ فِي عِلْمِهِ بِالتَّفْسِيرِ وَغَيْرِهِ وَإِطْلَاعِهِ كَمَا أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ وَإِنْ كَانَ النَّاسُ خَالِفُوهُ فِي أَشْيَاءَ وَأَنْكَرُوا عَلَيْهِ فَلَا يَسْتَرِيبُ أَحَدٌ فِي فَقْهِهِ وَفَرْهِمِهِ وَعِلْمِهِ وَقَدْ نَقَلُوا عَنْهُ أَشْيَاءَ يَقْصِدُونَ بِهَا الشَّاعَةَ عَلَيْهِ وَهِيَ كَذِبٌ عَلَيْهِ قِطْعًا مِثْلُ مَسْئَلَةِ الْخَنْزِيرِ الْبَرِّيِّ وَمَحْرُهَا وَمَا أَبْعَدَ أَنْ يَكُونَ النَّقْلُ عَنْ مُقَابِلٍ مِنْ هَذَا الْبَابِ۔

اور شافعی نے کہا ہے جو تفسیر کا ارادہ کرے وہ مقاتل کا محتاج ہے اور جو فقہ کا ارادہ کرے وہ ابو حنیفہ کا محتاج ہے، اور مقاتل بن سلیمان سے اگرچہ حدیث میں احتجاج نہیں کیا جاتا تھا، بہ خلاف مقاتل بن حبان کے کہ وہ ثقہ تھے، لیکن مقاتل بن سلیمان کی تفسیر وغیرہ کی علمیت میں کوئی شک نہیں ہے، جس طرح لوگوں نے بعض اشیاء (مسائل) میں ابو حنیفہ سے اختلاف کیا ہے اور اس وجہ سے آپ پر نکیر کی ہے، لیکن کوئی آپ کی فقہ میں، آپ کے فہم میں اور آپ کے علم میں شک نہیں کر سکتا، لوگوں نے آپ سے باتیں نقل کی ہیں اور ان کا مقصد آپ کو بدنام کرنا ہے اور یہ آپ پر یقیناً جھوٹ ہے، جیسا کہ خنزیر بری وغیرہ کا مسئلہ ہے۔ اور کچھ بعید نہیں ہے کہ مقاتل سے بھی اسی طرح کی بے اساس باتیں نقل کی گئی ہوں۔

۷ علامہ حافظ ابو عبد اللہ محمد زہبی شافعی متوفی ۴۸۸ھ نے "مناقب الامام ابی حنیفہ" میں لکھا ہے۔

سَمِعْتُ إِسْمَاقَ بْنَ أَبِي إِسْرَافِيلَ يَقُولُ ذَكَرْتُ قَوْمَ أَبِي حَنِيفَةَ عِنْدَ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ فَتَقَصَّ بَعْضُهُمْ فَقَالَ سُفْيَانُ مَنْ كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ أَكْثَرَ النَّاسِ صَلَاةً وَأَعْظَمَهُمْ أَمَانَةً وَأَحْسَنَهُمْ مَرْوَةً. ۸
اسحاق بن ابی اسرائیل نے کہا کہ سفیان بن عیینہ کے پاس کچھ لوگوں نے ابو حنیفہ کا ذکر کیا، ان میں سے بعض نے آپ کی تنقیص کی، سفیان نے کہا، ایسا نہ کہو، ابو حنیفہ لوگوں میں زیادہ نماز پڑھنے والے اور امانت میں لوگوں سے زیادہ پایہ والے اور ان سے زیادہ مروت والے تھے۔
حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ رَجَاءٍ قَالَ جَعَلَ أَبُو حَنِيفَةَ عَلَى نَفْسِهِ إِنْ حَلَفَ بِاللَّهِ صَادِقًا فِي عَرَضٍ حَدِيثِهِ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِدِينَارٍ فَكَانَ إِذَا حَلَفَ تَصَدَّقَ بِدِينَارٍ. ۹

مثنی بن رجا نے کہا کہ ابو حنیفہ نے اپنے اوپر لازم کر لیا تھا کہ اگر وہ دوران گفتگو میں قسم کھائیں گے ایک دینار صدقہ دیں گے لہذا جب وہ قسم کھاتے تھے ایک دینار صدقہ دیتے تھے۔
رَوَى عَنْهُ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ وَالْفُقَهَاءِ عِدَّةٌ لَا يُحْصَوْنَ، فَمِنْ أَقْرَابِهِ ۱۰
ابو حنیفہ سے محدثین اور فقہاء کی جماعت نے جن کا شمار نہیں کیا جاسکتا حدیث کی روایت کی ہے۔
اور آپ کے اقربان میں سے روایت کرنے والے یہ ہیں۔

۱ مغیرہ بن قاسم ۲ زکریا بن ابی زائدہ ۳ مسعر بن کدام ۴ سفیان ثوری ۵ مالک بن مغول ۶ یونس بن ابی اسحاق۔

اور ان کے بعد میں یہ ہیں۔ ۷ زائدہ ۸ شریک ۹ حسن بن صالح ۱۰ ابوبکر بن عیاش ۱۱ عیسیٰ بن یونس ۱۲ علی بن مسہر ۱۳ حفص بن غیاث ۱۴ جریر بن عبد الحمید ۱۵ عبد اللہ بن المبارک ۱۶ ابومعاویہ ۱۷ وکیع ۱۸ محارب ۱۹ ابواسحاق فراری ۲۰ یزید بن ہارون ۲۱ اسحاق بن یوسف ازرق۔
۲۲ معافی بن عمران ۲۳ زید بن الجباب ۲۴ سعد بن صلت ۲۵ مکی بن ابراہیم ۲۶ ابوعاصم نبیل

۲۷ عبد الرزاق بن ہمام ۲۸ حفص بن عبد الرحمن سلمی ۲۹ عبید اللہ بن موسیٰ ۳۰ ابو عبد الرحمن المقرئ
۳۱ محمد بن عبد اللہ انصاری ۳۲ ابو نعیم ۳۳ ہوزہ بن خلیفہ ۳۴ ابواسامہ ۳۵ ابو یحییٰ حافی ۳۶ ابن نمیر
۳۷ جعفر بن عون ۳۸ اسحاق بن سلیمان رازی "وَقَلَّ لِقَ" اور خلق خدا۔

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسٍ سَمِعْتُ رَجُلًا يَقُولُ لِأَبِي حَنِيفَةَ إِنَّ اللَّهَ قَانَتْفَضَ وَاصْفَرَّ وَأَطْرَقَ وَ
قَالَ جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا مَا أَحْجَجَ النَّاسُ كُلَّ وَقْتٍ إِلَى مَنْ يَقُولُ لَهُمْ مِثْلَ هَذَا. ۳۹

ہم سے یزید کیت نے بیان کیا کہ میں نے ایک شخص سے سنا جو ابو حنیفہ سے کہہ رہا تھا "خدا سے
ڈرو" یہ سن کر ابو حنیفہ کپکپا گئے۔ رنگت زرد پڑ گئی اور سر لٹکا کر بیٹھ گئے۔ پھر اس شخص سے کہا۔ اللہ
تم کو اچھا اجر دے، کتنی ضرورت ہے ہر وقت لوگوں کے لئے کہ ان سے کوئی یہ کہا کرے۔

قَالَ يَزِيدُ بْنُ كَيْسٍ سَمِعْتُ أَبَا حَنِيفَةَ وَشْتَمَهُ رَجُلٌ وَاسْتَطَالَ عَلَيْهِ وَقَالَ لَهُ يَا كَافِرِيَا
زَيْدُ بْنُ نَفَالٍ أَبُو حَنِيفَةَ، غَفَرَ اللَّهُ لَكَ هُوَ يَعْلَمُ مِنِّي خِلَافَ مَا تَقُولُ. ۴۰

یزید بن کیت نے کہا میں نے ایک شخص سے سنا کہ اس نے ابو حنیفہ کو گالی دی اور زبان راز
کی اور ان کو اسے کافر اسے زندقہ کہا۔ ابو حنیفہ نے اس سے کہا۔ اللہ تیری مغفرت کرے جو تو نے
کہا ہے، اللہ اس کے خلاف میرے متعلق جانتا ہے (یعنی اللہ جانتا ہے کہ میں مسلم اور مومن ہوں)
قَالَ نَصِيرُ بْنُ يَحْيَى قُلْتُ لِأَسْحَدَ بْنِ حَنْبَلٍ مَا الَّذِي تَنْقِمُ عَلَى هَذَا الرَّجُلِ قَالَ الرَّأْيُ قُلْتُ فَمَهَذَا
مَالِكُ الْمَيْتَكُمُ بِالرَّأْيِ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ رَأَى أَبِي حَنِيفَةَ خِلْدًا فِي الْكُتُبِ قُلْتُ فَقَدْ خِلْدَ رَأْيَ مَالِكٍ فِي
الْكُتُبِ قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ أَكْثَرُ رَأْيًا مِنْهُ قُلْتُ فَمَلَا لَكُمْ فِي هَذَا بِحَقِّهِ وَهَذَا بِحَقِّهِ، فَكُتِبَ. ۴۱

نصیر بن یحیی نے کہا میں نے احمد بن حنبل سے کہا، اس شخص (ابو حنیفہ) کی کیا بات ہے جس کو تم بڑا
سمجھتے ہو، انہوں نے کہا وہ رائے ہے، میں نے ان سے کہا، کیا اہم مالک رائے سے نہیں کہتے ہیں انہوں
نے کہا۔ ہاں وہ رائے سے کہتے ہیں لیکن ابو حنیفہ کی رائے کتابوں میں لکھ جانے کی وجہ سے ہمیشہ کے
لئے ثابت ہو گئی ہے، میں نے کہا کہ مالک کی رائے بھی کتابوں میں لکھ جانے کی وجہ سے ہمیشہ کے
لئے رہ گئی ہے۔ انہوں نے کہا ابو حنیفہ کی رائے زیادہ ہے۔ میں نے کہا حصہ رسد ہر ایک پر لغز میں
کیوں نہیں کرتے۔ یہ سن کر وہ خاموش ہو گئے۔

وَلَدَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَارْضَاهُ وَأَنْفَذَ مَا أَوْضَحَهُ مِنَ الدِّينِ الْحَنِيفِيِّ وَأَمَضَاهُ
فِي سَنَةِ ثَمَانِينَ فِي خِلَافَةِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ بِالْكُوفَةِ وَذَلِكَ فِي حَيَاةِ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّاحِبَةِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَكَانَ مِنَ التَّابِعِينَ لَهُمْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِإِحْسَانٍ وَلَمْ يَكُنْ رَأْيُ النَّاسِ مِنْ مَالِكٍ. ۴۲

آپ (ابو حنیفہ) سے اللہ تعالیٰ راضی ہو اور وہ آپ کو راضی کرے اور آپ نے جو دین حنیف کی وضاحتیں کی ہیں ان کو نافذ کرے اور جاری رکھے۔ سنہ میں جب کہ عبدالملک بن مروان کی خلافت تھی اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت باحیات تھی کوفہ میں پیدا ہوئے آپ ان شار اللہ تعالیٰ حضرات صحابہ کے تابعین میں سے تھے، کیونکہ صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ نے حضرت انس بن مالک کو دیکھا ہے۔

قَالَ لِيَعْنِي بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ كَيْفَ كَانَ حَدِيثُ أَبِي حَنِيفَةَ، قَالَ لَمْ يَكُنْ بِصَاحِبِ حَدِيثٍ۔
قُلْتُ لَمْ يَصْرِفِ الْإِمَامُ هِمَّتَهُ لِيَضْبُطَ الْأَلْفَاظَ وَالْإِسْنَادَ وَأَتَمَّا كَانَتْ هِمَّتُهُ الْقُرْآنَ وَالْفِقْهَ وَكَذَلِكَ حَالُ كُلِّ مَنْ أَقْبَلَ عَلَى فَنٍّ فَإِنَّهُ يُقْصِرُ عَنْ غَيْرِهِ، مِنْ ثُمَّ لَيْسَ وَاحِدٌ بِجَمَاعَةٍ مِنْ أَثَمَةِ الْقُرْآنِ كَحَفْصٍ وَقَالُونَ وَاحِدٌ بِجَمَاعَةٍ مِنَ الْفُقَهَاءِ كَابْنِ أَبِي لَيْلَى وَعُثْمَانَ الْبَتِّيَّ وَحَدِيثَ جَمَاعَةٍ مِنَ الزَّهَادِ كَمُرْقَدِ السَّنْجِي وَشَقِيقِ الْبَلْخِيِّ وَحَدِيثَ جَمَاعَةٍ مِنَ النَّحَاةِ وَمَا ذَاكَ لِضَعْفٍ فِي عَدَالَةِ الرَّجُلِ بَلْ لِقَلَّةِ إِتْقَانِهِ لِلْحَدِيثِ، ثُمَّ هُوَ أَتَمُّ مِنْ أَنْ يَكْذِبَ وَقَالَ ابْنُ مَعِينٍ فِيمَا رَوَاهُ عَنْهُ صَالِحُ بْنُ مُحَمَّدٍ جُزْرَةَ وَغَيْرُهُ، أَبُو حَنِيفَةَ ثِقَةٌ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَرِّزٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ، لَا بَأْسَ بِهِ وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ السِّجِسْتَانِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ مَا لَكَ كَانَ إِمَامًا، رَحِمَهُ اللَّهُ أَبُو حَنِيفَةَ كَانَ إِمَامًا۔ (ص ۳۸)

یحییٰ بن سعید قطان سے کہا گیا کہ ابو حنیفہ کی حدیث کیسی تھی، انہوں نے کہا، وہ صاحب حدیث نہ تھے۔

میں کہتا ہوں (ذہبی کا بیان) ابو حنیفہ نے اپنی توجہ حدیث شریف کے الفاظ اور اسناد کی طرف صرف نہ کی، آپ کی ہمت قرآن مجید اور فقہ کی طرف متوجہ تھی، یہی کیفیت ہر اس شخص کی ہو کر رہتی ہے جو کسی فن کی طرف متوجہ رہتا ہے وہ دوسرے فن میں کوتاہ رہتا ہے۔ اسی بنا پر محدثین نے ائمہ قراء کی ایک جماعت کی احادیث کو لیتے (کمزور) قرار دیا ہے جیسے امام حفص اور امام قالوں ہیں، اور اسی بنا پر فقہاء میں سے ابن ابی لیلیٰ اور عثمان بنی کی روایات کو اور زاہدوں کی جماعت میں سے فرقد سنجی اور شقیق بلخی اور علماء نسخ کی ایک جماعت کی روایات کو لیتے (کمزور) قرار دیا ہے، ان حضرات کی روایات کی نرمی ان کی عدالت کی ضعف کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اعتاد کی طرف زیادہ دھیان نہ دینے کی وجہ سے ہے۔ حضرت امام بہت بلند تر ہیں جھوٹ بولنے سے۔ صالح بن محمد جزرہ وغیرہ نے ابن معین کا قول نقل کیا ہے کہ ابو حنیفہ ثقہ ہیں اور احمد بن محمد بن قاسم

بن محرز نے یحییٰ بن معین کا قول نقل کیا ہے کہ آپ کے قول میں خرابی نہیں ہے۔ امام ابو داؤد سجستانی نے کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مالک پر رحم فرمائے وہ امام تھے۔ اللہ تعالیٰ ابو حنیفہ پر رحم فرمائے وہ امام تھے۔

قال ابو حسان التیامی و یعقوب بن شیبہ مات ابو حنیفہ فی رجب سنۃ خمسین و مائۃ و جاء عن بعضهم مات فی شعبان، و فی رجب اصح و بلغنا ان المنصور سقاہ اسمہ فاسود و مات شهیداً رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ص ۳

ابو حسان زیادہ اور یعقوب بن شیبہ نے کہا ہے کہ ابو حنیفہ کی وفات ماہ رجب سن ایک سو پچاس میں ہوئی ہے اور بعض نے بیان کیا ہے کہ ماہ شعبان میں وفات ہوئی ہے لیکن زیادہ صحیح ماہ رجب ہے اور ہم کو یہ بات پہنچی ہے کہ منصور نے ان کو زہر دلوا یا ہے چنانچہ آپ کا جسم کالا پڑ گیا اور آپ کی موت شہادت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔

علامہ ذہبی نے حضرت امام سے دو حدیثیں بہ سند متصل روایت کی ہیں، ایک حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کی اور ایک متعہ نہ کرنے کی، عاجز تبرکاً ایک حدیث نقل کرتا ہے۔

بالسند المتصل عن ابی حنیفۃ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم خیبر عن متعۃ النساء۔

اپنی متصل سند سے ابو حنیفہ سے وہ نافع سے وہ حضرت عبد اللہ فرزند حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ خیبر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے متعہ کرنے کو منع فرمایا ہے۔ علامہ ذہبی نے حضرت امام کے ذکر کو اس مبارک خواب پر ختم کیا ہے۔

عن محمد بن حماد المصیصی قال حدثنا محمد بن ابراہیم اللیثی قال حدثنا حسین الجعفی قال حدثنا عباد الثماری قال رأیت ابا حنیفۃ فی النوم فقلت انا ما صرت؟ قال انا سعة و حنیفۃ قلت بالعلم قال ہنحات، للعلم شروطاً و آفات، قل من یجو، قلت فیم ذاک قال یقول الناس فی ان ما لم اکن علیہ۔ قال اللہ اعلم بالصواب۔ ص ۳

حسین جعفی نے کہا کہ عباد ثمار نے ہم سے کہا کہ میں نے خواب میں ابو حنیفہ کو دیکھا۔ میں نے ان سے پوچھا کیا پیش آیا۔ انہوں نے کہا۔ اللہ کی وسیع رحمت پیش آئی۔ میں نے پوچھا، کیا علم کی وجہ سے، آپ نے کہا یہ کہاں، علم کی شرطیں اور آفتیں ہیں، بہت کم اس میں کامیاب ہوتے ہیں، میں نے پوچھا، پھر کس طرح۔ انہوں نے کہا۔ لوگوں کی مجھ پر وہ باتیں جو مجھ میں نہ تھیں، (میری راحت کا سبب بنیں) اور اللہ خوب جانتا ہے درست کو۔

۷ حافظ جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی الشافعی المتوفی ۷۹۷ھ نے
تَبْيِيضُ الصَّحِيفَةِ فِي مَنَاقِبِ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ میں لکھا ہے۔

قَالَ بَعْضُ مَنْ جَمَعَ مَسْنَدَ أَبِي حَنِيفَةَ مِنْ مَنَاقِبِ أَبِي حَنِيفَةَ الَّتِي افْرَدَ بِهَا أَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ
دَوَّنَ عِلْمَ الشَّرِيعَةِ وَرَتَّبَهُ أَبَوَابًا ثُمَّ تَابَعَهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ فِي تَرْتِيبِ الْمَوْطَأِ وَلَمْ يَسْبِقْ أَبَا حَنِيفَةَ
أَحَدٌ لِأَنَّ الصَّحَابَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَالتَّابِعِينَ لَمْ يَضَعُوا فِي عِلْمِ الشَّرِيعَةِ أَبَوَابًا مُبْتَوِّبَةً وَلَا كُتُبًا
مُرْتَبَةً وَإِنَّمَا كَانُوا يَعْتَمِدُونَ عَلَى قُوَّةِ حِفْظِهِمْ فَلَمَّا رَأَى أَبُو حَنِيفَةَ الْعِلْمَ مُنْتَشِرًا وَخَافَ عَلَيْهِ
الضِّيَاعُ دَوَّنَهُ فَجَعَلَهُ أَبَوَابًا وَبَدَأَ بِالطَّهَارَةِ ثُمَّ بِالصَّلَاةِ ثُمَّ بِسَائِرِ الْعِبَادَاتِ وَإِنَّمَا خَتَمَ الْكِتَابَ
بِالْمَوَارِيثِ لِأَنَّمَا آخِرُ أَحْوَالِ النَّاسِ وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ وَضَعَ كِتَابَ الْفَرَائِضِ وَكِتَابَ الشُّرُوطِ وَلِهَذَا
قَالَ الشَّافِعِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ النَّاسُ عَيَّلُوا عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ فِي الْفِقْهِ - ۳

بعض افراد جنہوں نے مسند ابی حنیفہ جمع کی ہے، ابو حنیفہ کے مناقب میں کہا ہے کہ امام
ابو حنیفہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم شریعت کی تدوین کی ہے اور اس کے ابواب قائم کئے
ہیں اور پھر آپ کی متابعت کرتے ہوئے مالک بن انس نے موطا مرتب کی ہے۔ ابو حنیفہ پر کوئی
سبقت نہیں کر سکا ہے۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے علم شریعت میں نہ ابواب قائم کئے اور نہ
کتابوں کو مرتب کیا، ان کا اعتماد قوتِ حافظہ پر تھا، ابو حنیفہ نے دیکھا کہ علم پھیل رہا ہے اور کھٹکا
اس کے ضائع ہونے کا ہے لہذا آپ نے ابواب قائم کئے اور ابتدا باب الطہارۃ پھر باب الصلاۃ
سے کی، پھر تمام عبادات، پھر معاملات اور پھر موارث کا بیان کیا۔ آپ نے ابتدا طہارت سے پھر
نماز سے کی کیونکہ عبادات میں یہ اہم ہیں اور ختم میراث کے مسائل پر کیا، کیونکہ یہ انسان کا آخری
حال ہے۔ اور ابو حنیفہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کتاب الفرائض اور کتاب الشروط کو مرتب کیا،
اسی بنا پر شافعی نے کہا ہے کہ فقہ میں سب ابو حنیفہ کے محتاج ہیں۔

أَخْرَجَ الْخَطِيبُ فِي "الْمُسْتَفْقِ وَالْمُفْتَرِقِ" عَنْ ابْنِ سُوَيْدٍ الْحَنَفِيَّ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا حَنِيفَةَ وَكَانَ

لِي مُكْرِمًا، قُلْتُ أَيُّهُمَا أَحَبُّ إِلَيْكَ بَعْدَ حُجَّةِ الْإِسْلَامِ، الْخُرُوجُ إِلَى الْغَزَاءِ أَوِ الْحُجَّ قَالَ غَزْوَةٌ بَعْدَ
رُحَّةِ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ مِنْ خَمْسِينَ حُجَّةً - ۳۵

خطیب نے اپنی کتاب ”الْمُتَفَقِّقُ وَالْمُفْتَرِّقُ“ میں ابن سوید حنفی سے سنا کہ میں نے ابو حنیفہ سے
پوچھا، وہ مجھ پر بہت کرم کرتے تھے، اسلام کا فرض حج کر لینے کے بعد آپ کس کو اچھا سمجھتے ہیں۔ جہاد کے واسطے
جانا یا حج کرنا۔ ابو حنیفہ نے کہا، فرض حج کے بعد ایک مرتبہ جہاد کو جانا یا پاس حج سے بہتر ہے۔

رَوَى مِنْ كِتَابِ الْحَافِظِ أَبِي بَكْرٍ مُحَمَّدَ بْنِ عُمَرَ الْجَعَلَبِي عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عِيَّاشٍ قَالَ سَمِعْتُ
الْأَوْزَاعِيَّ وَالْعُمَرِيَّ يَقُولَانِ، أَبُو حَنِيفَةَ أَعْلَمُ النَّاسِ بِمُقَضَّلَاتِ الْمَسَائِلِ - ۳۵

حافظ ابو بکر محمد بن عمر جعلابی کی کتاب میں اسماعیل بن عیاش کا بیان ہے کہ میں نے ابو عمرو
عبدالرحمن بن عمرو اوزاعی شامی اور عمری سے سنا کہ یہ دونوں صاحبان کہہ رہے تھے سخت اور مشکل
مسائل میں ابو حنیفہ سب سے اعلیٰ ہیں۔

رَوَى أَبُو الْمُظَفَّرِ السَّمْعَانِيُّ فِي كِتَابِ الْإِنْتِصَارِ وَأَبُو إِسْمَاعِيلَ الْهَرَوِيُّ فِي دَرَمِ الْكَلَامِ عَنْ نُوحِ
الْجَامِعِ. قَالَ قُلْتُ لِأَبِي حَنِيفَةَ، مَا تَقُولُ نِيْمًا أَخَذْتَ النَّاسُ مِنَ الْكَلَامِ فِي الْأَعْرَاضِ وَالْأَجْسَامِ
فَقَالَ مَقَالَاتُ الْفَلَاسِفَةِ، عَلَيْكَ بِالْأَثَرِ وَطَرِيقَةِ السَّلَفِ وَإِيَّاكَ وَكُلُّ مُحَدِّثَةٍ فَإِنَّهَا بَدْعٌ - ۳۵

ابو مظفر سمعانی نے ”انتصار“ میں اور ابو اسماعیل ہروی نے ”ذم الکلام“ میں نوح ابن جامع کا قول
لکھا ہے۔ کہ میں نے ابو حنیفہ سے پوچھا لوگوں نے اعراض و اجسام کی جو بحثیں پیدا کی ہیں اس میں آپ
کیا کہتے ہیں، آپ نے کہا یہ مقالات فلسفیوں کے ہیں تم اثر اور سلف کے طریقہ پر قائم رہو اپنے کو
ان باتوں سے بچاؤ یہ بدعت ہیں۔

سیوطی نے ابن خسر کی روایت لکھی ہے کہ استاد ادیب ابو یوسف یعقوب بن احمد نے کہا۔

حَسْبِي مِنَ الْخَيْرَاتِ مَا أَعَدَّدْتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي رِضَى الرَّحْمَنِ

کافی ہیں وہ خوبیاں جن کو میں مہیا کر چکا ہوں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رضامندی کیلئے
دینِ النبی محمدیٰ خیر الوری

اور وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے اور امام ابو حنیفہ نعمان کے مذہب کا اعتقاد ہے

سیوطی نے رُتے کے قاضی احمد بن عبدہ کی روایت لکھی ہے کہ ہم ابن ابی عائشہ کے پاس تھے کہ
آپ نے حضرت ابو حنیفہ سے روایت کردہ حدیث بیان کی، سامعین میں سے کسی نے کہا لا تُزِيدُهُ ہم یہ
روایت نہیں چاہتے۔ آپ نے فرمایا، اگر تم ان کو دیکھ لیتے، اُن کی روایت کو رد نہ کرتے، میں ابو حنیفہ

کے متعلق تم لوگوں سے وہی کہوں گا جو کثاع نے کہا ہے۔

أَقِلُّوا عَلَيْهِمْ وَيَلِكُمْ لَا أَبَا لَكُمْ
مِنَ النَّوْمِ أَوْ سَدُّوا الْمَكَانَ الَّذِي سَدُّوا
تم ان پر اپنی ملامت کم کرو تمہارے لئے ہلاکت ہے تمہارا باپ مرے ورنہ تم اس کمی کو پورا کرو جس
کو وہ پورا کر گئے تھے۔

۹۔ وَفَيَاتُ الْأَعْيَانِ وَأَنْبَاءُ أَبْنَاءِ الزَّمَانِ

میں علامہ ابوالعباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن خلکان برکی، اربلی شافعی قاضی نقضاً
متوفی ۶۸۱ھ نے پانچویں جلد میں لکھا ہے

یحییٰ بن معین نے کہا ہے۔ قرآن مجید کی قراءات میں حمزہ کی قراءت اور فقہ میں ابوحنیفہ
کی فقہ مجھ کو پسند ہے۔ ص ۹۹

ابن شبرمہ نے کہا ہے۔ کُنْتُ شَدِيدًا لِإِذْدِرَاءِ عَلِيٍّ ابْنِ حَنِيفَةَ۔ میں ابوحنیفہ کی شدت کے
ساتھ تحقیر کیا کرتا تھا۔ میں نے ایام حج میں دیکھا کہ لوگ ان سے مسائل پوچھتے تھے۔ میں وہاں اس طرح
کھڑا ہوا کہ کوئی مجھ کو نہ پہچانے۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص نے ان سے کہا۔ میں آپ سے پوچھنے آیا
ہوں۔ میں بہت متفکر اور پریشان ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ معاملہ کیا ہے۔ اس نے کہا، میرا صرف ایک
بیٹا ہے جب اس کا عقد زواج کرتا ہوں وہ اس کو طلاق دے دیتا ہے اور جب لونڈی خرید کر اس
کو دیتا ہوں وہ اس کو آزاد کر دیتا ہے۔ کیا آپ کوئی حیلہ بتائیں گے۔ آپ نے فرمایا، تم اپنے واسطے
اپنے بیٹے کے پسند کی لونڈی خریدو اور اپنے بیٹے کا نکاح اس سے کر دو۔ اگر تمہارا بیٹا اس کو طلاق
دے وہ لونڈی تمہاری ملکیت میں رہے گی اور اگر وہ اس کو آزاد کرے وہ کر نہیں سکتا کیونکہ لونڈی تمہارا
مال ہے۔ اگر لونڈی کا بچہ پیدا ہو تو اس کا نسب اس سے ہے۔

یہ بیان کر کے ابن شبرمہ نے کہا۔ عَلِمْتُ أَنَّ الرَّجُلَ فَتِيهٌ مِّنْ يُّومِئِذٍ وَكَفَفْتُ عَنْ ذِكْرِ
الْأَخْيَرِ۔ میں سمجھ گیا کہ وہ ابتدا ہی سے فقیہ ہیں اور میں بدگوئی سے رُک گیا اور بھلائی سے اُن کا ذکر
کرتا ہوں۔ ص ۱۱۱

امام ابوحنیفہ کے مناقب اور فضائل کثرت سے ہیں خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں
بہت کچھ کا ذکر کیا ہے اور پھر ایسے امور کا ذکر کیا ہے کہ ان کا نہ ذکر کرنا لائق تھا۔ ابوحنیفہ جیسے کے
دین میں اور ان کے ورع اور تحفظ (سلامت روی) میں شک نہیں کیا جاسکتا۔ رہی اُن کی عربیت
کی کمزوری کا بیان کہ ابوحنیفہ نے کہا ہے۔ "وَلَوْ قَتَلَهُ بِأَبَا قُبَيْسٍ" تو اس سلسلہ میں یہ کہا گیا ہے

(ہی لُغَةُ الْكُوفِيِّينَ) کہ یہ اہل کوفہ کی بولی ہے کہ وہ اسما رستہ کو حالتِ رفع میں اور حالتِ نصب میں اور حالتِ بحر میں الف سے ہی بولتے ہیں۔ لہذا اعتراض ٹھیک نہیں۔

اور لکھا ہے سلطان ملک شاہ سلجوقی کے مستوفی شرف الملک ابوسعید محمد بن منصور نے ۳۹۹ھ میں حضرت امام کی قبر پر گنبد بنوایا اور شریف ابوجعفر مسعود نے جو بیاضی کے نام سے مشہور ہیں یہ دو شعر کہے۔ ص ۱۴۱

فَجَمَعَهُ هَذَا الْمُغَيَّبُ فِي التَّحْدِ	أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْعِلْمَ كَانَ مُبَدَّدًا
اور اس کو اس ذات نے جو قبر میں پوشیدہ ہے جمع کر دیا	کیا تم نہیں دیکھتے کہ علم متشتت اور پراگندہ تھا
فَأَنْشَرَهَا فَعَلُ الْعَمِيدِ أَبِي سَعْدِ	كَذَلِكَ كَانَتْ هَذِهِ الْأَرْضُ مَيِّتَةً
اور اس کو معتمد مملکت ابوسعید نے آباد کر دیا	اسی طرح یہ زمین بیکار پڑی تھی

۱۰۔ تاریخ النخیس فی احوال النفس نفیس میں علامہ شیخ حسین بن محمد بن حسن الدیاربکری نے جلد دوم کے صفحہ ۳۲۶ سے ۳۲۹ تک حضرت امام الائمہ ابو حنیفہ کا ذکر کیا ہے۔ عاجز اس میں سے کچھ فوائد لکھتا ہے۔ نوابغ الکلم میں لکھا ہے۔

وَتَدَّ اللَّهُ الْأَرْضَ بِالْأَعْلَامِ الْمُنِيفَةِ كَمَا وَتَدَّ الْحَنِيفِيَّةَ بِعُلُومِ أَبِي حَنِيفَةَ
اللہ نے زمین میں بلند پہاڑوں سے کھونٹیاں لگائیں جس طرح ملتِ حنیفہ کے علوم کی کھونٹوں سے برقرار رکھا ہے۔

اور لکھا ہے۔

الْأُتْمَةُ الْجَلَّةُ الْحَنِيفِيَّةُ أَرْمَتْهُ الْمِلَّةُ الْحَنِيفِيَّةُ

جلیل القدر حنفی ائمہ حنفی ملت کی باگیں ہیں

عبد الحمید بن عبدالرحمن نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے ایک تارا ٹوٹا اور کہا گیا ابو حنیفہ ہیں پھر دوسرا تارہ ٹوٹا اور کہا گیا یہ مسعر ہیں پھر تیسرا تارہ ٹوٹا اور کہا گیا یہ سفیان ہے چنانچہ ان حضرات کی وفات اسی ترتیب سے ہوئی۔ ۳۲۹

۱۱۔ النجوم الزاهرة فی ملوک مصر والقاهرة میں جمال الدین ابوالحسن یوسف بن تغری بردی اتابکی بشبغاوی ظاہری نے لکھا ہے۔ دوسری جلد کے صفحہ ۱۲ سے ۱۵ تک۔

۱۵۔ میں امام اعظم ابو حنیفہ النعمان بن ثابت بن زوطی فقیہ کوفہ اور صاحب مذہب کی وفات ہوئی۔ حماد اور دوسروں سے انہوں نے فقہ حاصل کی اور وہ فقہ اور رای میں ماہر ہوئے۔ ابن مبارک، شافعی اور یزید بن ہارون کا مدحیہ کلام نقل کیا ہے اور حضرت امام کے زہد و تقویٰ اور عبادت کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ خریبی نے کہا ہے کہ ابو حنیفہ پر زور و نکیر جاہل یا حاسد ہی کرتا ہے اور حفص بن غیاث نے کہا ہے۔ کَلَامُ أَبِي حَنِيفَةَ فِي الْفِقْهِ أَرَقُّ مِنَ الشَّعْرِ وَلَا يَعْيبُهُ إِلَّا جَاهِلٌ کہ فقہ میں ابو حنیفہ کا کلام بال سے باریک تر ہے، جاہل ہی اس پر عیب لگائے گا۔ اور لکھا ہے کہ اعمش سے ایک مسئلہ پوچھا گیا، انہوں نے کہا کہ اس میں درست قول نعمان بن ثابت ہی کا ہے۔ وَأَظَنُّهُ بَوْرِكَ لَهُ فِي عِلْمِهِ اور میرا خیال ہے کہ ان کے لئے ان کے علم میں برکت دی گئی ہے (یعنی توفیق الہی ان کا ساتھ دے رہی ہے)

اور لکھا ہے۔ وَمَنَاقِبُ أَبِي حَنِيفَةَ كَثِيرَةٌ وَعِلْمُهُ غَزِيرٌ وَفِي شَهْرَتِهِ مَا يُغْنِي عَنْ لَاطِنَاتِ فِي ذِكْرِهِ وَلَوْ أَطْلَقَتْ عَنَانَ الْعِلْمِ فِي كَثَرَةِ عُلُومِهِ وَمَنَاقِبِهِ لَجُمِعَ مِنْ ذَلِكَ عِدَّةٌ مُجَلَّدَاتٍ۔ ابو حنیفہ کے مناقب بہت ہیں، ان کا علم بہت گہرا ہے اور ان کی شہرت کفایت کرتی ہے طوالت سے، اگر میں ان کے علم کثیر اور مناقب غزیر کے بیان کرنے کے سلسلہ میں ڈھیل دے دوں تو کئی جلدیں بن جائیں گی۔

مؤلف نے آخر میں ابو جعفر مسعود بیاضی کے دو شعر لکھ کر لکھا ہے۔

قُلْتُ وَأَحْسَنُ مِنْ هَذَا مَا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ فِي مَدْحِ أَبِي حَنِيفَةَ الْقَصِيدَةُ الْمَشْهُورَةُ الَّتِي أَوَّلَهَا۔

لَقَدْ زَانَ الْبِلَادَ وَمَنْ عَلَيْهَا إِمَامُ الْمُسْلِمِينَ أَبُو حَنِيفَةَ

میں کہتا ہوں، ابو جعفر مسعود بیاضی کے دو شعر سے امام عبد اللہ بن مبارک کا قصیدہ بہتر ہے جو امام ابو حنیفہ کی مدح میں کہا ہے اور اس کا پہلا شعر یہ ہے۔

مسلمانوں کے امام ابو حنیفہ نے شہروں اور شہروں میں رہنے والوں کو زینت بخشی۔ مسانید پر کلام کرنے سے پہلے عاجز نے اس مبارک قصیدہ کو لکھا ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۵۱

۱۲۔ علامہ شمس الدین محمد بن یوسف صالحی شامی متوفی ۹۴۲ھ نے عقود الجمان میں لکھا ہے۔
 رَوَى الْقَاضِي أَبُو الْقَاسِمِ بْنُ كَاسٍ عَنِ الدَّرَاوَرْدِيِّ قَالَ كَتَبَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ إِلَى خَالِدِ بْنِ مَخْلَدٍ
 الْقُطَوَانِي يَسْأَلُهُ أَنْ يَحْمِلَ إِلَيْهِ شَيْئًا مِنْ كُتُبِ أَبِي حَنِيفَةَ، فَفَعَلَ - ص ۱۸۶

قاضی ابوالقاسم بن کاس درادر دی سے روایت کرتے ہیں کہ امام مالک بن انس نے خالد بن مخلد
 قطوانی کو لکھا کہ وہ امام ابو حنیفہ کی کچھ کتابیں اپنے ساتھ لائیں۔ چنانچہ وہ ان کے واسطے لے گئے۔
 رَوَى الْقَاضِي أَبُو الْقَاسِمِ بْنُ كَاسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ قَالَ: قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ عِنْدَنَا
 كَأَلَا تُرْعَنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَمْ يَجِدْ أَقْرَأَ - ص ۱۸۹
 قاضی ابوالقاسم بن کاس نے ابن مبارک سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا۔ اگر ہم کو اثر نہ
 ملے تو ابو حنیفہ کا قول ہمارے نزدیک اثر نبوی کی طرح ہے۔

رَوَى أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَارِثِيُّ عَنْ جَبَانَ بْنِ مُوسَى قَالَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ يَوْمًا جَالِسًا يَحْدِثُ
 النَّاسَ فَقَالَ حَدَّثَنِي النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ مِنْ يَعْنِي أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقَالَ أَعْنِي أَبِي حَنِيفَةَ
 مُحَمَّدٌ الْعَلِمُ فَامْسَكَ بَعْضُهُمْ عَنِ الْكِتَابَةِ فَسَكَتَ ابْنُ الْمُبَارَكِ هَنِيئَةً ثُمَّ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ مَا سَوَاءُ أَدْبِكُمْ
 وَمَا أَجْهَلَكُمْ بِالْأُمَمَةِ، مَا أَقَلَّ مَعْرِفَتُكُمْ بِالْعِلْمِ وَآهْلِهِ، لَيْسَ أَحَدٌ أَحَقُّ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ
 لِأَنَّهُ كَانَ إِمَامًا، تَقِيًّا، نَقِيًّا، وَدَعَا، عَالِمًا، فَفِيهَا كَشَفَ الْعِلْمَ كَشَفَالَمْ يَكْشِفْهُ أَحَدٌ بِبَصَرٍ وَمَقْهَمٍ وَ
 فِطْنَةٍ وَتَقَى، ثُمَّ حَلَفَ أَنْ لَا يُحَدِّثَهُمْ شَهْرًا - ص ۱۸۹

ابو محمد حارثی نے جبان بن موسیٰ سے روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن مبارک لوگوں سے ایک دن
 احادیث شریفہ بیان کر رہے تھے، آپ نے کہا۔ مجھ سے حدیث بیان کی نعمان بن ثابت نے۔ بعض افراد
 نے کہا۔ ابو عبد الرحمن (یعنی عبد اللہ مبارک) نعمان سے کس کو مراد لے رہے ہیں۔ ابن مبارک نے کہا۔
 میرا مقصد ابو حنیفہ ہیں جو علم کا مغز ہیں۔ یہ سن کر بعض افراد نے حدیث کا لکھنا چھوڑ دیا۔ یہ دیکھ کر
 وہ بہت تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہوئے، پھر کہا۔ اے لوگو، تم کس قدر بے ادب ہو اور تم ائمہ کے

بارے میں کس قدر جاہل ہو۔ اور اہل علم کی معرفت تمہاری کتنی کم ہے، ابو حنیفہ سے زیادہ کوئی حقدار نہیں ہے کہ اس کی اقتدا کی جاوے۔ کیونکہ وہ امام تھے، صاحب تقویٰ تھے، پاک صاف تھے، صاحب ورع تھے، عالم تھے، فقیہ تھے، انہوں نے علم کو ایسا واضح کیا، اپنی دید سے سمجھ سے، ہوشیاری سے اور تقویٰ سے کہ کوئی شخص ایسا واضح نہیں کر سکا ہے۔ یہ کہہ کر ابن مبارک نے قسم کھائی کہ ان کو ایک مہینہ نہ پڑھائیں گے۔

رَوَى الْخَطِيبُ عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ قَدِمْتُ الشَّامَ عَلَى الْأَوْزَاعِيِّ فَرَأَيْتُهُ سَيَّرَوتَ فَقَالَ لِي يَا خُرَاسَانِي، مَنْ هَذَا الْمُتَبَدِّخُ الَّذِي خَرَجَ بِالْكَوْفَةِ يَكْنَى أَبَا حَنِيفَةَ فَرَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي فَأَقْبَلْتُ عَلَى كُتُبِ أَبِي حَنِيفَةَ فَأَخْرَجْتُ مِنْهَا مَسَائِلَ مِنْ جِيَادِ الْمَسَائِلِ وَبَقِيتُ فِي ذَلِكَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَجِئْتُ فِي الْيَوْمِ الثَّلَاثِ وَهُوَ مُؤَذِّنٌ مَسْجِدِهِمْ وَامَامِهِمْ وَالْكِتَابُ فِي يَدِي فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ هَذَا الْكِتَابُ - فَنَاولْتُهُ فَنَظَرَ فِي مَسْأَلَةٍ مِنْهَا وَقَعْتُ عَلَيْهَا - قَالَ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ فَمَا زَالَ قَائِمًا بَعْدَ أَنْ أَذِنَ حَتَّى قَرَأَ صَدْرَ الْكِتَابِ، ثُمَّ وَضَعَ الْكِتَابَ فِي كُمِهِ ثُمَّ أَقَامَ وَصَلَّى ثُمَّ أَخْرَجَ الْكِتَابَ حَتَّى أَتَى عَلَيْهَا فَقَالَ لِي يَا خُرَاسَانِي، مَنْ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ هَذَا، قُلْتُ - شَيْخٌ لِقَيْتُهُ بِالْعِرَاقِ - فَقَالَ هَذَا نَبِيلٌ مِنَ الْمَشَائِخِ، إِذْ هَبْتُ فَاسْتَكْبَرْتُمْنَهُ، قُلْتُ هَذَا أَبُو حَنِيفَةَ الَّذِي نَهَيْتُ عَنْهُ، (وَرَوَى هَذِهِ الْقِصَّةَ أَبُو الْقَاسِمِ الْجَرَحَرَاوِيُّ عَنْ ابْنِ مُبَارَكٍ وَزَادَ فِي آخِرِهِ) ثُمَّ التَّقَى أَبُو حَنِيفَةَ وَالْأَوْزَاعِيُّ بِمَكَّةَ وَكَانَ بَيْنَهُمَا اجْتِمَاعٌ فَرَأَيْتُهُ يُجَارِي أَبَا حَنِيفَةَ فِي الْمَسَائِلِ الَّتِي كَانَتْ فِي الرُّقْعَةِ فَرَأَيْتُ أَبَا حَنِيفَةَ يَكْشِفُ لِي تِلْكَ الْمَسَائِلَ بِأَكْثَرِ مَا كَتَبْتُ عَنْهُ فَلَمَّا افْتَرَقَا لَقِيتُ الْأَوْزَاعِيَّ بَعْدَ ذَلِكَ فَقَالَ غِطَّتُ الرَّجُلَ بِكَثْرَةِ عِلْمِهِ وَدُفُورِ عَقْلِهِ وَاسْتَغْفِرُ اللَّهَ، لَقَدْ كُنْتُ فِي غَلْطٍ ظَاهِرٍ، الزَّمِ الرَّجُلَ فَإِنَّهُ يُخْلَافُ مَا بَلَغَنِي عَنْهُ -

خطیب نے ابن مبارک کی روایت لکھی ہے کہ میں اوزاعی سے ملنے ملک شام آیا اور بیروت میں اُن سے ملا۔ انہوں نے مجھ سے کہا۔ اے خراسانی۔ یہ بدعتی کون ہے جو کوفہ میں نکلا ہے اور اس کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ میں اپنے گھر واپس آکر ابو حنیفہ کی کتابوں میں مصروف ہوا، میں نے اُن میں سے چند عمدہ مسئلے نکالے، میں اس کام میں تین دن مصروف رہا اور تیسرے دن اوزاعی کے پاس آیا، وہ اس مسجد کے مؤذن اور امام تھے، میرے ہاتھ میں میری تحریر تھی، انہوں نے کہا یہ کونسی کتاب ہے، میں نے وہ تحریر ان کو دے دی۔ انہوں نے اس میں ایک مسئلہ دیکھا، جس پر میں نے لکھا تھا۔ نعمان بن ثابت نے کہا ہے، وہ اذان دینے کے بعد کھڑے رہے اور انہوں نے اس تحریر کا

ابتدائی حصہ پڑھا پھر اس تحریر کو انہوں نے آستین میں رکھ کر اقامت کہی اور نماز پڑھائی، پھر اس تحریر کو نکال کر دیکھا اور کہنے لگے۔ اے خراسانی یہ نعمان بن ثابت کون ہے۔ میں نے کہا ایک شیخ ہیں کہ ان سے عراق میں میری ملاقات ہوئی ہے۔ اوزاعی نے کہا۔ یہ مشائخ میں ہوشیار اور سمجھدار ہیں جاؤ اور ان سے اپنے علم میں اضافہ کرو۔ میں نے ان سے کہا۔ یہی وہ ابو حنیفہ ہیں جن سے تم نے مجھ کو روکا تھا۔

(اس واقعہ کو ابوالقاسم جریرائی نے بھی ابن مبارک سے نقل کیا ہے اور یہ اضافہ ہے)

پھر مکہ مکرمہ میں ابو حنیفہ اور اوزاعی کا اجتماع ہوا اور میں نے دیکھا کہ اوزاعی ان مسائل کو ابو حنیفہ سے پوچھ رہے تھے جو میری تحریر میں تھے اور ابو حنیفہ خوب شرع و بسط سے ان کا بیان کر رہے تھے، جب دونوں الگ ہوئے میں اوزاعی سے جا کر ملا۔ اوزاعی نے کہا۔ ابو حنیفہ کو دیکھ کر ان کی کثرت علم پر اور ان کی عقلمندی پر مجھے رشک ہوتا ہے، میں ان کے متعلق کھلی غلطی پر تھا اور میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔

قَالَ الْقَاضِي أَبُو الْقَاسِمِ بْنِ كَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْمُرُوزِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ لَمْ يَصِحَّ عِنْدَنَا أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ قَالَ الْقُرْآنُ مَخْلُوقٌ فَقُلْتُ الْحَمْدُ لِلَّهِ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ هُوَ مِنَ الْعِلْمِ بِمَنْزِلَةِ فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ هُوَ مِنَ الْعِلْمِ وَالْوَرَعِ وَالزُّهْدِ وَإِيَّاهُ الدَّارُ الْآخِرَةُ بِمَحَلِّ لَا يَدْرِكُ فِيهِ أَحَدٌ وَلَقَدْ ضَرَبَ بِالسَّيَاطِ عَلَى أَنْ يَلِيَ الْقَضَاءُ لِأَبِي جَعْفَرٍ الْمَنْصُورِ فَلَمْ يَفْعَلْ فَرَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَرِضْوَانُهُ عَلَيْهِ

قاضی ابوالقاسم بن کاس نے کہا ہم سے ابوبکر مروری نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ احمد بن حنبل سے سنا، وہ کہہ رہے تھے، ہمارے نزدیک یہ بات صحت کو نہیں پہنچی ہے کہ ابو حنیفہ نے قرآن کو مخلوق کہا ہو۔ میں نے الحمد للہ کہی اور ابن حنبل سے کہا کہ ان کا علم میں ایک مرتبہ تھا آپ نے کہا۔ سبحان اللہ (ان کا کیا کہنا) وہ علم میں، ورع میں، زہد میں اور دار آخرت کے ترجیح دینے میں ایسے مقام پر فائز تھے کہ وہاں تک کوئی پہنچ ہی نہیں سکتا ہے۔ کوڑوں سے پٹا لے گئے تاکہ ابو منصور (جعفر عباسی) کے قاضی بن جائیں لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا۔ اللہ ان پر رحمتیں نازل کرے اور ان سے راضی ہو۔

۱۳۔ علامہ محقق شہاب الدین احمد بن حجر مکی شافعی متوفی ۸۵۰ھ نے اپنی کتاب "التحیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان" کی فصل تیرہ میں لکھا ہے۔

عَنِ الشَّافِعِيِّ قِيلَ لِمَالِكٍ هَلْ رَأَيْتَ أَبَا حَنِيفَةَ قَالَ نَعَمْ رَأَيْتُ رَجُلًا لَوْ كَلَّمْتُكَ فِي هَذِهِ السَّائِرِ أَنْ يَجْعَلَهَا ذَهَبًا لَقَامَ بِمُحْتَمٍ وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّهُ سَأَلَهُ عَنْ جَمَاعَةٍ فَأَجَابَهُ عَنْهُمْ قَالَ فَا بُو حَنِيفَةَ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ لَمْ أَرِ مِثْلَهُ لَوْ قَالَ إِنَّ الْأُسْطُوَانَةَ مِنْ ذَهَبٍ لَقَامَ الدَّلِيلَ الْقِيَاسِيَّ عَلَى صِحَّةِ قَوْلِهِ وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ دَخَلَ أَبُو حَنِيفَةَ عَلَى مَالِكٍ فَرَفَعَهُ ثُمَّ قَالَ بَعْدَ خُرُوجِهِ اتَدَرُونَ مَنْ هَذَا أَقَالُوا أَقَالَ هَذَا أَبُو حَنِيفَةَ النُّعْمَانُ لَوْ قَالَ هَذِهِ الْأُسْطُوَانَةُ مِنْ ذَهَبٍ لَخَرَجَتْ كَمَا قَالَ لَقَدْ وَفَّقَ لَهُ الْفَقْهُ حَتَّى مَا عَلَيْهِ فِيهِ كَثِيرٌ مَوْنَةٌ ثُمَّ دَخَلَ الثَّوْرِيُّ فَأَجْلَسَهُ دُونَ مَجْلِسِ أَبِي حَنِيفَةَ فَلَمَّا خَرَجَ ذَكَرُوا مِنْ فِقْهِهِ وَوَرَعِهِ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَتَّبِعَنِي الْفَقِهُ فَهُوَ عِيَالٌ عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ إِنَّهُ مِمَّنْ وَفَّقَ لَهُ الْفَقْهُ هَذِهِ رِوَايَةٌ خَرَمَلَةٌ عَنْهُ وَفِي رِوَايَةِ الرَّبِيعِ عَنْهُ النَّاسُ عِيَالٌ فِي الْفَقْهِ عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ مَا رَأَيْتُ أَيْ عِلْتُ أَحَدًا أَفْقَرُ مِنْهُ لِأَنَّهُ لَمْ يَدْرِكْ أَحَدًا أَفْقَرُ مِنْهُ

وَجَاءَ عَنْهُ أَيْضًا مَنْ لَمْ يَنْظُرْ فِي كُتُبِهِ لَمْ يَتَّبِعَنِي الْعِلْمَ وَلَا يَتَفَقَّهُ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ مَا رَأَيْتُ عَيْنِي مِثْلَهُ وَعَنْهُ مَنْ أَرَادَ الْمَغَازِيَّ فَالْمَدِينَةَ أَوِ الْمَنَاسِكَ فَهَكَذَا أَوِ الْفَقْهَ فَالْكُوفَةَ وَيَلْزَمُ اصْطِبَابَ أَبِي حَنِيفَةَ وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ كَانَ أَفْقَرُ النَّاسِ مَا رَأَيْتُ أَفْقَرُ مِنْهُ وَقَالَ كَانَ آيَةً فَقِيلَ فِي التَّحِيرِ وَالْمَشْرِيقِ قَالَ اسْكُتْ يَا هَذَا - يُقَالُ غَايَةٌ فِي الشَّرْوَائِيَةِ فِي التَّحِيرِ وَعَنْهُ أَنْ أُحْتَجَّجَ لِلرَّأْيِ فَرَأَى مَالِكٌ وَسُفْيَانٌ وَأَبِي حَنِيفَةَ وَهُوَ أَفْقَهُهُمْ وَأَحْسَنُهُمْ وَأَدْقَمُهُمْ فِطْنَةً وَأَغْوَصُهُمْ عَلَى الْفَقْهِ وَعَنْهُ قَوْلُهُ عِنْدَ مَا إِذَا لَمْ يَجِدْ أَشْرَكَكَ لَا تُرْعَن رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ النَّاسَ فَقَالَ حَدَّثَنِي النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ فَقِيلَ لَهُ مَنْ تَعْنِي قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ فَحَمْدُ الْعِلْمِ فَامْسِكْ بَعْضَهُمْ عَنْ أَنْ يَكْتُبَ ذَلِكَ الْأَمْلَاءُ فَسَكَتَ ابْنُ الْمُبَارَكِ هُنَيْهَةً ثُمَّ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ مَا أَسْأَلُكُمْ وَأَجْهَلُكُمْ بِالْأُمَّةِ وَمَا أَقْلُ مَعْرِفَتِكُمْ بِالْعِلْمِ وَأَهْلِي لَيْسَ أَحَدٌ أَحَقُّ أَنْ يُقْتَدَى بِهِ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ لِأَنَّهُ كَانَ إِمَامًا تَقِيًّا وَرِعًا عَالِمًا فَيَقِيهَا كَشَفَ الْعِلْمَ كَشَفًا لَمْ يَكْشِفْهُ أَحَدٌ يَنْصَرِفُهُمْ وَفِطْنَةً وَتَقَى ثُمَّ حَلَفَ

أَنْ لَا يَجِدَ شَيْءٌ مِنْهُمْ شَيْئاً. وَقَالَ الثَّوْرِيُّ لِمَنْ قَالَ لَهُ جِئْتُ مِنْ عِنْدِ أَبِي حَنِيفَةَ. لَقَدْ جِئْتُ مِنْ عِنْدِ
 أَفْقِهِ أَهْلِ الْأَرْضِ وَقَالَ أَيْضاً الَّذِي يُخَالِفُ أَبَا حَنِيفَةَ يَحْتَاجُ إِلَى أَنْ يَكُونَ أَعْلَى مِنْهُ قَدَرًا
 وَأَوْفَرُ عِلْمًا وَبَعِيدًا مَا يُوْجَدُ ذَلِكَ، وَلَمَّا جَاءَ كَانَ يُقَدِّمُهُ وَيَمْشِي خَلْفَهُ وَلَا يَجِيبُ إِذَا سُئِلَ
 حَتَّى يَكُونَ أَبَا حَنِيفَةَ هُوَ الَّذِي يُجِيبُ وَقِيلَ لَهُ وَقَدْ رَوَى تَحْتَ رَأْسِهِ كِتَابَ الرُّهْنِ لِأَبِي
 حَنِيفَةَ، تَنْظُرُ فِي كُتُبِهِ فَقَالَ وَدِدْتُ أَنَّهَا كُلُّهَا عِنْدِي فَتَجْمَعُ أَنْظُرُ فِيهَا، مَا بَقِيَ فِي شَرْحِ الْعِلْمِ
 غَايَةً وَلَكِنَّا لَا نَنْصِفُهُ وَقَالَ أَبُو يُونُسَ، رَحِمَهُ اللَّهُ الثَّوْرِيُّ أَكْثَرُ مُتَابِعَةٍ لِأَبِي حَنِيفَةَ مِنِّي وَوَصَفَهُ
 يَوْمًا لِابْنِ الْمُبَارَكِ فَقَالَ إِنَّهُ لَيُرَكَّبُ مِنَ الْعِلْمِ أَحَدٌ مِنْ سِنَانِ الرَّفْحِ كَانَ وَاللَّهُ شَدِيدَ الْأَخْذِ بِالْعِلْمِ
 ذَابًا عَنِ الْحَارَمِ مُتَّبِعًا لِأَهْلِ بَلَدِهِ لَا يَسْتَحِلُّ أَنْ يَأْخُذَ إِلَّا مَا هُوَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 شَدِيدَ الْمُعْرِفَةِ بِمَا سَمِعَ الْمُحَدِّثِينَ وَمُنْصَوِّحِهِ وَكَانَ يُطَلِّبُ أَحَادِيثَ الثَّقَاتِ وَالْأَخْذَ مِنْ آخِرِ
 فِعْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا أَذْرَكَ عَلَيْهِ عُلَمَاءُ أَهْلِ الْكُوفَةِ فِي اتِّبَاعِ الْحَقِّ أَخَذَ بِوَجْهِهِ
 دِينَهُ وَقَدْ شَتَّعَ عَلَيْهِ قَوْمٌ فَسَكَنَّا عَنْهُمْ بِمَا سَتَفَعَّرَ اللَّهُ تَعَالَى مِنْهُ، وَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ لِابْنِ الْمُبَارَكِ مَنْ
 هَذَا الْمُبْتَدِعُ الَّذِي خَرَجَ بِالْكُوفَةِ يُكْنَى أَبَا حَنِيفَةَ فَأَرَاهُ مَسَائِلَ عَوِيصَةَ مِنْ مَسَائِلِ فَلَمَّا رَأَاهَا
 مُسَوِّبَةً لِلنُّعْمَانِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ مَكَانُ هَذَا، قُلْتُ هَيْمٌ لَيْفِي بِالْعِرَاقِ قَالَ هَذَا بَيْتٌ مِنَ الْمَشَارِقِ أَهْبَبَ
 فَاسْتَكْبَرُ مِنْهُ، قُلْتُ هَذَا أَبُو حَنِيفَةَ الَّذِي نُهَيْتَ عَنْهُ، ثُمَّ لَمَّا اجْتَمَعَ بِأَبِي حَنِيفَةَ بِمَكَّةَ، جَارَاهُ فِي
 تِلْكَ الْمَسَائِلِ، فَكَشَفَهَا أَبُو حَنِيفَةَ لَهُ بِأَكْثَرِ مَا كَتَبَهَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْهُ فَلَمَّا افْتَرَقَا، قَالَ
 الْأَوْزَاعِيُّ لِابْنِ الْمُبَارَكِ، فَبَطَّتِ الرَّجُلُ بِكَثْرَةِ عَلَيْهِ دَوَافِرُ عَقْلِهِ وَاسْتَفْعَرَ اللَّهُ تَعَالَى لَقَدْ كُنْتُ فِي
 غَلْطٍ ظَاهِرٍ، الزَّمِ الرَّجُلَ فَإِنَّهُ بِمِثْلِ مَا بَلَّغَنِي عَنْهُ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ لَمَّا بَلَغَهُ مِنْ عِلْمِهِ وَهَيْئَةِ دَرَجَةِ
 وَمِثَابَتِهِ لِدِينِهِ وَعِلْمِهِ أَحَبُّ سَيِّكُونَ لَهُ فِي الْعِلْمِ هَانُ عَجِيبٌ أَوْ ذَكَرَ عِنْدَهُ يَوْمًا فَقَالَ اسْكُتُوا إِنَّهُ
 لَفَقِيهٌ إِنَّهُ لَفَقِيهٌ إِنَّهُ لَفَقِيهٌ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فِي حَقِّهِ إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْوَرَعِ وَالزُّهْدِ
 وَإِثَارَ الْآخِرَةِ بِمَحَلٍّ لَا يَدْرِكُهُ أَحَدٌ وَلَقَدْ ضَرَبَ بِالسَّيَاطِلِ الْقَضَاءُ لِلْمُتَصَوِّفِ فَلَمْ يَفْعَلْ قَوْمًا لِلَّهِ
 عَلَيْهِ وَرِضْوَانُهُ، وَقَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ لَمَّا سُئِلَ عَنِ النَّظَرِ فِي كُتُبِهِ، أَنْظِرُوا فِيهَا فَإِنَّ مَأْسُومًا
 أَحَدًا مِنَ الْفُقَهَاءِ يَكْرَهُ النَّظَرَ فِي قَوْلِهِ وَلَقَدْ احْتَالَ الثَّوْرِيُّ فِي كِتَابِ الرُّهْنِ لَهُ حَتَّى نَسَخَهُ قَالَ
 أَيْضًا لَمَّا قِيلَ لَهُ رَأَى مَالِكُ أَحَبُّ إِلَيْكَ مِنْ رَأْيِ أَبِي حَنِيفَةَ، أَكْتُبُ حَدِيثَ مَالِكٍ فَإِنَّهُ
 كَانَ يَنْتَقِي الرِّجَالَ وَالْفُقَهَاءَ صِنَاعَةً أَبِي حَنِيفَةَ وَصِنَاعَةً أَصْحَابِهِ كَمَا نَهَى خَلْقُوَالَهُ وَرَوَى الْحُطْبُ
 عَنْ بَعْضِ أُمَّةِ الزُّهْدِ أَنَّهُ قَالَ يَجِبُ عَلَى أَهْلِ الْإِسْلَامِ أَنْ يَدْعُوا إِلَى حَنِيفَةِ فِي صَلَاتِهِمْ لِيَحْفَظُوا

عَنِ السَّنَةِ وَالْفَقْهِ وَقَالَ النَّاسُ فِيهِ حَاسِدٌ وَجَاهِلٌ وَهُوَ أَحْسَنُ مَا عِنْدِي وَقَالَ مَنْ أَرَادَ أَنْ
يُخْرِجَ مِنْ ذَلِكَ الْعَمَى وَالْجَهْلَ وَيَجِدَ حِلَاوَةَ الْفِقْهِ فَلْيَنْظُرْ فِي كُتُبِهِ، وَقَالَ مَكِّي بْنُ إِبْرَاهِيمَ
كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ أَعْلَمَ أَهْلِ زَمَانِهِ، وَقَالَ يَحْيَى بْنُ سَعْدٍ الْقَطَّانُ مَا سَمِعْنَا أَحْسَنَ مِنْ رَأْيِ
أَبِي حَنِيفَةَ، وَمَنْ ثَمَّةٌ كَانَ يَذْهَبُ فِي الْفَتْوَى إِلَى قَوْلِهِ وَقَالَ النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ كَانَ النَّاسُ
نِيَامًا عَنْ الْفِقْهِ حَتَّى أَقْظَرَهُمْ أَبُو حَنِيفَةَ بِمَا فَتَقَهُ وَبَيَّنَّهُ وَلَخَصَهُ وَقَالَ مُسْعَرٌ بِكَسْرِ فَكُونِ
فَفَتَحَ. ابْنُ كِدَامٍ بِكَسْرِ فَتَحْفِيفٍ مُرْهَمَلَةٍ مَنْ جَعَلَ أَبَا حَنِيفَةَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللَّهِ رَجُوتٌ أَنْ لَا
يَخَافُ وَلَا يَكُونُ فَرْطٌ فِي الْإِحْتِيَاطِ لِنَفْسِهِ وَقِيلَ لَهُ لِمَ تَرَكْتَ رَأْيَ أَصْحَابِهِ وَأَخَذْتَ بِرَأْيِهِ قَالَ
لِصِحَّتِهِ فَاتُوا بِأَصَحِّ مِنْهُ لَا رُغْبَ عَنْهُ إِلَيْهِ وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ رَأَيْتُ مُسْعَرًا فِي حَلْقَةٍ إِلَى حَنِيفَةَ
يَسْأَلُهُ وَيَسْتَفِيدُ مِنْهُ وَقَالَ مَا رَأَيْتُ أَفْقَهُ مِنْهُ، وَقَالَ عِيسَى بْنُ يُونُسَ لَا تُصَدِّقَنَّ أَحَدًا مِنْ
الْقَوْلِ فِيهِ فَإِنَّ اللَّهَ مَا رَأَيْتُ أَفْضَلَ مِنْهُ وَلَا أَفْقَهُ مِنْهُ وَقَالَ مَعْمَرٌ مَا رَأَيْتُ رَجُلًا يُحْسِنُ أَنْ
يَتَكَلَّمَ فِي الْفِقْهِ وَيُسَعِّدُ أَنْ يَقِيسَ وَيُشْرَحَ الْحَدِيثَ أَحْسَنَ مَعْرِفَةٍ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَلَا أَشْفَقَ عَلَى
نَفْسِهِ مِنْ أَنْ يَدْخُلَ فِي دِينِ اللَّهِ شَيْئًا مِنَ الشَّكِّ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ. وَقَالَ الْفُضَيْلُ كَانَ
فَقِيهًا، مَعْرُوفًا بِالْفِقْهِ، مَشْهُورًا بِالْوَرَعِ، وَاسِعَ الْمَالِ، مَعْرُوفًا بِالْإِفْضَالِ عَلَى كُلِّ مَنْ
يَطُوفُ بِهِ، صَبُورًا عَلَى تَعْلِيمِ الْعِلْمِ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ قَلِيلَ الْكَلَامِ حَتَّى لَا يَرُدَّ مَسْئَلَةٌ فِي الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ
إِلَّا عَلَى الْحَقِّ هَارِبًا مِنَ السُّلْطَانِ، وَقَالَ أَبُو يُونُسَ إِنْ لَادَعُوهُ قَبْلَ أَبِي يُونُسَ وَسَمِعْتَهُ يَقُولُ إِنْ لَادَعُوهُ لِحَاوَمِ
أَبِي يُونُسَ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ زَيْنَةُ اللَّهِ تَعَالَى بِالْفِقْهِ وَالْعَمَلِ وَالسَّخَاءِ وَالْبَذْلِ وَالْخَلْقِ
الْقُرْآنِ الَّتِي كَانَتْ فِيهِ. وَقَالَ كَانَ خَلْفٌ مِنْ مَضَى وَمَا خَلَفَ وَاللَّهُ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ مِثْلُهُ
وَسُئِلَ الْأَمْشَسُ عَنْ مَسْئَلَةٍ فَقَالَ إِنَّمَا يُحْسِنُ جَوَابَ هَذَا النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَظَنَّهُ بَوْرِكَ لَهُ فِي
عِلْمِهِ، وَقَالَ يَحْيَى بْنُ آدَمَ مَا تَقُولُونَ فِي هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَقْعُونَ فِي أَبِي حَنِيفَةَ قَالَ إِنَّهُ جَاءَهُمْ بِمَا
يَعْقِلُونَهُ وَمَا لَا يَعْقِلُونَهُ مِنَ الْعِلْمِ فَحَسَدُوهُ وَقَالَ وَكَيْعٌ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَفْقَهُ مِنْهُ وَلَا أَحْسَنَ
صَلَاةً مِنْهُ، وَقَالَ الْحَافِظُ النَّاقِدُ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ الْفُقَهَاءُ أَرْبَعَةٌ، أَبُو حَنِيفَةَ وَسُفْيَانُ وَمَالِكُ
وَالْأَوْزَاعِيُّ، وَعَنْهُ الْقِرَاءَةُ عِنْدِي قِرَاءَةُ حُمْزَةٍ وَالْفِقْهُ فَقَهُ أَبِي حَنِيفَةَ عَلَى هَذَا أَذْرَكْتُ النَّاسَ
وَسُئِلَ هَلْ حَدَّثَ سُفْيَانٌ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ كَانَ ثِقَةً صَدُوقًا فِي الْفِقْهِ وَالْحَدِيثِ مَأْمُونًا عَلَى دِينِ
اللَّهِ، وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ رَأَيْتُ الْحَسَنَ بْنَ عِمْرَةَ أَخَذَ بِرُكَايَةِ قَائِلًا وَاللَّهُ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا يَتَكَلَّمَ
فِي الْفِقْهِ أَبْلَغَ وَلَا أَصْبَرَ وَلَا أَحْضَرُ جَوَابًا مِنْكَ وَإِنَّكَ لَسَيِّدٌ مَنْ تَكَلَّمَ فِي الْفِقْهِ فِي وَقْتِكَ غَيْرُ

مَدَافِعُ وَمَا يَتَكَلَّمُونَ فِيكَ إِلَّا حَسَدًا وَقَالَ شُعْبَةُ كَانَ وَاللَّهِ حَسَنَ الْفَهْمِ جَيِّدَ الْحِفْظِ حَتَّى شَنُّوا عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَعْلَمُ بِهِ مِنْهُمْ وَاللَّهِ سَيُلْقُونَ عِنْدَ اللَّهِ وَكَانَ كَثِيرَ التَّرَحُّمِ عَلَيْهِ وَاسْتَلَّ بِحَبِيْبٍ مِنْ مَعِينٍ عَنْهُ فَقَالَ ثِقَةٌ مِمَّا سَمِعْتُ أَحَدًا أَضَعَفَهُ هَذَا شُعْبَةُ يَكْتُبُ لَهُ أَنْ يُحَدِّثَ وَيَأْمُرَهُ وَسَبْقَهُ وَصَفَ أَبُو أَيُّوبَ السَّخْتِيَّانِيَّ بِالصَّلَاحِ وَالْفِقْهِ وَرُمِيَ عِنْدَ ابْنِ عَمْرٍو بِأَنَّهُ يَقُولُ الْقَوْلَ ثُمَّ يَرْجِعُ عَنْهُ فِي غَدٍ فَقَالَ هَذَا دَلِيلٌ وَدُرْعَةٌ فَإِنَّهُ يَرْجِعُ مِنْ خَطِئٍ إِلَى صَوَابٍ وَلَوْلَا ذَلِكَ لَنَصَرَ خَطَاهُ دَافِعٌ عَنْهُ وَقَالَ حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ كُنَّا تَانِي عَمْرٍو بْنِ دِينَارٍ فَإِذَا جَاءَ أَبُو حَنِيفَةَ أَقْبَلَ عَلَيْهِ وَتَرَكَ نَاسًا أَلْبَاحِنِيَّةً فَسَأَلَهُ فَيَحْدِثْنَا وَقَالَ الْحَافِظُ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رُوَادٍ مَنْ أَحَبَّ أَبَا حَنِيفَةَ فَهُوَ سُنِّيٌّ وَمَنْ أَبْغَضَهُ فَهُوَ مُبْتَدِعٌ وَفِي رِقَايَةٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَ النَّاسِ أَبُو حَنِيفَةَ ثُمَّ أَحْبَبَهُ وَتَوَلَّاهُ عَلِمْنَا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَمَنْ أَبْغَضَهُ عَلِمْنَا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْبِدْعَةِ وَقَالَ خَارِجَةُ بْنُ مُصْعَبٍ أَبُو حَنِيفَةَ فِي الْفُقَهَاءِ كَقُطْبِ الرَّحَى وَكَالْجَهْدِ الَّذِي يَنْقُدُ الذَّهَبَ وَقَالَ الْحَافِظُ مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونٍ لَمْ يَكُنْ فِي زَمَنِ أَبِي حَنِيفَةَ أَعْلَمُ وَلَا أَوْعَى وَلَا أَزْهَدَ وَلَا أَعْرَفَ وَلَا أَفْقَهَ مِنْهُ تَاللَّهِ مَا سَرَّنِي بِسَامِعِي مِنْهُ مِائَةُ أَلْفٍ دِينَارٍ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الضَّرِيرُ مِنْ تَمَامِ السُّنَّةِ حُبُّ أَبِي حَنِيفَةَ وَقَالَ كَانَ يَصِفُ الْعَدْلَ وَيَقُولُ بِهِ وَبَيْنَ النَّاسِ سَبِيلُ الْعِلْمِ وَأَوْفَى لَهُمْ مُشْكِلَاتِهِ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَكِيمٍ لَا يَقَعُ فِيهِ إِلَّا جَاهِلٌ أَوْ مُبْتَدِعٌ وَقَالَ أَبُو سُلَيْمَانَ كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ مُعْجِبًا مِنَ الْعَجَبِ وَإِنَّمَا يَرِغَبُ عَنْ كَلَامِهِ مَنْ لَمْ يَقْوِ عَلَيْهِ وَقَالَ أَبُو عَاصِمٍ هُوَ وَاللَّهُ عِنْدِي أَفْقَهُ مِنْ ابْنِ جُرَيْجٍ مَا رَأَيْتُ عِنْدَ رَجُلٍ أَشَدَّ إِقْتِدَارًا عَلَى الْفِقْهِ مِنْهُ وَذَكَرَ عِنْدَ دَاوُدَ الطَّائِي فَقَالَ ذَاكَ نَحْمُ بِهِتَدِي بِهِ السَّارِي وَطَمَّ تَقْبَلُهُ قُلُوبُ الْمُؤْمِنِينَ وَقَالَ شَرِيكَ الْقَاضِي كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ طَوِيلَ الْقَمْتِ كَثِيرَ التَّفَكُّرِ دَقِيقَ النَّظْرِ فِي الْفِقْهِ لَطِيفَ الْإِسْتِخْرَاجِ فِي الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ وَالْبَحْثِ إِنْ كَانَ الطَّالِبُ فَقِيرًا اغْنَاهُ فَإِذَا تَعَلَّمَ قَالَ لَهُ وَصَلْتَ إِلَى الْغِنَى الْأَكْبَرِ بِمَعْرِفَةِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَقَالَ خَلْفُ بْنُ أَيُّوبَ صَارَ الْعِلْمُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى إِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ إِلَى أَصْحَابِهِ ثُمَّ مِنْهُمْ إِلَى التَّابِعِينَ ثُمَّ صَارَ إِلَى أَبِي حَنِيفَةَ وَأَصْحَابِهِ فَمَنْ شَاءَ فَلْيَرْضَ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُخْطِءْ وَقِيلَ لِبَعْضِ الْأَئِمَّةِ مَا لَكَ تَخَصُّصَ أَبَا حَنِيفَةَ عِنْدَ ذِكْرِهِ بِمَدْحٍ دُونَ غَيْرِهِ قَالَ لِأَنَّ مَنَزَلَتَهُ كُنْتُ كَمَنَزَلَةِ غَيْرِهِ فِيمَا انْتَفَعَ النَّاسُ بِعِلْمِهِ فَاخْصَصْتُ عِنْدَ ذِكْرِهِ لِيَرْغَبَ النَّاسُ بِالذِّكْرِ لَهُ وَالْإِثَارِ فِي النَّقْلِ عَنِ الْأَئِمَّةِ غَيْرَ مَا ذَكَرْتُ كَثِيرَةً وَفِي بَعْضِ مَا ذَكَرْنَاهُ مَقْنَعٌ لِلْمُنَاصِفِ الْمَذْهَبِ الَّذِي يَعْرِفُ الْحَقَّ لِأَهْلِهِ وَمِنْ ثَمَّةٍ قَالَ الْحَافِظُ أَبُو عَمْرٍو يُوسُفُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ يُؤَيَّدُ كَلَامَ ذِكْرِهِ "وَأَهْلُ الْفِقْهِ لَا يَلْتَفِتُونَ إِلَى مَنْ طَعَنَ عَلَيْهِ وَلَا يَصِدِّقُونَ بِشَيْءٍ مِنْ السُّوءِ يُنْسَبُ إِلَيْهِ"

علامہ شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی کی شافعی کی عبارت کا آزاد ترجمہ۔

خطیب نے شافعی کا قول نقل کیا ہے کہ مالک سے کہا گیا کیا آپ نے ابو حنیفہ کو دیکھا ہے، انہوں نے کہا۔ ہاں میں نے ان کو ایسا مرد پایا اگر وہ اس ستون کے بارے میں تم سے کلام کریں اور چاہیں کہ اس کو سونے کا بتائیں تو اس بات کو وہ دلیل سے ثابت کر دیں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ امام مالک سے چند افراد کے متعلق دریافت کیا گیا آپ نے جواب دیا پھر ابو حنیفہ کے متعلق دریافت کیا گیا، آپ نے کہا: "سُبْحَانَ اللَّهِ لَمْ أَرِ مِثْلَهُ تَاللَّهِ لَوْ قَالَ إِنَّ الْأُسْطُوَّةَ مِنْ ذَهَبٍ لَأَقَامَ الدَّيْلُ الْقِيَاسِيَّ" کیا کہنے، میں نے ان کا مثل نہیں دیکھا ہے، قسم ہے اللہ کی اگر وہ اس ستون کے متعلق تم سے کہہ دیں کہ یہ سونے کا ہے البتہ اس کی صحت پر وہ قیاسی دلیل قائم کر دیں گے۔

ابن مبارک نے کہا ہے کہ ابو حنیفہ مالک کے پاس گئے۔ انہوں نے آپ کا اعزاز کیا اور جب آپ چلے گئے فرمایا جانتے ہو کہ یہ کون ہیں، حاضرین نے کہا، ہم نہیں جانتے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ ابو حنیفہ نعمان ہیں، اگر وہ کہہ دیں کہ یہ ستون سونے کا ہے تو وہی ثابت ہوگا جو انہوں نے کہا ہے، ان کو فقہ راست آگئی ہے اور ان کو اس میں کچھ دقت پیش نہیں آتی، ابو حنیفہ کے جانے کے بعد سفیان ثوری مالک کے پاس آئے مالک نے ابو حنیفہ کی جگہ سے نیچے ان کو بٹھایا اور ان کے جانے کے بعد ان کی فقہ اور ورع کا ذکر کیا۔

شافعی نے کہا جو فقہ میں تبحر حاصل کرنا چاہے وہ ابو حنیفہ کا محتاج ہے، ابو حنیفہ یقینی طور پر ان لوگوں میں سے ہیں "وَفِيقَ لَهُ الْفَقْهَ" کہ فقہ ان کو راست آگئی ہے۔ یہ روایت حرمہ کی ہے، اور ربیع کی روایت میں ہے، فقہ میں لوگ ابو حنیفہ کے محتاج ہیں۔ ما رأیت احداً افقه منه۔ میں نے ان سے بڑھ کر کسی کو فقیہ نہیں پایا۔

شافعی سے مروی ہے، جو شخص ابو حنیفہ کی کتابوں کا مطالعہ نہیں کرے گا نہ وہ علم میں متبحر ہوگا اور نہ فقیہ بنے گا۔

اور صفحہ ۲۹ کے اواخر میں لکھا ہے۔ ثوری سے کسی نے کہا تم ابو حنیفہ کے پاس سے آگئے۔ انہوں نے کہا، میں روئے زمین کے آفق (بہت زیادہ فقہ والے) کے پاس سے آ رہا ہوں۔

اور سفیان ثوری نے کہا ہے۔ جو شخص ابو حنیفہ کی مخالفت کرے اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کا مرتبہ ان سے بلند ہو اور علم میں ان سے بڑھ کر ہو اور یہ بات ممکن نہیں کہ ان جیسا

کوئی دوسرا ہو۔

جب حج کو ابو حنیفہ اور ثوری یکجا گئے تو ثوری ابو حنیفہ کو آگے رکھتے تھے اور خود اُن کے پیچے رہتے تھے۔ جب کوئی شخص ان دونوں سے کوئی مسئلہ دریافت کرتا تھا تو ثوری جواب نہیں دیتے تھے اور ابو حنیفہ ہی جواب دیتے تھے۔

ابو یوسف نے کہا، ابو حنیفہ کی متابعت میں ثوری مجھ سے بڑے ہوئے تھے۔

ایک دن ثوری نے ابن مبارک سے ابو حنیفہ کی تعریف بیان کرتے ہوئے کہا کہ وہ ایسے مسائل کو حل کرتے تھے جو تیر کی نوک سے زیادہ دھاردار ہوتے تھے۔ اللہ کی قسم ہے وہ علم کے بہت حاصل کرنے والے، محارم سے روکنے والے اور اپنے شہر والوں کی پیروی کرنے والے تھے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث کے سوا دوسری احادیث کا لینا جائز نہیں سمجھتے تھے، ثقات کی احادیث کی تلاش میں رہتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل کو لیتے تھے اور جس پر علماء اہل کوفہ کو اتباع حق میں پاتے تھے اس کو لیتے تھے اور اسی کو اپنا مسلک بناتے تھے۔ ایک قوم نے ان کو برا کہا اور ہم نے خاموشی اختیار کی جس کی وجہ سے ہم اللہ تعالیٰ سے مغفرت کے طلبگار ہیں۔

ابن جریج کو ابو حنیفہ کے علم، اُن کے شدید ورع اور دین کی حفاظت کی خبر پہنچی، انہوں نے کہا۔ عنقریب علم میں ابو حنیفہ کی نرالی شان ہوگی۔ ایک دن ان کے پاس ابو حنیفہ کا ذکر ہوا انہوں نے کہا۔ اُسکُتُوا اِنَّهُ لَفَقِيْهُ اِنَّهُ لَفَقِيْهُ۔ خاموش رہو وہ فقیہ ہیں وہ فقیہ ہیں وہ فقیہ ہیں۔

امام احمد حنبل سے ابو حنیفہ کے متعلق استفسار کیا گیا۔ آپ نے کہا۔ وہ صاحب ورع ہیں زہد اور ایثار آخرت میں ان کے مقام تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ ان کو کوڑوں سے مارا گیا تاکہ منصور کی قضا کا عہدہ قبول کریں لیکن انہوں نے قبول نہ کیا۔ اُن پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں اور اللہ ان سے راضی ہو۔

یزید بن ہارون سے استفسار کیا گیا کہ ابو حنیفہ کی کتابوں کا پڑھنا کیسا ہے، انہوں نے کہا ان کی کتابوں کا مطالعہ کرو، میں نے فقہاء میں سے کسی ایک کو بھی نہیں پایا جو اُن کی کتابوں کے پڑھنے کو مکروہ سمجھتا ہو، ثوری نے کوشش کر کے ان کی کتاب الرہن حاصل کی ہے۔

یزید بن ہارون سے کسی نے پوچھا۔ کیا تم کو مالک کی رائے بہ نسبت ابو حنیفہ کی رائے

کے پسند ہے۔ انہوں نے کہا۔ مالک سے احادیث لکھو وہ رجال کو پرکھتے ہیں۔ فقہ ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کا کام ہے، یہ لوگ گویا کہ اسی کام کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔

بعض ائمہ زہد کا قول ہے کہ اہل اسلام پر واجب ہے کہ وہ اپنی نمازوں میں ابو حنیفہ کے واسطے دعا کریں کیونکہ ابو حنیفہ نے ان کے واسطے سنت کی اور فقہ کی حفاظت کی ہے۔ اور کہا ہے، ابو حنیفہ کے متعلق لوگ دو قسم کے ہیں، حاسد ہیں یا جاہل اور میرے نزدیک جاہل اچھے ہیں اور کہا ہے جو چاہے اپنے آپ کو جہالت اور گمراہی سے بچائے اور فقہ کی شیرینی حاصل کرے وہ ابو حنیفہ کی کتابوں کو دیکھے۔

مکی بن ابراہیم (امام بخاری کے استاد ہیں اور ان ہی کی بدولت امام بخاری کو ثلاثیات کا فخر حاصل ہوا ہے) کا قول ہے کہ ابو حنیفہ اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ علم والے تھے۔ یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہے۔ ابو حنیفہ کی رائے سے بہتر کسی کی رائے نہیں۔ اسی وجہ سے یحییٰ بن سعید فتیری میں ابو حنیفہ کی رائے کی طرف مائل ہوتے تھے۔

نضر بن شمیل نے کہا ہے فقہ سے لوگ بے خبر سو رہے تھے ابو حنیفہ نے فقہ کے دقائق کا بیان کر کے، وضاحت کر کے، ملخصات پیش کر کے لوگوں کو بیدار کیا ہے۔ ص ۳۱

مسعر بن کدام نے کہا جو شخص اپنے اور اللہ کے درمیان ابو حنیفہ کو رکھے گا مجھ کو امید ہے اس پر خوف طاری نہیں ہوگا اور وہ کوتاہی کرنے والوں میں محسوب نہ ہوگا۔ ص ۳۱

ابن مبارک نے کہا، میں نے حسن بن عمارہ کو دیکھا کہ وہ ابو حنیفہ کے سواری کی رکاب پکڑے ہوئے تھے اور انہوں نے ابو حنیفہ سے کہا، قسم ہے اللہ کی میں نے فقہ میں تم سے اچھا بولنے والا صبر کرنے والا اور تم سے بڑھ کر حاضر جواب نہیں دیکھا ہے، بیشک تمہارے دور میں جس نے بھی فقہ میں لب کشائی کی ہے تم اس کے بلا قیل وقال آقا ہو۔ جو لوگ آپ پر طعن کرتے ہیں وہ حسد کی بنا پر کرتے ہیں۔ ص ۳۱ و ۳۲

حافظ عبدالعزیز بن رواد نے کہا ہے، جو شخص ابو حنیفہ سے محبت کرے وہ سنی ہے اور جو ان سے بغض کرے وہ بدعت ہے، اور ایک روایت میں اس طرح ہے، ہمارے اور لوگوں کے بیچ میں ابو حنیفہ ہیں، جس نے ان سے محبت کی اور ان کی دوستی کا دم بھرا، ہم سمجھ گئے کہ وہ اہل سنت میں سے ہے اور جس نے ان سے بغض کیا ہم سمجھ گئے کہ وہ اہل بدعت میں سے ہے۔ ص ۳۲

خارجہ بن مصعب نے کہا ہے فقہاء میں ابو حنیفہ کقطب الرحی مثل چکی کے پاٹ کے محور اور

کیلی کے ہیں یا ایک ماہر صراف کے ہیں جو سونے کو پرکھتا ہے۔ ۳۲

حافظ محمد بن میمون نے کہا ہے ابو حنیفہ کے زمانہ میں سب سے زیادہ علم والا، سب سے زائد ورع والا، سب سے زائد زہد والا اور سب سے زیادہ معرفت والا اور سب سے زیادہ فقہ والا ابو حنیفہ ہی تھے، قسم ہے اللہ کی آپ سے سننے کے بدلے ایک سو ہزار (ایک لاکھ) دینار مجھ کو خوش نہیں کر سکتے

ابراہیم بن معاویۃ الضریر نے کہا ہے ابو حنیفہ کی محبت اتمام سنت ہے۔ وہ عدل و انصاف کا بیان کرتے تھے یہی آپ کا کلام تھا۔ آپ نے لوگوں کے واسطے علم کی راہ واضح کی، اور علم کی مشکلات کا بیان کیا۔

اسد بن حکیم نے کہا کہ جاہل یا مبتدع ہی ابو حنیفہ پر طعن کرے گا۔

ابو سلیمان نے کہا کہ ابو حنیفہ عجائب میں سے ایک عجب تھے جو ان کے کلام کو برداشت نہیں کر سکتا ہے وہی ان پر طعن کرے گا۔

ابو عاصم نے کہا ہے اللہ کی قسم ہے، ابو حنیفہ میرے نزدیک ابن جریج سے زیادہ فقیہ ہیں میری آنکھ نے فقہ میں بہت زیادہ اقتدار رکھنے والا ابو حنیفہ کے سوا کسی کو نہیں دیکھا۔ ۳۳

داؤد طائی نے کہا ہے، ابو حنیفہ وہ تارا ہیں جس سے سفر کرنے والے ہدایت پاتے ہیں اور وہ علم ہیں جس کو ایمانداروں کے قلوب قبول کرتے ہیں۔

شریک قاضی نے کہا ہے۔ ابو حنیفہ کی خاموشی طویل ہوتی تھی، تفکر کثیر تھا، فقہ میں آپ کی بینائی دقیق تھی، علم میں، عمل میں اور بحث میں آپ کا استخراج لطیف تھا، اگر طالب علم فقیر ہوتا تھا اس کو غنی کرتے تھے اور جب وہ علم حاصل کر لیتا تھا آپ اس سے فراتے تھے۔ حلال و حرام کی معرفت حاصل کر کے تم نے بڑی دولت حاصل کر لی ہے۔ ۳۴

خلف بن ایوب نے کہا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا اور آپ سے آپ کے حضرات صحابہ کو ملا اور ان سے تابعین کو پہنچا اور ان سے امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کو ملا ہے۔ اب جو چاہے خوشی ہو اور جو چاہے ناراض ہو۔

بعض ائمہ سے کہا گیا کہ کیا بات ہے کہ آپ جب ابو حنیفہ کا ذکر کرتے ہیں ان کی مدح کرتے ہیں اور دوسرے علماء کا ذکر اس ڈھپ سے نہیں کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی منزلت دوسروں کی منزلت کی طرح نہیں ہے، کیونکہ آپ کے علم سے جو فائدہ لوگوں کو پہنچا ہے

دوسروں کے علم سے زیادہ ہے، لہذا میں خصوصیت کے ساتھ ان کا ذکر کرتا ہوں تاکہ لوگوں کو رغبت ہو کہ ان کے واسطے دعا کریں۔

ائمہ نے آپ کی ثنائیں بہت کچھ کہا ہے اور ہم نے جو کچھ نقل کیا ہے اس میں منصف کے واسطے کفایت ہے، اسی بنا پر حافظ عمر یوسف ابن عبدالبر نے کہا۔ اصحاب فقہ مخالفوں کی طعن کی طرف التفات نہیں کرتے ہیں اور مخالفوں کی تصدیق ان کی ذکر کردہ برائیوں میں جو کہ انہوں نے ابو حنیفہ کے متعلق کی ہیں نہیں کرتے ہیں۔ ص ۳۳

عاجز نے حضرت امام کی مدح و ستائش کا اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے۔ علامہ ابن حجر مہتمی شافعی نے درست کہا ہے کہ حضرات ائمہ نے آپ کی مدح و ستائش میں بہت کچھ کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان ائمہ اعلام کو اجر کثیر دے جنہوں نے اُمتِ مرحومہ کے عاجز افراد کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا ہے ”جو ابو حنیفہ کو اپنے اور اپنے پروردگار کے بیچ میں رکھے گا اس نے کوتاہی نہیں کی ہے“ ان حضرات کا یہ ارشاد ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے سینکڑوں سال سے اس عاجز کے حضرات آبا و اجداد اور مشائخ طریقت نے امام الائمہ حضرت ابو حنیفہ ہی کو اپنے اور اپنے پروردگار کے بیچ میں رکھا ہے جن کے متعلق ائمہ کا اتفاق ہے کہ ارشادِ نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والتحمیۃ لَوْ كَانَ الدِّينُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَذَهَبَ بِهِ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسٍ۔ اگر شریا کے پاس دین ہوگا تو یقیناً فارس کا ایک شخص اس کو لے جائیگا یعنی حاصل کر لے گا کا اشارہ مَدْرَن اقدم حضرت امام اعظم کی طرف ہے اس سلسلہ میں یہ عاجز اپنے جدا مجد عاشر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی حنفی نقشبندی قدس سرہ کے ایک مکتوب کا کچھ حصہ نقل کرتا ہے تاکہ آپ کی عقیدت و محبت کا کچھ اندازہ ناظرین کریں۔

الْفَصْلُ الْخَامِسُ وَالشَّلَاثُونَ فِي تَأْدِيبِ الْأُئِمَّةِ مَعَهُ فِي مَمَاجِهِ كَمَا هُوَ فِي حَيَاتِهِ وَأَن قَبْرَهُ يُزَارُ لِقَضَاءِ الْحَوَاجِّ، اَعْلَمُ أَنَّهُ لَمْ يَزَلْ الْعُلَمَاءُ وَدُّوا الْحَاجَاتِ يَزُورُونَ قَبْرَهُ وَيَتَوَسَّلُونَ عِنْدَهُ فِي قَضَاءِ حَوَاجِّهِمْ وَيَرُونَ نَجْحَ ذَلِكَ مِنْهُمْ الْإِمَامُ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ لَمَّا كَانَ بِبَغْدَادَ فَإِنَّهُ جَاءَهُ أَنَّ قَالَ إِنِّي لَا تُبْرِكُ بِأَبِي حَنِيفَةَ وَأَجِئُ إِلَى قَبْرِهِ فَإِذَا عَرَضْتُ لِي حَاجَةٌ صَلَّيْتُ رَكَعَتَيْنِ وَجِئْتُ إِلَى قَبْرِهِ وَسَأَلْتُ اللَّهَ عِنْدَهُ فَخَضَى سَرِيْعًا وَذَكَرَ بَعْضُ الْمُتَكَلِّمِينَ عَلَى مِنْهَاجِ النَّوَوِيِّ أَنَّ الشَّافِعِيَّ صَلَّى

لہ طبرانی کی معجم کبیر میں لَنَا لَ رَجَالٌ فَارِسٌ کی روایت ہے اور مسلم کی ایک روایت میں لَذَهَبَ بِهِ رَجُلٌ مِّنْ اَبْنَاءِ فَارِسٍ ہے۔ اس سلسلہ میں اس کتاب میں بشارت سر پا کرامت ملاحظہ کریں۔ لہ ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۲۵۶

الصُّبْحِ عِنْدَ قَبْرِهِ فَلَمْ يَقْنُتْ فَقِيلَ لَهُ لِمَ قَالَ تَأَذُّبًا مَعَ مَدِيحَةِ الْقَبْرِ وَذَكَرَ ذَلِكَ غَيْرُهُ أَيْضًا وَزَادَ أَنَّهُ لَمْ يَجْهَرُ بِالْبَسْمَلَةِ وَلَا إِشْكَالَ فِي ذَلِكَ خِلَافًا لِمَنْ ظَنَّهُ لِأَنَّهُ قَدْ يُعْرَضُ لِلْسُّنَةِ مَا يَرْجَحُ وَتَرَكَ فِعْلَهَا لِكُونِهِ الْآنَ أَهَمُّ مِنْهَا وَلَا شَكَّ أَنَّ الْإِعْلَامَ بِرَفْعَةِ مَقَامِ الْعُلَمَاءِ أَمْرٌ مَطْلُوبٌ مُتَّكِدٌ عِنْدَ الْإِحْتِيَاجِ إِلَيْهِ لِرَغْمِ أَنْفِ حَاسِدٍ أَوْ تَعْلِيمِ جَاهِلٍ أَفْضَلُ مِنْ هَجْرِ الْقُنُوتِ وَالْجَهْرِ بِالْبَسْمَلَةِ لِلْخِلَافِ فِيهِمَا وَعَدَمِ الْخِلَافِ لِأَنَّ نَفْعَهُ مُتَعَدٍّ وَنَفْعُ ذِيكَ قَاصِرٌ وَلَا شَكَّ أَيْضًا أَنَّ لِامَامِ أَبِي حَنِيفَةَ كَانَ لَهُ حُشَاةٌ كَثِيرُونَ فِي حَيَاتِهِ وَبَعْدَ مَمَاتِهِ حَتَّى رَمَوْهُ بِالْعِظَامِ وَسَعَوْا فِي قَتْلِهِ تِلْكَ الْقَتْلَةُ الشَّيْعَةُ السَّابِقَةُ۔

(تین سطر کے بعد) وَإِذَا تَمَهَّدَتْ هَذِهِ الدَّوَاعِي اتَّضَحَ أَنَّ فِعْلَ الشَّافِعِيِّ لِذَلِكَ أَفْضَلُ مِنْ فِعْلِ الْقُنُوتِ وَالْجَهْرِ إِظْهَارًا لِمَزِيدِ التَّأَذُّبِ مَعَ هَذِهِ الْأُمَامِ وَلِمَزِيدِ شَرَفِهِ وَعُلُوِّهِ وَأَنَّهُ مِنْ أَيْمَةِ الْمُسْلِمِينَ الَّذِينَ يُقْتَدَى بِهِمْ وَيَجِبُ عَلَيْهِمْ تَوْقِيرُهُمْ وَتَعْظِيمُهُمْ وَأَنَّهُ مِمَّنْ يُسْتَحَى مِنْهُ وَيَتَأَذَّبُ بِهِ مَنْ أَنْ يُفْعَلَ بِحَضْرَتِهِ خِلَافُ قَوْلِهِ بَعْدَ وَقَاتِهِ فَكَيْفَ فِي حَيَاتِهِ وَأَنَّ الْحَاسِدِينَ لَهُ خُسْرٌ وَخُسْرَانَا مَبِينٌ وَأَنَّهُمْ مِمَّنْ أَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَى عِلْمٍ وَلَمَّا وَقَفَ ابْنُ مِبَارَكٍ عَلَى قَبْرِهِ قَالَ رَحِمَكَ اللَّهُ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ وَحَمَادُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَتَرَكََا خَلْقًا وَمُتَّانَتَ وَلَمْ تَتْرِكْ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ خَلْقًا ثُمَّ بَكَى شَدِيدًا وَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَمَّارَةَ عَلَى قَبْرِهِ كُنْتَ لَنَا خَلْقًا مِمَّنْ مَضَى وَمَا تَرَكْتَ بَعْدَكَ خَلْفًا إِنْ خَلْفُكَ فِي الْعِلْمِ الَّذِي عَلَّمْتَهُمْ لَمْ يَكُنْهُمْ أَنْ يَخْلَفُوكَ فِي الْوَرَعِ إِلَّا بِتَوْفِيقِي۔

پنیتیسواں فصل اس بیان میں کہ ائمہ کرام امام ابو حنیفہ کے ساتھ ان کی وفات کے بعد ایسا سلوک کیا کرتے تھے جیسا کہ ان کی حیات میں کرتے تھے اور اپنی حاجت روائی کے لئے اُن کی قبر کی زیارت کیا کرتے تھے۔

سمجھ لو حضرت امام ابو حنیفہ کی قبر کی زیارت ہمیشہ سے علماء اور ضرورت مند افراد کرتے آئے ہیں۔ وہ آپ کے پاس جا کر اپنی حاجتوں کے لئے آپ کو وسیلہ کرتے ہیں اور وہ اپنی حاجت روائی ہوتی دیکھتے ہیں، ان علماء میں امام شافعی بھی ہیں جب کہ آپ کا قیام بغداد میں تھا۔ اس سلسلہ میں آپ سے مروی ہے کہ میں ابو حنیفہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور آپ کی قبر کے پاس جاتا ہوں اور جب مجھ کو کوئی ضرورت پیش آتی ہے میں دو رکعت نماز پڑھتا ہوں اور آپ کی قبر کے پاس جا کر اللہ سے دُعا کرتا ہوں بہت جلد میری وہ حاجت پوری ہو جاتی ہے۔

امام نردی کی کتاب منہاج پر حواشی لکھنے والوں نے لکھا ہے کہ امام شافعی نے صبح کی نماز

امام ابو حنیفہ کی قبر کے پاس پڑھی اور آپ نے نماز میں قنوت نہیں پڑھی۔ اس سلسلہ میں آپ سے پوچھا گیا، آپ نے فرمایا، میں نے اس صاحب قبر کے ادب سے نہیں پڑھی۔ یہ بات ایک لکھنے والے نے لکھی ہے۔ دوسرے لکھنے والے نے لکھا ہے۔ آپ نے بلند آواز سے بسم اللہ بھی نہیں پڑھی، آپ کے نہ پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں پیدا ہوتا ہے جیسا کہ بعض افراد نے خیال کیا ہے۔ کیونکہ کبھی سنت کے ساتھ ایسا معاملہ پیش آجاتا ہے کہ سنت کا چھوڑنا راجح ہو جاتا ہے اور ایسے موقع پر نہ پڑھنا ہی اہم ہوتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ علماء اعلام کی رفعت منزلت کا بیان کرنا امر مطلوب اور ضروری ہے۔ کسی حسد کرنے والے کو ذلیل کرنے کے لئے اور کسی جاہل کو بتانے کے لئے قنوت پڑھنے اور بلند آواز سے بسم اللہ پڑھنے سے نہ پڑھنا افضل ہے۔ صبح کی نماز میں قنوت پڑھنے اور الحمد للہ کے ساتھ بسم اللہ کو بلند آواز سے پڑھنے میں ائمہ کا اختلاف ہے اور علماء کے علو قدر کے بیان کرنے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اور اس بیان کا فائدہ متعدی ہے بخلاف قنوت اور بسم اللہ کے کہ اس کا فائدہ متعدی نہیں ہے۔ مزید یہ بات بھی ہے کہ امام ابو حنیفہ سے کیا ان کی زندگی میں اور کیا ان کی وفات کے بعد حسد کرنے والے بہت تھے۔ حاسدوں نے آپ پر بڑی بڑی تہمتیں لگائیں پھر آپ کے قتل کرنے کی کوشش کی۔ وہ شیع قتل جس کا بیان گزر چکا ہے۔

توجیہ وجیہ :- ان ضرورتوں کے پیش نظر امام شافعی کا فعل افضل ہے قنوت پڑھنے اور بسم اللہ بالجہر کہنے سے، تاکہ ظاہر ہو جائے کہ اس امام کے ساتھ مزید ادب کرنا چاہئے، ان کا مرتبہ بلند ہے اور وہ اُن اماموں میں سے ہیں جن کی توقیر اور تعظیم مسلمانوں پر واجب ہے اور وہ ایسے برگزیدہ افراد میں سے ہیں کہ ان کی وفات کے بعد ان کے سامنے ان کے قول کے خلاف کرنے سے شرم کرنی چاہئے۔ ان سے حسد کرنے والے پوری طرح گھائے میں ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے علم کے ہوتے ہوئے گمراہ کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ابن حجر ہیتمی کی کو اجر کثیر دے انہوں نے تین باتیں ظاہر کر دی ہیں

۱۔ بعض احوال میں سنت پر عمل کرنے سے اس کا نہ کرنا افضل ہے۔

۲۔ حاسدوں نے حضرت امام عالی مقام کو قتل کرایا ہے۔

۳۔ یہ حاسد نام نہاد اہل حدیث ہوتے ہوئے گمراہ ہوئے ہیں۔

اس گمراہی میں خطیب بغدادی سب گمراہوں کا علمبردار ہے، اس نے تمام اکاذیب کو بیج کی صورت میں اپنی ذریت کے لئے جمع کر دیا ہے اور مکاری کا اعتذار نامہ لکھ کر باور کرایا ہے کہ یہ

سب حق و درست ہے خطیب نے جلد نو کے صفو تین سو انتیس اور تیس میں صالح بن احمد التیمی الحافظ کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس کی روایت سے کسی حال میں بھی احتجاج کرنا جائز نہیں ہے اور دارقطنی کا قول لکھا ہے کہ كَذَّابٌ كَذَّابٌ يُحَدِّثُ بِمَا لَمْ يَسْمَعْ۔ اور خطیب حضرت امام کی بُرائی اس سے روایت کرتا ہے۔ یہ دجل نہیں ہے تو کیا ہے۔ سیوطی نے یزید بن کیت کی روایت لکھی ہے کہ ایک مسئلہ میں حضرت امام کا ایک شخص سے مناظرہ ہوا آپ نے اس شخص سے فرمایا۔ اللہ تم کو بخشنے، تم نے جوابات میرے متعلق کہی ہے اللہ میرے متعلق اس کے خلاف جانتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ جب سے میں نے اس کو پہچانا ہے کسی کو اس جیسا نہیں سمجھا ہے۔ میں اسی سے عفو کا طلبگار ہوں میں اسی کے عقاب سے ڈرتا ہوں۔ پھر آپ روئے اور عقاب کے ذکر سے بے ہوش ہو گئے۔ جب آپ ہوش میں آئے اُس شخص نے کہا۔ آپ مجھ کو معاف کر دیں۔ آپ نے فرمایا۔ جس نے غلط بات کا الزام مجھ پر لگایا ہے اگر وہ جاہلوں میں سے ہے اس کو میں نے معاف کیا ہے اور اہل علم میں سے جس نے الزام لگایا ہے وہ زحمت میں ہے کیونکہ علماء کی غیبت ان کے بعد بھی رہتی ہے۔

اس رہی ہوئی غیبت کو بڑی تلاش سے خطیب نے جمع کر کے لکھا ہے۔ وَ سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ۔

اگر کسی کو خطیب کے پُشتارۂ کذب کا مختصر طور پر حال معلوم کرنے کی خواہش ہے وہ علماء ازہر کے حاشیہ کا مطالعہ کر لے اور اگر کوئی تفصیل کا طالب ہے وہ علامہ کوثری کی کتاب تانیب الخطیب کی طرف رجوع کرے۔ جو شے از سر تا پا جھوٹ کا پلندہ ہو اس کا بیان ہی کیا۔ اب یہ عاجز بعض محققین کا کلام نقل کرتا ہے اور امام لیث بن سعد مصری کے مکتوب پر اس کو ختم کرتا ہے اور پھر مخالفت کا بیان اور امام ابن عبد البر کا کلام ان کی کتابوں سے نقل کرے گا۔ امام ابن عبد البر نے نام نہاد اہل حدیث کی غلط روش کا خوب بیان کیا ہے۔ آپ کے بیان کو پڑھ کر جلاء الحق وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ زَبَانٌ پر آتا ہے۔ جَزَاةُ اللَّهِ عَنِ الْإِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ مِنَ الْجَوَارِ۔

۱۴۔ علامہ عبدالوہاب شعرانی نے "المیزان" میں لکھا ہے۔

كَانَ (الْإِمَامُ أَبُو حَنِيفَةَ) رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ، نَحْنُ لَا نَقِيسُ إِلَّا عِنْدَ الصَّرْوَةِ الشَّدِيدِ ذَلِكَ
إِنَّمَا نَنْظُرُ أَوَّلًا فِي دَلِيلِ نِكَاحِ الْمُسْئِلَةِ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَأَقْضِيَةِ الصَّحَابَةِ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ دَلِيلًا قِسْنَا
حِينَئِذٍ مَسْكُوتًا عَنْهُ عَلَى مَنْطُوقٍ بِهِ بِجَامِعِ إِتِّحَادِ الْعِلَّةِ بَيْنَهُمَا. وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى عَنِ الْإِمَامِ
إِنَّمَا نَأْخُذُ أَوَّلًا بِالْكِتَابِ ثُمَّ بِالسُّنَّةِ ثُمَّ بِأَقْضِيَةِ الصَّحَابَةِ وَنَعْمَلُ بِمَا يَتَّفِقُونَ عَلَيْهِ فَإِنْ اِخْتَلَفُوا قِسْنَا
حُكْمًا عَلَى حُكْمٍ بِجَامِعِ الْعِلَّةِ بَيْنِ الْمُسْئِلَتَيْنِ حَتَّى يَتَضَمَّ الْمَعْنَى وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى، إِنَّمَا نَعْمَلُ أَوَّلًا بِكِتَابِ
اللَّهِ ثُمَّ بِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ بِأَحَادِيثِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ
وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ، مَا جَاءَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَى الرَّأْسِ وَالْعَيْنِ
بِأَبِي هُوَ وَأُمِّي وَلَيْسَ لَنَا فُحْ لِفَتَهُ وَمَا جَاءَنَا عَنْ أَصْحَابِهِ نُخَيِّرُنَا وَمَا جَاءَ عَنْ غَيْرِهِمْ فَهُمْ رِجَالٌ وَنَحْنُ
رِجَالٌ، وَكَانَ أَبُو مُطِيعٍ الْبَلَخِيُّ يَقُولُ، قُلْتُ لِلْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَرَأَيْتَ لَوْ رَأَيْتَ رَأْيًا
وَرَأَى أَبُو بَكْرٍ رَأْيًا، أَكُنْتَ تَدْعُ رَأْيَكَ لِرَأْيِهِ قَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ لَهُ أَرَأَيْتَ لَوْ رَأَيْتَ رَأْيًا وَرَأَى عُمَرُ
رَأْيًا أَكُنْتَ تَدْعُ رَأْيَكَ لِرَأْيِهِ فَقَالَ نَعَمْ وَكَذَلِكَ أَدْعُ رَأْيِي لِأَرِ عُمَانُ وَعَلِيٌّ وَسَائِرِ الصَّحَابَةِ مَا عَدَى
أَبَاهُ رُبْرَةَ وَأَسْنُ بْنُ مَالِكٍ وَسُمْرَةُ بْنُ جُنْدَبٍ، اِسْتَهَى، قَالَ بَعْضُهُمْ وَلَعَلَّ ذَلِكَ لِنَقْصِ مَعْرِفَتِهِمْ وَ
عَدَمِ إِطْلَاعِهِمْ عَلَى مَدَارِكِ الْأُجْتِهَادِ

وَذَلِكَ لَا يَبْعُدُ فِي عَدَالَتِهِمْ، وَكَانَ أَبُو مُطِيعٍ يَقُولُ كُنْتُ يَوْمًا عِنْدَ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ فِي جَامِعِ الْكُوفَةِ
فَدَخَلَ عَلَيْهِ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمُقَاتِلُ بْنُ حَيَّانٍ وَخَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ وَجَعْفَرُ الصَّادِقُ وَغَيْرُهُمْ مِنْ
الْفُقَهَاءِ فَكَلَّمُوا الْإِمَامَ أَبَا حَنِيفَةَ وَقَالُوا قَدْ بَلَّغْنَاكَ ثَلَاثَ مِائَةِ مِثْقَالٍ مِنَ الْقِيَاسِ فِي الدِّينِ وَإِنَّا نَخَافُ عَلَيْكَ
مِنْهُ فَإِنَّ أَوَّلَ مَنْ قَاسَ ابْلِيسُ كَنَازَهُمْ الْإِمَامُ مِنْ بَكْرَةَ نَهَارِ الْجُمُعَةِ إِلَى الزَّوَالِ وَعَرَضَ عَلَيْهِمْ مَا هَبَّ
وَقَالَ إِنِّي أَقْدِمُ الْعَمَلَ بِالْكِتَابِ ثُمَّ بِالسُّنَّةِ ثُمَّ بِأَقْضِيَةِ الصَّحَابَةِ مُثَلِّمًا مَا اتَّفَقُوا فِيهِ عَلَى مَا
اِخْتَلَفُوا فِيهِ وَحِينَئِذٍ أَقِيسُ فَقَامُوا كُتْمُهُمْ وَقَبَلُوا رَأْسَهُ وَرُكْبَتَيْهِ وَقَالُوا أَنْتَ سَيِّدُ الْعُلَمَاءِ
فَاعْفُ عَنَّا فِيمَا مَضَى مِنَّا مِنْ وَفِيعَتِنَا فِيكَ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَقَالَ غَفَرَ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ أَجْمَعِينَ۔

قَالَ أَبُو مُطِيعٍ وَمِمَّا كَانَ وَقَعَ فِيهِ سُفْيَانُ أَنَّهُ قَالَ قَدْ حَلَّ أَبُو حَنِيفَةَ عُمَرَى الْإِسْلَامِ عُرْوَةَ
عُرْوَةَ فَإِيَّاكَ يَا أَخِي أَنْ تَأْخُذَ الْكَلَامَ عَلَى ظَاهِرِهِ، وَإِنْ انْتَقَلَ مِثْلُ ذَلِكَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ بَدَأَ
أَنْ يَمْدَحَ رُجُوعَهُ عَنْ ذَلِكَ وَإِعْتِرَافَهُ بِأَنَّ الْإِمَامَ أَبَا حَنِيفَةَ سَيِّدَ الْعُلَمَاءِ وَطَلَبَ مِنْهُ الْعَفْوَ
وَإِنْ أَوَّلْتَ هَذَا الْكَلَامَ فَلَا يَحْتَاجُ إِلَى رُجُوعٍ وَيَكُونُ الْمُرَادُ بِأَنَّهُ حَلَّ عُمَرَى الْإِسْلَامِ أَيْ مُشْكِلَهُ
مَسْئَلَةً مَسْئَلَةً حَتَّى لَمْ يَبْقَ فِي الْإِسْلَامِ شَيْئًا مُشْكِلًا لِعِزَّازَةِ فَهْمِهِ وَعِلْمِهِ - (قلمی کتاب کا صفحہ ۶۵، ۶۶)

حضرت امام ابو حنیفہ سے اللہ راضی ہو، وہ فرمایا کرتے تھے، ہم قیاس نہیں کرتے ہیں مگر ضرورت
کے وقت کیونکہ ہم مسئلہ کی دلیل پہلے کلام اللہ میں، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور حضرات صحابہ
کے قضایا میں تلاش کرتے ہیں، اگر ان میں دلیل ہم کو نہ ملے تو قیاس کرتے ہیں، نہ کہے ہوئے کو کہے ہوئے
(منطوق) پر ایسی علت کی وجہ سے جو دونوں میں پائی جائے۔

اور دوسری روایت حضرت امام سے اس طرح ہے، ہم پہلے حکم کتاب اللہ سے، پھر سنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، پھر حضرات صحابہ کے فیصلوں سے لیتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں
جس میں سب متفق ہوں اور اگر حضرات صحابہ متفق نہ ہوں تو ہم ایک حکم کا دوسرے حکم پر جامع
علت کی وجہ سے قیاس کرتے ہیں۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے، ہم پہلے کتاب اللہ پر عمل کرتے ہیں پھر رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی سنت پر پھر حضرات ابوبکر و عمر و عثمان و علی کے ارشادات پر۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات
سے راضی ہو۔

اور مزید ایک روایت میں ہے کہ حضرت امام فرمایا کرتے تھے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے ثابت ہے، سر آنکھوں پر قبول ہے، میرے باپ اور ماں اُن پر فدا ہوں، ہم آپ کے ارشاد کی مخالفت
نہیں کر سکتے اور جو کچھ آپ کے اصحاب سے ثابت ہے، ہم ان اقوال میں سے ایک کو اختیار کر لیتے
ہیں اور صحابہ کے سوا (حضرات تابعین) سے جو مروی ہے تو وہ بھی انسان ہیں اور ہم بھی انسان ہیں
ابو مطیع بلخی کہا کرتے تھے۔ میں نے امام ابو حنیفہ سے کہا، آپ بتائیں، اگر آپ نے ایک رائے
قائم کی اور اس مسئلہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی رائے قائم کر چکے ہیں، کیا آپ اُن کی رائے کی
وجہ سے اپنی رائے کو چھوڑ دیں گے۔ آپ نے فرمایا، ہاں ہم اپنی رائے چھوڑ دیں گے۔ پھر میں نے درپست
کیا، اگر آپ نے ایک رائے قائم کی ہے، پھر آپ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے معلوم ہوئی، کیا
آپ اپنی رائے کو اُن کی رائے کی وجہ سے چھوڑ دیں گے۔ آپ نے فرمایا، ہاں چھوڑ دوں گا اور اسی طرح

حضرت عثمان حضرت علی اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے آراء کی وجہ سے اپنی رائے کو چھوڑ دوں گا، سوا حضرت ابو ہریرہ حضرت انس بن مالک اور حضرت سمرہ بن جندب کی آراء کے۔ انتہی۔
بعض علماء نے فرمایا ہے، ہو سکتا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہو کہ ان تین حضرات کی معلومات میں کمی ہو اور ان حضرات کو اجتہاد کے مقالات کی لاعلمی ہو اور اس سے ان حضرات کی عدالت پر کوئی حرف نہیں آتا ہے۔

ابو مطیع نے بیان کیا کہ ایک دن کوفہ کی جامع مسجد میں حضرت امام کے پاس میں بیٹھا تھا کہ آپ کے پاس مقاتل بن حیان، حماد بن سلمہ، جعفر صادق اور دوسرے علماء آئے اور انہوں نے امام ابو حنیفہ سے کہا، ہم کو یہ بات پہنچی ہے کہ آپ دین میں کثرت سے قیاس کرتے ہیں، اس کی وجہ سے ہم کو آپ کی عاقبت کا اندیشہ ہوتا ہے، کیونکہ ابتداءً جس نے قیاس کیا ہے وہ ابلیس ہے۔ حضرت امام نے حضرات علماء سے بحث کی اور یہ بحث صبح سے زوال تک جاری رہی اور وہ دن جمعہ کا تھا۔ حضرت امام نے اپنا مذہب بیان کیا کہ اولاً کتاب اللہ پر عمل کرتا ہوں، پھر سنت پر اور پھر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے فیصلوں پر اور جس پر ان حضرات کا اتفاق ہوتا ہے اس کو مقدم رکھتا ہوں اور اس کے بعد قیاس کرتا ہوں۔ یہ سن کر حضرات علماء کھڑے ہوئے اور انہوں نے حضرت امام کے سر اور گھٹنوں کو چومنا اور کہا، آپ علماء کے سردار ہیں اور ہم نے جو کچھ آپ کی برائیاں کی ہیں اپنی لاعلمی کی وجہ سے کی ہیں آپ اس کو معاف کر دیں۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہماری اور آپ صاحبان کی مغفرت فرمائے۔

ابو مطیع نے بیان کیا کہ سفیان نے حضرت امام کے متعلق کہا تھا کہ ابو حنیفہ نے اسلام کا ایک ایک بندھن کھول دیا ہے۔ اے میرے بھائی ہوش میں رہو اور اس کلام کو اس کے ظاہری معنی پر ہرگز نہ لو، اگر اس طرح کی بات سفیان سے ان کے جانے اور ان کے اس اعتراف کے بعد کہ حضرت امام سید العلماء ہیں اور حضرت امام سے عفو طلب کرنے کے بعد سنی گئی ہے اور تم اس کی تاویل کرتے ہو کہ حضرت امام ابو حنیفہ نے اسلامی مسائل کی مشکلات کو اپنے علم کی بے پایانی سے اور اپنی عقل و دانش کی فراوانی سے ایک ایک کر کے سب کو حل کر دیا اور اب اسلام میں کچھ بھی مشکل نہیں رہا۔ اور اگر سفیان نے حضرت امام سے عفو طلب کرنے سے پہلے کہی ہے تو اب رجوع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔“

اور علامہ شعرانی نے صفحہ ۱۷ میں لکھا ہے۔

قَدْ أَبْنَتْ لَكَ عَنْ صِحَّةِ إِدْلَةِ مَذْهَبِ الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ ابْنِ حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَنَّ

يَجْمَعُ مَا اسْتَدَلَّ بِهِ لِمَذْهَبِهِ أَخَذَهُ مِنْ خِيَارِ التَّابِعِينَ وَإِنَّهُ لَا يُتَصَوَّرُ فِي سَنَدِهِ شَخْصٌ مُتَّهَمٌ
بِكُذِّبَ أَبَدًا وَإِنْ قِيلَ بِضَعْفِ شَيْءٍ مِنْ أَدْلَةٍ مَذْهَبِهِ فَذَا لِكَ الضَّعْفُ إِنَّمَا هُوَ بِالنَّظَرِ
لِلرُّوَاةِ النَّازِلِينَ عَنْ سَنَدِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ وَذَلِكَ لَا يَقْدَحُ فِيمَا أَخَذَ بِهِ الْإِمَامُ عِنْدَ كُلِّ مَنْ
اسْتَضَعَبَ النَّظَرَ فِي الرُّوَاةِ وَهُوَ صَاعِدٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذَلِكَ نَقُولُ فِي
أَدْلَةٍ مَذْهَبِ أَصْحَابِهِ، فَلَمْ يَسْتَدِلْ أَحَدٌ مِنْهُمْ بِحَدِيثٍ ضَعِيفٍ فَرُدِّ لَمْ يَأْتِ إِلَّا مِنْ طَرِيقٍ
وَاحِدَةٍ أَبَدًا كَمَا تَبَيَّنَّا ذَلِكَ، إِنَّمَا يَسْتَدِلُّ أَحَدُهُمْ بِحَدِيثٍ صَحِيحٍ أَوْ حَسَنٍ أَوْ ضَعِيفٍ قَدْ كَثُرَتْ
طُرُقُهُ حَتَّى ارْتَفَعَ لَدَرَجَةِ الْحَسَنِ وَذَلِكَ أَمْرٌ لَا يَخْتَصُّ بِأَصْحَابِ الْإِمَامِ إِنِّي حَنِيفَةٌ بَلْ
يُشَارِكُهُمْ فِيهِ جَمِيعُ الْمَذَاهِبِ كَمَا مَرَّ أَيْضًا حُذَّ.

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کے دلائل کی صحت کے متعلق تم پر واضح کر چکا ہوں
حضرت امام کے تمام استدلالات جو آپ نے اپنے مذہب کے لئے دیے ہیں، بہترین تابعین سے منقول ہیں
آپ کی سند میں کسی جھوٹے شخص کا تصور تک ہرگز نہیں کیا جاسکتا۔ آپ کے مذہب کے ادلہ کے متعلق
جو کچھ کہا گیا ہے وہ اُن راویوں کی وجہ سے ہے جو سند کے نیچے کے حصہ میں آپ کی وفات کے بعد
ہوئے ہیں اور اس سے حضرت امام کے استدلال میں کوئی خرابی نہیں آتی ہے، یہ بات ہر اس شخص پر
واضح ہوگی جو حضرت امام کی سند کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک دیکھے گا، یہی بات ہم آپ کے
اصحاب کے ادلہ کے متعلق کہتے ہیں، آپ کے اصحاب میں سے کسی نے بھی ایسی ضعیف حدیث سے
ہرگز استدلال نہیں کیا ہے جو صرف ایک طریق سے مروی ہو، ان حضرات کا استدلال حدیث صحیح
یا حسن یا اُس ضعیف سے ہے جس کے طریقے کثرت سے ہوں اور وہ درجہ حسن میں آگئی ہو اور اس
طرح کا استدلال حضرت ابو حنیفہ کے اصحاب سے مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام مذاہب اُن کے
شریک ہیں۔

علامہ شعرانی نے صفحہ ۷۶ سے ۷۹ کے آخر تک اُن کتابوں کا ذکر کیا ہے جن کو انہوں نے
دقیق نظر سے پڑھا ہے اور پھر آپ نے یہ مبارک کتاب تالیف کی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات
بلند فرمائے۔ وَرَحْمَةُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

ضمیمہ عبارت میزان شعرانی۔ یہ عاجز علامہ شعرانی کی کتاب میزان کا مطالعہ کر رہا تھا
اور یہ مضمون لکھ رہا تھا کہ محترم والا مقام جناب قاضی سجاد حسین صاحب نے جو کہ علامہ اجل، فقیہ اکمل
مولانا عالم بن العلاء دہلوی متوفی ۱۰۸۶ھ کی شہرہ آفاق کتاب "الفناوی التارخانیہ کی ترتیب و

طباعت میں مصروف ہیں، بتایا کہ اس کتاب کی "کتاب ادب القاضی" کی تیسری فصل میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین کے اقوال کے متعلق حضرت امام ابو حنیفہ کے مسلک کا بیان آیا ہے۔ چونکہ یہ کتاب صد ہا سال سے علماء احناف کا مستند ماخذ رہی ہے۔ بنا بریں عاجز نے اس کو نقل کر لیا اور اب حضرات ناظرین اس کو دیکھیں اور حضرت امام الامام ابو حنیفہ نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک مسلک کو جو سراسر رحمت پروردگار ہے، سمجھیں اور جان لیں۔

ہمہ شیران جہاں بستہ این سلسلہ اندر روبہ از حیلہ چہاں بگسلد این سلسلہ را
فتاویٰ تاتارخانیہ کی عبارت

فَإِنْ جَاءَ حَدِيثٌ مِنْ وَاحِدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَلَمْ يُنْقَلْ عَنْ غَيْرِهِ خِلَافُ ذَلِكَ فَقَدْ قَعْنُ آتِي
حَنِيفَةً ثَلَاثَ رَوَايَاتٍ، فِي رَوَايَةٍ قَالَ أَقْلَدُ مِنْهُمْ مَنْ كَانُوا مِنَ الْقَضَاةِ الْمُتَقِنِينَ، وَفِي رَوَايَةٍ
قَالَ أَقْلَدُ بِجَمِيعِ الصَّحَابَةِ إِلَّا ثَلَاثَةً مِنْهُمْ، أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ وَسُمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ، أَمَّا
أَنَسُ فَإِنَّهُ اخْتَلَطَ عَقْلُهُ فِي آخِرِ عُمُرِهِ وَكَانَ يَسْتَفْتِي عُلَمَاءَهُ وَأَنَا لَا أَقْلَدُ عُلَمَاءَهُ، فَكَيْفَ أَقْلَدُ
مَنْ يَسْتَفْتِي عُلَمَاءَهُ، وَأَمَّا أَبُو هُرَيْرَةَ، لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِ الْفُتُوَى بَلْ كَانَ مِنَ التَّرَوَاتِ، وَفِي
مَا كَانَ يَرْوِي لَا يَتَأَمَّلُ فِي الْمَعْنَى وَكَانَ لَا يَعْرِفُ النَّاسِخَ مِنَ الْمَنْسُوحِ، وَلَا جُلِ ذَلِكَ جَعَرَ عَلَيْهِ
عُمُرُهُ فِي الْفُتُوَى فِي آخِرِ عُمُرِهِ، وَأَمَّا سُمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ فَقَدْ بَلَغَنِي عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَتَوَسَّعُ
فِي الْأَشْرَبَةِ سِوَى الْخَمْرِ وَكَانَ يَتَدَلَّى بِالْحَتَامِ بِالْعُرْقَلَمِ يُقْلِدُهُمْ فِي فُتُوَاهُمْ وَأَمَّا فِيمَا رَوَى
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُ كَانَ يَأْخُذُ مِنْ رَوَايَتِهِمْ، وَفِي رَوَايَةٍ قَالَ أَقْلَدُ
بِجَمِيعِ الصَّحَابَةِ وَلَا أَسْتَحِبُّ خِلَافَهُمْ وَهُوَ الظَّاهِرُ مِنَ الْمَذْهَبِ ۝

اگر حضرات صحابہ میں سے کسی ایک نے کوئی حدیث روایت کی ہے اور کسی صحابی سے اس کے خلاف کوئی روایت نہیں ہے۔ اس صورت میں امام ابو حنیفہ سے تین اقوال مروی ہیں۔

ایک روایت ہے۔ میں حضرات صحابہ میں اس کی تقلید کرتا ہوں جو عمدہ قاضیوں میں سے ہو۔
اور دوسری روایت ہے۔ میں تمام صحابہ کی تقلید کرتا ہوں، بجز تین افراد کے حضرت انس بن مالک، ابو ہریرہ اور سمرہ بن جندب۔

حضرت انس کے متعلق یہ بات مجھ کو پہنچی ہے کہ آخر عمر میں اُن کی عقل میں خلل آگیا تھا اور وہ علقمہ تابعی سے فتویٰ لیا کرتے تھے۔ میں علقمہ کی تقلید نہیں کرتا تو پھر اس شخص کی تقلید کیسے کروں جو علقمہ کا مقلد ہو۔

اور حضرت ابو ہریرہ اصحابِ فتویٰ میں سے نہ تھے، آپ راوی تھے، اور روایت کرتے وقت معافی کی طرف خیال نہیں کرتے تھے اور ان کو ناسخ اور منسوخ کی پہچان نہ تھی۔ اس وجہ سے آخر دور میں حضرت عمرؓ نے ان کے فتویٰ دینے پر پابندی لگا دی تھی۔

اور حضرت سمرہ بن جندب کے متعلق مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ وہ خمر (شراب) کے علاوہ دوسرے مُسکرات (نشیلی چیزوں) میں توسع اختیار کرتے تھے۔ ان کی روایت کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ کرتے تھے حضرت امام لیتے تھے۔

اور تیسری روایت یہ ہے، کہ میں سب صحابہ کی تقلید کرتا ہوں، صحابہ کے خلاف کرنا مجھ کو پسند نہیں۔ یہی آپ کا ظاہر مذہب ہے۔

۱۵۔ علامہ قاضی القضاۃ عبدالرحمن بن محمد بن خلدون شیبلی مغربی سنہ ۸۰۰ھ نے اپنی مشہور کتاب مقدمہ کے صفحہ چار سو چوبیس اور پینتالیس میں لکھا ہے

وَأَعْلَمُ أَيْضًا أَنَّ الْأُئِمَّةَ الْمُجْتَهِدِينَ تَفَاوَتْ فِي الْأَكْثَارِ مِنْ هَذِهِ الصَّنَاعَةِ وَالْإِقْلَالِ فَأَبُو حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يُقَالُ بَلَغَتْ رِوَايَتُهُ إِلَى سَبْعَةِ عَشَرَ حَدِيثًا أَوْ نَحْوَهَا ، وَ مَالِكٌ رَحِمَهُ اللَّهُ إِنَّمَا صَحَّ عِنْدَهُ مَا فِي كِتَابِ الْمُوطَاءِ وَغَايَتُهَا ثَلَاثُ مِائَةِ حَدِيثٍ أَوْ نَحْوَهَا وَ أَحَدُ بْنُ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى فِي مُسْنَدِهِ خَمْسُونَ أَلْفَ حَدِيثٍ وَلِكُلِّ مَا آدَاهُ إِلَيْهِ إِجْتِهَادُهُ فِي ذَلِكَ وَقَدْ تَقُولُ بَعْضُ الْمُبْعِضِينَ الْمُتَعَفِّفِينَ إِلَى أَنَّ مِنْهُمْ مَنْ كَانَ قَلِيلَ الصَّنَاعَةِ فِي الْحَدِيثِ فَلِهَذَا قُلْتُ رِوَايَتُهُ وَلَا سَبِيلَ إِلَى هَذَا الْمُعْتَقِدِ فِي كِبَارِ الْأُئِمَّةِ لِأَنَّ الشَّرِيعَةَ إِنَّمَا تُؤْخَذُ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَمَنْ كَانَ قَلِيلَ الصَّنَاعَةِ مِنَ الْحَدِيثِ فَيَتَعَيَّنُ عَلَيْهِ طَلَبُهُ وَرِوَايَتُهُ وَالْجِدُّ وَالتَّحْمِيصُ فِي ذَلِكَ لِيَأْخُذَ الدِّينَ عَنْ أَصُولٍ صَحِيحَةٍ وَيَتَلَقَّى الْأَحْكَامَ عَنْ صَاحِبِهَا الْمُسْلِمِ لَهَا وَإِنَّمَا قَلَّ مِنْهُمْ مَنْ قَلَّ الرِّوَايَةُ لِأَجْلِ الْمَطَاعِينَ الَّتِي تَعَرَّضُ فِيهَا وَالْعِلَلِ الَّتِي تَعَرَّضُ فِي طَرَفِهَا سِتْمًا وَالْجَرْحُ مُقَدَّمٌ عِنْدَ الْأَكْثَرِ فَيُؤَدِّيهِ إِجْتِهَادُهُ إِلَى تَرْكِ الْأَخْذِ بِمَا يَفْرَضُ مِثْلَ ذَلِكَ فِيهِ مِنَ الْأَحَادِيثِ وَطُرُقِ الْأَسَانِيدِ وَيَكْثُرُ ذَلِكَ فَتَقِلُّ رِوَايَتُهُ لِضَعْفِ فِي الطَّرُقِ هَذَا مَعَ أَنَّ أَهْلَ الْحِجَازِ أَكْثَرُ رِوَايَةِ الْحَدِيثِ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ لِأَنَّ الْمَدِينَةَ دَارُ الْهَجْرَةِ وَمَا وَى الصَّحَابَةَ وَمَنْ انْتَقَلَ مِنْهُمْ إِلَى الْعِرَاقِ كَانَ شُغْلُهُمْ بِالْهَجَرَةِ أَكْثَرَ وَالْإِمَامُ أَبُو حَنِيفَةَ إِنَّمَا قُلْتُ رِوَايَتُهُ لِمَا شَدَّدَ فِي شُرُوطِ الرِّوَايَةِ وَالتَّحْمِلِ وَضَعْفِ رِوَايَةِ الْحَدِيثِ الْيَقِينِي إِذَا عَارَضَهَا الْفِعْلُ النَّفْسِيُّ وَقُلْتُ مِنْ أَجْلِهَا رِوَايَةُ فَقَلَّ حَدِيثُهُ لِأَنَّهُ تَرَكَ رِوَايَةَ الْحَدِيثِ مُتَعَدِّيًا فَحَاشَاةً مِنْ ذَلِكَ وَيَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ مِنْ كِبَارِ الْمُجْتَهِدِينَ فِي عِلْمِ الْحَدِيثِ إِعْتِمَادُ مَذْهَبِهِ بَيْنَهُمْ وَالتَّعَوُّلُ عَلَيْهِ وَإِعْتِبَارُهُ رَدًّا وَقَبُولًا وَأَمَّا غَيْرُهُ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ وَهُمْ الْجُمْهُورُ فَتَوَسَّعُوا فِي الشُّرُوطِ وَكَثُرَ حَدِيثُهُمْ وَالْكُلُّ عَنْ إِجْتِهَادِهِ وَقَدْ تَوَسَّعَ أَصْحَابُهُ مِنْ بَعْدِهِ فِي الشُّرُوطِ وَكَثُرَتْ رِوَايَتُهُمْ وَرَوَى الطُّحْطُاطِيُّ فَأَكْثَرَ وَكُتِبَ مُسْنَدُهُ وَهُوَ جَلِيلُ الْقَدْرِ إِلَّا أَنَّهُ لَا

يَعْدُلُ الصَّحِيحَيْنِ لِأَنَّ الشَّرْطَ الَّذِي اعْتَمَدَ هَا الْبُخَارِيُّ وَمُسْنَدُ فِي كِتَابَيْهِمَا يَجْمَعُ عَلَيْهَا بَيْنَ الْأُمَّةِ كَمَا كَالُوهُ وَشُرُوطُ الطَّحْطَاوِيِّ غَيْرُ مُتَّفِقٍ عَلَيْهَا كَالِزَّوَايَةِ عَنِ الْمُسْتَوْرِحَالِ وَغَيْرِهِ فَلِهَذَا قَدْ مَا الصَّحِيحَانِ بَلْ وَكُتِبَ الشَّيْنِ الْمَعْرُوفَةُ عَلَيْهِ لِتَأَخُّرِ شَرْطِهِ عَنْ شُرُوطِهِمْ وَمِنْ أَجْلِ هَذَا قِيلَ فِي الصَّحِيحَيْنِ بِالْإِجْمَاعِ عَلَى قَبُولِهِمَا مِنْ جِهَةِ الْإِجْمَاعِ عَلَى صِحَّةِ مَا فِيهِمَا مِنَ الشَّرْطِ الْمُتَّفِقِ عَلَيْهَا فَلَا تَأْخُذُكَ رَيْبَةٌ فِي ذَلِكَ. فَالْقَوْمُ أَحَقُّ النَّاسِ بِالظَّنِّ الْجَمِيلِ بِهِمْ وَالْقِيَامِ بِالْمَخَارِجِ الصَّحِيحَةِ لَهُمْ. وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَعْلَمُ بِمَا فِي حَقَائِقِ الْأُمُورِ.

ترجمہ :- جان لو کہ ائمہ مجتہدین کا احادیث شریفہ سے استدلال کرنے میں بیشی اور کمی کا تقاضا ہے۔ ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کہا گیا ہے کہ آپ کی روایتوں کی تعداد سترہ یا اس کے قریب ہے اور مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو روایتیں صحت کو پہنچی ہیں وہ ان کی موطا میں ہیں اور ان روایتوں کی انتہا تین سو یا اس کے قریب ہے اور احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی مسند میں پچاس ہزار حدیثیں ہیں، ہر ایک نے وہی کیا ہے جو ان کے اجتہاد سے ثابت ہوا ہے، بعض نقص اور تعقب رکھنے والوں نے الزام تراشا ہے کہ حدیث میں جس کی استعداد کم تھی اس کی روایت کم ہوئی۔ لیکن ائمہ کبار کے متعلق اس بات کی قطعاً گنجائش نہیں ہے کیونکہ شریعت کا بیان قرآن و حدیث سے ہوتا ہے اور قرآن و حدیث سے ہی اخذ کیا جاتا ہے۔ حدیث میں جس کی استعداد کم ہو اس پر لازم ہے کہ حدیث کا طالب ہو اور اس کی روایت کرے، وہ احادیث کی طلب میں پوری کوشش کرے تاکہ دین کو اس کے صحیح اصول سے حاصل کرے اور صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم سے احکام لے۔

ائمہ گرامی میں سے جس کی روایت حدیث کم رہی ہے اس کی وجہ وہ مطاعن اور قلتیں ہیں جو حدیث کی روایت میں پیش آتی ہیں اور خاص کر اس صورت میں کہ اکثر اہل حدیث کے نزدیک جرح، تعدیل پر مقدم ہے، اس صورت میں مجتہد کا اجتہاد اس طرف جاتا ہے کہ ایسی روایتوں کو چھوڑ دے کہ جن کے الفاظ میں اور طرق اسانید میں اختلاف ہو اور یہ بھی ہے کہ اہل خجاز بہ نسبت اہل عراق کے حدیث کی روایت زیادہ کرتے ہیں کیونکہ مدینہ منورہ ہجرت کا مقام اور صحابہ کرام مسکن ہے اور ان میں سے جو عراق کو منتقل ہوا اس کا مشغلہ زیادہ تر جہاد رہا ہے۔

امام ابو حنیفہ کی قلت روایت کی وجہ یہ ہوئی ہے کہ انہوں نے روایت اور نقل حدیث کی شرطوں میں شدت کی ہے اور کہا ہے کہ اگر راوی کا خود اپنا فعل اس کی روایت سے معارض ہو

وہ روایت ضعیف ہے چاہے اس کو عدول نے نقل کیا ہو (مثلاً روایت میں رفع یدین کا کرنا ہے، لیکن روایت کرنے والے صحابی رفع یدین نہیں کرتے تھے، ان وجوہات کی بنا پر آپ کی روایات کم ہیں، نہ یہ کہ آپ نے قصد حدیث کی روایتیں چھوڑی ہیں، اس سے آپ قطعاً بری ہیں اور اس سے ظاہر ہے کہ آپ علم حدیث کے بلند پایہ مجتہدوں میں سے ہیں کہ محدثین کے بڑوں نے آپ کے مذہب پر اعتماد اور بھروسہ کیا ہے اور آپ کے رد و قبول کو وقعت دی ہے اور آپ کے علاوہ دوسرے محدثین نے جو کہ جمہور ہیں شروط میں وسعت اختیار کی ہے، لہذا ان کی روایتیں زیادہ ہوئیں یہ سب اُن کا اجتہاد ہے اور ابو حنیفہ کے بعد آپ کے اصحاب نے بھی شروط میں وسعت اختیار کی اور ان کی روایتیں بھی زیادہ ہو گئیں، چنانچہ طحاوی نے کثرت سے روایت کی — طحاوی انہوں نے اپنی مسند لکھی ہے جو بڑے پایہ کی ہے، لیکن وہ صحیحین کے درجہ کی نہیں ہے کیونکہ جن شروط پر بخاری اور مسلم نے اپنی کتابوں کو لکھا ہے، ان شرطوں پر امت کا اجماع ہے جس کا بیان علماء نے کیا ہے اور طحاوی کی شرطوں پر سب کا اتفاق نہیں ہے، جیسے مستور الحال جس کا حال معلوم نہ ہو، وغیرہ روایت ہے، بنا بریں بخاری و مسلم اور کتب سنن معروفہ اس پر مقدم ہیں کیونکہ طحاوی کی شرطیں ان کی شرطوں سے کم درجہ کی ہیں، بنا بریں کہا گیا ہے، بخاری و مسلم کی روایات بالاجماع مقبول ہیں کیونکہ ان کی شرطوں کو سب نے بالاجماع قبول کیا ہے۔ دیکھو اس میں تم شک کو راہ نہ دو یہ سب حضرات حسن ظن کے شایان ہیں۔ ان کے فعل کے لئے صحیح مخرج تلاش کیا جائے اور حقائق امور سے اللہ پاک خوب عالم ہے۔

میں طحاوی دیکھا ہے
نہ سب
۹۲۱

۱۶۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سترہ کا
مکتوب مبارک

حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ بعد از نزول متابعت این شریعت خواہد
نمود و اتباع سنت آن سرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام نیز خواہد کرد کہ نسخ این شریعت مجوز
نیست نزدیک است از علما برظواہر مجتہدات اورا علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام از کمال
دقت و غموض ماخذ انکار نمایند و مخالف کتاب و سنت دانند، مثل روح اللہ مثل امام عظیم
کونی است رحمۃ اللہ علیہ کہ بہ برکت ورع و تقوی و بہ دولت متابعت سنت درجہ علیا
در اجتهاد و استنباط یافتہ است کہ دیگران در فہم آن قاصر اند و مجتہدات اورا بہ واسطہ دقت
معانی، مخالف کتاب و سنت دانند، و اورا و اصحاب اورا اصحاب رای پندارند و کُلّ ذلک
لِعَدَمِ الْوُصُولِ اِلٰی حَقِیْقَةِ عِلْمِهِ وَوِدَايَتِهِ وَعَدَمِ الْاِطْلَاعِ عَلٰی فَرْمِهِ، و فرست امام شافعی
بہ کرشمہ از دقت فقہ ہبت او علیہ الرضوان دریافت کہ گفت الفقہاء کلہم عیال ابی حنیفہ،
وائے از جرأت ہلے قاصر نظراں کہ قصور خود را بہ دیگرے نسبت نمایند۔

قاصرے گر کند این سلسلہ را طعن قصور
ہاشم شیران جہاں بستہ این سلسلہ اند
قاصرے گر کند این سلسلہ را طعن قصور
ہاشم شیران جہاں بستہ این سلسلہ اند
رو بہ از حیلہ چساں بگسلد این سلسلہ را
ہاشم شیران جہاں بستہ این سلسلہ اند
و بہ واسطہ ہمیں مناسبت کہ بہ حضرت روح اللہ دارد تواند بود آنچه خواجه محمد پارسا در فصول
نوشته است کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از نزول بہ مذہب امام ابی حنیفہ عمل
خواہد کرد، یعنی اجتہاد حضرت روح اللہ موافق اجتہاد امام عظیم خواہد بود نہ آن کہ تقلید این مذہب
خواہد کرد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ شان او علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ازاں بلند تراست
کہ تقلید علما بہ امت فرماید، بے شائبہ تکلف و تعصب گفتہ می شود کہ نورانیت این مذہب حنفی
بہ نظر کشفی در رنگ دریائے عظیم می نماید و سائر مذاہب در رنگ حیاض و جداول بہ نظری در آیند و

لے ملاحظہ کریں مکتوبات کے دفتر دوم کے مکتوب ۵۵ میں۔

marfat.com

Marfat.com

بہ ظاہر ہم کہ ملاحظہ نموده می آید، سوادِ اعظم از اہل اسلام متابعان ابی حنیفہ اند علیہم الرضوان، و ایں مذہب باوجود کثرت متابعان در اصول و فروع از سائر مذاہب متمیز است و در استنباط طریق علمودہ دارد و ایں معنی مُنبی از حقیقت است عجب معاملہ است امام ابو حنیفہ در تقلید سنت از ہمہ پیش قدم است و احادیث مرسل را در زنگ احادیث مُسند شایان متابعت می داند و بر راءے خود مقدم می دارد و همچنین قول صحابی را بہ واسطہ شرف صحبت خیر البشر علیہ و علیہم الصلوٰۃ و التسلیمات بر راءے خود مقدم می دارد، و دیگران را نہ چنین اند، مع ذلک مخالفان او را صاحب راءے می دانند و الفاظ کہ منبی از سوائے ادب اند بہ او منتسب می سازند، باوجود آنکہ ہمہ بہ کمال علم و وفور و ریع و تقوای او معترف اند، حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ ایشان را توفیق دہاد کہ آزار را بر آس دین و رئیس اہل اسلام نہ نمایند و سوادِ اعظم اسلام را ایذا نہ کنند۔ یُرِيدُونَ اَنْ يُطْفِئُوا نَوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ جماعہ کہ ایں اکابر دین را اصحاب راءے می دانند اگر ایں اعتقاد دارند کہ ایشان بر راءے خود حکم می کردند و متابعت کتاب و سنت نہ می نمودند پس سوادِ اعظم بزعم فاسد ایشان ضال و مبتدع باشد بلکہ از جرگہ اہل اسلام بیرون بوند۔ ایں اعتقاد نہ کند مگر جاہلے کہ از جہل خود بیخبر است یا زندیقے کہ مقصودش ابطال شطر دین است، ناقصے چند احادیث چند را یاد گرفته اند و احکام شریعت را منحصر در آن ساخته اند، و ما در راءے معلوم خود را نفی می نمایند و آنچه نزد ایشان ثابت نہ شدہ منتفی می سازند۔

چو آن کرے کہ در شگے نہاں است زمین و آسمان او ہماں است
وائے ہزار وائے از تعصبہائے بار دایشان و از نظر ہائے فاسد ایشان بانی فقہ ابو حنیفہ است
و سہ حصّہ از فقہ او را مسلم داشته اند و در ربع باقی ہمہ شرکت دارند باوے، در فقہ صاحب خانہ
اوست و دیگران ہمہ عیال وے اند، باوجود التزام ایں مذہب مرا با امام شافعی گویا محبت
ذاتی است و بزرگ می دانم لہذا در بعضے اعمال نافلہ تقلید مذہب او می نمایم اما چہ کنم کہ دیگران
را باوجود وفور علم و کمال تقویٰ در جنب امام ابی حنیفہ در زنگ طفلان می یابم وَالْأَمْرُ إِلَى اللّٰهِ مُسْتَحَاجٌّ
مکتوب مبارک کا ترجمہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد اس شریعت کی اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرینگے کیونکہ اس شریعت کا نسخ جائز نہیں اور ہو سکتا ہے کہ علماء بطواہر
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مجتہدات کو ان کی باریکی اور اخفائے مآخذ کی وجہ سے انکار کر دیں اور ان
کے اجتہادات کو کتاب و سنت کے خلاف سمجھ لیں۔ حضرت عیسیٰ کا حال امام اعظم کو فی کے حال کی طرح

ہے، حضرت امام نے اپنے ورع و تقویٰ کی برکت اور سنت مبارکہ کی متابعت کی بدولت اجتہاد میں اور مسائل کے استنباط میں ایسا بلند مرتبہ پایا ہے کہ دوسرے افراد اس کے سمجھنے سے عاجز اور قاصر ہیں اور آپ کے اجتہادات کو بہ وجہ ان کی وقت معانی کے کتاب و سنت کے خلاف سمجھ لیا ہے اور یہ سب کچھ اس بنا پر ہوا ہے کہ یہ لوگ آپ کے علم کی حقیقت اور درایت نہیں سمجھ سکے ہیں، امام شافعی کی فراست کو جو فقہیت کے کرشمہ سے دریافت کر گئے ہیں ان کے اس قول سے سمجھنا چاہئے جو انہوں نے کہا ہے کہ تمام فقہاء ابو حنیفہ کے محتاج ہیں، افسوس ہے اُن کوتاہ بینوں کی جرأت پر کہ وہ اپنی کوتاہی کو دوسروں کی طرف نسبت کرتے ہیں۔

اگر کوئی کوتاہ بین اس جماعت پر کوتاہی کا الزام عائد کرتا ہے، پناہ بہ خدا، تو میری زبان پر یہ آئیگا۔ دنیا بھر کے تمام شیر اس لڑی سے بندھے ہوئے ہیں بھلا لوٹری اپنی چالاکی سے اس لڑی کو کیا توڑیگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جو مناسبت حضرت امام اعظم کو ہے ہو سکتا ہے کہ اس کی وجہ سے حضرت خواجہ محمد یار سا (خلیفہ اہل حضرت شاہ نقشبند) قدس اللہ اسرارہما نے فصولِ رشتہ میں لکھا ہو کہ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد امام ابو حنیفہ کے مذہب پر عمل کریں گے“ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان اس سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے کہ وہ علماءِ امت کی تقلید کریں لہذا تکلف اور تعصب کی بلاوٹ کے بغیر یہ کہا جاتا ہے کہ اس مذہب حنفی کی نورانیت، کشفی نظر سے ایک عظیم دریا کی طرح ظاہر ہوتی ہے اور دوسرے سب مذاہب مثل حوضوں اور نالیوں کے نظر آتے ہیں اور ہم جب ظاہری احوال دیکھتے ہیں کہ اہل اسلام کی بڑی اکثریت ابو حنیفہ کے پیروان کی ہے اور یہ مذہب کثرتِ پیروان کے باوجود اپنے اصول اور فروع میں تمام مذاہب سے ممتاز ہے، مسائل کے استنباط میں ان کا علیحدہ طریقہ ہے اور یہ معاملہ اس حقیقت پر دال ہے۔

عجیب بات ہے، سنت کی پیروی کرنے میں امام ابو حنیفہ سب سے آگے ہیں، آپ مرسل حدیث کو مسند حدیث کی طرح شایانِ متابعت جانتے ہیں اور آپ مرسل حدیث کو اپنی رائے پر مقدم رکھتے ہیں، دوسرے ائمہ کا یہ حال نہیں ہے۔ باوجود اس کے آپ کے مخالفین آپ کو صاحبِ رائے قرار دیتے ہیں اور آپ کے متعلق ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جن سے بے ادبی کا اظہار ہوتا ہے اور یہ سب کچھ ایسی صورت میں ہو رہا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے علم و کمال اور ورع و تقویٰ کا سب کو اعتراف ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو توفیق دے کہ دین کے سردار اور اہل اسلام کے رئیس کو برا نہ کہیں اور اسلام کی بڑی جماعت کی دل آزاری نہ کریں۔ یُوْنِیْدُ وَنَدْلِیْطِفُوْا نُورَ اللّٰہِ بِأَفْوَہِہِمُ

یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی بھونکوں سے بجھا دیں۔

دین کے بزرگوں کو اصحابِ رائی کہنے والی جماعت کا اگر یہ خیال ہے کہ یہ بزرگانِ دین اپنی رائے سے حکم کرتے ہیں اور کتاب و سنت کی پیروی نہیں کرتے ہیں تو اس صورت میں اسلام کا سوادِ اعظم گمراہ اور مبتدع ہوا، بلکہ اسلام کی جماعت سے خارج ہوا۔ ایسا غلط اعتقاد وہی شخص کر سکتا ہے جو جاہل ہو اور اس کو اپنی جہالت کی خبر نہیں ہے، یا پھر وہ زندیق ہے اور اس کا مطلب آدمی دین کا باطل کرنا ہے۔ چند ناقصوں نے چند حدیثوں کو رٹ لیا ہے اور شریعت کو ان احادیث میں منحصر سمجھ لیا ہے اور وہ ان احادیثِ شریفہ کا انکار کرتے ہیں جن کا علم ان کو نہیں ہے۔ ان کی مثال اس کیڑے کی ہے جو پتھر میں چھپا ہوا ہے۔ اس کی زمین بھی وہی پتھر اور اس کا آسمان بھی وہی پتھر ہے۔

افسوس اور ہزار افسوس ان لوگوں کی بار و تعصبات اور فاسد نظریات پر، فقہ کے بانی حضرت ابو حنیفہ ہیں، فقہ کے تین حصے ان کے لئے مسلم ہیں اور ایک حصہ جو چوتھائی ہے اس میں باقی علما ان کے شریک ہیں۔ آپ فقہی گھر کے مالک ہیں اور سب آپ کی عیال ہیں۔ حنفی مذہب سے میرا یہ تعلق اور التزام ہوتے ہوئے امام شافعی سے مجھ کو ایک طرح کی محبت ہے اور میں ان کو بزرگ سمجھتا ہوں، چنانچہ بعض اعمالِ نافذہ میں ان کی تقلید کر لیتا ہوں۔ میں کیا کروں، ابو حنیفہ کے مقابلہ میں دوسروں کو باوجود ان کے علم اور کمالِ تقویٰ کے بچوں کی طرح سمجھتا ہوں۔ معاملہ پروردگار کے سپرد ہے۔ الخ

۱۷۔ امام لیث بن سعد مصری نے لکھا ہے۔

علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابوبکر معرف بہ ابن قیم الجوزیہ عن علی متوفی ۷۵۰ھ نے کتاب
”اعلام الموقعین“ کی تیسری جلد کے صفحہ ۸۳ میں لکھا ہے :-

قَالَ الْحَافِظُ أَبُو يُوسُفَ يَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ الْقُسُوفِيُّ فِي كِتَابِ التَّارِيخِ وَالْمَعْرِفَةِ لَهُ وَهُوَ
كِتَابٌ جَلِيلٌ غَزِيرُ الْعِلْمِ جَمُّ الْفَوَائِدِ ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُكَيْرٍ أَخْبَرُونِي قَالَ هَذِهِ
رِسَالَةُ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ إِلَى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ -

رِسَالَةُ اللَّيْثِ إِلَى مَالِكٍ :- سَلَامٌ عَلَيْكَ يَا أَسَدَ إِلَيْكَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ،
أَمَّا بَعْدُ ، عَافَاَنَا اللَّهُ وَإِيَّاكَ ، وَأَحْسَنَ لَنَا الْعَاقِبَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ، قَدْ بَلَغَنِي كِتَابُكَ تَذَكُّرُ
فِيهِ مِنْ صَلَاحِ حَالِكُمْ الَّذِي يَسُرُّنِي ، فَأَدَامَ اللَّهُ ذَلِكَ لَكُمْ وَأَتَمَّهُ بِالْعَوْنِ عَلَى شُكْرِهِ وَالزَّيَادَةِ
مِنْ إِحْسَانِهِ ، وَذَكَرْتُ نَظْرَكَ فِي الْكُتُبِ الَّتِي بَعَثْتَ بِهَا إِلَيْكَ وَإِقَامَتِكَ إِيَّاهَا وَخَتَمِكَ عَلَيْهَا
وَقَدْ أَتَيْنَا، فَجَزَاكَ اللَّهُ عَمَّا قَدْ مَتَ مِنْهَا خَيْرًا فَإِنَّهَا كُنْتَ أَنْهَمْتَ الْيَنَاعَةَ فَاجِبَتْ أَنْ أُبَلِّغَ
حَقِيقَتَهَا بِنَظْرِكَ فِيهَا وَذَكَرْتُ أَنَّكَ قَدْ انْشَطَكَ مَا كَتَبْتُ إِلَيْكَ فِيهِ مِنْ تَقْوِيمِ مَا أَتَانِي عَنْكَ
إِلَى ابْتِدَائِي بِالنَّصِيحَةِ وَرَجَوْتُ أَنْ يَكُونَ لَهَا عِنْدِي مَوْضِعٌ وَأَنَّكَ لَمْ يَمْنَعْكَ مِنْ ذَلِكَ فِيمَا
خَلَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَأْيُكَ فِينَا جَمِيلًا ، إِلَّا إِنِّي لَمْ أَذْكَرْكَ مِثْلَ هَذَا -

وَأَنَّهُ بَلَغَكَ أَنِّي أَفْتِي بِأَشْيَاءٍ مُخَالَفَةً لِمَا عَلَيْهِ جَمَاعَةُ النَّاسِ عِنْدَكُمْ وَأَنِّي يَحْيَى عَلَى الْخُرُفِ
عَلَى نَفْسِي لِإِعْتِمَادِي مِنْ قَبْلِي عَلَى مَا أَفْتَيْتُهُمْ بِهِ وَأَنَّ النَّاسَ تَبِعُوا لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ الَّتِي إِلَيْهَا
كَانَتْ الْيَمْعَةُ وَبِهَا نَزَلَ الْقُرْآنُ - وَقَدْ أَصَبْتَ بِالَّذِي كَتَبْتَ بِهِ مِنْ ذَلِكَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى
وَوَقَعَ مِنِّي بِالْمَوْقِعِ الَّذِي تُحِبُّ وَمَا أَحَدٌ أَحَدًا يُنْسَبُ إِلَيْهِ الْعِلْمُ أَكْرَهُ لِشَوَازِ الْفُتْيَا وَلَا
أَشَدَّ تَفْضِيلًا لِعُلَمَاءِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ الَّذِينَ مَضَوْا وَلَا أَحَدٌ لِفُتْيَاهُمْ فِيمَا اتَّفَقُوا عَلَيْهِ مِنِّي
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الَّذِي لَا شَرِيكَ لَهُ -

وَأَمَّا مَا ذَكَرْتُ مِنْ مَقَامِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ وَنَزُولِ الْقُرْآنِ

بِهَآءِ عَلَيْهِ بَيْنَ ظَهْرِي أَصْحَابِهِ وَمَا عَلَّمَهُمُ اللَّهُ مِنْهُ وَأَنَّ النَّاسَ صَارُوا بِهِ تَبَعًا لَهُمْ فِيهِ
فَلَمَّا ذَكَرْتُ، وَأَمَّا مَا ذَكَرْتُ مِنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: "وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ
وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي
مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ"، فَإِنَّ كَثِيرًا مِنْ أُولَئِكَ السَّابِقِينَ
الْأَوَّلِينَ خَرَجُوا إِلَى الْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ابْتِغَاءَ مَرْضَاةِ اللَّهِ فَجَنَدُوا الْأَجْنَادَ وَاجْتَمَعَ إِلَيْهِمْ
النَّاسُ فَأَظْهَرُوا بَيْنَ ظَهْرِهِمْ كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ وَلَمْ يَكْمُؤْهُمْ شَيْئًا عَمُوءَةً، وَكَانَ فِي كُلِّ
جُنْدٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ يُعَلِّمُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ وَيَجْتَهِدُونَ بِرَأْيِهِمْ فِيمَا لَمْ يُفَسِّرْهُ لَهُمْ
الْقُرْآنُ وَالسُّنَّةُ وَتَقَدَّمَ مِنْهُمْ عَلَيْهِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ الَّذِينَ اخْتَارَهُمُ الْمُسْلِمُونَ لِأَنْفُسِهِمْ
وَلَمْ يَكُنْ أُولَئِكَ الثَّلَاثَةُ مُضَيِّعِينَ لِأَجْنَادِ الْمُسْلِمِينَ وَلَا غَافِلِينَ عَنْهُمْ بَلْ كَانُوا يَكْتُبُونَ
فِي الْأُمْرِ السَّيْرِ لِأَقَامَةِ الدِّينِ وَالْحَذَرِ مِنَ الْإِخْتِلَافِ بِكِتَابِ اللَّهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ فَلَمْ يَتْرُكُوا
أَمْرًا فَسَّرَهُ الْقُرْآنُ أَوْ عَمِلَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ ائْتَمَرُوا فِيهِ بَعْدَهُ إِلَّا عَمُّوهُمُ
فَإِذَا جَاءَ أَمْرٌ عَمِلَ فِيهِ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِصْرَ وَالشَّامِ وَالْعِرَاقِ عَلَى
عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَلَمْ يَزَالُوا عَلَيْهِ حَتَّى قُبِضُوا، لَمْ يَأْمُرُواهُمْ بِغَيْرِهِ فَلَا نَرَاهُ يَجُوزُ
لِأَجْنَادِ الْمُسْلِمِينَ أَنْ يُخَدِّثُوا الْيَوْمَ أَمْرًا لَمْ يَعْمَلْ بِهِ سَلَفُهُمْ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ لَهُمْ، مَعَ أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ائْتَمَرُوا
بَعْدَ فِي الْفُتْيَا فِي أَشْيَاءَ كَثِيرَةٍ وَلَوْ لَا أَتَى قَدْ عَرَفْتُ أَنَّ قَدْ عَلِمْتُمْهَا كَتَبْتُ بِهَا إِلَيْكَ، ثُمَّ
اِخْتَلَفَ التَّابِعُونَ فِي أَشْيَاءَ بَعْدَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ
وَنَظَرَاؤُهُ أَشَدَّ الْإِخْتِلَافِ ثُمَّ اِخْتَلَفَ الَّذِينَ كَانُوا بَعْدَهُمْ فَحَضَرْتُهُمْ بِالْمَدِينَةِ وَغَيْرِهَا وَرَأَيْتُهُمْ
يَوْمَئِذٍ ابْنَ شَهَابٍ وَرَبِيعَةَ بْنَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَكَانَ مِنْ خِلَافِ رَبِيعَةَ لِبَعْضِ مَا قَدْ مَقُولُ
مَا قَدْ عَرَفْتُ وَحَضَرْتُ، وَسَمِعْتُ قَوْلَكَ فِيهِ وَقَوْلَ ذَوِي الرَّأْيِ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ
وَعَبِيدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَكَثِيرُ بْنُ قُرْقِدٍ وَغَيْرُ كَثِيرٍ مِنْ أَسَنٍّ مِنْهُ حَتَّى اضْطَرَّكَ مَا كَرِهْتَ مِنْ
ذَلِكَ إِلَى فِرَاقِ فُلَيْسِهِ وَذَكَرْتُكَ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بَعْضَ مَا نَعَيْتُ عَلَى رَبِيعَةَ مِنْ ذَلِكَ
فَكُنْتُمْ مِنَ الْمُوَافِقِينَ فِيمَا أَتَيْتُمْ تَكْرَاهَانِ مِنْهُ مَا أَكْرَهُهُ وَمَعَ ذَلِكَ يَحْمَدُ اللَّهُ عِنْدَ رَبِيعَةَ خَيْرًا
كَثِيرًا وَلِسَانٌ بَلِيغٌ وَفَضْلٌ مُسْتَبِينٌ وَطَرِيقَةٌ حَسَنَةٌ فِي الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّةٌ لِأَخْوَانِهِ عَامَّةً وَلَنَا
خَاصَّةً رَحِمَهُ اللَّهُ وَغَفَرَ لَهُ وَجَرَاهُ بِأَحْسَنَ مِنْ عَمَلِهِ.

وَكَانَ يَكُونُ مِنْ ابْنِ شَهَابٍ اخْتِلَافٌ كَثِيرٌ إِذَا لَقِينَاهُ وَإِذَا كَاتَمَهُ بَعْضُنَا فَرَبَّمَا كَتَبَ إِلَيْهِ فِي
الشَّيْءِ الْوَاحِدِ عَلَى فَضْلِ رَأْيِهِ وَعِلْمِهِ بِثَلَاثَةِ أَنْوَاعٍ يُنْقِضُ بَعْضُهَا بَعْضًا وَلَا يَشْعُرُ بِالذِّنِّ
مَضَى مِنْ رَأْيِهِ فِي ذَلِكَ فَهَذَا الَّذِي يَدْعُوْنِي إِلَى تَرْكِ مَا أَنْكَرْتُ تَرْكِ إِيَّاهُ. وَقَدْ عَرَفْتُ
أَيْضًا عَيْبَ انْتِكَارِي إِيَّاهُ أَنْ يَجْمَعَ أَحَدٌ مِنْ أَجَنَادِ الْمُسْلِمِينَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ لَيْلَةَ الْمَطَرِ وَ
مَطَرِ الشَّامِ أَكْثَرُ مِنْ مَطَرِ الْمَدِينَةِ بِمَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللَّهُ، لَمْ يَجْمَعْ مِنْهُمْ إِمَامٌ قَطُّ فِي لَيْلَةِ مَطَرٍ، وَ
فِيهِمْ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَيزِيدُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَعُمَرُ بْنُ الْكَافِرِ وَمَعَاذُ
بْنِ جَبَلٍ، وَقَدْ بَلَّغْنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَعْلَمَكُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ
بْنِ جَبَلٍ وَقَالَ يَا قِيَامُ الْقِيَامَةِ بَيْنَ يَدَيِ الْعُلَمَاءِ بِرُتُوبَةٍ (خُطُوبَةٍ) وَشَرَحِيْلُ بْنُ حَنَّةَ
وَأَبُو الدَّرْدَاءِ وَبِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ وَكَانَ أَبُو ذَرٍّ بِمِصْرَ وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ
وَبُحَيْصُ بْنُ سَبْعُونَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ وَبِأَجَنَادِ الْمُسْلِمِينَ كُلِّهَا وَبِالْعِرَاقِ ابْنُ مَسْعُودٍ وَحَذِيفَةُ بْنُ
الْيَمَانِ وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ وَنَزَلَهَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ فِي الْحَنَّةِ
سِنِينَ وَكَانَ مَعَهُ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَجْمَعُوا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ
قَطُّ.

وَمِنْ ذَلِكَ الْقَضَاءُ بِشَهَادَةِ شَاهِدٍ وَبَيِّنٍ صَاحِبِ الْحَقِّ وَقَدْ عَرَفْتُ أَنَّهُ لَمْ يَزَلْ يُقْضَى
بِالْمَدِينَةِ بِهِ وَلَمْ يُقْضَ بِهِ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشَّامِ وَبُحَيْصُ وَلَا بِمِصْرَ
وَلَا بِالْعِرَاقِ، وَلَمْ يَكْتُبْ بِهِ إِلَيْهِمُ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُونَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ ثُمَّ وَلِيَّ عُمَرُ
بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَكَانَ كَمَا عَلِمْتُ فِي إِحْيَاءِ الشَّيْءِ وَالْجِدِّ فِي إِقَامَةِ الدِّينِ وَالْإِصَابَةِ فِي الرَّأْيِ
وَالْعِلْمِ بِمَا مَضَى مِنْ أَمْرِ النَّاسِ فَكُتِبَ إِلَيْهِ رُزِقُ بْنُ الْحَكَمِ، إِنَّكَ كُنْتَ تُقْضَى بِالْمَدِينَةِ بِشَهَادَةِ
الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ وَبَيِّنٍ صَاحِبِ الْحَقِّ، فَكُتِبَ إِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ. إِنَّا كُنَّا نَقْضِي بِذَلِكَ
بِالْمَدِينَةِ فَوَجَدْنَا أَهْلَ الشَّامِ عَلَى غَيْرِ ذَلِكَ فَلَا تُقْضَى إِلَّا بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ أَوْ رَجُلٍ وَامْرَأَتَيْنِ
وَلَمْ يَجْمَعْ بَيْنَ الْعِشَاءِ وَالْمَغْرِبِ قَطُّ لَيْلَةَ الْمَطَرِ، وَالْمَطَرُ يَنْكَبُ عَلَيْهِ فِي مَنْزِلِهِ الَّذِي كَانَتْ
يَحْتَا صِرَةً سَاكِبًا.

وَمِنْ ذَلِكَ أَنَّ أَهْلَ الْمَدِينَةِ يَقْضُونَ فِي صُدَاقَاتِ النِّسَاءِ أَنَّهُمَا مَتَى شَاءَتْ أَنْ
تَتَكَلَّمَنَّ فِي مَوْخِرِ صُدَاقِهَا تَكَلَّمَتْ فَدَفِعَ إِلَيْهَا وَقَدْ وَافَقَ أَهْلَ الْعِرَاقِ أَهْلَ الْمَدِينَةِ عَلَى
ذَلِكَ وَأَهْلُ الشَّامِ وَأَهْلُ مِصْرَ وَلَمْ يُقْضَ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا مَتَى

بَعْدَهُمْ لِامْرَأَةٍ بِصَدَاقِهَا الْمُؤَخَّرِ إِلَّا أَنْ يُفَرَّقَ بَيْنَهُمَا مَوْتٌ أَوْ طَلَاقٌ فَتَقُومُ عَلَى حَقِّهَا.
وَمِنْ ذَلِكَ قَوْلُهُمْ فِي الْإِيلَاءِ أَنَّهُ لَا يَكُونُ عَلَيْهِ طَلَاقٌ حَتَّى يُوقَفَ وَإِنْ مَرَّتْ أَرْبَعَةٌ
أَشْهُرٍ وَقَدْ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَهُوَ الَّذِي كَانَ يُرَوِّى عَنْهُ ذَلِكَ التَّوْقِيفُ
بَعْدَ الْأَشْهُرِ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي الْإِيلَاءِ الَّذِي ذَكَرَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ، لَا يَحِلُّ لِلْمَوْلَى إِذَا بَلَغَ
الْأَجَلَ إِلَّا أَنْ يَفِيَّ عَمَّا أَمَرَ اللَّهُ أَوْ يَعْزِمُ الطَّلَاقَ، وَأَنْتُمْ تَقُولُونَ إِنْ لَيْتَ بَعْدَ أَرْبَعَةِ
الْأَشْهُرِ الَّتِي سَمَّى اللَّهُ فِي كِتَابِهِ وَلَمْ يُوقَفْ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ طَلَاقٌ، وَقَدْ بَلَغْنَا أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ
وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَقُبَيْصَةَ بْنَ ذُوَيْبٍ وَأَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالُوا فِي الْإِيلَاءِ إِذَا
مَضَتْ أَرْبَعَةُ الْأَشْهُرِ فَهِيَ تَطْلِقُهُ بَاطِنَةً، وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ وَابْنُ شَهَابٍ إِذَا مَضَتْ أَرْبَعَةُ الْأَشْهُرِ فَهِيَ تَطْلِقُهُ وَلَهُ الرُّجْعَةُ
فِي الْعِدَّةِ.

وَمِنْ ذَلِكَ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ كَانَ يَقُولُ إِذَا مَلَكَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ فَاخْتَارَتْ رَوْجَهَا
فَهِيَ تَطْلِقُهُ وَإِنْ طَلَقَتْ نَفْسَهَا ثَلَاثًا فَهِيَ تَطْلِقُهُ، وَقَضَى بِذَاكَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ
وَكَانَ رُبَيْعَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُهُ وَقَدْ كَادَ النَّاسُ يَجْتَمِعُونَ عَلَى أَنَّهَا إِنْ اخْتَارَتْ رَوْجَهَا
لَمْ يَكُنْ فِيهِ طَلَاقٌ وَإِنْ اخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَاحِدَةً أَوْ اثْنَتَيْنِ كَانَتْ عَلَيْهَا الرُّجْعَةُ وَإِنْ
طَلَقَتْ نَفْسَهَا ثَلَاثًا بَانَ مِنْهُ وَلَمْ يَحِلَّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ رَوْجًا غَيْرَهُ فَيَدْخُلُ بِهَا ثُمَّ يَمُوتُ
أَوْ يُطَلِّقُهَا، إِلَّا أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهَا فِي مَجْلِسِهِ فَيَقُولُ إِنَّمَا مَلَكَتُكَ وَاحِدَةً فَيُسْتَحْلَفُ وَيُحْلَى بَيْنَهُ
وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ.

وَمِنْ ذَلِكَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يَقُولُ أَيُّمَا رَجُلٍ تَزَوَّجَ أَمَةً ثُمَّ اشْتَرَاهَا
زَوْجَهَا فَاشْتَرَاؤُهُ أَيُّهَا ثَلَاثُ تَطْلِيقَاتٍ وَكَانَ رُبَيْعَةُ يَقُولُ ذَلِكَ وَإِنْ تَزَوَّجَتْ الْمَرْأَةُ
عَبْدًا فَاشْتَرَتْهُ فَمِثْلُ ذَلِكَ.

وَقَدْ بَلَغْنَا عَنْكُمْ شَيْئًا مِنَ الْفُتَيَّا مُسْتَكْرَهًا، وَقَدْ كُنْتُ كَتَبْتُ إِلَيْكَ فِي بَعْضِهَا
فَلَمْ تُجِبْنِي فِي كِتَابِي، فَتَخَوَّفْتُ أَنْ تَكُونَ اسْتَشْقَلْتَ ذَلِكَ فَتَرَكْتَ الْكِتَابَ إِلَيْكَ فِي شَيْءٍ
مِمَّا أَتَاكَ وَفِيمَا أُرِدْتَ فِيهِ عَلَى رَأْيِكَ، وَذَلِكَ إِنَّكَ أَمَرْتَ زُقَيْرَ بْنَ عَاصِمٍ الْهَلَالِيَّ حِينَ
أَرَادَ أَنْ يَسْتَسْقَى، أَنْ يُقَدِّمَ الصَّلَاةَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ. وَأَعْظَمْتُ ذَلِكَ لِأَنَّ الْخُطْبَةَ وَالْإِسْتِسْقَاءَ
كَهَيْئَةِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ إِلَّا أَنَّ الْإِمَامَ إِذَا دَنَى مِنْ فِرَاقِهِ مِنَ الْخُطْبَةِ قَدْءَ حَوْلَ رِذَاءِهِ ثُمَّ

نَزَلَ فَصَلَّى، وَقَدْ اسْتَسْقَى عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَأَبُو بَكْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَزِيمٍ وَغَيْرُهُمَا
فَكَلَّمَهُمْ يُقَدِّمُ الْخُطْبَةَ وَالذُّعَاءَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَاسْتَهْتَرَ النَّاسُ كُلَّهُمْ فِعْلَ زُفَرِ بْنِ عَاصِمٍ مِنْ
ذَلِكَ وَاسْتَنَكْرُوهَ -

وَمِنْ ذَلِكَ أَنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكَ تَقُولُ فِي الْخَلِيطِيِّينَ فِي الْمَالِ، أَنَّهُ لَا يَجِبُ عَلَيْهِمَا
الصَّدَقَةُ حَتَّى يَكُونَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَا يَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ وَفِي كِتَابِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
أَنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِمَا الصَّدَقَةُ وَيَتَرَادَّ ابْنُ السَّوَيْتِ وَقَدْ كَانَ ذَلِكَ يُعْمَلُ بِهِ فِي وِلَايَةِ عُمَرُ بْنُ
عَبْدِ الْعَزِيزِ قَبْلَكُمْ وَغَيْرُهُ وَالَّذِي حَدَّثَنَا بِهِ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَلَمْ يَكُنْ بِدُونِ أَفَاضِلِ
الْعُلَمَاءِ فِي زَمَانِهِ، فَرَحِمَهُ اللَّهُ وَغَفَرَ لَهُ وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَصِيرَهُ -

وَمِنْ ذَلِكَ أَنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكَ تَقُولُ، إِذَا أَفْلَسَ الرَّجُلُ وَقَدْ أَبَا حَهُ رَجُلٌ سَلْعَةٌ
فَتَقَاضَى طَائِفَةٌ مِنْ ثَمَنِهَا أَوْ أَفْئَقَ الْمُشْتَرِي طَائِفَةً مِنْهَا، أَنَّهُ يَأْخُذُ مَا وَجَدَ مِنْ
مَتَاعِهِ وَكَانَ النَّاسُ عَلَى أَنَّ الْبَائِعَ إِذَا تَقَاضَى مِنْ ثَمَنِهَا شَيْئًا أَوْ أَفْئَقَ الْمُشْتَرِي مِنْهَا شَيْئًا
فَلَيْسَتْ بِعَيْنِهَا -

وَمِنْ ذَلِكَ أَنَّكَ تَذْكُرُ أَنَّ الشَّيْءَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُعْطِ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ
إِلَّا لِفَرَسٍ وَاحِدٍ وَالنَّاسُ كُلُّهُمْ يُحَدِّثُونَ أَنَّهُ أَعْطَاهُ أَرْبَعَةَ أَسْهُمٍ لِفَرَسَيْنِ وَمَنْعَهُ الْفَرَسَ
الثَّالِثَ وَالْأَمَّةَ كُلُّهُمْ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ، أَهْلُ الشَّامِ وَأَهْلُ بَصْرَةَ وَأَهْلُ الْعِرَاقِ وَأَهْلُ
أَفْرِيقِيَّةَ، فَلَمْ يَكُنْ يَتَّبِعُنِي لَكَ وَإِنْ كُنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ رَجُلٍ مُرَضِيٍّ، أَنَّ تَخَالِيفَ الْأَمَّةِ
أَجْمَعِينَ -

وَقَدْ تَرَكْتُ أَشْيَاءَ كَثِيرَةً مِنْ أَشْيَاءِ هَذَا، وَأَنَا أُحِبُّ تَوْفِيقَ اللَّهِ إِيَّاكَ وَطُولَ بَقَائِكَ، لِمَا
أَرْجُو لِلنَّاسِ فِي ذَلِكَ مِنَ الْمَنْفَعَةِ وَمَا أَخَافُ مِنَ الضَّيْعَةِ إِذَا ذَهَبَ مِنْكَ مَعَ اسْتِئْذَانِي
بِمَكَانِكَ وَإِنْ نَأَتْ الدَّارُ فَهَذِهِ مَنَزَلَتُكَ عِنْدِي وَرَأَيْ فَيْدِكَ فَاسْتَيْقَنْهُ وَلَا تَتْرُكْ الْكِتَابَ
إِلَى مَخْبَرِكَ وَحَالِكَ وَحَالِ وَلَدِكَ وَأَهْلِكَ وَحَاجَةٍ إِنْ كَانَتْ لَكَ أَوْ لِأَحَدٍ يُوَصِّلُ بِكَ فَإِنِّي
أَسْرُبُ بِذَلِكَ، كَتَبْتُ إِلَيْكَ وَتَحَنُّ صَالِحُونَ، مُعَافُونَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ نَسْأَلُ اللَّهَ أَنْ يَرْزُقَنَا وَإِيَّاكُمْ
شُكْرَ مَا أَوْلَانَا وَتَمَامَ مَا أَنْعَمَ بِهِ عَلَيْنَا وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ -

امام لیث کے مکتوب کا آزاد اردو ترجمہ -

علامہ ابن قیم جوزیہ نے "اعلام الموقعین" کی تیسری جلد کے صفحہ ۸۳ سے ۸۸ تک امام

لیٹ کے مکتوب کو حافظ فسوی کی کتاب ”التاریخ والمعرفۃ لہ“ سے نقل کیا ہے، لکھا ہے۔
تم پر (مالک بن انس پر) سلام ہو، اللہ وعدہ لا شریک لہ کی حمد و ثنا کے بعد کہتا ہوں، اللہ تم کو اور تم کو عافیت سے رکھے اور دنیا و آخرت میں ہماری عاقبت سنوارے۔

تمہارا خط ملا، تم نے اپنے احوال کی سلامتی کا ذکر کیا ہے، اس سے دل خوش ہوا، اللہ تم کو ہمیشہ اس حال میں رکھے اور شکر گزاری کرنے میں تمہاری مدد کر کے تم پر اتمام نعمت اور احسان کی زیادتی کرے تم نے میرے مکاتیب کے پہنچنے اور ان کو پڑھنے اور ٹھیک قرار دینے کا لکھا ہے تم نے ان پر اپنی رضامندی کی فہرنگا دی ہے، اللہ تم کو اس کا اجر دے، مجھ کو تمہارے مکاتیب سے، میں چاہتا ہوں کہ اس مکتوب میں حقیقت کا اظہار کروں۔

تم نے ذکر کیا ہے کہ میں نے جو کچھ تم کو لکھا ہے اس میں ان باتوں کی درستی ہے جو مجھ کو پہنچی تھیں اور میں نے نصیحت کی ابتدا کی تھی، تم نے اُمید کی ہے کہ میرے نزدیک اس کی اہمیت ہوگی اور اس سے پہلے تمہارے نہ لکھنے کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہمارے متعلق تمہاری رائے اچھی ہے لیکن ایسا تذکرہ میں نے تم سے نہیں کیا ہے، تم کو میرے متعلق یہ خبر پہنچی ہے کہ میں لوگوں کو ایسے فتوے دیتا ہوں جو تمہاری طرف کے لوگوں کی ایک جماعت کے خلاف ہیں۔ میرے لئے کس بنا پر یہ لائق ہے کہ میں ان فتادی کی وجہ سے خطرہ محسوس کروں کیونکہ میرا اعتماد اپنے فتادی میں اس پر ہے جو ہماری طرف رائج ہے، لوگ اہل مدینہ کے تابع ہیں، ہجرت مدینہ منورہ ہی کی طرف ہوئی ہے، وہاں قرآن مجید کا نزول ہوا ہے، اس سلسلہ میں جو بات تم نے لکھی ہے ان شاء اللہ درست ہے، تمہارے حسبِ مشاعر میرے نزدیک اس کی قدر و منزلت ہے، اہل علم میں شاذ فتادی کو سب سے زیادہ ناپسند کرنے والا اور مدینہ منورہ کے ان علماء کو جو گزر چکے ہیں سب سے زیادہ فضیلت دینے والا اور ان فتادی کو جن پر ان کا اتفاق ہوا ہے سب سے زیادہ لینے والا اپنے سے زیادہ کسی کو نہیں پاتا ہوں۔ حمد اللہ رب العالمین کے لئے ہے جس کا شریک کوئی نہیں۔

تم نے مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کرنے کا اور وہاں صحابہ کے سامنے قرآن مجید نازل ہونے کا اور اللہ تعالیٰ کا اُن کو قرآن مجید کی تعلیم دینے کا اور پھر لوگوں کو ان کی پیروی کرنے کا ذکر کیا ہے، ہاں یہ سب اسی طرح ہوا ہے، پھر تم نے سورۃ توبہ کی آیت نمبر ایک سو لکھی ہے۔ (ترجمہ) اور جو لوگ قدیم ہیں پہلے وطن چھوڑنے والے اور مدد کرنے والے اور جو اُن کے پیچھے آئے نیکی سے، اللہ راضی اُن سے اور وہ راضی اللہ سے، اور رکھے ہیں واسطے اُن کے باغ، نیچے بہتی نہریں

رہا کریں اُن میں ہمیشہ، یہی ہے بڑی مراد ملنی۔

(شاہ عبدالقادر نے فائدہ میں لکھا ہے۔ جنگِ بدر تک جو مسلمان ہوئے وہ قدیم ہیں باقی اُن کے تابع)

اس سلسلہ میں یہ بات ہے کہ سابقین اولین میں سے بہت سے افراد اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے نکلے، انہوں نے فوجیں اکٹھی کیں اور اُن پر لوگوں کی بھرپور ہوئی انہوں نے اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت کا اظہار لوگوں پر کیا، جو کچھ اُن کو معلوم تھا اس کو نہیں چھپایا، ہر فوج میں بعض حضرات ایسے ہوا کرتے تھے جو اللہ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی تعلیم لوگوں کو دیا کرتے تھے اور جن مسائل کا ذکر کتاب و سنت میں نہیں ہوا ہے اُن میں اجتہاد کیا کرتے تھے، اُن کے پیش رو حضرات ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم تھے جن کو مسلمانوں نے اپنا مقتدا بنایا تھا، یہ تینوں حضرات نہ اسلامی افواج کی تفسیح چاہتے تھے اور نہ اُن کی طرف سے غافل تھے، وہ آسان امور تک میں اُن کو ہدایات دیا کرتے تھے اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں اختلاف کرنے سے ان کو ڈرایا کرتے تھے، ان حضرات نے ایسا کوئی امر نہیں چھوڑا ہے کہ جس کا بیان قرآن مجید میں آیا ہو، یا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا ہو یا آپ کے بعد جس پر اتفاق ہوا ہو، کہ اس کی تعلیم ان لوگوں کو نہ دی ہو، حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں جب بھی کوئی حکم مصر و شام و عراق پہنچتا تھا، ان پر اُن ممالک میں رہنے والے صحابہ عمل کیا کرتے تھے، جہاد پر جو صحابہ نکلے تھے جب تک انہوں نے اُن ممالک کو فتح نہ کر لیا جہاد کرتے رہے اور اس ملک کو فتح کرنے کے بعد اُن حضرات نے وہاں سکونت اختیار کر لی اور انہی ممالک میں ان کی وفات ہوئی ہے، وہ آخر وقت تک اُن احکام پر عامل رہے جو اُن کو ملے تھے، انہوں نے کبھی اُن احکام کے خلاف فتویٰ نہیں دیا، لہذا ہم آج کے دن اسلامی افواج کے لئے جائز نہیں سمجھتے کہ وہ ان احکام کے خلاف کریں جو کہ حضرات صحابہ اور اُن کے اتباع اُن کے واسطے بیان کر گئے ہیں۔ اس میں کلام نہیں ہے کہ حضرات صحابہ کا مسائل میں اختلاف ہوا ہے اور ایسے اختلافی مسائل کثرت سے ہیں۔ اگر میں یہ سمجھتا کہ تم کو ان مسائل کا علم نہیں ہے تو میں ان کا بیان کرتا، پھر صحابہ کے بعد سعید بن المسیب اور اُن کے ہم عصروں میں شدید اختلافات ہوئے اور پھر ان کے بعد ان کے اتباع میں اختلافات ہوئے، مدینہ منورہ میں اور دوسرے مقامات میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اس زمانہ میں ابن شہاب اور ربیعہ بن عبد الرحمن مرگروہ تھے، ربیعہ نے گزرے ہوئے مسائل میں بھی

اختلاف کیا ہے جس کا تم کو علم ہے، ربیعہ کے متعلق تمہاری باتیں میں نے سنی ہیں اور میں نے اہل مدینہ کے اصحاب رائے جیسے یحییٰ بن سعید، عبید اللہ بن عمر، کثیر بن فرقہ اور کثیر کے سوا اوروں کی باتیں بھی سنی ہیں جو کہ کثیر سے بڑے تھے، ربیعہ کی باتیں تم کو پسند نہ تھیں لہذا تم نے اُن کی مجلس میں جانا چھوڑ دیا اور اس سلسلہ میں تم سے اور عبدالعزیز بن عبداللہ سے میری گفتگو ہوئی۔ تم دونوں میرے موافق تھے، جن باتوں پر میں نے انکار کیا تھا تم دونوں بھی ان باتوں کو ناپسند کرتے تھے، باوجود اس کے اللہ کے فضل و کرم سے ربیعہ کے پاس خیر کثیر اور عقل صحیح اور کھلا فضل اور اسلام کا اچھا طریقہ اور مسلمان بھائیوں کے لئے عام طور پر اور ہمارے لئے خاص طور پر محبت تھی، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ان کی بخشش کا سامان مہیا کرے اور ان کے عمل سے بہتر جزا اُن کو عنایت کرے۔

ابن شہاب زہری کے فتاویٰ اور اقوال میں بڑا اختلاف ہوا کرتا تھا، جب ہم اُن سے ملنے گئے اور جب ہم میں سے کوئی ان کو لکھ کر کچھ پوچھتا تھا تو باوجود اُن کے علم اور رائے اور فضل کے اُن کا لکھا ہوا جواب کسی ایک مسئلہ میں تین طرح کا ہوا کرتا تھا، ان کی ایک تحریر دوسری تحریر کی نقیض ہوتی تھی اور اُن کو اس کا احساس نہیں ہوا کرتا تھا کہ وہ پہلے کیا لکھ چکے ہیں اور اب کیا لکھ رہے ہیں، میں نے ایسے ہی منکر اقوال کی وجہ سے اُن کو چھوڑا جو تم کو پسند نہ آیا، تم جانتے ہو کہ بارش کی حالت میں مغرب اور عشاء کی نمازوں کو بلا کر پڑھنے پر میں نے انکار کیا تھا، کیوں کہ مدینہ منورہ سے زیادہ بارش شام میں ہوتی ہے اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ حضرات ائمہ میں سے کسی ایک نے بھی مغرب اور عشاء کی نمازوں کو بلا کر نہیں پڑھا ہے۔ ائمہ میں حضرات عبید بن الجراح، خالد بن الولید، یزید بن ابوسفیان، عمرو بن العاص، معاذ بن جبل تھے اور ہم تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پہنچا ہے: ”أَعْلَمُكُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ“ تم سب میں حلال اور حرام کا زیادہ جاننے والا معاذ بن جبل ہے۔ اور ”وَيَأْتِي مُعَاذُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْنَ يَدَيِ الْجَمَاعَةِ بِرِثْوَةٍ“ اور قیامت کے دن علماء کی جماعت کے پیش رو معاذ ہوں گے۔ اور شریح بن حسنہ، ابوالدرداء اور بلال بن رباح بھی شام میں تھے۔ اور مصر میں ابوذر زبیر بن العوام اور سعد بن وقاص تھے اور حمص میں اہل بدر میں سے شرافراد تھے۔ مسلمانوں کی تمام جماعتوں میں اہل بدر کے حضرات صحابہ میں سے تھے۔ اور مسلمانوں کی تمام فوجوں میں وہ تھے۔ اور عراق میں ابن مسعود، حذیفہ بن الیمان، عمران بن حصین اور امیر المومنین حضرت علی

کرم اللہ وجہہ کئی سال وہاں مقیم رہے اور آپ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تھے۔ ان حضرات نے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھا کر کبھی نہیں پڑھی۔

اور ایسے ہی مسائل میں سے یہ مسئلہ ہے کہ ایک گواہ اور مدعی کی قسم پر فیصلہ کر دیا جائے تم کو معلوم ہے کہ مدینہ میں اس پر عمل ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے شام میں، حمص میں، مصر میں، عراق میں ایک گواہ اور مدعی کی قسم پر فیصلہ نہیں کیا ہے اور نہ ان کو خلفائے راشدین ابوبکر، عمر، عثمان، علی نے یہ بات لکھی ہے۔ پھر عمر بن عبدالعزیز کا دور آیا اور تم کو معلوم ہے کہ اجائے سنت اور اقامتِ دین میں وہ کتنی سعی کیا کرتے تھے اور ان کی رائے کتنی صحیح ہوتی تھی، ان کو گزرے ہوئے لوگوں کا اچھا علم تھا۔ زُرّیق بن الحکم نے ان کو لکھا، تم مدینہ میں ایک گواہ اور مدعی کی قسم پر فیصلہ کیا کرتے تھے۔ آپ نے زریق کو جواب میں لکھا، ہم نے مدینہ میں اس پر عمل کیا اور ہم نے اہل شام کو دوسرے طریقہ پر پایا، لہذا تم دو عادل مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی پر فیصلہ کیا کرو اور آپ نے مغرب اور عشاء کی نماز کو پڑھا کر کبھی نہیں پڑھا حالانکہ آپ مدینہ میں بھیگتے تھے کیونکہ آپ کا گھر خنصرہ میں تھا۔

اور ایسے ہی مسائل میں سے مؤخر صدقات (مہر مؤجل) کا مسئلہ ہے۔ اہل مدینہ کا عمل اس پر ہے کہ جب عورت اپنا مہر طلب کرے اس کو مہر دیا جائے۔ اہل عراق نے اہل مدینہ کی نفقت کی ہے بلکہ اہل شام اور اہل مصر نے بھی موافقت کی ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی نے بھی اس پر فیصلہ نہیں کیا ہے اور نہ ان کے بعد کسی نے فیصلہ کیا ہے۔ ان حضرات کا عمل اس پر تھا کہ مہر مؤجل طلب کرنے کا حق خاوند کے مرنے کے بعد یا طلاق ملنے پر عورت کو ملتا ہے۔

اور ایسے ہی مسائل میں سے ایلاء کا مسئلہ ہے۔ اللہ نے سورہ بقرہ کی آیت ۲۲۶ میں فرمایا ہے: ”جو لوگ قسم کھا رہتے ہیں اپنی عورتوں سے ان کو فرصت ہے چار مہینے پھر اگر بل گئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے“ (فائدہ :- خواہ عبدالقادر نے کہلے۔ جس نے قسم کھائی کہ اپنی عورت کے پاس نہ جاوے تو چار مہینے میں جاوے اور قسم کی کفارت دے نہیں تو طلاق ٹھہرے)

اس مسئلہ میں اہل مدینہ کا یہ قول ہے کہ ایلاء کرنے کی صورت میں طلاق اس وقت

ایذاق ہوگی جب کہ ایلا کرنے والا ایلا کو ختم کر دے۔ حالانکہ مجھ سے نافع نے کہا اور وہی عبداللہ بن عمر سے چار مہینے کے بعد کی توقیت کے راوی ہیں کہ جس ایلا کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے اس میں ایلا کرنے والے کے لئے یہی صورت ہے کہ یا تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق عمل کرے۔ (یعنی چار مہینے کے عرصہ میں اپنی بیوی کے پاس جائے) یا پھر طلاق کا قصد کرے (یعنی طلاق دے) اور ختم اہل مدینہ کہتے ہو کہ جس ایلا کا ذکر اللہ نے اپنی کتاب میں کیا ہے، چار مہینے گزر جانے پر بھی جب تک کہ ایلا کرنے والا ایلا کو بند نہ کرے طلاق واقع نہیں ہوتی، حالانکہ ہم کو یہ بات پہنچی ہے کہ حضرات عثمان بن عفان، زید بن ثابت، قبیصہ بن ابی ذؤیب، ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف نے کہا ہے کہ جب ایلا پر چار مہینے گزر جائیں تو ایک بائن طلاق واقع ہو جاتی ہے اور سعید بن المسیب ابو بکر بن الحارث بن ہشام، ابن شہاب زہری نے کہا ہے کہ ایک رجعی طلاق واقع ہوتی ہے اور عدت کے زمانہ میں ایلا کرنے والا رجوع کر سکتا ہے۔

اور ایسے ہی مسائل میں سے زید بن ثابت کا یہ قول ہے کہ اگر کوئی اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دیدے اور اس کی بیوی اپنے خاوند کو پسند کرے تو اس صورت میں ایک طلاق واقع ہو جاتی ہے اور اگر اس کی بیوی اپنے کو تین طلاقیں دے، تب بھی ایک ہی طلاق واقع ہوگی۔ عبدالملک بن مروان اسی قول پر فیصلہ کیا کرتے تھے اور ربیعہ بن عبدالرحمن اسی کو بیان کیا کرتے تھے، حالانکہ لوگوں کا اس پر تقریباً اجماع ہو چکا تھا کہ اگر بیوی اپنے خاوند کو پسند کرے تو اس صورت میں طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر اس نے اپنے کو ایک طلاق یا دو طلاقیں دیں تو خاوند کو رجوع کرنے کا حق ہے اور اگر عورت نے اپنے کو تین طلاقیں دیں تو وہ اپنے خاوند سے بالکل الگ ہو گئی ہے، اب وہ اپنے خاوند کے واسطے اسی صورت میں حلال ہوگی کہ دوسرے شخص سے نکاح کرے اور اس کی بیوی بنے پھر وہ خاوند مر جائے یا وہ طلاق دے دے۔

اس مسئلہ میں یہ بات ہے اگر اختیار لینے کی صورت میں عورت اپنے کو دو طلاقیں یا تین طلاقیں دے اور اس کا خاوند اسی مجلس میں اس سے کہے کہ میں نے تم کو صرف ایک طلاق کا اختیار دیا ہے تو اس صورت میں خاوند کو حلفیہ بیان دینا ہوگا۔ حلفیہ بیان دینے کے بعد وہ اپنی زوجہ کو رکھ سکتا ہے۔ اور ایسے ہی مسائل سے یہ مسئلہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا ہے۔ اگر کسی لونڈی سے نکاح کیا اور پھر اس کو خرید لیا تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ ربیعہ کا بھی یہی قول ہے اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر کوئی آزاد عورت کسی غلام سے نکاح کرے اور پھر اس کو خرید لے تو اس کا بھی یہی حکم ہے

(یعنی عورت کو تین طلاقیں ہو جائیں گی)

اور ہم کو تمہارے کچھ ایسے فتوے پہنچے ہیں جو ہم کو ناپسند ہیں۔ ہم نے بعض قادی کے سلسلہ میں تم کو لکھا تھا، تم نے جواب نہیں دیا۔ مجھ کو کھٹکا ہوا کہ میری بات تم کو ناگوار گزری ہے لہذا میں نے ناپسندیدہ مسائل کے متعلق تم کو لکھنا بند کر دیا، میں نے جن مسائل میں تم پر گرفت کی ہے ان میں یہ مسئلہ بھی ہے :-

مجھ کو یہ بات پہنچی کہ تم نے زفر بن عاصم ہلالی سے کہا جب کہ اس نے استسقاء کی نماز کا ارادہ کیا، کہ وہ نماز کو پہلے پڑھے اور خطبہ کو بعد میں پڑھے، مجھ کو یہ بات بہت ناپسند آئی کیونکہ خطبہ اور نماز استسقاء جمعہ کی ہئیت پر ہے کہ پہلے خطبہ پھر نماز۔ فرق صرف اتنا ہے کہ جب امام خطبہ سے فارغ ہونے کو ہوتا ہے اور دعا کرتا ہے وہ اپنی چادر کو پلٹتا ہے پھر نماز پڑھتا ہے۔ عمر بن عبدالعزیز ابوبکر بن محمد بن عمر بن حزم وغیرہا نے استسقاء کی نماز پڑھی۔ سب نے خطبہ پہلے پڑھا اور نماز سے پہلے دعا کی، زفر بن عاصم کے فعل کو سب نے باطل سمجھا اور بڑا جانا۔

اور ان میں سے یہ مسئلہ بھی ہے کہ کسی مال میں دو آدمی شریک ہیں، تم کہتے ہو کہ مجموعی مال میں اس وقت زکات واجب ہوگی جب ہر ایک حصہ دار کے مال پر زکات واجب ہو جائے اور حضرت عمر بن الخطاب کے مکتوب میں ہے کہ زکات دونوں پر واجب ہے، حصہ رسد ہر ایک زکات دے عمر بن عبدالعزیز کے وقت میں جو کہ تم سے پہلا دور تھا اسی پر عمل تھا۔ ہم سے یہ بات یحییٰ بن سعید نے کہی ہے اور وہ اپنے زمانہ کے علماء و فاضل سے کم نہ تھے، اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل فرمائے، ان کو بخشے اور ان کی قیام گاہ جنت ہو۔

اور ان مسائل میں سے یہ مسئلہ ہے کہ تم نے کہا ہے جب کوئی شخص مفلس ہو جائے اور اس کے ہاتھ کسی نے کوئی شے فروخت کی ہے اور اب قرض خواہان اپنے اموال کی قیمت طلب کر رہے ہیں اور وہ مفلس کچھ مال خرچ کر چکا ہے، کہ اگر کسی کا مال بعینہ موجود ہے وہ اپنا مال لے لے۔ اس مسئلہ میں عمل اس طرح رہا ہے کہ بیچنے والے نے کچھ رقم لے رکھی ہے یا خریدنے والے نے اس مال میں سے کچھ صرف کر دیا ہے تو باقی مال بعینہ باقی نہیں رہا۔

اور یہ مسئلہ ہے کہ تم کہتے ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر بن العوام کو صرف ایک گھوڑے کا حصہ مال غنیمت میں سے دیا تھا (یعنی ایک گھوڑے کے دو حصے) اور سب لوگ بیان کرتے ہیں کہ ان کو دو گھوڑوں کے چار حصے ملے تھے اور تیسرے گھوڑے کا حصہ ان کو

نہیں دلویا گیا، ساری امت کا اس پر اتفاق ہے، کسی نے اختلاف نہیں کیا ہے، تم نے ایک گھوڑے کے حصّہ کی بات چاہے کسی معتبر اور عدول شخص سے سُنی ہو لیکن ساری امت کی مخالفت ٹھیک نہیں۔

اس قسم کی اور باتیں بھی ہیں جن کو میں نے چھوڑ دیا ہے، میں تمہارے واسطے اللہ تعالیٰ کی توفیق کا اور طولِ بقا کا طلبگار ہوں کیونکہ اس میں لوگوں کی بھلائی پاتا ہوں، تم جیسے افراد کے اٹھ جانے سے نقصان کا خطرہ ہے، مجھ کو تم سے انس ہے، اگرچہ دُور ہے لیکن حسبِ تحریر منزلت قریب ہے، اپنا یہی خیال ہے تم مکتوب بھیجنے کو بند نہ کرو۔ اپنا، اپنے بیٹے اور اہل کا حال اور جس شے کی ضرورت تم کو یا تم سے متعلق کسی شخص کو ہو مجھ کو لکھو۔ یہ میری خوشی کا سبب ہے۔ میں تم کو خط لکھ رہا ہوں اللہ کے فضل و کرم سے خیریت اور عافیت سے ہوں اور اللہ سے دُعا ہے کہ وہ ہم کو تم کو شکر کی توفیق دے اور جو نعمت ہم کو ملی ہے وہ کامل ہو۔ والسلام علیک رحمۃ اللہ (اور تم پر اللہ کا سلام اور اللہ کی رحمتیں ہوں)

نظم دلکش زید

۱ ۳ ۴ ۵

خطیب بغدادی جیسے افراد جو ”یَلْقَوْنَ السَّمْعَ وَ أَكْثَرُ مَعَهُمْ كَاذِبُونَ“ کے آئیم مصداق ہیں کہ لاڈالے ہیں سُنی ہوئی بات اور اُن میں اکثر جھوٹے ہیں کے ناشائستہ اقوال و احوال کو دیکھ کر ۱۳۹۵ھ (۱۹۴۵ء) میں درج ذیل قطعہ نظم کیا تھا اور اس تاریخی نام سے اس کو موسوم کیا تھا۔ اب خطیب بغدادی کی تہمت تراشیوں کو پرٹھ کر یہ قطعہ یاد آیا۔ عاجز اس کو لکھتا ہے، چونکہ قطعہ فارسی میں ہے، اس کا ترجمہ اردو میں تحریر کیا جا رہا ہے۔

نظم دلکش زید

- ۱ نہ ہر فعلے مسرت خیز باشد نہ ہر قولے طرب انگیز باشد
 - ۲ بے کردار حملش بار گردد بے گفتار خیزی و عار گردد
 - ۳ مال کج روی بشنو و خیم است فروغ کج بیانی بس و میم است
 - ۴ بدی را گرچہ کم باشد بدیاں بیش دلیل ظاہر است اندک بندیش
 - ۵ بسیں خارے بہ درد آرد تنے را بسوزد و اگلے صد خرمنے را
 - ۶ بیفتد قطره بؤل ار بہ جائے پلیدش کرد بے قیلے و قالے
 - ۷ بود زہر ہلاہل گرچہ اندک شود و جر ہلاک خلق بے شک
- دیکھ لے ایک کاٹنا پوسے بدن کو درد میں مبتلا کر دیتا ہے ایک چنگاری سو خرمن پھونک دیتی ہے
- اگر جام میں پیشاب کا ایک قطرہ گر جائے اُس کو ناپاک بنا دیتا ہے بغیر کسی قیل و قال کے
- قاتل زہر اگرچہ تھوڑا سا ہو، وہ ایک مخلوق کی ہلاکت کا سبب بن جاتا ہے

- ۸ اگر در ادیاں شخصے جہول است بیان جملہ بے کار و فضول است
اگر کسی روایت کے رادیوں میں ایک نامعلوم ہے، سب کا بیان بے کار اور فضول ہے
- ۹ کلام نیک باشد جملہ مقبول بہ تحریفے شود مردود و مبذول
اچھا کلام سب مقبول ہے۔ تحریف کرنے سے وہ مردود اور خراب ہو جاتا ہے
- ۱۰ مثال علم آمد آں گلستاں کہ سیراب است از دریائے فیضان
علم کی مثال وہ گلزار ہے جو دریائے فیضان سے سیراب ہے
- ۱۱ ولے باید بدانی ایں مقالے فراموشش مگرداں ہیچ حالے
مگر تجھے یہ بات جان لینی چاہیے، کسی حال میں اسے نہ بھولنا
- ۱۲ کہ بستاں محتوی ہر چند چیز است درخت و آب و تنسیق و تمیز است
کہ باغ چند چیزوں پر مشتمل ہوتا ہے، درخت اور پانی پیر اور ترتیب پر
- ۱۳ درو اشجار گونا گوں بیابانی شمار خوب و دیگر دوں بیابانی
اس میں قسم قسم کے درخت پائے گا، کچھ اچھے کچھ برے پھل پائے گا
- ۱۴ بے اشجار بینی بے شرم اگر خشک است شاخے چند تر ہم
تو بہت سے بے پھل درخت دیکھے گا، اگر کوئی شاخ خشک ہے بہت سی تربھی ہیں
- ۱۵ ز گلہائے جمیل و تازہ بیار دگر در جانبش پژمردہ رخسار
بہت سے خوبصورت اور تازہ پھل ہوں گے، پھر ان کے پہلو میں مرجھائے ہوئے ہونگے
- ۱۶ دریں بستان علم و معرفت را ہزاراں خلق بینی پسیر و برنا
علم و معرفت پیدا کرنیوالے اس چین میں ہزاروں اشخاص بوڑھے اور جوان دیکھے گا
- ۱۷ کسے انداختہ خود را بہ دریا بہ دستش تا درے آید ز معنی
کسی نے اپنے کو دریا میں گرایا ہے، تاکہ اس کے ہاتھ میں معنی کے موتی آئیں
- ۱۸ کسے راجت یاری کرد و رچید دگر ز حمت کشید و رنج و غم دید
کسی کے نصیب نے مدد کی اس نے موتی چنے دوسرے نے تکلیف اٹھائی اور رنج و غم پایا
- ۱۹ کسے از سیر گلہا گشتہ مسرور کسے راضع باری کردہ مسحور
کوئی پھولوں کی سیر سے مسرور ہوا، کسی کو قدرت کی کارگیری نے مسحور کر دیا
- ۲۰ کسے گلہائے خوش چیدہ ز گلشن کسے از میوہا پر کردہ دامن

- کسی نے جن سے عمدہ پھول چنے، کسی نے پھلوں سے دامن پُر کر لیا
- ۲۱ کسے در فکرِ غرسِ نو نہال است کسے مشغولِ تزیین و جمال است
کوئی پودے لگانے کی فکر میں ہے، کوئی آراستگی اور زینت میں مشغول ہے
- ۲۲ کسے خاشاک و خس را دور کردہ مبدہ شاخے خراب آں را بریدہ
کسی نے خس و خاشاک کو ہٹایا، جو شاخ بُری تھی اس کو کاٹی
- ۲۳ کسے ہر توشہ کردہ قناعت کسے زنبیل پر کردہ بہ محنت
کسی نے توشہ پر قناعت کی، کسی نے محنت سے کشکول بھری
- ۲۴ نہ در ثقیل بر گر شرم و عار است نہ در تکثیر دائم افتخار است
نہ کمی میں ہر جگہ شرم و عار ہے، نہ زیادتی میں ہمیشہ افتخار ہے
- ۲۵ بے ثقیل گردد باعثِ خیر بے تکثیر باشد باعثِ ضیر
بسا اذقات کمی خیر کا سبب ہوتی ہے، بسا اذقات زیادتی نقصان کا سبب ہوتی ہے
- ۲۶ کسانے را کہ بس جمع است مقصود بہ مانِ حاطبِ یل است مجہود
جن کا مقصد محض جمع کرنا ہے، وہ رات کے لکڑ ہارے کی طرح مشقت میں ہے
- ۲۷ بہ جائے چوب چہند گاہ مارے گئے سنگے نہد در وسطِ بارے
وہ کبھی لکڑی کی جگہ سانپ چُن لیتے ہیں، کبھی بوجھ کے نیچ میں پتھر دھر لیتے ہیں
- ۲۸ مثالِ علم آں باغ است و دریا مثالِ عالم آں پیر و برنا
علم کی مثال وہ باغ و دریا ہے، عالموں کی مثال وہ بوڑھے اور نوجوان ہیں
- ۲۹ خوشامردے کہ سیرِ باغ فرمود خوشامردے کہ خوش چید و بیا سود
وہ شخص خوش نصیب ہے جس نے باغ اور دریا کی سیر کی، وہ شخص بہتر ہے جس نے عمدہ چیز چینی اور آرام کیا
- ۳۰ خوشامردے کہ در نقل و بیانش بے درُستہ از کلک و زبانش
وہ شخص خوش نصیب ہے جس کے نقل و بیان میں کثرت سے موتی بندھے ہیں قلم اور زبان سے
- ۳۱ خوشامردے کہ اصلِ حال گفتہ خوشامردے کہ شرحِ قال کردہ
وہ شخص خوش نصیب ہے جس نے اصلِ حال کہہ دیا، وہ مرد خوش نصیب ہے جس نے قول کی تشریح کر دی
- ۳۲ نہ کرد اندر بیانش ہیج تحریف نہ تبدیل و نہ تغیر و نہ تصحیف
اس نے اس کے بیان میں کوئی رد و بدل نہیں کی، نہ کوئی تبدیلی کی نہ تغیر نہ لفظی غلطی

۳۳ ز طعن و قدح خود را کرد چوں پاک قلم را در مباحث رانده چالاک
طعن اور عیب سے جب اپنے کو پاک کر دیا، مباحث میں قلم کو سمجھداری سے رکھا
۳۴ نہ آں طعنے کہ باشد عالمانہ نہ آں قدحے کہ باشد عارفانہ

نہ وہ طعن جو عالمانہ ہو . نہ وہ عیب جوئی جو عارفانہ ہو

۳۵ چہ این ثابت از صحاب رسول است ہمید اں منکرش را کو جہول است
اس لئے کہ یہ رسول کے صحابہ سے ثابت ہے، سمجھ لو کہ اس کا منکر جاہل ہے

۳۶ بحوث عالماں صد خیر باشد بیان حق نہ ہرگز ضیر باشد

عالمانہ بحثیں سو خیر کا سبب ہیں، حق کے بیان میں کوئی خرابی نہیں ہے

۳۷ خوشامردے کہ دارد نیک کردار کند تائید حق دائم بہ گفتار

وہ شخص خوش نصیب ہے جو نیک عمل ہے، جو بات سے ہمیشہ حق کی تائید کرتا ہے

۳۸ بود طعنش ز صدق و راست بازی بود قدش ز بہر حق شناسی

اس کی طعنہ زنی بھی سچائی اور راست بازی کیلئے ہے، اس کی عیب جوئی بھی حق شناسی کیلئے ہے

۳۹ بیابش نو نصیحت را بہ گوشت نگاہش دارد دائم تا بہ ہوش

آ، نصیحت کان سے سُن لے، اس کا ہمیشہ خیال رکھ جب تک ہوش میں ہے

۴۰ اگر خواہی کہ دائم شادمانی ز آئندہ و ممل آزادمانی

اگر تو چاہتا ہے کہ ہمیشہ خوش رہے، غم اور رنج سے آزاد رہے

۴۱ ز طعن مردماں محفوظ باشی ز فیض قدسیاں محفوظ باشی

لوگوں کے طعنے سے محفوظ رہے، قدسیوں کے فیض سے نصیبہ ور ہو

۴۲ ثنائے دوستان باشد قرینت بود تائید مولیٰ ہم رفیقیت

دوستوں کی تعریف تیرے لئے ہو، خدا کی تائید تیری ساتھی ہو

۴۳ رو صدق و صفا را بیج مگزار شجارت ساز در گفتار و کردار

صدق و صفا کے راستہ کو ہرگز نہ چھوڑ، قول و عمل میں اس کو شعار بنالے

۴۴ چہ این فضیلت است سرتاج فضائل نگاہت دارد از جملہ غوائل

اس لئے کہ یہ فضیلت فضیلتوں کا سرتاج ہے، تجھے تمام ہلاکتوں سے محفوظ رکھے گی

۴۵ الہی راست فرما قول و فعلم الہی مقعد صدق از تو خواہم

اے اللہ میرے قول و فعل کو سیدھا رکھ، اے اللہ میں تجھ سے مقصدِ صدق چاہتا ہوں

❦

عاجزؒ (۱۳۶۶ھ) کی گرمیوں میں پندرہ بیس دن کے واسطے کوئٹہ بلوچستان گیا وہاں اپنے پرانے رفیق، محقق و مدقق، ادیب و فہیم، عالم جلیل القدر مولانا لعل محمد مدرس و امامِ کاریاں (کوئٹہ کا بڑا محلہ) سے حسبِ معمول ملاقاتیں ہوئیں۔ عاجز کا فارسی کلام ”اشکِ غم“ (۱۳۶۱ھ) وہ دیکھ چکے تھے لہذا انہوں نے دریافت کیا، کیا کوئی قطعہ نظم کیا ہے۔ عاجز نے یہ ”دلکش نظم زید“ اُن کو دکھائی۔ انہوں نے بہت خیال سے اس کو پڑھا، خوب پسند کی۔ ایک جگہ عاجز ایک ثقیل لفظ لے آیا تھا انہوں نے کہا: ”ازیں گلدستہ ایس خارا بردارید“ اس گلدستہ سے اس کا نٹے کو نکال دو۔ چنانچہ عاجز نے دوسرا لفظ تجویز کیا اور وہ ان کو پسند آیا۔ چالیس سال سے زیادہ مدت گزر گئی، اب یاد نہیں وہ کونسا لفظ تھا۔ عاجز کی یہ اُن سے آخری ملاقات تھی۔ وہ اُٹھ گئے اور اپنی جگہ خالی چھوڑ گئے۔ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَرَضِيَ عَنْهُ وَاسْكَنَهُ رَقِیْ قَرَادِیْسِ الْجَنّاتِ۔

حریفانِ بادِ خور وند و رفتند تہی خمنا نہا کردند و رفتند
يَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَخِرِينَ

تبصرہ

ہر گُل کو باغِ دہریں کھٹکا ہے خار کا

حضرت امام عالی مقام کی کنیت ابو حنیفہ تھی اور آپ کا اسم گرامی نعمان تھا۔ نہایت سرخ رنگ کا ایک پھول موسم بہار میں پہاڑ کی وادیوں میں اپنی بہار دکھاتا ہے۔ اس کی ایک قسم نہایت سرخ، بہت خوشبودار نعمان بادشاہ اپنے گھر لایا لہذا اس قسم کا نام لالہ نعمان اور شقائقِ نعمان پڑ گیا اس کی عمدہ خوشبو کئی دن رہتی ہے۔ اس کے ایک پھول سے گھر مہک جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام کو اُمتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کا ایسا شقائقِ نعمان بنایا کہ آپ کے علوم و اسرار سے خلقِ خدا مستفید ہوئی اور اللہ سے کامل امید ہے کہ آخر زماں تک مستفید ہوتی رہے گی اور آپ کے علوم کی مہک عالم کو معطر کرتی رہے گی۔

یہ عاجز آپ کے حالات ائمہ اعلام کی کتابوں سے لکھ چکا ہے۔ اکابرِ مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ اور ظاہریہ آپ کی دیانت، تقویٰ، زہد، عبادت اور علمِ کامل کے معترف ہیں۔ آپ نے سب سے پہلے حدیث شریف میں کتاب الآثار لکھی اور آپ سے آپ کے جلیل القدر شاگردوں نے روایت کی ہے۔ چنانچہ امام ابو یوسف اور امام محمد کی روایتیں چھپ گئی ہیں اور آپ کے بعد کے علماء اعلام نے آپ کی مسند کو جمع کیا ہے اور آپ نے قیاس اور استحسان کے ضوابط بیان کئے۔ قاضی صیری نے امام مزنی سے روایت کی ہے کہ امام شافعی نے فرمایا ہے۔ اَلْقَاسُ عِيَالٌ عَلٰی اَبِي حَنِيفَةَ فِي الْقِيَاسِ وَالْاِسْتِحْسَانِ (قیاس اور استحسان میں لوگ ابو حنیفہ کے محتاج ہیں) اور حافظ ابن تیمیہ نے لکھا ہے۔ وَقَدْ نَقَلُوا عَنْهُ اَشْيَاءَ يَقْضُوْنَ بِهَا الشَّاعَةَ عَلَيْهِ وَهِيَ كَذِبٌ عَلَيْهِ قَطْعًا، ... (لوگوں نے آپ سے کچھ باتیں نقل کی ہیں اور ان کا مقصد آپ کو بدنام کرنا ہے اور یہ باتیں یقیناً جھوٹ ہیں)

عاجز کے سامنے امام بخاری اور امام مسلم کی روایت کردہ حدیث شریف ہے کہ ایک جنازہ گزرا، لوگوں نے اس کی بھلائی کا ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَجِبَتْ یعنی ثابت ہو گئی پھر ایک دوسرا جنازہ گزرا اور لوگوں نے اس کی بُرائی کا ذکر کیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَجِبَتْ یعنی ثابت ہو گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا

کہ کیا چیز ثابت ہو گئی۔ آپ نے فرمایا۔ تم لوگوں نے ایک مُردے کی بھلائی کا ذکر کیا تو اس کے لئے جنت ثابت ہوئی اور تم نے دوسرے جنازے کی بُرائی کا ذکر کیا تو اس کے لئے آگ (جہنم) ثابت ہوئی اور پھر آپ نے فرمایا۔ اَشْتَمُّ شَهِدًا عَالِلًا فِي الْأَرْضِ، تم لوگ زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔ اس صحیح حدیث کو دیکھتے ہوئے جب ہم ائمہ اعلام کی کتابوں میں پڑھتے ہیں کہ ادیائے پروردگار اور علمائے اختیار نے حضرت امام عالی مقام کی مدح و ثنا کی ہے جیسے حضرت محمد ابا قرہ اور آپ کے فرزند مبارک حضرت جعفر صادق اور جناب فضیل بن عیاض و جناب داؤد طائی و امام ابن مبارک و امام ابو یوسف قاضی و امام محمد بن الحسن شیبانی و امام زفر و امام لیث بن سعد، امام مالک بن انس و امام شافعی و امام احمد بن حنبل و امام ابن حزم ظاہری و امام ابن عبدالبر مالکی و علامہ ابن خلدون و علامہ الموفق بن احمد المالکی و علامہ حافظ الدین البزار الکوردی و علامہ ابن تیمیہ الحرانی و علامہ ابن قیم و علامہ زہبی شافعی و امام جلال الدین سیوطی و علامہ سید محمد تفسی الزبیدی و علامہ شعرانی و امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی اور ان کے علاوہ صدہا ائمہ کرام نے، تو دل پوری طرح گواہی دیتا ہے کہ آپ یقیناً اللہ کے برگزیدہ بندوں میں سے ہیں، جو خدمت آپ نے اسلام کی کی ہے، اس کی قدر محافظین ملت بیضار جانتے ہیں، علامہ ابن حجر ہیتمی شافعی نے خیرات حسان میں لکھا ہے۔

الفصل الثامن فی ذکر الأخذین عند الحدیث والفقہ، قیل استیعابہ متعدد لا یکن ضبطہ ومن ثمة قال بعض الأئمة لم یظهر لأحد من أئمة الاسلام المشهورین مثل ما ظهر لأبی حنیفة من الأصحاب والتلامیذ ولم ینتفع العلماء وجميع الناس بمثل ما انتفعوا به و باصحابه فی تفسیر الأحادیث المستنبهة والمسائل المستنبطة والتوازل والقضاء والاحکام، جزاهم الله خیرا، وقد ذکر منهم بعض متأخري المحدثین فی ترجمة نحو الثمانمائة مع ضبط اسمائهم ونسبهم بما یطول ذکره۔

آٹھویں فصل حضرت امام ابو حنیفہ سے حدیث اور فقہ حاصل کرنے والوں کے بیان میں، کہا گیا ہے پوری طرح اس کا بیان کرنا ممکن نہیں اور اس وجہ سے اسلام کے بعض مشہور ائمہ نے کہا ہے جس طرح امام ابو حنیفہ کو اصحاب اور شاگرد ملے ہیں، علماء کرام اور دوسرے لوگوں کو نہیں ملے ہیں اور جس طرح آپ کے شاگردوں اور اصحاب سے علماء اور تمام لوگ، مُشتبہ حدیثوں اور استنباط کئے

لہ ملاحظہ فرمائیں مشکات باب المشی بالجنابة۔

ہوئے مسائل اور پیش آمدہ واقعات اور اُن کے احکام وغیرہ میں مستفید ہوئے ہیں کسی دوسرے سے نہیں ہوئے۔ اللہ آپ کے اصحاب اور شاگردوں کو جزائے خیر عنایت فرمائے، اور دُورِ آخر کے بعض محدثین نے آپ کے احوالِ مبارکہ کے بیان میں تقریباً آٹھ سو افراد کے نام اور اُن کا نسب وغیرہ لکھے ہیں جنہوں نے آپ سے استفادہ کیا ہے، جس کا ذکر کرنا باعثِ تطویل ہے۔

علامہ ابن عبد البر مالکی "الانتقاء" میں حضرت امام عالی مقام کے صاحبزادے حماد سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والد نے اپنے اُستاد حضرت حماد سے ایک مسئلہ طلاق کا دریافت کیا اور انہوں نے اس کا جواب دیا، آپ نے اختلاف کیا اور آپ کے حضرت استاد کو خاموش ہونا پڑا۔ پھر آپ اُٹھ گئے۔ آپ کے حضرت اُستاد نے فرمایا: "هَذَا فَهْمٌ وَمِجْبَى اللَّيْلِ وَيَقُومُهُ" یہ تو اُن کی فقہ ہے اور وہ رات بھر جگتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

عقود الجمان کے صفحہ دو سو بہتر میں امام طحاوی کی روایت لکھی ہے کہ مصر کے امام لیث بن سعد نے بیان کیا کہ میں امام ابو حنیفہ کا ذکر سنا کرتا تھا اور میری خواہش تھی کہ ان کو دیکھ لوں، اتفاق سے میں مکہ مکرمہ میں تھا میں نے حرم شریف میں دیکھا کہ ایک شخص پر لوگ ٹوٹے پڑ رہے ہیں، میں نے وہاں ایک شخص سے سنا کہ وہ اس شخص کو یا اباحنیفہ کہہ کر صدا کر رہا تھا۔ میں سمجھ گیا جس شخص پر لوگ ٹوٹے پڑے ہیں وہ ابو حنیفہ ہیں۔ آواز دینے والے نے اُن سے کہا۔ میں دولت مند ہوں میرا ایک بیٹا ہے، اس کی شادی پر خاصار و پیہ صرف کرتا ہوں اور وہ اس کو طلاق دے دیتا ہے میرا سارا زویہ ضائع ہو جاتا ہے۔ کیا میرے واسطے کوئی حیلہ ہے۔ ابو حنیفہ نے فرمایا، تم اپنے بیٹے کو بازار لے جاؤ جہاں لونڈی غلام فروخت ہوتے ہیں، وہاں اس کے پسند کی لونڈی خرید لو وہ لونڈی تمہاری ملکیت میں رہے اور تم اس کا نکاح اپنے بیٹے سے کر دو، اگر تمہارا بیٹا اس کو طلاق دے گا وہ تمہاری لونڈی رہے گی۔

یہ واقعہ بیان کر کے امام لیث بن سعد نے کہا: "فَوَاللّٰهُ مَا اعْجَبَنِيْ جَوَابُهُ كَمَا اعْجَبَنِيْ سُرْعَةُ جَوَابِهِ" اللہ کی قسم آپ کے جواب پر مجھے اتنا تعجب نہیں ہوا جتنا کہ آپ کے جواب دینے کی سرعت پر ہوا۔

امام موفق نے مناقب کی جلد اول کے صفحہ ایک سو بیس میں لکھا ہے کہ امام زفر نے فرمایا ہے۔ "كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ إِذَا تَكَلَّمَ بِحَيْلٍ إِلَيْكَ أَنَّ مَلَكًا يُلْقِنُهُ" امام ابو حنیفہ جب کچھ فرماتے تم یہ سمجھتے کہ کوئی فرشتہ ان کو تلقین کر رہا ہے۔

امام زفر کا ارشادِ گرامی یقینی طور پر درست ہے، وہ مبارک حضرات جن کے پیشِ نظر ”یَسْتَرِدُّوْا وَلَا تَعْسُرُوْا“ رہتا ہے اور جودل و جان سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش میں رہتے ہیں ان کی مدد اللہ کی توفیق کرتی ہے، نہایت نازک مراحل میں فوراً ان کے دل میں اللہ تعالیٰ ربانی ہوتا ہے۔ یہی فرشتہ کی تلقین ہے۔ حضرت مولائے روم فرماتے ہیں۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از خلقوم عبد اللہ بود

اس کا کہا ہوا اللہ کا کہا ہوا ہوتا ہے، اگرچہ وہ اللہ کے بندہ کے حلق سے نکلا ہوا ہوتا ہے
مشکاۃ کے باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ کی چھٹی حدیث صحیح بخاری کی ہے کہ میرا
بندہ نوافل کے ذریعہ میرا تقرب حاصل کرتا ہے حتیٰ کہ مجھ کو اس سے محبت ہو جاتی ہے اور پھر میں
اس کا کان جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ جس سے وہ گرفت
کرتا ہے اور اس کا پاؤں جس سے وہ چلتا ہے، ہو جاتا ہوں۔

یعنی ایسے فرد اکمل و کیتا کے تمام افعال میری رضا مندی سے ہوتے ہیں، یہ ظاہر کرتا بندہ ہے
لیکن حقیقت میں کراتا میں ہوں۔

امام صیمری نے امام ابو یوسف کا قول ذکر کیا ہے کہ میں انیس سال حضرت امام عالی مقام
سے وابستہ رہا میں نے آپ کو شام کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے دیکھا۔

امام موفق نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام عالی مقام نے پینتالیس سال شام کے وضو سے صبح
کی نماز پڑھی ہے اور لکھا ہے کہ آپ نے پینتالیس حج کئے ہیں۔

حضرت امام عالی مقام قدس اللہ سرہ و نور ضریحہ و آفاض علی العالمین بتوہ کے خوف
خدا، تقویٰ، عبادت، ہر وقت شریعتِ مطہرہ کی خدمت کے لئے کمر بستہ رہنا کثرت سے اہل حدیث پر
اپنا مال خرچ کرنا نادار طابانِ علم کی مالی کفالت کرنے اور مشکل مسائل کے حل کرنے میں کسی کا
اختلاف نہیں ہے۔ امام موفق نے عثمان مدنی کا قول لکھا ہے کہ ابو حنیفہ حماد سے (آپ کے استادِ مکرم)
ابراہیم سے (حضرت استاذ کے استاد) علقمہ اور اسود سے (حضرت ابراہیم کے اساتذہ) زیادہ فقیر
تھے۔

اور امام عبد اللہ ابن مبارک کا قول لکھا ہے کہ جو شخص ابو حنیفہ کو بُرائی سے یاد کرے سمجھ جاؤ
کہ اس کی معلومات جزوی ہیں۔

مخالفت

ناکارہ اہل حدیث | امام عبداللہ بن مبارک نے درست فرمایا ہے کہ جو شخص حضرت امام کی بُرائی بیان کرے سمجھ جاؤ کہ اس کی معلومات جزوی ہیں۔ امام موفق بنی نے امیر المومنین المأمون العباسی کے دربار میں مرو کے ناکارہ محدثین کا واقعہ لکھا ہے جس کو یہ عاجز نقل کر چکا ہے، ناکارہ جماعت میں نصر بن شمیل بھی تھے وہ سفید ریش تھے۔ مامون نے اس گروہ سے کہا۔ اگر یہ بڑھا تمہارے ساتھ نہ ہوتا میں تم کو ایسی سزا دیتا کہ تم اس کو نہ بھولتے۔

اللہ بھلا کرے امام کبیر علامہ ابن عبدالبر مالکی اندلسی کا کہ انہوں نے اس دور کے نام نہاد اہل حدیث کا کچا چمٹھا اپنی کتاب ”جامع بیان العلم و فضلہ“ کے نصف آخر کے صفحہ ایک سو انتیس سے ایک سو بتیس میں ذکر کیا ہے۔ عاجز اس کے ترجمہ پر اکتفا کرتا ہے۔

۱۔ امام سفیان ثوری نے کہا ہے۔ حدیث کی طلب موت کی تیاری کے لئے نہیں کی جاتی بلکہ یہ ایک علت ہے (دردِ سر ہے) جس سے آدمی دل بہلاتا ہے۔

۲۔ ابن مزرع کہتے تھے جب تم کسی کلاں سال کو بھاگتا ہوا دیکھو سمجھ لو کہ اہل حدیث نے اس کا پیچھا کیا ہے

۳۔ عمرو بن الحارث نے کہا، میں نے حدیث سے بہتر کوئی علم اور اہل حدیث سے بڑھ کر کوئی بے وقوف نہیں دیکھا۔

۴۔ مسعر نے کہا، جو شخص مجھ سے بغض کرے میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کو محدث بنا دے یہ مبارک علم بہ منزلہ شیشوں کے ہے میں نے اس کو اپنے سر پر رکھا، وہ گرا اور ٹوٹ گیا۔ فَاسْتَوَحْتُ مِنْ طَلَابِهِ۔ یا۔ مِنْ طَلَابِهِ۔ اور مجھے اس کے طلبکاروں سے راحت ملی۔ یا۔ مجھے اس کی طلب سے راحت ملی۔

۵۔ ابراہیم بن سعید نے بیان کیا، میں نے سفیان بن عیینہ کو کہتے سنا جب کہ انہوں نے اہل حدیث کو دیکھا تو یہ فرمایا۔ اَنْتُمْ سَخْنَةُ عَيْنٍ۔ تم آنکھ کی گرمی ہو، اگر ہم کو اور تم کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پالیتے، ہماری پٹائی خوب کرتے۔

۴۔ امام شعبہ نے فرمایا، میں جب اہل حدیث میں سے کسی کو آتا دیکھتا تھا خوش ہوتا تھا اور اب میرے لئے اس سے زیادہ ناپسند کوئی شے نہیں ہے کہ میں اُن میں سے کسی کو دیکھوں۔
 ۵۔ امام شعبہ نے فرمایا، تم کو یہ حدیث اللہ کے ذکر سے اور نماز سے روکتی ہے کیا تم اس سے باز آ جاؤ گے۔

۸۔ ابو عمر ابن عبدالبر کہتے ہیں، علماء نے کثرت سے روایت کرنا اس وجہ سے معیوب سمجھا ہے کہ تدبیر اور تفہیم کا خیال نہ رہے گا دیکھو قاضی ابو یوسف نے بیان کیا ہے کہ اعمش نے ایسے وقت میں کہ میرے اور اُن کے سوا کوئی نہ تھا مجھ سے ایک مسئلہ پوچھا، میں نے اس کا جواب دیا۔ اعمش نے کہا، یعقوب یہ بات تم نے کہاں سے کہی۔ میں نے کہا، تمہاری اس روایت سے جو تم نے مجھ سے بیان کی ہے اور میں نے وہ روایت ان سے بیان کی۔ انہوں نے کہا، یعقوب، یہ حدیث مجھ کو اس وقت سے یاد ہے جب کہ تمہارے والدین آپس میں ملے نہ تھے اور میں اب تک اس کا مطلب سمجھا نہ تھا۔

۹۔ قاضی ابو یوسف نے کہا ہے، جو غریب حدیثوں کا اتباع کرے گا جھوٹ بولے گا اور جو علمِ کلام سے دین کی تلاش کرے گا وہ زندیق بنے گا اور جو کیمیا سے دولت حاصل کرنے کی کوشش کرے گا وہ مفلس بنے گا۔

قاضی ابو یوسف نے "غرائب الأحادیث" کا ذکر کیا ہے یعنی وہ حدیثیں جو غریب ہوں اور غریب وہ حدیث ہے جس کو صرف ایک ثقہ شخص اپنے ایسے استاد سے روایت کرتا ہے جس کے شاگرد کثرت سے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی اس کی روایت نہیں کرتا ہے۔

۱۰۔ ایسا نے سفیان بن حسین سے کہا، میں دیکھتا ہوں تم احادیث اور تفسیر طلب کرتے ہو تم بدنامی سے اپنے کو بچاؤ کیونکہ ان کا طلبگار عیب سے محفوظ نہیں رہتا۔

۱۱۔ اعمش نے اصحاب حدیث سے کہا، تم نے حدیث کو بار بار اتنا دہرایا کہ وہ میرے حلق میں ایلوے سے زیادہ کڑوی ہو گئی ہے۔ جس پر تم مہربان ہوتے ہو اُس کو جھوٹ بولنے پر برا بیگشتہ کر دیتے ہو۔

۱۲۔ مُغیرہ ضُبَیّی نے کہا۔ خدا کی قسم بہ نسبت فاسقوں کے میں اہل حدیث سے زیادہ خائف ہوں۔ عبداللہ بن مبارک نے کہا ہے، تمہارا اعتماد اثر پر رہے اور تم وہ رائے لو جو تمہارے واسطے حدیث کا بیان کرے۔

وکیع نے کہا، ہم حدیث کو حفظ کرنے کے لئے حدیث پر عمل کیا کرتے تھے اور حدیث کی تلاش کے لئے روزہ سے مدد دیا کرتے تھے۔

ابن ابی یسلی نے کہا ہے۔ کوئی شخص حدیث میں اس وقت تک سمجھ حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ بعض احادیث کو لے اور بعض کو نہ لے۔

۱۳۔ حمزہ کنانی کا بیان ہے کہ میں نے ایک حدیث شریف کی تخریج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک دو سو یا لگ بھگ دو سو (یہ شک راوی ابو محمد کو ہوا ہے) طریق سے کی اور مجھ کو بڑی مسرت حاصل ہوئی اور میں متعجب تھا، اتفاق سے میں نے خواب میں یحییٰ بن معین کو دیکھا، میں نے اُن سے کہا، ”جناب ابو زکریا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ایک حدیث کی تخریج دو سو طریق سے کی ہے۔ میری بات سن کر کچھ دیر تک یحییٰ بن معین خاموش رہے، پھر انہوں نے فرمایا، مجھ کو کھٹکا ہے کہ تمہارا یہ عمل کہیں ”اَلْهَاكُمُ الْكَافِرُ“ میں شامل نہ ہو (یعنی تم کو بہتات کی حرص نے غفلت میں ڈال دیا ہے)

۱۴۔ عمار بن رزیق نے اپنے بیٹے کو حدیث کی طلب میں مصروف پایا۔ آپ نے بیٹے سے کہا۔ میرے بیٹے تم قلیل حدیث پر عمل کر لو، کثیر حدیث سے بے نیاز ہو جاؤ گے۔
کیا کوئی سُننے کا۔ یہ عاجز حضرت امام کے اساسی اصول میں حیلے کے بیان میں علامہ ابن تیمیہ کی عبارت علماء ازہر کے حاشیہ سے اور علامہ ابن قیم کی عبارت اعلام الموقعین سے لکھ چکا ہے تاکہ نام نہاد اہل حدیث حضرت امام عالی مقام پر جھوٹے الزام عائد نہ کریں کیونکہ حضرت امام کی فقہ میں ”فہم میں“ علم میں کوئی سمجھدار شک نہیں کر سکتا، لوگوں نے آپ سے ایسی باتیں نقل کی ہیں جو سراسر جھوٹ ہیں علامہ ابن حجر ہیتمی شافعی نے خیرات حسان کی فصل ینتیس میں نفیس کلام لکھا ہے۔ عاجز اس کا ترجمہ لکھتا ہے۔
”فصل ینتیس اس بیان میں کہ ائمہ کرام حضرت امام ابو حنیفہ کے ساتھ ان کی وفات کے بعد ایسا سلوک کرتے تھے جیسا کہ ان کی حیات میں کیا کرتے تھے، اور آپ کی قبر کی زیارت اپنی حاجت روائی کے لئے کرتے تھے۔

سمجھ لو کہ حضرت امام ابو حنیفہ کی قبر کی زیارت ہمیشہ سے علماء اور ضرورتمند افراد کرتے آئے ہیں، وہ آپ کے پاس جا کر اپنی حاجتوں کے لئے آپ کو وسیلہ کرتے ہیں اور اپنی حاجت پوری ہوتی دیکھتے ہیں، ان علماء میں سے امام شافعی بھی ہیں، جب آپ کا قیام بغداد میں تھا۔ وارد ہے کہ آپ نے فرمایا ہے۔ میں ابو حنیفہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور میں آپ کی قبر کے پاس جاتا ہوں اور جب

مجھ کو کوئی ضرورت پیش آجاتی ہے میں دو رکعت نماز پڑھ کر آپ کی قبر کے پاس جا کر اللہ سے دعا کرتا ہوں میری وہ حاجت بہت جلد پوری ہو جاتی ہے۔

امام نووی کی کتاب ”منہاج“ پر حواشی لکھنے والوں نے لکھا ہے کہ امام شافعی نے حضرت امام ابو حنیفہ کی قبر کے پاس صبح کی نماز پڑھی اور اس میں دعا ر قنوت نہیں پڑھی، اس سلسلہ میں آپ سے پوچھا گیا، آپ نے فرمایا، میں نے اس صاحب قبر کے ادب سے نہیں پڑھی، اور دوسرا حاشیہ لکھنے والے نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ نے بلند آواز سے بسم اللہ بھی نہیں پڑھی۔

آپ کے دعا ر قنوت نہ پڑھنے میں یا بلند آواز سے بسم اللہ نہ پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں پیدا ہوتا ہے جیسا کہ بعض افراد نے خیال کیا ہے، کیونکہ کبھی سنت کے ساتھ ایسا معاملہ پیش آ جاتا ہے کہ سنت کا چھوڑنا ہی راجح ہو جاتا ہے کیونکہ اس موقع پر نہ پڑھنا ہی اہم ہوتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ علماء اعلام کی رفعت منزلت کا بیان کرنا امر مطلوب اور ضروری ہے، کسی حد کرنے والے کو ذیل کرنے اور کسی جاہل کو بتانے کے لئے قنوت پڑھنے اور بلند آواز سے بسم اللہ پڑھنے سے نہ پڑھنا اور آہستہ پڑھنا افضل ہے، کیونکہ قنوت کے پڑھنے اور بسم اللہ کے جہر میں ائمہ کا اختلاف ہے اور علماء کرام کے مکتبہ قدر کے بیان کرنے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، قنوت نہ پڑھنے اور بسم اللہ کے جہر نہ کرنے کا فائدہ اور دوسروں کو پہنچتا ہے بہ خلاف قنوت پڑھنے اور بسم اللہ پڑھنے کا فائدہ متعدی نہیں ہے اور پھر یہ بات بھی ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ سے حد کرنے والے بہت تھے، کیا ان کی زندگی میں بھی اور ان کی وفات کے بعد بھی حاسدوں نے آپ پر بڑی بڑی تہمتیں لگائیں، پھر آپ کے قتل کرنے کی کوشش کی، وہ شیعہ قتل جس کا بیان گزر چکا ہے، ان ضرورتوں کے پیش نظر امام شافعی کا فعل قنوت پڑھنے اور بسم اللہ کے جہر کرنے سے افضل ہے تاکہ سب پر ظاہر ہو جائے کہ اس امام کے ساتھ مزید ادب کرنا چاہیے کیونکہ اس امام کا مرتبہ بلند ہے اور وہ مسلمانوں کے اُن ائمہ میں سے ہے کہ جس کی توقیر اور تعظیم مسلمانوں پر واجب ہے اور وہ ان برگزیدہ افراد میں سے ہیں کہ جن سے شرم کرنی چاہیے کہ ان کی وفات کے بعد ان کے سامنے ان کے قول کا خلاف کیا جائے۔ حضرت امام ابو حنیفہ سے حد کرنے والے پوری طرح گھائے میں ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے علم کے ہوتے ہوئے گمراہ کر دیا ہے۔“

توجیہ و جہیہ:- علامہ اجل شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی مکی شافعی نے حضرت امام کے حاسدوں کا ذکر کیا ہے اور کیا خوب لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علم کے ہوتے ہوئے ان کو گمراہ کر دیا ہے۔ ان بد بختوں

نے حضرت امام کے قتلِ شیعہ کرانے کی کوشش کی۔ ان بد بختوں نے ہر طرح آپ کو ایذا پہنچائی، آپ نے صبر کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے درجات بلند کئے اور لوگوں کے دل آپ کی طرف پھیر دیئے۔ وہ آپ کی قبرِ مطہر کے پاس جاتے ہیں اور دعائیں کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی حاجتیں پوری کرتا ہے، حضرت امام شافعی وہاں سے مستفید ہوئے ہیں، امام شافعی نے وہاں صبح کی نماز میں نہ قنوت پڑھی اور نہ جہر سے بسم اللہ پڑھی۔ ابن حجر نے اس واقعہ کی جو توجیہ وجیہ بیان کی ہے، بد بخت حاسدوں کے لئے تازیانہِ عبرت ہے۔ ان بد بختوں نے امام مالک، امام شافعی، امام یوسف، امام ابن مبارک کے نام سے خوب کذب بیانی کی ہے۔ امام شافعی کا یہ ارشاد تمام کذب بیانیوں کا رد کرتا ہے، اسی وجہ سے ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ یہ سب الزامات سراسر جھوٹ ہیں۔ کسی داتاے راز نے کیا خوب کہا ہے۔

۱۔ جز صحبت عاشقانِ مستانِ پیسند در دلِ ہوسِ قومِ فرومایہ مَبَسند

۲۔ ہر طائفہ ات بہ جانبِ خویش کشد چغند سوئے ویرانہ طوطی سوئے قند

۱۔ مست عاشقوں کی صحبت کے علاوہ کچھ پسند نہ کر، اپنے دل کو کہینی قوم کی ہوس میں نہ لگا۔

۲۔ ہر گروہ تجھ کو اپنی طرف کھینچتا ہے، چغند ویرانے کی جانب اور طوطی شکر کی جانب۔

حضرت امام شافعی، حضرت امام ابن مبارک، حضرت امام حسن عمار کو جو کہ طوطیاں شکرستانِ معارفِ الہیہ ہیں مرقدِ مبارکِ امام ابو حنیفہ، مخاطبہ انوارِ الہیہ نظر آیا اور چغندِ ان دُوناں امثالِ خطیب کو نصاریٰ کا جنازہ نظر آیا۔

شانِ عنقارِ چہ داند چغندِ دوں نادر نہ شد ناقصے در شانِ والاے تو کردارِ قیل و قال

کہینہ چغند عنقا کی شان کیا جانے، یہ بات نادر نہیں ہے اگر ناقص انسان آپ کی بلند شان پر اعتراضات کرے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک جب حضرت امام کی قبرِ مطہر پر حاضر ہوئے، انہوں نے فرمایا۔ اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ ابراہیم اور حماد کی وفات ہوئی، ان دونوں نے اپنا قائم مقام چھوڑا اور آپ کی وفات ہوئی اور آپ نے روئے زمین پر اپنا کوئی قائم مقام نہیں چھوڑا۔ اور پھر وہ شدت کے ساتھ رونے لگے۔

حضرت حسن عمار نے آپ کی قبر پر کہا۔ آپ ہمارے لئے گزرے ہوئے حضرات کے جانشین تھے، آپ نے اپنے بعد کسی کو اپنا جانشین نہ چھوڑا، اگر آپ کے سکھائے ہوئے علم میں کوئی آپ کا

جانشین ہو بھی جائے وہ ورع میں آپ کا جانشین ہو نہیں سکتا۔
خطیب کی کارستانی عنقریب ناظرین مطالعہ فرمائیں گے۔

اب یہ عاجز امام، محدث، مجتہد حافظ مغرب ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن عبد البر ثمری قرطبی اندلسی متولد ۳۶۸ھ متوفی ۴۶۳ھ کی کچھ عبارتیں نقل کر کے اُن کا آزاد ترجمہ لکھتا ہے حضرت امام کے مخالفوں نے ہر طرح کے فریب اور دجل سے کام لیا تھا اور اس کثرت سے مخالفت کی تھی کہ بعض سادہ لوح افراد بھی ان کے ہمنوا بن گئے تھے چنانچہ بعض شافعیہ بھی بھٹک گئے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس وقت امام محقق ابن عبد البر کو توفیق دی کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر کے رکھ دیا چونکہ آپ کی تحریرات پر عاجز کا بڑا اعتماد ہے اس لئے عاجز پہلے اصل عبارت اور پھر اس کا آزاد ترجمہ پیش کرتا ہے۔ آپ کی تحریرات نے شوافع کا رنگ بدل دیا اور پھر انہوں نے بڑی گراں قدر کتابیں لکھی ہیں۔ اللہ ہم سب کو توفیق دے کہ حضرات ائمہ کی قدر و منزلت کو پہچانیں۔
علامہ ابن عبد البر نے الایاتقاء کے صفحہ ۱۴۹ سے ۱۵۲ تک لکھا ہے:-

كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ اسْتَجَارُوا الطَّعْنَ عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ لِرَدِّهِ كَثِيرًا مِنْ أَخْبَارِ الْأَخَادِ الْعُدُولِ لِأَنَّهُ كَانَ يَذْهَبُ فِي ذَلِكَ إِلَى غَرَضِهَا عَلَى مَا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ مِنَ الْأَحَادِيثِ وَمَعَانِي الْقُرْآنِ فَمَا شَدَّ مِنْ ذَلِكَ رَدَّهُ وَسَمَاءُ شَاذًا وَكَانَ مَعَ ذَلِكَ أَيْضًا يَقُولُ الطَّاعَاتُ مِنَ الصَّلَاةِ وَغَيْرِهَا لَا تُسَمَّى إِيْمَانًا وَكُلُّ مَنْ قَالَ مِنْ أَهْلِ الشُّنَّةِ الْإِيْمَانُ قَوْلٌ وَكَمَلُ يَنْكُرُونَ قَوْلَهُ وَيَبْدُو عَوْنُهُ بِذَلِكَ وَكَانَ مَعَ ذَلِكَ فَحْشُودًا لِقَهْرِهِ وَفِطْنَتِهِ۔

وَنَذَكُرُ فِي هَذَا الْكِتَابِ مِنْ ذَمِّهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ مَا يَقِفُ بِهِ النَّاسُ فِيهِ عَلَى حَالِهِ عَصَمَنَا اللَّهُ وَكَفَانَا شَرَّ الْحَاسِدِينَ، آمِينَ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

فَمَنْ طَعَنَ عَلَيْهِ وَبَجَرَحَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ فَقَالَ فِي كِتَابِهِ الضُّعْفَاءُ وَالْمُتْرُوكِينَ، أَبُو حَنِيفَةَ الثُّغْمَانُ بْنُ قَابِطٍ الْكُوفِيُّ قَالَ نَعِيمُ بْنُ حَمَادٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَمَعَاذُ بْنُ مَعَاذٍ سَمِعَا سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ يَقُولُ قِيلَ اسْتَيْبَ أَبُو حَنِيفَةَ مِنَ الْكُفْرِ مَرَّتَيْنِ وَقَالَ نَعِيمٌ عَنِ الْفَرَارِيِّ كُنْتُ عِنْدَ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ فَجَاءَ نَعْيُ أَبِي حَنِيفَةَ فَقَالَ لَعَنَهُ اللَّهُ كَانَ يَهْدِمُ الْإِسْلَامَ عُرْوَةً عُرْوَةً وَمَا وَلِدَ فِي الْإِسْلَامِ مَوْلُودٌ أَشْرَمَ مِنْهُ۔ هَذَا مَا ذَكَرَهُ الْبُخَارِيُّ۔

حَدَّثَنَا حَكَمُ بْنُ مُنْدِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو يَعْقُوبَ يُونُسُ بْنُ أَحْمَدَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَسَدٍ الْفَقِيهَ قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ الرَّقِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ قَالَ حَدَّثَنَا
عَبِيدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو الرَّقِّيُّ قَالَ ضَرَبَ أَبُو حَنِيفَةَ عَلَى الْقَضَاءِ فَلَمْ يَفْعَلْ فَفَرِحَ بِذَلِكَ أَغْدَاؤُهُ
وَقَالُوا اسْتَنَابَهُ، قَالَ أَبُو يَعْقُوبَ وَحَدَّثَنَا أَبُو قَتَيْبَةَ سَلَمُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
يُونُسَ الْكُوَيْمِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ دَاوُدَ الْحَرَبِيَّ يَوْمًا وَقِيلَ لَهُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنِّي
مَعَاذًا يَرُونِي عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ اسْتُتِيبَ أَبُو حَنِيفَةَ مَرَّتَيْنِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
دَاوُدَ، هَذَا وَاللَّهِ كَذِبٌ، فَقَدْ كَانَ بِالْكُوفَةِ عَلَى وَالحَسَنِ ابْنِ صَالِحٍ بْنِ حَيٍّ وَهُمَا مِنَ الْوَرَعِ
بِالْمَكَانِ الَّذِي لَمْ يَكُنْ مِثْلُهُ وَأَبُو حَنِيفَةَ يُفْتِي بِحَضْرَتِهِمَا وَلَوْ كَانَ مِنْ هَذَا شَيْءٌ مَا رَضِيَا بِهِ
وَقَدْ كُنْتُ بِالْكُوفَةِ دَهْرًا فَمَا سَمِعْتُ بِهَذَا.

وَذَكَرَ الشَّاجِيُّ فِي كِتَابِ الْعِلَلِ لَهُ فِي بَابِ ابْنِ حَنِيفَةَ أَنَّهُ اسْتُتِيبَ فِي خَلْقِ الْقُرْآنِ
فَتَابَ وَالشَّاجِيُّ مِمَّنْ كَانَ يُنَافِسُ أَصْحَابَ ابْنِ حَنِيفَةَ -
وَقَالَ بَنُ الْجَارُودِ فِي كِتَابِهِ فِي الضُّعْفَاءِ وَالْمُتْرُوكِينَ التُّعْمَانُ بْنُ الثَّابِتِ أَبُو حَنِيفَةَ
جُلَّ حَدِيثُهُ وَهُمْ وَقَدْ اخْتَلَفَ فِي إِسْلَامِهِ، فَهَذَا وَمِثْلُهُ لَا يَخْفَى عَلَى مَنْ أَحْسَنَ النَّظَرَ وَالتَّامَّلَ
مَا فِيهِ.

وَقَدْ رَوَى عَنْ مَالِكٍ رَحِمَهُ اللَّهُ أَنَّهُ قَالَ فِي ابْنِ حَنِيفَةَ نَحْنُ مَا ذَكَرَ سُفْيَانُ أَنَّهُ شَرُّ
مَوْلُودٍ وَلِدَ فِي الْإِسْلَامِ وَأَنَّهُ لَوْ خَرَجَ عَلَى هَذِهِ الْأُمَّةِ بِالسَّيْفِ كَانَ أَهْوَنَ، وَرَوَى عَنْهُ
أَنَّهُ سِئِلَ عَنْ قَوْلِ عُمَرَ بِالْعِرَاقِ وَبِهَذَا الْعُضَالِ، فَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ، وَرَوَى ذَلِكَ كُلُّهُ عَنْ
مَالِكٍ أَهْلُ الْحَدِيثِ وَأَمَّا أَصْحَابُ مَالِكٍ مِنْ أَهْلِ الرَّأْيِ فَلَا يَرَوُونَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا
عَنْ مَالِكٍ.

وَذَكَرَ الشَّاجِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الشَّائِبِ قَالَ سَمِعْتُ وَكِيعَ بْنَ الْجَرَّاحِ يَقُولُ وَجَدْتُ
أَبَا حَنِيفَةَ خَالَفَ مَأْسِيَّ حَدِيثٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَوَى عَنْ وَكِيعٍ أَنَّهُ
قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَنِيفَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ عَطَاءً إِنْ كَانَ سَمِعَهُ - وَذَكَرَ الشَّاجِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَسْدَارُ
وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُقَرَّبِيِّ قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذِ الْعَبْدِيِّ قَالَ سَمِعْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ يَقُولُ
اسْتُتِيبَ أَبُو حَنِيفَةَ مَرَّتَيْنِ، وَذَكَرَ الشَّاجِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ الرَّازِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ
بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُونُسَ قَالَ إِنَّمَا اسْتُتِيبَ أَبُو حَنِيفَةَ لِأَنَّهُ قَالَ الْقُرْآنُ مَخْلُوقٌ وَاسْتَنَابَهُ عِيسَى
بْنُ مَوْسَى، وَذَكَرَ الشَّاجِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رُوحٍ الْمَدَائِنِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ قُلْتُ

لَا بِنِ الْمُبَارِكِ كَانَ النَّاسُ يَقُولُونَ إِنَّكَ تَذْهَبُ إِلَى قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ، قَالَ لَيْسَ كُلُّ مَا يَقُولُ النَّاسُ يُصِيبُونَ فِيهِ قَدْ كُنَّا نَأْتِيهِ زَمَانًا وَنَحْنُ لَا نَعْرِفُهُ فَلَمَّا عَرَفْنَاهُ مَرَكْنَاهُ، قَالَ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ التَّمِيمِيُّ الْمُقَرَّبِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ دَعَانِي أَبُو حَنِيفَةَ إِلَى الْأَرْجَاءِ غَيْرَ مَرَّةٍ فَلَمْ أُجِبْهُ، قَالَ وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْقَطَّانُ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ عَاصِمٍ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي حَنِيفَةَ حَدِيثُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ صَلَّى خَمْسًا فَأَخَذَ أَبُو حَنِيفَةَ شَيْئًا مِنَ الْأَرْضِ وَرَفَعِي بِهِ وَقَالَ إِنْ كَانَ جَلَسَ فِي الرَّابِعَةِ مَقْدَارَ الشَّهْدِ وَالْأَوَّلُ تَسَاوَى صَلَاتُهُ هَذِهِ، قَالَ وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عَمْرِو وَعِصْمَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ بَشِيرِ بْنِ الْفَضْلِ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي حَنِيفَةَ نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ الْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرَقَا إِلَّا بَيْعُ الْخِيَارِ، قَالَ هَذَا رَجَزٌ فَقُلْتُ قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ يَهُودِيًّا رَضَخَ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ بَحْرَيْنِ فَرَضَخَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَأْسَهُ بَيْنَ بَحْرَيْنِ فَقَالَ هَذَا هَذَانِ - قَالَ أَبُو عُمَرَ سَمِعَ الطَّحَاوِيَّ أَبَا جَعْفَرٍ رَجُلًا يَنْشُدُهُ -

إِنْ كُنْتَ كَاذِبَةً بِمَا حَدَّثْتَنِي فَقَلْبُكَ إِثْمٌ أَبِي حَنِيفَةَ أَوْ ذُرِّ

الْوَاشِيَيْنِ عَلَى الْقِيَاسِ تَعْدِيًّا وَالتَّائَكِبِينَ عَنِ الطَّرِيقَةِ وَالْأَثَرِ

فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: وَدِدْتُ أَنَّ لِي حَسَنَاتِهِمَا وَأُجُورُهُمَا وَعَلَى إِثْمَهُمَا -

الانتقار کے صفحہ ۱۷۳ میں لکھا ہے - قال ابو عمر، كان يحيى بن معين يثني عليه وثبوته

وأما ما يؤاخذ أهل الحديث فمهم كالأغدا وإلا في حنيفة وأصحابه - ام

(ترجمہ) ابو عمر کہتے ہیں، اہل حدیث کی اکثریت نے ابو حنیفہ پر طعن کرنے کو دو وجہ سے جائز قرار دیا ہے۔ (۱) ابو حنیفہ نے ان روایات کو جو عادل افراد سے مروی ہیں اور وہ روایتیں متفقہ اور مسلمہ معانی کے خلاف واقع ہوئی ہیں، رد کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں جو روایت متفقہ اصول کے خلاف ہو وہ ثانویہ اس پر عمل جائز نہیں۔

(۲) وہ کہتے ہیں اعمال کو جیسے نماز، روزہ وغیرہ ایمان نہیں کہا جاسکتا۔ جن لوگوں نے اعمال کو ایمان قرار دیا ہے وہ آپ کے قول کو برا سمجھتے ہیں اور آپ کو بدعتی قرار دیتے ہیں۔

ان باتوں کے ہوتے ہوئے آپ اپنی سمجھ اور ذہانت کی وجہ سے محسوس تھے آپ سے حسد کیا جانا تھا۔ میں اس کتاب "الانتقار" میں آپ کی مذمت کا اور آپ کی مدحت کا بیان کرتا ہوں تاکہ ناظرین واقف رہیں، اللہ تعالیٰ ہم کو حسد کرنے والوں کے شر سے بچائے، آمین یا رب العالمین۔

جن لوگوں نے آپ پر طعن و جرح کی ہے اُن میں ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب "الضعفاء والمتروکین" میں لکھا ہے۔

ابو حنیفہ النعمان بن ثابت کوفی کے متعلق نعیم بن حمار نے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ بن سعید اور معاذ بن معاذ نے بیان کیا کہ ہم نے سفیان ثوری سے سنا وہ کہہ رہے تھے، کہا گیا ہے کہ دُومرتبہ ابو حنیفہ سے کفر سے توبہ کرائی گئی ہے۔

اور نعیم نے فزاری کا بیان نقل کیا کہ میں سفیان بن عیینہ کے پاس تھا کہ ابو حنیفہ کی وفات کی خبر آئی۔ سفیان نے کہا، اللہ اس پر لعنت کرے، وہ اسلام کی ایک ایک کڑی گزار رہا تھا، اسلام میں اس سے بدتر بچہ پیدا نہیں ہوا ہے۔ (تمام ہوئی بخاری کی جرح)

(ابو عمر کہتے ہیں) ہم سے حکم بن منذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو یعقوب یوسف بن احمد نے کہا کہ ہم سے ابو محمد عبدالرحمن بن اسد فقیہ نے بیان کیا کہ ہم سے ہلال بن العلاء رقی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا کہ ہم سے عبید اللہ بن عمرو رقی نے بیان کیا کہ قاضی کا عہدہ قبول کرنے کے سلسلہ میں دُومرتبہ ابو حنیفہ کو کوڑے مارے گئے اور انہوں نے وہ عہدہ قبول نہیں کیا، اُن کے دشمن خوش ہوئے اور انہوں نے کہا ابو حنیفہ سے توبہ کرائی گئی ہے اور یہ قدرح ہے۔

ابو یعقوب نے بیان کیا کہ ہم سے ابوقتیبہ سلم بن فضل نے کہا کہ ہم سے محمد بن یونس کدی نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن داؤد خریبی سے ایک دن جب کہ اُن سے کہا گیا کہ معاذ، سفیان ثوری سے بیان کرتا ہے کہ سفیان نے کہا کہ ابو حنیفہ سے دُومرتبہ توبہ کرائی گئی، یہ سن کر عبداللہ بن داؤد نے کہا اللہ کے قسم یہ جھوٹ ہے، کوفہ میں علی اور حسن فرزندانِ صالح بن حی موجود تھے، ان دونوں کے دُوع کی مثال نہ تھی، ان کے سامنے ابو حنیفہ فتویٰ دیا کرتے تھے، اگر اس قسم کی کوئی بات ہوتی، یہ دونوں حضرات خاموش نہ رہتے۔ اور عبداللہ بن داؤد خریبی نے یہ بھی کہا کہ میں کوفہ میں ایک زمانہ رہا ہوں اور یہ بات میں نے نہیں سنی ہے۔

ساجی نے اپنی کتاب "العلل" کے باب ابو حنیفہ میں ذکر کیا ہے کہ خلقِ قرآن کے سلسلہ میں ابو حنیفہ سے توبہ کرائی گئی اور انہوں نے توبہ کی۔

ساجی، ابو حنیفہ کے اصحاب سے حسد و رشک کیا کرتا تھا۔

ابن جارد نے اپنی کتاب "الضعفاء والمتروکین" میں لکھا ہے۔ ابو حنیفہ کی زیادہ تر حدیثیں

دہم ہیں، اور ابو حنیفہ کے اسلام میں کلام کیا گیا ہے۔

ابو عمر علامہ ابن عبد البر نے لکھا ہے جو کچھ ابن جارد نے لکھا ہے یا کسی دوسرے نے لکھا ہے اس کی حقیقت اہل بنی ش اور اصحاب دانش پر واضح ہے۔ ابو حنیفہ کے متعلق مالک سے بھی ایسا ہی قول نقل کیا گیا ہے جو سفیان کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ ابو حنیفہ اسلام میں بدتر مولود ہیں اگر ابو حنیفہ تلوار لے کر اس اُمت پر نکلتے وہ زیادہ آسان رہتا اور بیان کیا گیا ہے کہ مالک سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول "يَا عَرَّاقِ الدَّاءُ الْعُضَالُ" (عراق میں عاجز کر دینے والی بیماری ہے) کی تشریح طلب کی گئی اور انہوں نے کہا کہ یہ داء عُضَال ابو حنیفہ ہیں، اس قسم کی تمام باتیں امام مالک سے اہل حدیث نے نقل کی ہیں۔ امام مالک کے اصحاب اور اُن کے پیروان نے اس قسم کی کوئی روایت نہیں کی ہے۔ ۱۔ ساجی نے ذکر کیا ہے کہ ہم سے ابو اسائب نے کہا کہ میں نے دکیع بن الجراح سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ ابو حنیفہ نے دو سو حدیثوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ہے۔ اور دکیع نے کہا کہ ابو حنیفہ کہتے ہیں "میں نے عطا سے سنا ہے" اگر انہوں نے سنا ہو (یعنی دکیع بن الجراح کو حضرت امام کے قول پر اعتماد نہیں ہے)

۲۔ اور ساجی نے ذکر کیا کہ ہم سے بندار اور محمد بن المقری نے کہا کہ معاذ بن معاذ عبدی نے بیان کیا کہ میں نے سفیان ثوری سے سنا کہ ابو حنیفہ سے دو بار توبہ کرائی گئی ہے۔ ۳۔ اور ساجی نے ذکر کیا کہ ہم سے ابو حاتم رازی نے کہا۔ ان سے عباس بن عبد العظیم نے کہا اور وہ محمد بن یونس سے روایت کرتے ہیں کہ ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ "أَلْقُرْآنُ مَخْلُوقٌ" قرآن مخلوق ہے اور عیسیٰ بن موسیٰ نے ابو حنیفہ سے توبہ کرائی۔

۴۔ اور ساجی نے ذکر کیا کہ مجھ سے محمد بن روح مدائنی نے اور ان سے معلى بن اسد نے کہا کہ میں نے ابن مبارک سے کہا، لوگ کہتے ہیں تم ابو حنیفہ کے قول کو اختیار کرتے ہو۔ ابن مبارک نے کہا لوگوں کی کہی ہوئی ہر بات درست نہیں ہوا کرتی، ایک مدت تک ہم اُن کے پاس جاتے تھے جب ہم پر حقیقت ظاہر ہوئی ہم نے ان کو چھوڑ دیا۔

۵۔ اور ساجی نے ذکر کیا کہ مجھ سے محمد بن عبد الرحمن المقری نے کہا کہ میرے والد نے مجھ سے کہا کہ مجھ کو کئی مرتبہ ابو حنیفہ نے ارجار کی طرف بلایا لیکن میں نے قبول نہیں کیا۔

۶۔ اور ساجی نے ذکر کیا کہ ہم سے احمد بن سنان قطان نے کہا کہ ہم نے علی بن عاصم سے سنا کہ میں نے ابو حنیفہ سے کہا۔ ابراہیم نے علقمہ سے اور علقمہ نے عبد اللہ بن مسعود سے سنا کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ رکعتیں پڑھیں۔ یہ سن کر ابو حنیفہ نے زمین پر سے کوئی شے اٹھا کر ایک طرف پھینک دی اور کہا اگر چوتھی رکعت میں بہ قدر تشہد بیٹھے ہیں (تو درست ہے) ورنہ وہ نماز اس پھینکی ہوئی شے کی طرح ہیچ ہے (کچھ نہیں ہے)۔

۷۔ اور ساجی نے کہا ہم سے سعید بن محمد بن عمرو اور عصمتہ بن محمد نے کہا کہ ہم سے عباس بن عبد العظیم نے اور ان سے ابوالاسود نے اور ان سے بشر بن الفضل نے بیان کیا کہ میں نے ابو حنیفہ سے کہا کہ نافع ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بائع اور مشتری (فروخت کرنے والا اور خریدنے والا) جب تک الگ نہ ہوں خرید و فروخت کو قائم رکھنے اور نہ رکھنے کا اختیار رکھتے ہیں۔ ابو حنیفہ نے کہا یہ تو رجز ہے (ایک طرح کی شاعری ہے) پھر میں نے ابو حنیفہ سے کہا: قتادہ انس سے روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی نے ایک لونڈی کا سر دو پتھروں سے کچل دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودی کا سر پتھروں سے کچلوا دیا۔ ابو حنیفہ نے کہا، یہ بیکار بات ہے۔^{۱۵}

ابو عمر بن عبد البر کا بیان ہے کہ (امام) ابو جعفر طحاوی نے کسی سے یہ دو شعر منے۔
۱۔ اگر تو نے جو بات مجھ سے کہی ہے غلط ہے تو تجھ پر ابو حنیفہ اور زفر کے گناہ پڑیں۔
۲۔ جو کہ تجاوز کرتے ہوئے قیاس میں بڑھتے تھے اور سیدھی راہ اور آخر سے پھرتے تھے۔
ابو جعفر نے فرمایا: کاش مجھ کو ان دو صاحبان کا اجر اور نیکیاں ملیں اور ان کے گناہ مجھ پر پڑیں۔

انتقار میں قاضی ابویوسف کے احوال کے آخر میں لکھا ہے۔ یحییٰ بن معین ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کی تعریف کیا کرتے تھے اور باقی اہل حدیث مثل اعداء تھے (دشمنوں کی طرح تھے)۔
امام ابو عمر ابن عبد البر نے حضرت امام عالی مقام کے حاسدوں اور آپ کے اعداء کا خوب بیان کیا ہے اور ظاہر کر دیا ہے کہ یہ نام نہاد اہل حدیث حضرت عبدالرحمن جامی کے اس شعر کے اتم مصداق ہیں۔

در لباس دوستی سازند کار دشمنی هم ذیاب فی ثیاب اذنیاب فی ذیاب

دوستی کے لباس میں دشمنی کے کام انجام دیتے ہیں وہ بھڑیے کپڑوں میں یا کپڑے بھڑیوں میں ہیں۔

^{۱۵} یہ الزامات ساجی نے حضرت امام پر لگائے ہیں۔ اور ساجی کے متعلق ابن عبد البر لکھ چکے ہیں کہ وہ ابو حنیفہ کے اصحاب سے حسد کیا کرتا تھا۔ اعدو من غیر حاسد اذا حسد۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ حاسد کا کام ہی الزام تراشی ہے۔

علامہ ابن عبد البر نے جامع بیان العلم وفضلہ کے نصف آخر کے صفحہ ۴۸ میں لکھا ہے۔

قَالَ أَبُو عُمَرَ: أَفْرَطَ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ فِي دَهْمِ أَبِي حَنِيفَةَ وَتَجَاوَزُوا الْحَدَّ فِي ذَلِكَ وَالتَّبَسُّطِ وَالْمَوْجِبِ لِنَظَرِهِ عِنْدَهُمْ إِذْ خَالَهُ الرَّأْيُ وَالْقِيَاسُ عَلَى الْأَثَارِ وَاعْتِبَارُهُمَا، وَكَثُرَ أَهْلُ الْعِلْمِ يَقُولُونَ: إِذَا صَحَّ الْأَثَرُ بَطَلَ الْقِيَاسُ وَالنَّظَرُ وَكَانَ رَدُّهُ لِمَا رَدَّ مِنْ أَخْبَارِ الْأَحَادِ بِتَأْوِيلٍ مُخْتَلٍ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ قَدْ تَقَدَّمَ إِلَيْهِ غَيْرُهُ وَتَابَعَهُ عَلَيْهِ مِثْلُهُ مِمَّنْ قَالَ بِالرَّأْيِ وَجَلَّ مَا يُوْجَدُ لَهُ مِنْ ذَلِكَ مَا كَانَ مِنْهُ إِتِّبَاعًا لِأَهْلِ بَلَدِهِ كَأَبِرَاهِيمَ التَّخَمِي وَأَصْحَابِ ابْنِ مَسْعُودٍ إِلَّا أَنَّهُ أَغْرَقَ وَأَفْرَطَ فِي تَنْزِيلِ التَّوَاظِلِ هُوَ وَأَصْحَابُهُ وَالْجَوَابِ فِيهِمَا بِرَأْيِهِمْ وَاسْتِحْسَانِهِمْ فَأَيُّ مِنْهُ ذَلِكَ خِلَافٌ كَمِيزٌ لِلسَّلَفِ وَشَتَعٌ هِيَ عِنْدَ مُخَالَفَتِهِمْ بِدَعْوَاةٍ وَمَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَّا وَلَهُ تَأْوِيلٌ فِي آيَةٍ أَوْ مَذْهَبٌ فِي سُئِلَ رَدُّ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ الْمَذْهَبِ سُئِلَ أُخْرَى بِتَأْوِيلٍ سَائِعٍ أَوْ إِدْعَاءٌ تُنْجِ إِلَّا أَنْ لَا بِي حَنِيفَةً مِنْ ذَلِكَ كَخَيْرًا وَهُوَ يُوجَدُ لَغَيْرِهِ كَلِيلٌ، وَقَدْ ذَكَرَ يَحْيَى بْنُ سَلَامٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ غَارِثٍ فِي مَجْلِسِ إِبْرَاهِيمَ الْأَعْلَبِ يُحَدِّثُ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّهُ قَالَ أَخَصِيْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ سَعِينَ مَسْئَلَةً كُلُّهَا مُخَالَفَةٌ لِسُنَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا قَالَ مَالِكٌ فِيهِمَا بَرَاهِيهِ، قَالَ وَلَقَدْ كَتَبْتُ إِلَيْهِ فِي ذَلِكَ قَالَ أَبُو عُمَرَ لَيْسَ لِأَحَدٍ مِنْ عُلَمَاءِ الْأُمَّةِ يُثَبِّتُ حَدِيثًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَرُدُّهُ دُونَ إِدْعَاءِ نَسْخٍ عَلَيْهِ بِأَثَرٍ مِثْلِهِ أَوْ بِاجْتِمَاعٍ أَوْ بِعَمَلٍ يَحِبُّ عَلَى أَصْلِهِ الْإِنْفِصَادَ إِلَيْهِ أَوْ طَعْنٍ فِي سَنَدِهِ وَلَوْ فَعَلَ ذَلِكَ أَحَدٌ سَقَطَتْ عَدَالَتُهُ فَضْلًا عَنْ أَنْ يَتَّخِذَ إِمَامًا وَلَزِمَهُ أَثَمُ الْفُسْطِ وَلَقَمُوا أَيْضًا عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ الْإِرْجَاءَ وَمِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مَنْ يُنْسَبُ إِلَى الْإِرْجَاءِ كَثِيرٌ لَمْ يُعْنَ أَحَدٌ بِنَقْلِ قَبِيحٍ مَا قِيلَ فِيهِ كَمَا عَتَوِيْدُكَ فِي أَبِي حَنِيفَةَ لِإِمَامِيَّتِهِ وَكَانَ أَيْضًا مَعَ هَذَا يُحَدِّثُ وَيُنْسَبُ إِلَيْهِ مَا لَيْسَ فِيهِ وَتُخْتَلَقُ عَلَيْهِ مَا لَا يَلِيْقُ وَقَدْ أَخْبَرَنِي عَلَيْهِ جَمَاعَةٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَفَضَّلُوهُ.

ابو عمر (ابن عبد البر) نے کہا، اہل حدیث نے ابو حنیفہ کی مذمت کرنے میں بڑی زیادتی سے کام لیا ہے وہ اس سلسلہ میں حد سے بڑھ گئے ہیں، اہل حدیث کے نزدیک اس افراط اور حد سے تجاوز کرنے کی علت اور وجہ ابو حنیفہ کا آثار پر رے اور قیاس کو ترجیح دینا ہے، اور اکثر اہل علم نے کہا ہے، جب صحیح اثبات ہو جائے تو قیاس اور نظر رد ہو جاتا ہے۔ ابو حنیفہ نے جن اخبار آحاد کو رد کیا ہے، اسی تاویل سے رد کیا ہے جو محتمل ہے (اس کا احتمال کیا جاسکتا ہے) ابو حنیفہ نے جن اخبار آحاد کو رد کیا ہے ان میں کثرت ایسے اخبار آحاد کی ہے کہ ابو حنیفہ سے پہلے علماء کرام ان میں تاویل کر چکے ہیں یا آپ سے

علماء آپ کی پیروی کر چکے ہیں۔ اور آپ سے جو کچھ منقول ہے اُن میں زیادہ تر ایسی آراء ہیں جن میں آپ نے اپنے شہر والوں کا اتباع کیا ہے، جیسے ابراہیم نخعی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ابو حنیفہ اور آپ کے اصحاب نے تنزیلِ نوازل کی وجہ سے (واقعات کے رونما ہونے کے خیال سے) پیدا کردہ مسائل میں کثرت سے رائے اور قیاس کا استعمال کیا ہے اور آپ نے اور آپ کے اصحاب نے استحسان کا استعمال کیا ہے۔ اس کی وجہ سے اختلاف بڑھا اور مخالفوں نے اس کو بدعت قرار دے کر تشنیع کی ہے۔

میرے علم میں اہل علم میں سے کوئی فرد ایسا نہیں گزرا ہے جس نے کسی آیت میں کوئی تاویل نہ کی ہو یا سنت میں کوئی ایسی راہ اختیار نہ کی ہو جس کی وجہ سے کوئی دوسری سنت نظر انداز نہ ہوئی ہو، اچھی تاویل کی وجہ سے یا نسخ کے دعویٰ کی وجہ سے۔ فرق اتنا ہے اوروں کا یہ عمل تھوڑا ہے اور ابو حنیفہ اور اُن کے اصحاب کا زیادہ ہے۔ لہ

یحییٰ بن سلام نے بیان کیا کہ میں نے ابراہیم بن اغلب کی مجلس میں عبداللہ بن غانم کو یہ بیان کرتے سنا کہ لیث بن سعد (امام مصر) نے کہا میں نے مالک بن انس کے ستر ایسے مسئلے شمار کئے ہیں کہ وہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مخالف ہیں اور مالک نے اپنی رائے سے بیان کئے ہیں میں نے اس سلسلہ میں مالک بن انس کو لکھا ہے۔ ابو عمر (ابن عبدالبر) کہتے ہیں، اس امت کے علماء میں سے کسی عالم کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث کو بغیر نسخ کے دعویٰ کے یا انس جیسی کسی دوسری حدیث کی وجہ سے یا اجماع امت کی وجہ سے یا کسی ایسے عمل کی وجہ سے جس کا تسلیم کرنا واجب ہو یا اس کی سند میں کوئی طعن ہو رد کرے۔ اگر ان وجوہ کے بغیر کوئی ثابت حدیث کو رد کرے گا اس کی عدالت ساقط ہو جائیگی چہ جائیکہ اس کو امام بنایا جائے۔ ایسے شخص پر فسق کا دھبہ لگ جاتا ہے۔

اور ابو حنیفہ پر ارجار کا بھی اعتراض ہے۔ اصحاب علم میں سے ارجار کے قائل کثرت سے ہیں لیکن کسی کے متعلق بُرائی کی نسبت نہیں بیان کی گئی ہے جس طرح ہر کہ ابو حنیفہ کے ساتھ کیا گیا ہے اور یہ آپ کی امامت کی وجہ سے ہوا ہے۔ اور ابو حنیفہ کے ساتھ حد کیا جاتا تھا اور آپ کے ایسی باتوں کی نسبت کی جاتی تھی جو آپ میں تھیں اور ناشائستہ امور کی تہمت آپ پر لگائی جاتی ہے حالانکہ آپ کی تعریف و ستائش علماء کی ایک جماعت نے کی ہے اور وہ آپ کی فضیلت کے قائل ہوئے ہیں۔

لہ بیشک علماءِ اخاف کا عمل زیادہ ہے۔ ان حضرات نے مسائل کے استنباط بھی کثرت سے کئے ہیں اور لا اذری کہہ کر پیہو نہیں نہیں کی ہے۔ لہ ارجار کا بیان آنے والا ہے۔

علامہ ابن عبد البر کی عبارات پر ایک نظر

ابن عبد البر نے الانتقار میں ابتداً اس عبارت سے کی ہے۔ اہل حدیث نے دوجوہ کی بنا پر امام ابو حنیفہ پر طعن کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔

۱۔ آپ نے عادل افراد کی اُن روایتوں کو رد کیا ہے جو مستفاد اور مسلمہ معانی کے خلاف واقع ہوئی ہیں۔

۲۔ آپ نے اعمال کو جیسے نماز و روزہ ہے، ایمان میں داخل نہیں کیا ہے۔

اور انتقار میں اپنے کلام کو اس پر ختم کیا ہے۔ ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کی تعریف بھی بن معین کیا کرتے تھے باقی اہل حدیث مثل دشمنوں کے تھے۔

اور امام ابو حنیفہ پر طعن کرنے والوں میں سر فہرست امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری کا نام لکھا ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب الضعفاء والمتروکین ”میں اپنے شیخ نعیم بن حماد سے سنا ان سے بھی بن سعید اور معاذ بن معاذ نے کہا ہے۔ ہم نے سلیمان ثوری سے سنا کہ دو مرتبہ ابو حنیفہ سے توبہ کفر سے کرائی گئی ہے۔

اہل علم جانتے ہیں کہ حاسد اور دشمن کی گواہی شرعاً مقبول نہیں ہوتی ہے۔ جو کچھ بھی اہل حدیث نے حضرت امام ابو حنیفہ کے متعلق کہا ہے وہ زور اور بہتان ہے۔ ابن تیمیہ نے کھلے الفاظ میں کہا ہے۔ نقلوا عنه اشیاء یقصدون بها الشناعة علیہ وہی کذب علیہ قطعاً۔ لوگوں نے آپ سے باتیں نقل کی ہیں، اُن کا مقصد آپ کو بدنام کرنا ہے اور یہ آپ پر قطعاً جھوٹ ہے۔

بخاری نے اپنے شیخ نعیم بن حماد کے جھوٹ کو نقل کیا ہے۔ خطیب نے تاریخ بغداد کی جلد ۱۳ میں حضرت امام عالی مقام کے ذکر سے پہلے صفحہ ۳۰۶ سے صفحہ ۳۱۴ تک نعیم بن حماد کا ذکر کیا ہے اس میں جو جرح لکھی ہے عاجز اس کو صفحہ کے نمبر کے ساتھ لکھتا ہے۔

ص ۳۰۶ نعیم بن حماد نے روایت کی ہے۔ تَقَرَّرَتْ أُمَّتِي عَلَى بَعْضِ وَتَبَعَيْنِي فِرْقَةٌ أَغْلَقُوا فِتْنَةً عَلَى أُمَّتِي قَوْمٌ يَقْبِضُونَ الْأُمُورَ بِرَأْيِهِمْ فَيَحْلُتُونَ الْحَرَامَ وَيُخْرِجُونَ الْحَلَالَ (میری امت کچھ اوپر سرفروں میں بٹے گی، میری امت کے لئے زیادہ فتنہ پرواز وہ جماعت ہوگی جو واقعات اور

مسائل میں قیاس کرے گی اور حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرے گی (ابوزرعہ کہتے ہیں۔ میں نے یحییٰ بن معین سے کہا نعیم یہ روایت کہاں سے لائے۔ انہوں نے کہا نعیم کو شبہ ہوا ہے۔

ص ۳۰۶ دارقطنی نے کہا۔ إِمَامٌ فِي الثَّقَاتِ كَثِيرًا نَوَّهًا، وہ سنت میں امام بڑے وہمی ہیں۔
ص ۳۱۲ ابوصالح بن محمد الأسدي نے کہا ہے۔ كَانَ نَعِيمٌ يُحَدِّثُ عَنْ حِفْظِهِ وَعِنْدَهُ مَنَاقِبُ كَثِيرَةٌ لَا يَتَّبِعُ عَلَيْهَا نَعِيمٌ اپنے حافظہ سے روایت کیا کرتے تھے اور اس کے پاس مناکیر کی کثرت تھی ایسے مناکیر کسی دوسری روایت سے ان کی تائید نہیں ہوتی ہے۔

ص ۳۱۳ نسائی نے کہا ہے۔ ابْنُ حَمَّادٍ ضَعِيفٌ مَرْدُورِيٌّ۔ ابن حماد ضعیف ہے اور وہ مردوری ہے اور نسائی نے یہ بھی کہا ہے۔ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَهْ ثَقَّةٌ نہیں ہے۔

ص ۳۱۴ ابوسعید بن یونس نے کہا ہے۔ رَوَى أَحَادِيثَ مَنَاقِبُ عَنِ الثَّقَاتِ۔ ثقہ افراد سے منکر احادیث کی روایت کی ہے۔

علامہ محمد علی صدیقی کاندھلوی نے کتاب ”امام اعظم اور علم الحدیث“ کے صفحہ ۶۳۲ میں لکھا ہے۔
ازری نے کہا ہے۔ كَانَ نَعِيمٌ يَضَعُ الْحَدِيثَ فِي تَقْوِيَةِ الشُّعْبَةِ وَحِكَايَاتِ مُرَوَّرَةٍ فِي ثَلَاثِ نَمَاطٍ كَلَهَا كَذِبٌ (میزان الاعتدال جلد ۳ صفحہ ۳۲۹) نعیم سنت کی تقویت کے لئے حدیثیں گھڑتے تھے۔
اور ابو حنیفہ کے مثالب میں جھوٹی حکایتیں بناتے تھے سب جھوٹ ہوتا تھا۔

علامہ ازہر نے صفحہ ۳۹۱ کے حاشیہ میں لکھا ہے۔ سفیان ثوری کے قول ”استتيب ابو حنیفہ من الکفر مرتین“ کی روایت میں نعیم بن حماد ہے یعنی ابو حنیفہ سے دو مرتبہ کفر سے توبہ کرائی گئی نعیم کے متعلق خطیب نے بہت اقوال لکھے ہیں۔ ابن عدی نے کہا ہے۔ وہ حدیث گھڑتے تھے ازری نے کہا ہے وہ سنت کی تقویت میں حدیث گھڑتے تھے وہ ابو حنیفہ کی مذمت میں جھوٹی روایتیں بنا کرتے تھے۔ کُلُّهَا كَذِبٌ سب جھوٹ۔

بخاری نے سفیان ثوری کا قول اپنے استاد نعیم سے یہ اس الفاظ نقل کیا ہے کہ سفیان نے کہا ہے۔ ”قِيلَ اسْتَتِيبَ أَبُو حَنِيفَةَ مِنَ الْكُفْرِ مَرَّتَيْنِ“ کہا گیا ہے کہ ابو حنیفہ سے دو بار کفر سے توبہ کرائی گئی ہے۔ علماء جانتے ہیں کہ اہل علم کا مشہور قول ہے کہ لَفْظُ قِيلَ مَطْبِقَةُ الْكَذِبِ ہے یعنی (کہا گیا) جھوٹ کی سواری ہے۔ جس کو جھوٹ بولنا ہو وہ، کہا گیا ہے۔ کہہ کر جھوٹی بات کہہ دیتا ہے جھوٹے مکار اسی طرح اپنا جھوٹ پھیلاتے ہیں۔ نعیم بن حماد نے تفرق امتی علی بضع و سبعین فرقۃ حضرت امام عالی مقام کے واسطے گھڑی تھی تاکہ ثابت کرے کہ حضرت امام اور آپ کے اصحاب اپنے

قیاس سے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرتے ہیں۔ بخاری اپنے اس استاد سے اتنا متاثر ہوئے کہ انہوں نے اپنی صحیح میں حضرت امام کا مبارک نام تک نہیں لکھا ہے۔ اگر کہیں آپ کی طرف اشارہ کرنا پڑا ہے تو "بعض الناس" یا "بعض أهل الكوفة" لکھ دیا ہے۔ یعنی بعض افراد۔ یا کوفہ کے بعض افراد۔

لمحہ فکر امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے سب سے پہلے اہل حدیث کے حسد اور آخر میں ان کی عداوت کا ذکر کیا ہے اور حاسدین میں سے امام بخاری کا ذکر سب سے پہلے کیا ہے۔ اس کیفیت کو دیکھ کر خیال آیا کہ یہ ذکر خالی از علت نہیں ہے۔ عاجز اس معاملہ میں چار پانچ دن متفکر رہا کہ اتفاق سے محترم گرامی مولانا سید احمد رضا بجنوری مؤلف انوار الباری شرح صحیح البخاری کی آمد ہوئی۔ آپ "ملفوظات محدث کشمیری" کا نسخہ لائے۔ عاجز کو خیال ہوا۔ اتفاقی طور پر اس موقع میں یہ کتاب ملی ہے کیا عجب کہ یہ کتاب اس گٹھی کو سلجھائے۔ چنانچہ یہی صورت ہوئی۔ کتاب کے صفحہ ۲۴۷ میں ہے "صحیح بخاری میں روایت نعیم سے"۔ بخاری صفحہ ۵۴۳ کے حوالہ سے فرمایا کہ یہاں بھی روایت مسانید میں موجود ہے، لہذا تقریب و تہذیب وغیرہ کا قول درست نہیں کہ نعیم سے روایت امام بخاری نے اصول یعنی مسانید میں نہیں لی ہے اور صرف تعلیقات میں لی ہے، دوسرے یہ کہ جھوٹے آدمی سے تعلیقات ہی میں روایت کو نہی اچھی ہے۔

پھر فرمایا میں نے اور بھی متعدد جگہ نکالی ہے، جہاں مسانید میں روایت لی ہے اور امام بخاری عقائد میں ان کے ہی متبع تھے۔

اب عاجز کو بخاری کے باب ایام الجحلیۃ میں درج ذیل روایت ملی

حدثنا نعیم بن حماد قال حدثنا هشیم عن حصین عن عمرو بن میمون قال دایت فی الجحلیۃ

قِرْدَةً اجتمع علیہا قِرْدَةٌ قَدْ زَنَتْ فَوَجَمُوْهَا فَرَجَمْتَهَا مَعَهُمْ

نعیم بن حماد نے ہم سے کہا وہ ہشیم سے وہ حصین سے وہ عمرو بن میمون سے روایت کرتے ہیں کہ جاہلیت کے زمانہ میں میں نے دیکھا ایک بندر یا پر بندر اکٹھے ہو گئے تھے، بندریا نے زنا کیا تھا اور بندر اس کو سنگسار کر رہے تھے۔ میں نے بھی ان کے ساتھ بندر یا کو سنگسار کیا۔

عاجز نے اس سلسلہ میں فتح الباری عمدۃ القاری اور ارشاد انصاری کی طرف رجوع کیا۔ معلوم ہوا کہ علامہ ابن عبدالبر نے اس روایت سے انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ حیوانات کی طرف زنا کی نسبت کرنی اور حیوانات پر شرعی حدود کا جاری کرنا اہل علم کے نزدیک درست نہیں ہے اور اگر طریق روایت درست ہے تو پھر یہی کہا جائیگا کہ یہ بندر جنات میں سے تھے۔

حمیدی نے "المجمع بین الصحیحین" میں اس روایت کو اضافہ کیا ہوا قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ اصل بخاری میں نہیں ہے۔

ابن حجر عسقلانی نے اس روایت کی حمایت کی ہے، وہ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ نسفی نے اس روایت کا ذکر بخاری میں نہیں کیا ہے۔

یہ عاجز کہتا ہے یہ روایت جاہلیت کے دور کی ہے، اسلام کا ظہور نہیں ہوا تھا لہذا رحم کرنے کا بیان کرنا ہی درست نہیں ہے، اور اس روایت کا تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہے۔ مولانا انور شاہ کشمیری نے کیا خوب فرمایا ہے، جھوٹے آدمی سے تعلیقات ہی میں روایت کو نسفی اچھی بات ہے۔

فتح الباری میں ہے۔ واما تجویزہ ان یزاد فی صحیح البخاری مالیں منہ فہذا یتنافی ما علیہ العلماء من الحكم بتصحیح جمیع ما اوردہ البخاری فی کتابہ ومن اتفقا علی أنه مقطوع بنسبہ الیہ۔^{۱۷} اور یہ کہنا کہ صحیح بخاری میں یہ حدیث بڑھادی گئی ہے۔ یہ قول علماء کے اس قول کے منافی ہے کہ وہ تمام روایتیں جو اس کتاب میں بخاری نے لکھی ہیں صحیح ہیں اور علماء کا اتفاق ہے کہ اس کی صحت قطعی ہے۔

علامہ عینی نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے۔ فیہ نظر۔ لأن منہم من تعرض الی بعض رجالہ بعدم الوثوق وبكونہ من اهل الأهواء ودعوی الحكم بتصحیح جمیع ما اوردہ البخاری فیہ غیر موجہۃ لأن دعوی الكلية تحتاج الی دلیل قاطع ویرد ما قالہ ایضا فان النسفی لم یذکر ہذا الحدیث فیہ۔^{۱۸}

جو کچھ ابن حجر نے لکھا ہے اس میں کلام ہے کیونکہ علماء میں سے بعض نے بعض راویوں پر بحث کی ہے کہ ان پر وثوق نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ان میں بعض روایات اہل اہوار میں سے ہیں اور یہ دعویٰ کرنا کہ جو کچھ بخاری نے اپنی صحیح میں جمع کیا ہے وہ سب صحیح ہے غیر وجہہ قول ہے کیونکہ سب کی صحت کا دعویٰ قطعی دلیل کا محتاج ہے اور اس قول کا رد اس سے بھی ہو رہا ہے جس کا بیان ابن حجر نے کیا ہے کہ نسفی نے اس روایت کا ذکر نہیں کیا ہے۔

علامہ قسطلانی نے ارشاد الساری میں لکھا ہے: وقول ابن الأثیر فی اسد الغابۃ کا بن عبد البر: یعنی علامہ ابن الاثیر نے اسد الغابہ میں وہی بات کہی ہے جو ابن عبد البر نے کہی ہے۔

بخاری کی دو روایتیں | بخاری نے باب ہل مینش قبور مشرکی الجاہلیۃ وینتخذ مکانہا مساجد

میں حضرت انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام قبائیں جو بیس دن رہا اور باب مقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۵۵۹ میں حضرت انس سے چودہ دن قیام کرنے کی روایت کی ہے اس سلسلہ میں فتح الباری جلد سات صفحہ ۱۹۰ میں ابن حجر کو لکھنا پڑا ہے۔ فی حدیث انس الآتی فی الباب الذی یلیہ انہ اقام فیہم اربع عشرة لیلۃ وقد ذکر قبلہ ما ینخالفہ واللہ اعلم۔ یعنی انس کی روایت میں جو اس باب سے متصل آرہی ہے چودہ دن قیام کرنے کا ذکر ہے اور اس سے پہلے جو بیس دن کا ذکر ہے جو اس کے مخالف ہے۔ دونوں روایتیں صحت میں ہم پایہ ہیں۔ اس صورت میں قاعدہ کلیۃ کی رو سے اِذَا تَعَارَضَتْ سَا قَطَا جب دو میں ٹکراؤ آجائے دونوں ناقابل اعتبار ہیں چنانچہ ابن حجر نے اس کے بعد ابن خباب کی ایک روایت تین دن کی، اور دوسری روایت بائیس دن کی اور ابن اسحاق کی روایت پانچ دن کی ذکر کر دی ہے۔ ابن حجر نے بندریا کے قاعدہ میں لکھا ہے کہ بخاری کی صحیح میں جو روایتیں ہیں سب صحیح ہیں اور یہاں دو روایتوں کے تعارض کا ذکر کر رہے ہیں۔

اخبار آحاد کے سلسلہ میں حضرت امام عالی مقام کا مسلک نہایت وجہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں اگر اخبار آحاد مستفاد اور مسلمہ معانی کے خلاف واقع ہوئی ہیں وہ شاذ ہیں ان پر عمل جائز نہیں۔

دونوں سفیانوں سے متعلق نعیم کی ہی روایت ہے | نعیم نے یحییٰ بن سعید اور معاذ بن معاذ سے روایت کی ہے کہ ہم نے سفیان ثوری سے سنا۔ کہا گیا ہے کہ ابو حنیفہ سے دو مرتبہ کفر سے توبہ کرائی گئی ہے اور نعیم نے فزاری کا بیان نقل کیا ہے کہ میں سفیان بن عیینہ کے پاس تھا کہ ابو حنیفہ کے وفات کی خبر آئی۔ سفیان نے کہا، اللہ اس پر لعنت کرے وہ اسلام کی ایک ایک کڑی گزارا ہوا تھا اسلام میں اس سے بدتر بچہ پیدا نہیں ہوا ہے (تمام ہوئی بخاری کی جرح) علامہ ابن عبد البر نے سند کے ساتھ عبید اللہ بن عمرو رقی کا بیان لکھا ہے کہ قاضی کا عہدہ قبول کرنے کے سلسلہ میں دو مرتبہ امام ابو حنیفہ کو کوڑے مارے گئے لیکن آپ نے وہ عہدہ قبول نہیں کیا، آپ کے دشمن خوش ہوئے اور انہوں نے کہا، ابو حنیفہ سے توبہ کرائی گئی ہے۔ اور سند کے ساتھ محمد بن یونس کدی کا بیان لکھا ہے کہ عبید اللہ بن داود خربہ سے کہا گیا کہ معاذ بن بیان کرتا ہے کہ سفیان ثوری نے کہا ہے کہ ابو حنیفہ سے دو مرتبہ توبہ کرائی گئی، یہ سن کر

عبداللہ بن داؤد نے کہا۔ اللہ کی قسم یہ جھوٹ ہے۔ کوفہ میں علی اور حسن فرزند ابن صالح بن حمی موجود تھے، ان دونوں کے درع کی مثال نہ تھی، ان کے سامنے ابو حنیفہ فتویٰ دیا کرتے تھے۔ اگر اس قسم کی کوئی بات ہوتی یہ دونوں حضرات خاموش نہ رہتے۔ عبداللہ بن داؤد خریبی نے یہ بھی کہا۔ میں کوفہ میں ایک زمانہ رہا ہوں، میں نے یہ بات نہیں سنی ہے۔

ابن عبدالبر نے ساجی کی تحریرات لکھی ہیں اور کہا ہے کہ ساجی ابو حنیفہ کے اصحاب سے حسد اور رشک کیا کرتا تھا اور ابن جارود کے متعلق لکھا ہے کہ جو کچھ ابن جارود یا کسی دوسرے نے لکھا ہے اہل بنش اور اصحاب دانش پر اس کی حقیقت ظاہر ہے۔

اور لکھا ہے کہ اس قسم کی باتیں امام مالک سے ابو حنیفہ کے متعلق اہل حدیث نے نقل کی ہیں۔ امام مالک کے پیروان نے اس قسم کی کوئی بات امام مالک سے روایت نہیں کی ہے۔

حدیث شریف کا ظہور | مشکاة شریف کے باب ماینبی من التہاجر والتباغض میں احمد اور ترمذی کی روایت ہے، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دَبَّ إِلَيْكُمْ ذَاؤُ الْأَلَمِ قَبْلَكُمْ الْحَدُّ وَالْبَغْضَاءُ، هِيَ الْحَالِقَةُ لَا أَقُولُ تَخْلُقُ الشَّعْرَ وَلَكِنْ تَحْلِقُ الدِّينَ۔

پہلی امتوں کی بیماری حسد اور بغض تم میں سرایت کر گئی ہے، یہ مونڈنے والی بیماری ہے، میں نہیں کہتا کہ وہ بالوں کو مونڈتی ہے بلکہ وہ دین کا صفا یا کر دیتی ہے، اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔
اخبار آحاد عدول | شوافع اس کو خبر خاصہ کہتے ہیں۔ استاد محمد ابو زہرہ نے اپنی کتاب "اجلہ ابی حنیفہ حیاۃ وعصرہ، آراؤہ وفقہہ" میں بہت نفیس بحث کی ہے، اگر کوئی اس کا مطالعہ کرے، اللہ سے پوری امید ہے کہ وہ اس داہرہ حلقہ سے جس کا بیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے محفوظ رہے گا، عاجز اس کا خلاصہ لکھتا ہے۔

اخبار آحاد وہ خبر ہے جس کی شہرت نہیں ہوئی ہے، ایک یا دو چار افراد اس کی روایت کرتے ہیں اور عام طور سے نہ وہ معروف ہے اور نہ مروج۔ ایسی خبر کا اتصال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف ظنی اور خیالی ہے، یقینی طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ یہ ارشاد نبوی ہے۔

امام ابو حنیفہ کے زمانہ میں اقوال کے نقل کرنے میں بہت اضطراب تھا، موضوعی احادیث کی کثرت تھی، صحیح اخبار کا غیر صحیح اخبار سے اختلاط تھا۔ لہذا حضرات فقہاء کا اخبار آحاد کے قبول کرنے اور نہ کرنے کے متعلق اختلاف تھا، جمہور فقہاء کا مسلک یہ تھا کہ اعمال میں اخبار آحاد عدول سے استدلال

لے استاد محمد ابو زہرہ نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۷۳ سے ۲۸۸ تک اس کا بیان کیا ہے۔

جائز ہے، اور عقائد میں اخبارِ آحادِ عدول سے استدلال جائز نہیں ہے، کیونکہ عمل کی بنا رحمان پر ہے۔
لہذا اگر غالب خیال صحت کا ہے عمل کر۔ لہ اور عقیدہ کی بنا یقین محکم پر ہے جو اخبارِ آحاد سے حاصل
نہیں ہوتا ہے۔

اعمال میں حضرت امام نے اخبارِ آحادِ عدول کو قبول کیا ہے۔ ناظرین امام ابو یوسف اور امام
محمد کی ”کتاب الآثار“ ملاحظہ کریں۔ اب سوال یہ ہے کہ مستند خبر واحد اور صحیح قیاس میں اگر ٹکراؤ واقع
ہو تو ان دونوں میں سے کس پر عمل کیا جائے، جیسے حضرت ابو ہریرہ نے روایت کی ہے کہ جو چیز
آگ پر پکی ہو اس کے استعمال سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اُن کی اس روایت پر حضرت عبداللہ بن
عباس نے فرمایا، کیا گرم پانی سے وضو کرنے کے بعد ٹھنڈے پانی سے ہم کو وضو کرنا ہو گا اور حضرت
ابن عباس نے جب اُن سے سنا، جو جنازہ اٹھائے وہ پھر وضو کرے۔ فرمایا کیا چند خشک لکڑیوں
کے اٹھانے سے ہم پر وضو کرنا لازم کرتے ہو۔

حضرت امام عالی مقام نے حضرت ابو ہریرہ کی روایت ”حدیث تہقبہ“ کی وجہ سے اپنے
قیاس کو چھوڑا ہے اور کہا ہے۔ نماز میں ہنسنے کی وجہ سے نماز بھی ٹوٹی اور وضو بھی ٹوٹا۔

اور حضرت امام نے حضرت زید بن ثابت کی روایت کردہ ”حدیث قرء“ کو چھوڑا ہے، حدیث
اس طرح پر ہے کہ ایک شخص کے چھ غلام تھے، ان غلاموں کے علاوہ اس کا مال نہ تھا۔ اس شخص نے
مہرے وقت ان غلاموں میں سے دو غلاموں کو آزاد کیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرء کر کے
دو غلاموں کو آزاد کر دیا۔ اس روایت کو امام ابو حنیفہ نے قبول نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا، ہر غلام کا
چھٹا حصہ آزاد ہو گیا ہے اور اجماع اس پر ہے کہ جب آزادی واقع ہو جاتی ہے وہ لوٹائی نہیں جاتی۔
یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہے کہ شافعی، حنبلی اور ظاہری مذاہب کے فقہاء کے علاوہ
حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور سے لے کر آخرِ عصرِ اجتہاد تک علمائے اعلام نے اخبارِ آحاد کو رد کیا
ہے اور قیاس پر عمل کیا ہے۔ انہوں نے ان روایات کے متعلق کہل ہے یہ ارشادات نبوی نہیں ہیں،
رادی سے سہو و نسیان ہوا ہے۔

امام مالک مجتہدوں کے دور میں مدینہ منورہ کے فقہاء کے شیخ تھے، انہوں نے اُن اخبارِ آحاد
عدول کو رد کیا ہے جو اصولِ عامہ قطعیت کے خلاف ہیں جیسا کہ درج ذیل کی مثالوں سے ظاہر ہے۔

۱۔ مَنْ مَاتَ عَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلَيْتُهُ۔ جو مر جائے اور اس پر روزے ہوں تو اُس

کا دلی اس کی طرف سے روزے رکھے۔

۲۔ غنیمت کے مال کی تقسیم سے پہلے اونٹ بھیر وغیرہ کا گوشت پکایا گیا تو اس کے متعلق وارد ہے کہ ہانڈیوں کو اُلٹ دو۔ امام مالک نے دفع حرج کی وجہ سے پکے ہوئے گوشت کا کھانا محتاجوں کے لئے جائز قرار دیا ہے۔

۳۔ قَالَ ابْنُ الْعَرَبِيِّ وَنَحْنُ عَنْ صَيَّامٍ سَيِّدٍ مِنْ شَوَّالٍ مَعَ ثُبُوتِ الْحَدِيثِ فِيهِ تَغْوِيلًا عَلَى أَصْلِ سَدِّ الذَّرَائِعِ۔ علامہ ابن العربی مالکی مذہب کے اکابر علماء سے ہیں وہ کہتے ہیں کہ امام مالک نے شوال کے چھ روزے رکھنے سے منع کیا ہے اگرچہ اس سلسلہ میں حدیث ثابت ہے، امام مالک نے سَدِّ ذَرَائِعِ کا خیال کیا ہے۔

۴۔ وَرَدَ حَدِيثٌ وَلَوْ غُيِّرَ الْكَلْبُ الَّذِي يُوجِبُ غَسْلَ الْإِنَاءِ سَبْعًا أَحَدًا هُنَّ بِالتُّرَابِ الطَّاهِرِ إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِيهِ وَقَالَ فِيهِ "وَجَاءَ حَدِيثٌ وَلَا أَدْرِي مَا حَقِيقَتُهُ، وَقَالَ ابْنُ الْعَرَبِيِّ فِي ذَلِكَ لِأَنَّهُ عَارِضٌ أَصْلِي، أَحَدُهُمَا قَوْلُهُ تَعَالَى فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ، وَثَانِيَهُمَا أَنَّ عِلَّةَ الطَّهَارَةِ هِيَ الْحَيَاةُ وَهِيَ قَائِمَةٌ فِي الْكَلْبِ۔

امام مالک نے اس حدیث کو بھی رد کر دیا ہے جو کتے کے بارے میں ہے کہ اگر وہ کسی برتن کو چاٹ لے تو اس برتن کو سات مرتبہ دھویا جائے، ان میں ایک مرتبہ پاک مٹی سے دھونا ہے۔ امام مالک نے کہا ہے "اس سلسلہ میں ایک حدیث وارد ہے میں اس کی حقیقت نہیں جانتا" ابن عربی مالکی نے اس سلسلہ میں لکھا ہے۔ یہ حدیث دو اصلوں کے خلاف ہے، ایک اصل اللہ کا ارشاد ہے۔ تم کھاؤ اس جانور کو جسے کتوں نے تمہارے واسطے پکڑا ہے۔ اور دوسری اصل یہ ہے کہ طہارت کی علت زندگی ہے اور یہ کتے میں موجود ہے۔

۵۔ وَرَدَ مَالِكٌ أَيْضًا كَاهِلَ الْعِرَاقِ حَدِيثُ الْمَصْرَاتِ وَهُوَ "لَا تَصْرُوا الْإِبِلَ وَالنَّعَمَ وَمَنْ ابْتَاعَهَا فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَخْلِبَهَا إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ وَإِنْ شَاءَ رَدَّهَا وَمَاعًا مِنْ مِمَّا" لِأَنَّهُ قَدْ خَالَفَ أَصْلَ الْخَرَجِ بِالضَّمَانِ وَلِأَنَّ مُتْلِفَ الشَّيْءِ إِذَا تَمَّ يُقَدِّمُ مِثْلَهُ أَوْ قِيَمَتَهُ وَأَمَّا غُرُ جَنْسٍ آخَرٍ مِنَ الطَّعَامِ أَوِ الْعَرُوضِ فَلَا، وَقَدْ قَالَ فِيهِ مَالِكٌ إِنَّهُ لَيْسَ بِالْمَوْطَأِ وَلَا الثَّابِتِ۔

اونٹ، بھینس، گائے، بھیر، بکری کے تھن کو باندھنا تاکہ دودھ جمع ہو یا دو تین وقت جانور کو نہ دوسے یا اس کو دودھ وغیرہ پلائے جو وقتی طور پر دودھ میں اضافہ کر دے، اس کو مُصْرَات کہتے ہیں، حدیث مُصْرَات میں امام مالک کا مسلک اہل عراق کے مسلک کی طرح ہے۔ حدیث اس طرح پر ہے۔ "تم جانور کے دودھ کو نہ روکو، جو اس کو خریدے گا۔ اس کو دوسنے کے بعد اختیار ہے، چاہے

رکھ لے اور چاہے واپس کر دے اور ساتھ میں ایک صاع (ساڑھے تین سیر) کھجوریں دیدے۔ یعنی جو روئے حاصل کیا ہے اس کے عوض میں ایک صاع کھجور دیدے۔ امام مالک کہتے ہیں: کسی شے کا عوض یا تو وہ شے ہے یا اس کی قیمت ہے، غلہ یا سامان نہیں ہے اور نہ یہ رائج ہے اور نہ ثابت۔“

ان پانچ مثالوں سے ثابت ہے کہ اہل حجاز کے امام بعض وجوہ کی بنا پر عادل افراد کے اخبارِ آحاد کو رد کر دیا کرتے تھے۔

تمام ہوا اثنائے محمد ابو زہرہ کی تحریر کا خلاصہ، امام ابن عبدالبر نے الانتقاریں سماجی اور ابن جارد کی جرح اگر لکھی ہے ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ سماجی اصحاب ابو حنیفہ سے حسد و رشک کیا کرتا تھا اور ابن جارد کے متعلق کہا ہے کہ جو کچھ اس نے لکھا ہے اہل بینش پر واضح ہے۔ ابن عبدالبر نے یہ جرح لکھ کر حضرت امام کی عدالت کا اظہار کر دیا۔ اور اشارہ کر دیا کہ ان افراد کا کلام خایانِ اتعات نہیں اور علامہ خربہبی کا قول نقل کیا ہے کہ ”اللہ کی قسم یہ جھوٹ ہے۔“

اب یہ عاجز خطیب بغدادی کے متعلق کچھ لکھتا ہے۔ واللہ ولی التوفیق۔

حافظ ابو بکر احمد خطیب متوفی ۴۶۳ھ نے اپنی کتاب تاریخ بغداد کی جلد تیرہ کے صفحہ ۴۲۳ سے ۴۵۴ تک امام الامام حضرت ابو حنیفہ نعمان علیہ الرحمۃ والرضوان کا ذکر کیا ہے۔ پہلے ۴۶ صفحات میں آپ کا ذکر اور آپ کی فقہ، عبادت، جود اور وفورِ عقل کا بیان کیا ہے اور پھر صفحہ ۳۶۹ سے ۴۵۴ تک پچاسی صفحات میں اپنے محبوب مشغلہ اَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ اَخِيهِ مَيْتًا میں مصروف رہے اور اپنے مئے ہوئے بھائی کا گوشت کھاتے رہے۔

یہ کتاب تاریخ بغداد ۱۳۴۴ھ (۱۹۳۱ء) میں چھپی ہے۔ اس وقت یہ عاجز مصر میں تھا۔ جب اس کتاب کی تیرہویں جلد چھپ رہی تھی اخبارِ اہرام میں کسی فاضل کا مضمون چھپا کہ خطیب نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان پر غلط الزامات عائد کئے ہیں، اس مضمون نے بے چینی کی لہر دوڑادی۔ اس سلسلہ میں علمائے ازہر نے یہ تجویز رکھی کہ الزامات کا جواب حاشیہ کی صورت میں لکھنا ضروری ہے۔ چنانچہ علماء ازہر نے حاشیہ لکھا اور تاریخ بغداد حاشیہ کے ساتھ چھپی اور محمد امین الخابنہ ناشر کتاب نے اعلان کیا کہ الملک المعظم ابو المنظر عیسیٰ نے جو کتاب التَّوَدُّعُ عَلٰی اَبْنِ بَكْرِ الْخَطِيبِ الْبَغْدَادِيِّ“ ۱۳۶۲ھ میں لکھی ہے (ملاحظہ کریں اس کتاب کے صفحہ ۸۵ کو) چھپواؤں گا، ملک معظم کی کتاب میں جو متانت ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لکھنے والا مہذب اور متین ہے۔ ملک معظم کا خاندان شافعی تھا وہ حنفی ہو گئے تھے۔ تاریخ بغداد کا نسخہ کہیں سے منگوا یا اور

عالماء رد لکھا۔ صفحہ ۱۵ میں لکھا ہے۔

إِنْ نَقَلْنَا الْحَدِيثَ يَنْظُرُونَ إِلَى طَرُقِ الْحَدِيثِ فَمَعْنَى وَحْدِهِ رَجُلًا ضَعِيفًا ضَعُفُوا
الْحَدِيثَ خَاصَّةً فِي جَرَحِ الرِّجَالِ فَإِنَّهُ لَا يُنْتَمَعُ إِلَّا مِنْ عَدَلٍ ثِقَةٍ مَعْرُوفٍ بِالْعَدَالَةِ وَالثَّقَةِ
فَحَيْثُ نَقَلَ الْخَطِيبُ أَحَادِيثَ فِي الْجَرَحِ عَنْ جَمَاعَةٍ ضُعَفَاءَ شَرِهَدَ بِضَعْفِهِمْ أَيْمَةُ الْحَدِيثِ تَبَيَّنَ
أَنَّ قَصْدَهُ خِلَافَ مَا اعْتَذَرَ عَنْهُ.

یعنی حدیث کے نقل کرنے والے پہلے حدیث کے راویوں پر نظر ڈالتے ہیں اگر راویوں میں کسی
کو ضعیف پاتے ہیں حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں خاص کر کسی پر جرح کرنے کے موقع پر کیونکہ
جرح اس شخص کی سنی جاتی ہے جو عادل ہو، ثقہ ہو اور اس کی عدالت اور ثقاہت مشہور اور
معروف ہو۔ خطیب نے حضرت امام پر جرح کرتے وقت ضعف کی جماعت میں سے ایسے ضعیفوں
سے روایت کی ہے جن کے ضعف کا بیان ائمہ حدیث نے کیا ہے۔ خطیب کا یہ عمل خطیب کے
اس اعتدار کو باطل کر رہا ہے جو جرح کرنے سے پہلے کیا ہے۔

یہ عاجز کہتا ہے خطیب نے صفحہ چار سو بارہ، تیرہ میں کسی خراسانی کے آنے کا لکھا ہے کہ وہ
حضرت امام کے پاس آیا اور اس نے کہا میں ایک لاکھ سوالات لایا ہوں اور آپ سے دریافت
کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے کہا دریافت کرو، اور ہم سے عطار بن سائب نے کہا اور وہ ابن ابی سیلی
سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سو بیس انصاری صحابیوں سے میری ملاقات ہوئی ہے، جب بھی
کوئی مسئلہ آتا تھا تو ہر صحابی دوسرے صحابی کی طرف حوالہ کرتا تھا اور چکر کاٹ کر مسئلہ پھر پہلے
صحابی کے پاس آ جاتا تھا اور جب بھی کوئی صحابی کچھ بیان کرتا تھا وہ کانپ جاتا تھا۔ یہ واقعہ سفیان
بن عیینہ نے بیان کر کے کہا۔ فَهَلْ سَمِعْتُمْ أَجْرًا مِنْ هَذَا۔ کیا تم نے اس سے زیادہ جرات کرنے والا
سنا ہے۔

اس روایت کے متعلق ملک معظم نے صفحہ ۵، میں لکھا ہے۔ اس روایت کے بیان کر نیوالے
سے زیادہ جھوٹا کسی کو تم نے دیکھا ہے۔ کس کو ایک لاکھ سوالات یاد رہتے ہیں اور پھر اس شخص کا نام
بھی نہیں پہچانا گیا ہے۔ کیا ایسا واقعہ تم نے سنا ہے اور میں کہتا ہوں کہ ائمہ مجتہدین میں سے کسی
کو بھی ایک لاکھ مسئلے یاد نہیں ہیں، البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی فقہ کی کتاب لے کر آئے اور کسی عالم
سے کہے کہ میں اس کو سمجھنا چاہتا ہوں تو وہ عالم اس کو سمجھا دے گا۔

اس روایت میں حضرات صحابہ کا بھی ذکر آیا ہے۔ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ حضرات صحابہ میں سب

فقہاء نہیں تھے بلکہ اُن میں قلیل افراد فقیہ تھے۔ اگر یہ ایک لاکھ سوالات پیش کرنے والا کسی فقیہ صحابی سے دریافت کرتا تو وہ بھی وہی جواب دیتے جو امام ابو حنیفہ نے دیا ہے۔ حضرت ابن عباس کے متعلق یہ روایت وارد ہے کہ آپ مکہ مکرمہ کے حرم شریف میں رونق افروز تھے اور لوگوں نے آپ کو گھیر رکھا تھا۔ و، آپ سے کلام پاک کے متعلق کچھ دریافت کرتے تھے اور آپ اُن کو جواب دیتے تھے اس دوران میں، نافع بن ازرق نے آپ سے کہا: ”مَا أَجْرَاكَ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ، أَتَفْسِرُهُ مِنْ عِنْدِكَ“ اللہ کی کتاب پر آپ کتنے جری ہیں، کیا آپ اپنی طرف سے تفسیر کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: نہیں اپنی طرف سے نہیں کہتا، بلکہ یہ مبارک کتاب عربی میں ہے اور میں عرب کے محاوروں سے اس کا بیان کرتا ہوں۔ نافع نے پوچھا، کیا عرب کو یہ معانی معلوم ہیں۔ آپ نے ہاں سے جواب دیا اور پھر آپ نے کلام پاک کا بیان کرتے ہوئے ہر جگہ عرب کا کوئی شعر پڑھا۔، یہ سارا بیان ابن السائب نے لکھ لیا ہے۔ اور کتاب ”غریب القرآن لابن السائب“ میں موجود ہے۔

خطیب کی اس روایت کی سند میں صالح بن احمد تمیمی حافظ (حدیث کا حافظ) ہے۔ خطیب تاریخ بغداد کی جلد ۹ صفحہ تین سو انستیس تیس میں اس حافظ کی شہادت کا بیان کرتے ہیں۔ لکھا ہے کہ ”اُس نے دس ہزار حدیثوں کو قلب کر دیا ہے یعنی اُلٹ پلٹ کر رکھ دیا ہے اور لکھا ہے“ لایہ جزا لا محتاج بہ بحال“ کسی حال میں اس سے استدلال جائز نہیں اور دارقطنی نے کہا ہے۔ ”كَذَّابٌ دَجَالٌ يُحَدِّثُ بِمَا لَمْ يَسْمَعْ“۔ یہ فریبی جھوٹا ہے اُن سنی کی روایت کرتا ہے۔ یہ سب جانتے ہوئے خطیب حضرت امام کی مذمت میں ایسے کذاب و دجال کی روایت لکھتے ہیں۔ اے وائے وصد وائے بریں حفظ و خطابت۔

خطیب نے حضرت امام عالی مقام پر پہلی جرح یہ نقل کی ہے کہ وکیع بن الجراح نے کہا ہم سفیان کا قول کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں وَلَا تَذَرُونِي حَالًا عِنْدَ اللَّهِ اور ہم کو معلوم نہیں کہ ہمارا حال اللہ کے پاس کیسا ہے۔ اور ابو حنیفہ نے کہا ہے۔ نَحْنُ الْمُؤْمِنُونَ هُنَا وَعِنْدَ اللَّهِ حَقًّا، از روئے حق ہم دنیا میں اور اللہ کے ہاں مومن ہیں۔ و قول ابی حنیفۃ عِنْدَ تَاجِرَاتٍ۔ اور ابو حنیفہ کی بات ہمارے نزدیک جرات ہے۔

ملک معظم نے اس جرح کا رد اس طرح لکھا ہے کہ خطیب نے ص ۱۵ میں لکھا ہے۔

ہم سے ابراہیم بن مخلد نے ان سے مکرم بن احمد القاضی نے، پھر ہم سے صیمری نے، ان سے عمر بن ابراہیم المقری نے کہا ہم سے مکرم نے اُن سے علی بن حسین بن حبان نے اپنے والد حسین بن حبان سے کہا کہ میں نے یحییٰ بن معین سے سنا کہ میں نے وکیع بن الجراح سے افضل کسی کو نہیں پایا۔ اُن سے کہا

گیا، کیا ابن مبارک سے بھی۔ انہوں نے کہا، ابن مبارک میں فضل تھا لیکن میں نے وکیع بن الجراح سے افضل کسی کو نہیں دیکھا، وہ قبلہ رو ہو کر بیٹھ جاتے تھے اور اپنی حدیثوں کا دورہ کرتے تھے رات بھر قیام کرتے اور پے درپے روزے رکھتے اور ابو حنیفہ کے قول پر فتویٰ دیتے، انہوں نے ابو حنیفہ سے بہت کچھ سنا تھا، یحییٰ بن معین نے یہ بھی کہا کہ یحییٰ بن سعید القطان بھی ابو حنیفہ کا قول لیتے تھے۔

ملک معظم نے وکیع بن الجراح کے متعلق خطیب کی یہ عبارت بھی لکھی ہے کہ وہ نبیؐ کو مباح کہتے تھے اور نبیؐ پیا کرتے تھے۔ اور لکھا ہے کہ یہ بھی ایک دلیل ہے کہ وکیع بن الجراح ابو حنیفہ کے اتباع میں سے تھے۔

ملک معظم نے اسی طرح متانت اور سنجیدگی سے خطیب کے ایرادات کا رد کیا ہے اور زیادہ تر تاریخ بغداد ہی سے استدلال کئے ہیں۔

ملک معظم نے کتاب کے آخر میں سند کے ساتھ خطیب کی حسن پرستی کا واقعہ بھی لکھا ہے۔ اور استشہاد میں خطیب کے کچھ اشعار بھی لکھے ہیں۔ ٹھیک ہے جو شخص دوسرے پر کیچڑ اچھالتا ہے اس پر بھی کیچڑ اچھالی جاتی ہے۔

خطیب نے کتنی ہی روایتیں امام ابن مبارک کے متعلق لکھی ہیں کہ وہ حضرت امام عالی مقام سے برگشتہ ہو گئے تھے۔ ان دروغ بیانیوں کا جواب ملک معظم نے کیا خوب دیا ہے۔

الْمَنْقُولُ عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ لَمْ يَزَلْ عَلَى مَذْهَبِ أَبِي حَنِيفَةَ إِلَى أَنْ قَبَضَهُ اللَّهُ وَهَذَا يُدَلُّ عَلَى خِلَافِ مَا نَقَلَ عَنْهُ الْخَطِيبُ۔ یعنی ابن مبارک کے متعلق یہ امر منقول ہے کہ وہ ابو حنیفہ کے مذہب پر قائم رہے جب تک کہ اللہ نے ان کو اٹھانے لیا۔ یہ بات خطیب کے نقل کردہ اقوال کے خلاف ہے۔ اور لکھا ہے خطیب نے حمزہ بن حارث بن عمیر سے روایت کی۔ اور وہ اپنے والد حارث بن عمیر ابو عمر البصری سے روایت کرتے ہیں۔ حارث بن عمیر کے متعلق ابن جبران البستی نے کتاب الجرح میں لکھا ہے۔ "يَرْوَى عَنِ الْأَثْبَاتِ الْمَوْضُوعَاتِ" وہ ثقہ اور ثابت افراد سے موضوعات کی روایت کرتا ہے یعنی گھڑی ہوئی باتوں کی۔

خطیب نے حضرت امام عالی مقام پر یہ گرفت بھی کی ہے کہ عقیقہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب اور تابعین سے سند کے ساتھ ثابت ہے اور ابو حنیفہ سے ابو عبد اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس کا تعلق جاہلیت کے دور سے ہے اور یہ بات کہتے وقت ابو حنیفہ تبسم کر رہے تھے۔

اس سلسلہ میں ملک معظم نے کہا ہے۔ اس مسئلہ میں وہی شخص حضرت امام پر اعتراض کرے گا

جو امورِ شریعت سے واقف نہ ہوگا کیونکہ عقیدہ اور کھوڑ (بالوں کا اترنا) وغیرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت میں سے ہے اس کا رواج جاہلیت میں بھی رہا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ہوئی آپ نے بھی اس کی ہدایت فرمائی۔

یعنی حضرت امام نے نہ عقیدہ سے انکار کیا ہے اور نہ احادیث کا استخفاف بلکہ آپ نے ابو عبد اللہ کو حقیقت امر سے آگاہ کیا ہے اور آپ کا تبسم نام نہاد اہل حدیث کی بے خبری پر تھا۔
 علماء ازہر نے حاشیہ میں لکھا ہے خطیب نے بشری ردی سے یہ روایت کی ہے اور وہ احمد بن جعفر بن حمدان سے روایت کرتے ہیں۔ اور خطیب نے احمد بن جعفر کے متعلق ابوالحسن بن فرات سے لکھا ہے: خلط فی آخر عمرہ وکت بصرہ وخوف حتی لا یعرف شیئاً کہ او آخر عمر میں ان کے احوال خلط ملط ہو گئے تھے، بینائی جاتی رہی تھی، عقل خراب ہو گئی تھی اور وہ کسی چیز کو پہچانتے نہ تھے۔
 ملک معظم کی کتاب کے اختتام میں کسی نے ایک لطیفہ نحوۃ حضرت امام سے منسوب کر کے لکھا ہے جو درج ذیل ہے۔

أَشْرَفْتُ إِلَى بَيْتِكُمْ بَيْتَكُمْ مَا بَيْتَكُمْ
 بَيْتَكُمْ عِوَضًا تَرْضَوْنَ عَمَّا بَيْتَكُمْ
 أَغْرِبُ تَفْهَمُ الْجَوَابَ

فَقَالُوا جَمِيعًا بِالْإِشَارَةِ إِنَّهُ
 كَفَى عِوَضًا أَنَّ السَّلَامَةَ فِي الْبَيْتِ

فرغ من کتابتہ العبد الفقیر الی رحمۃ ربہ الراحمی عفوہ احمد بن عبد اللہ المیم بن نعمۃ المقلدی
 ساعہ اللہ وذلك فی یوم الاثنين العشرين من شهر رمضان المبارك من سنة ثلاث وعشرين و
 ستمائة۔ یعنی پیر کے دن بیس رمضان ۳۲۳ میں احمد بن عبد الدائم بن نعمت اس کتاب کے لکھنے سے
 فارغ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی لغزشوں کو معاف فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

یہ عاجز کہتا ہے خطیب نے حضرت امام عالی مقام کی برائیاں چار فصلوں میں لکھی ہیں،
 فصل اول، ایمانیات، صفحہ ۳۷۱ سے صفحہ ۳۹۵ تک، ۶۶ برائیاں

فصل دوم، سلطان سے بغاوت، ۳۹۵ ۳۹۹ ۹

فصل سوم، برے الفاظ اور افعال، ۳۹۹ ۴۱۳ ۳۳

فصل چہارم، مذمت رائے، ۴۱۳ ۴۵۱ ۱۴۷

۲۵۵

کل قباحتیں

خطیب نے پورے اسی صفحات میں دو سو پچپن تہمتیں حضرت امام عالی مقام ابو حنیفہ نعمان

علیہ الرحمۃ والرضوان پر لگائی ہیں اور کہا ہے کہ جو کچھ میں نے سنا ہے اس کو صفحات تاریخ میں ثبت کر رہا ہوں اس دوران میں خطیب دوسو پچپن بار یلقون السمع و اکثرہم کاذبون کا مصداق بنے ہیں۔ (لاڈلتے ہیں سنی ہوئی بات اور ان میں اکثر جھوٹے ہیں) خطیب کا یہ کارنامہ آخرت میں اُن کا نامہ اعمال رہے گا، خطیب نے امام کے حالات لکھنے کو صفحہ چار سو چوٹن، سطر پانچ میں بند کیا ہے اور بند کرتے کرتے حضرت امام کی وفات کے سلسلہ میں یہ گپ اور قلمبند کر گئے ہیں۔

(دیکھو صفحہ ۵۰ سطر ۲) قال بشر بن ابی الازہر النیساپوری رأیت فی المنام جنازة علیہا خوب اسود و حولہا قتییین فقلت جنازة من ہذہ فقالوا جنازة ابي حنیفة، حدث بہ ابایوسف فقال لا تحدث بہ احدا۔ (سطحہ ۱۳، ۱۲) نسیم سائن اسلام آباد

بشر بن ابوالازہر نسیاپوری نے کہا، میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جنازہ ہے اور اس پر کالا کپڑا پڑا ہوا ہے اور اس کے چاروں طرف عیسائیوں کے راہب ہیں۔ میں نے دریافت کیا یہ کس کا جنازہ ہے۔ انہوں نے کہا۔ ابو حنیفہ کا جنازہ ہے۔ میں نے اس خواب کا تذکرہ ابویوسف سے کیا۔ انہوں نے کہا۔ اس کا ذکر کسی سے نہ کرو۔

خطیب کا یہ کارنامہ اس کے دوسو پچپن کارناموں کا ماحصل اور سرتاج ہے کہ اس نے حضرت امام عالی مقام کو اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ عِيسَايُوم کے زمرہ میں دیکھ لیا۔

چشم دے روشن دلش شاداں بہیں اِنَ هٰذَا لَهٗوَ خُسْرًا مُّبِينٌ

بہ آں روز کہ مَن یَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ رانظہور شود، اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِّنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۔

خطیب نے اس شیطانی خواب کی سند لکھی ہے کہ اس نے ابن الفضل سے، اس نے عبداللہ بن جعفر سے، اس نے یعقوب بن سفیان سے، اس نے عبدالرحمن سے اور اس نے علی بن المدینی سے اس نے بشر بن ابی الازہر نسیاپوری سے سنا خواب بشر نے دیکھا ہے۔

اس میں عبداللہ بن جعفر بن زرسٹویہ ہے اس کو برتانی اور لائیکائی نے ضعیف قرار دیا ہے اور کہا گیا ہے کہ درہم ملتے پر وہ اُن سنی کی بھی روایت کرتا تھا۔

اور اس کے استاد یعقوب حضرت عثمان پر اعتراضات کیا کرتا تھا۔

اور اس کے استاد عبدالرحمن کے متعلق ابوسعود رازی نے شدید کلام لکھا ہے۔

ان نا اہل افراد کی یہ گپ خطیب کو مبارک ہو۔ عاجز امام جلال الدین سیوطی شافعی اور

امام حافظ ابو عبد اللہ محمد بن احمد زہبی شافعی کا کچھ کلام ان کی تالیفات سے لکھتا ہے لیجئے الْحَقُّ
وَيُبْطِلُ الْبَاطِلَ، وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ۔

تبیین الصغیرہ کے آخر میں امام سیوطی نے صفحہ ۳۵ میں لکھا ہے۔

امداد ربیعہ کے حالات میں ایک کتاب ہے اس میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے کسی جگہ اپنا مال دفن
کیا اور وہ اس جگہ کو بھول گیا۔ وہ ابو حنیفہ کے پاس آیا اور اُن سے کہا۔ آپ نے فرمایا، یہ کوئی فقہی
مسئلہ نہیں ہے کہ میں کوئی صورت نکالوں۔ اچھا تم جاؤ اور ساری رات صبح تک نماز پڑھو تم کو جگہ یاد
آجائے گی۔ وہ گیا اور اس نے چوتھائی رات تک نماز پڑھی تھی کہ اس کو وہ جگہ یاد آگئی۔ وہ ابو حنیفہ
کے پاس آیا اور اس نے کہا مجھ کو وہ جگہ یاد آگئی۔ آپ نے فرمایا۔ میں سمجھتا تھا کہ شیطان رات بھر
تجھ کو نماز نہیں پڑھنے دے گا اور تجھ کو وہ جگہ یاد آجائے گی، کیوں نہیں باقی رات اللہ کا شکر کرتے
ہوئے نماز پڑھی۔ ان میں سے بعض نے کہا ہے۔

أَلْفَقَهُ مَثَانِ أَنْ أَرَدْتُ تَفَقُّهًا وَالْجُودُ وَالْمَعْرُوفُ لِلْمُنْتَابِ

اگر تم کو تفقہ کی خواہش ہے تو ہم سے فقہ سیکھو اور عطا اور بھلائی بار بار کرنے والے کیلئے ہے

وَإِذَا كَرِهْتَ آبَا حَنِيفَةَ فِينَهُمْ خَصَّصْتُ لَهُ فِي الرَّأْيِ كُلَّ رِقَابِ

اور اگر انہیں ابو حنیفہ کا ذکر کر دو تو قیاس میں سب کی گردنیں اُن کے سامنے جھک جاتی ہیں

اور ابو المویذ موفق بن احمد کی نے کہا ہے۔

هَذَا مَذْهَبُ النُّعْمَانِ خَيْرُ الْمَذَاهِبِ كَذَا الْقَهْرُ الْوَضَاحُ خَيْرُ الْكُوَاكِبِ

یہ نعمان کا مذہب، مذاہب میں بہتر مذہب ہے جیسے چمکتا ہوا چاند کو اکب میں بہتر ہے

تَفَقُّهُ فِي خَيْرِ الْقُرُونِ مَعَ الثَّقَى قَدْ هَبَ لَاهُكَ خَيْرُ الْمَذَاهِبِ

مبارک قرون میں تقویٰ کے ساتھ تفقہ حاصل کیا۔ پس آپ کا مذہب بیشک مذاہب میں بہتر ہے

اور بعض نے کہا ہے۔

أَيَّا جَبَلِيَّ نَعْمَانَ إِنَّ حَظًّا كَمَا لَتُحْصَى وَمَا تُحْصَى فَضَائِلُ نَعْمَانَ

اے نعمان نام کے دو پہاڑو تمہاری کتکریاں گنی جاسکتی ہیں اور امام نعمان کے فضائل ہمیں گنے جاسکتے

اور پھر ایک صفحہ میں فضائل کا بیان کر کے یہ تین روایتیں حضرت امام سے روایت کی ہیں۔

۱۔ طبرانی نے اوسط میں احمد سے، انہوں نے ابو سلیمان جوزجانی سے، انہوں نے محمد بن اسحاق

سے، انہوں نے ابو حنیفہ سے اور انہوں نے بلال سے، انہوں نے وہب بن کیسان سے اور ان سے

جابر بن عبد اللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو تشہد اور تکبیر کی تعلیم اس طرح دیتے تھے جس طرح قرآن مجید کی سورت کی دیا کرتے تھے۔

طبرانی نے کہا ہے وہب سے بلال کی روایت صرف ابو حنیفہ کے واسطے سے ثابت ہے۔

۲۔ طبرانی نے عثمان سے وہ ابراہیم سے وہ اسماعیل سے وہ ابو حنیفہ سے وہ حماد بن ابی سلیمان سے وہ ابراہیم نخعی سے وہ علقمہ بن قیس سے وہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو استخارہ کی تعلیم اس طرح فرماتے تھے جیسے قرآن مجید کی سورت کی تعلیم فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ اِذَا ارَادَ أَحَدُكُمْ أَمْرًا فَلْيَقُلْ۔ تم میں سے کوئی جب کسی کام کا ارادہ کرے، کہے۔

تعلیم استخارہ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاسْتَعْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هَذَا اَمْرًا خَیْرًا لِیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَقَدِّرْهُ لِیْ وَاِنْ كَانَ غَیْرَ ذَلِكَ خَیْرًا لِیْ فَاهْدِ لِیْ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ وَاصْرِفْ عَنِّی الشَّرَّ حَیْثُ كَانَ وَارْضِنِیْ بِقَضَائِكَ۔

۳۔ خطیب بغدادی نے اپنی کتاب "المتفق والمفترق" میں ابن سوید حنفی سے روایت کی ہے کہ ابو حنیفہ میرا بہت لحاظ کرتے تھے میں نے اُن سے پوچھا۔ آپ کے نزدیک ان دو میں افضل کون سا ہے فرض حج کرنے کے بعد۔ جہاد کے لئے نکلتا ۱ یا حج کے لئے۔ آپ نے فرمایا، فرض حج کر لینے کے بعد جہاد کے لئے نکلتا افضل ہے پچاس حجوں سے۔

تمام ہوتی کتاب اور حمد ہے صرف اللہ کے لئے اور کافی ہے ہم کو اللہ، وہ اچھا حمایتی ہے اور نہ کوئی قوت ہے نہ طاقت مگر اللہ بزرگ و برتر ہے۔

مناقب الامام ابی حنیفہ کا آخری بیان "مِنَ الْمَنَامَاتِ الْمُبَشِّرَةِ لِاُیُّنِ حَنِیْفَةٍ" ہے، مابز اس کا ترجمہ لکھا ہے۔

قاسم بن غسان قاضی اپنے والد سے وہ ابو نعیم سے بیان کرتے ہیں کہ میں حسن بن صالح کے پاس ان کے بھائی کے مرنے کے دن گیا وہ کچھ لے کر کھا رہے تھے اور منس رہے تھے میں نے اُن سے کہا کہ آج صبح غم نے اپنے بھائی علی کو دفن کیا ہے اور اب شام کو تم منس رہے ہو۔ انہوں نے کہا کہ میرے بھائی پر کوئی زحمت نہیں ہے۔ میں نے کہا۔ یہ کیس طرح۔ انہوں نے کہا۔ میں اپنے بھائی کے پاس گیا اور ان سے کہا، تم کیسے ہو، انہوں نے کہا "میں ان افراد کے ساتھ ہوں جن پر اللہ کا انعام ہوا ہے اور وہ انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین ہیں اور یہ اچھے رفیق ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ وہ آیت مبارکہ کی

تلاوت کر رہے ہیں اور میں نے ان سے کہا، کیا تم تلاوت کر رہے ہو یا تم کچھ دیکھ رہے ہو۔ انہوں نے کہا کیا تم ان کو نہیں دیکھ رہے ہو جن کو میں دیکھ رہا ہوں۔ میں نے کہا۔ میں نہیں دیکھ رہا ہوں۔ انہوں نے کہا اچھا اور انہوں نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور کہا، یہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ ہنس رہے ہیں اور مجھ کو جنت کی مبارکباد دے رہے ہیں اور یہ فرشتے ہیں جو آپ کے ساتھ آئے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں سندس اور استبرق کے جوڑے ہیں اور یہ خور عین ہیں جو بناؤ سنگار کئے ہوئی ہیں اور میرا انتظار کر رہی ہیں کہ میں کب اُن کے پاس جاؤں گا۔ یہ کہہ کر وہ رحلت کر گئے۔ اللہ کی اُن پر رحمت ہو۔ اب جبکہ میرے بھائی نعمتوں میں ہیں تو پھر میں غمگین کیوں ہوں۔

ابونعیم نے کہا چند روز کے بعد میں حسن بن صالح کے پاس گیا۔ مجھ کو دیکھ کر انہوں نے کہا میں نے کل اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا وہ سبز کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ میں نے اُن سے کہا۔ کیا تم مرنے نہیں ہو۔ انہوں نے کہا، میں مرا ہوا ہوں۔ میں نے کہا تو پھر لباس کیسا ہے۔ انہوں نے کہا یہ سندس و استبرق ہے اور اسی طرح کا لباس تمہارے واسطے میرے پاس ہے۔ میں نے ان سے کہا، اللہ نے تمہارے ساتھ کیا کیا۔ انہوں نے کہا اس نے میری بخشش فرمائی اور میرا اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا فرشتوں سے مقابلہ کیا۔ میں نے کہا۔ کیا ابو حنیفہ النعمان بن اثابت۔ انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے پوچھا ان کی منزل کہاں ہے۔ انہوں نے کہا ہم اعلیٰ علیتین کے جوار میں ہیں۔ قاسم نے بیان کیا کہ میرے والد نے کہا۔ جب بھی ابونعیم ابو حنیفہ کا ذکر کرتے تھے یا اُن کے سامنے ابو حنیفہ کا ذکر کیا جاتا تھا وہ کہتے تھے۔ یَخْبِخُ فِيْ اَعْلٰی عَلَیَّتَیْنِ۔ یعنی کیا کہنا کیا کہنا، اعلیٰ علیتین میں ہیں۔

ابو بشر دولابی، احمد بن القاسم البرنی سے وہ ابو علی احمد بن محمد بن ابی رجا سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں امام محمد بن احسن کو دیکھا میں نے ان سے پوچھا تمہارا کیا حال ہے، کہا کہ مجھ کو بخش دیا۔ میں نے کہا کس وجہ سے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے کہا گیا کہ ہم لے یہ علم تم کو عطا کیا ہے اور ہم تم کو بخشتے ہیں۔ میں نے کہا ابو یوسف کا کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا وہ ہم سے ایک درجہ اوپر ہیں۔ میں نے کہا ابو حنیفہ کا کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا وہ اعلیٰ علیتین میں ہیں۔

محمد بن حماد مصیعی مولیٰ بنی ہاشم سے ابراہیم بن واقد نے ان سے مطلب بن زیاد نے ان سے ہمارے امام جعفر الحسن نے کہا۔ میں نے ابو حنیفہ کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے کہا اللہ نے تمہارے ساتھ لے ابو حنیفہ کیا کیا۔ فرمایا مجھ کو بخش دیا۔ میں نے کہا کیا علم کی وجہ سے۔ آپ نے

فرمایا فتویٰ دینے والے کو فتویٰ کتنا ضرر پہنچاتا ہے۔ میں نے کہا تو پھر کس پنا پر بخشا۔ فرمایا مجھ پر لوگوں کی ان باتوں کی وجہ سے جن کا علم اللہ کو نہ تھا (یعنی جھوٹ اور بہتان)۔

اور محمد بن حماد ہی روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن ابراہیم لیشی نے، ان سے حسین جعفی نے ان سے عبادت مارنے بیان کیا کہ میں نے خواب میں ابو حنیفہ کو دیکھا اور میں نے ان سے کہا کس حال میں ہو فرمایا اللہ کی رحمت کی فراخی میں۔ میں نے کہا۔ علم کی وجہ سے۔ فرمایا یٰھٰہَاتَ کہاں علم، علم کی شرطیں اور آفتیں ہیں کہ بہت کم افراد ان سے نجات پاتے ہیں۔ میں نے پوچھا پھر کیسے۔ فرمایا مجھ پر لوگوں کی الزام تراشیاں ان باتوں کی جو مجھ میں نہ تھیں نجات کا سبب بنیں واللہ اعلم بالصواب

امام ابوالفرج عبدالرحمن ابن الجوزی متوفی ۵۹۸ھ نے **تین ناپسندیدہ متعصب حفاظ** لکھا ہے۔ اے ہم نے ابو زرہ طاہر اور وہ اپنے باپ محمد بن

طاہر مقدسی سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے اسماعیل بن ابی الفضل قوسسی نے کہا اور وہ حدیث کے اہل معرفت میں سے تھے کہ میں حدیث کے حفاظ میں سے تین افراد کو پسند نہیں کرتا کیوں کہ ان میں تعصب بہت زیادہ ہے اور انصاف بہت کم ہے اور وہ الحاکم ابو عبد اللہ اور ابو نعیم الاصفہانی اور ابو بکر الخطیب البغدادی ہیں۔

ابن جوزی کہتے ہیں۔ اسماعیل نے درست کہا ہے۔ اسماعیل بڑے حفاظ میں سچ بولنے والے تھے اُن کو رجال اور مُتُون کی بہت معرفت تھی اور دیانت میں ثابت قدم تھے، انہوں نے ابوالحسن بن المہدی اور جابر بن یاسین اور ابن النقود وغیرہم سے سنا ہے اور سچ بات کہی ہے، ابو عبد اللہ حاکم کھلے طور پر شیعہ تھا اور دوسرے دو افراد (اصفہانی اور بغدادی) کا مَا يَتَعَصَّبَانِ لِمَتَّكَلِمَيْنِ وَالْأَشَاعِرَةِ۔ اہل کلام (اصحاب مناظرہ) اور اخابرہ کے حامی تھے۔ اور یہ بات اہل حدیث کے شایان نہیں، کیونکہ حدیث میں اس کی مذمت آئی ہے۔ اور ابن جوزی نے لکھا ہے۔ وَقَدْ أَكَّدَ الشَّافِعِيُّ فِي هَذَا حَتَّى قَالَ رَأَيْتُ فِي أَصْحَابِ الْكَلَامِ أَنْ يَحْمَلُوا عَلَى الْبَغَالِ وَأَنْ يُطَافَ بِهِمْ۔ اس سلسلہ میں امام شافعی نے تاکید کی ہے اور انہوں نے کہا ہے۔ میری رائے اصحاب کلام (اہل مناظرہ) کے متعلق یہ ہے کہ ان کو خچروں پر بٹھا کر گھمایا جائے۔

مولانا سید احمد رضا بجنوری نے محدث شہیر کشمیری مولانا انور شاہ کا بیان لکھا ہے جو درج ذیل ہے۔

حضرت شاہ صاحب نے فرمایا خطیب کے متعلق کیا کہوں غصہ

امام اعظم اور خطیب بغدادی آجائے گا۔ صرف یہ کہتا ہوں کہ ایسے لوگوں نے دین محمدی کی جڑ نکال

لے ملاحظہ کریں المستطیع ج ۲ ص ۲۹۰ لے ملاحظہ کریں انوار باری ج ۱ ص ۴۹۰۔

دی ہے، اس نے اپنی تاریخ بغداد میں جو کچھ امام عظیم کے خلاف بے تحقیق مواد جمع کر دیا ہے، اس کے لئے
 اَلْتَّهْمُ الْمَصِیْبُ فِیْ کَیْدِ الْخَطِیْبِ دیکھنا چاہیے اور کسی کے متعلق لوگوں کے من گھڑت افسانوں سے
 صرف نظر کر کے خارجی صحیح واقعات پر نظر کرنی چاہیے، آج بھی لوگ دوسروں پر کیسے کیسے غلط بہتان اور
 افتراءات باندھ دیتے ہیں، اُن کی اگر خارجی و واقعی حالات کے ذریعہ تحقیق و تنقیح نہ کی جائے تو آدمی
 مغالطہ میں پڑ جاتا ہے اور اچھے اچھے لوگوں کے متعلق بدظنی کا شکار ہو جاتا ہے۔ "وَاجْتَنِبُوا کَثِیْرًا
 مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ" (بہت سے گمانوں سے بچو کہ کچھ گمان ضرور گناہ ہوئے ہیں)

امام ابو حنیفہ اور ابو نعیم اصفہانی | میرے نزدیک خطیب کی طرح ابو نعیم امام صاحب کے مخالفین
 میں سے نہیں ہیں (دوسطروں کے بعد سید احمد رضا نے لکھا
 ہے) حضرت کی یہ رائے بھی ایسی ہی محتاط ہے جیسی نعیم بن حماد خزاعی کے بارے میں تھی اور وہ بھی امام
 صاحب سے روایت کرتے ہیں۔

مولانا سید احمد رضا نے لکھا ہے۔ امام محمد نے جو کچھ احسانات امام شافعی پر کئے ہیں وہ متواتر
 اور مشہور اور سب کو معلوم ہیں بلکہ انہوں نے امام شافعی کو بڑی مصیبت سے نجات دلانی تھی جس
 کی وجہ سے ابن عماد حنبلی نے شذرات الذہب میں لکھا ہے "قیامت تک ہر شافعی المذہب پر واجب
 ہے کہ وہ اس احسان عظیم کو پہچانے اور امام محمد کے لئے دعائے مغفرت کیا کرے لیکن ابو نعیم نے احسان
 فراموشی کر کے اٹھا امام محمد پر بہتان نہ کو نقل کر دیا ہے"

یہ عاجز ابوالحسن زید کہتا ہے کہ ابو نعیم کے متعلق واقعات کو دیکھ کر اس دور کے مشہور محدث عیش
 کا قول یاد آگیا جس کی روایت امام ابن عبدالبر نے کی ہے اور ناکارہ اہل حدیث کے بیان میں عاجز اس
 کو بیان کر چکا ہے۔ عیش نے کہا ہے۔

"تم نے حدیث کو بار بار اتنا ڈھرایا ہے کہ وہ میرے حلق میں ایلوے سے زیادہ کڑوی ہو گئی ہے۔
 جس پر تم مہربان ہوتے ہو اس کو جھوٹ بولنے پر مجبور کر دیتے ہو"

نعیم ہوں یا ابو نعیم ان دونوں کی جرح اعتبار کرنے کے قابل نہیں۔
 حضرت سعدی شیرازی رحمہ اللہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

تامر دسمن نہ گفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد
 ہر بیشہ گمان مہر کہ خالیست شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

وَفَقَّنَا اللّٰہُ تَعَالٰی لِمَرْضَاتِہٖ ۔

حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہ کے ایرادات

امام حافظ ابوبکر عبداللہ بن محمد بن القاضی ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان خواستی کی وفات ۲۳۵ھ میں ہوئی ہے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ستر سال سے کچھ زیادہ تھی، اس حساب سے آپ کی ولادت ۱۶۷ھ کے ایک در سال بعد ہوئی ہے۔ یعنی حضرت امام کی وفات کے بارہ سال بعد۔ آپ کوفہ کے مشہور ائمہ حدیث میں ہیں، آپ نے "المُسْنَد"، "المُصَنَّف" اور "التَّفْسِير" ضخیم کتابیں لکھی ہیں، "المُصَنَّف" سولہ جلدوں میں کراچی میں ۱۴۰۶ھ (۱۹۸۷ء) میں چھپی ہے اس کتاب کی چودھویں جلد میں صفحہ ۱۴۸ سے ۲۸۲ تک ۱۳۴ صفحات میں آپ نے ایک سو پچیس مسائل میں حضرت امام پر گرفتیں کی ہیں اور اس فصل کا نام "کِتَابُ الرَّذِّ عَلَى ابْنِ حَنِيفَةَ" رکھا ہے۔ اتفاق سے برادر عزیز حضرت ابوالسعد سالم رحمہ اللہ کی علالت کی وجہ سے جمعہ ۹ محرم ۱۴۰۸ھ مطابق ۴ ستمبر ۱۹۸۷ء سے شنبہ ۱۵ صفر ۱۴۰۸ھ، ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۷ء تک عاجز کا قیام کوئٹہ بلوچستان میں رہا وہاں برادر زادہ نیک اطوار برخوردار مولوی ابو حفص عمر سلمہ اللہ وجعلہ من خیار عبادہ کے پاس حافظ ابن ابی شیبہ کی مُصَنَّف اور محقق فاضل الأستاذ محمد زاہد الکوثری کی کتاب "التَّكْتَةُ الطَّرِيفَةُ فِي التَّحَدُّثِ عَنْ رَدِّ دُوبْنِ ابْنِ شَيْبَةَ عَلَى ابْنِ حَنِيفَةَ" پر عاجز کی نظر پڑی اور درج ذیل خلاصہ مرتب ہوا۔

مُصَنَّف میں حافظ ابن ابی شیبہ نے اُنیس ہزار سات سو نو اسی (۱۹۷۸۹) روایتیں لکھی ہیں، ان میں سے ایک سو پچیس (۱۲۵) روایتوں میں حضرت امام سے مناقشہ کیا ہے۔ یعنی انیس ہزار چھ سو چونسٹھ (۱۹۶۶۴) روایتوں میں حضرت امام غالی مقام پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ حافظ ابن ابی شیبہ نے جو ۱۲۵ ایرادات کئے ہیں اُن میں بلند آواز سے بسم اللہ کا پڑھنا، نماز میں قہقہہ سے وضو کا ٹوٹنا، امام کے پیچھے قرأت کا ترک کرنا، نبیذ سے وضو کرنا، رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین نہ کرنا، شرم گاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو کا ٹوٹنا، طلاق میں عورت کی آزادی اور مملوکیّت کا لحاظ رکھنا اور اس طرح کے دوسرے مسائل میں حضرت امام غالی مقام پر تنقید نہیں کی ہے جیسا کہ نام نہاد اہل حدیث کا دتیرہ ہے اور یہ لوگ صرف صحیح

بخاری پر بھروسہ کرتے ہیں اور عوام الناس کو دھوکہ دیتے ہیں کہ ابو حنیفہ نے رفع یدین، آمین بالجہر، امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ہے، حالانکہ حضرت امام نے بارہا فرمایا ہے۔

اللہ کی لعنت ہو اس پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے، آپ ہی کی بدولت اللہ نے ہم کو عزت دی اور آپ ہی کی وجہ سے ہم کو گندگی سے پاک کیا، اور آپ نے فرمایا ہے، ہم کتاب اللہ سے لیتے ہیں اگر اس میں نہیں پاتے تو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان اخبار کو لیتے ہیں جن کی روایت ثقات نے ثقات سے کی ہے اور پھر حضرات صحابہ کے اقوال میں سے کسی کے قول کو لیتے ہیں اور پھر اجتہاد کرتے ہیں۔

عاجز حافظ ابن ابی شیبہ کے متعلق اپنا کلام پورا کر کے رفع یدین کے متعلق کچھ لکھے گا تاکہ ان ظاہر بینوں کو حقیقت معلوم ہو۔

حافظ محمد بن یوسف صامی شافعی مصنف "السیرۃ الشامیۃ الکبریٰ" نے حضرت امام عالی مقام کی تائید میں "عقود الجمان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان" لکھی ہے۔ انہوں نے ابن ابی شیبہ کے ردود کے جواب میں کتاب لکھنے کا ارادہ کیا اور دس مسائل کا ردود جلدوں میں لکھا، پھر "السیرۃ الشامیۃ الکبریٰ" کے پیش نظر اس قدر پر اکتفا کی، یہ ہے "ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ" کا اثر۔

نہ بنے دل شدہ از شوق تو غمیں جگر م از غم عشق تو بہ خوں جگرے نیست کہ نیست
حافظ ابن ابی شیبہ نے اپنی تحریر کی فصل "هَذَا مَا خَالَفَ بِهِ أَبُو حَنِيفَةَ الْأَثَرُ الَّذِي جَاءَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" (یہ فصل ہے اس بیان میں کہ جس میں ابو حنیفہ نے اس اثر کے خلاف کیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آیا ہے) لکھی ہے اور پھر انہوں نے مبارک اثر کو منہ کے ساتھ لکھا ہے اور حضرت امام کے قول کو "وَذَكَرَ أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ قَالَ كَذَا" لکھ کر تحریر کیا ہے، یعنی "اور کہا گیا ہے کہ ابو حنیفہ نے یہ کہا ہے" سمجھ میں نہیں آتا کہ ابن ابی شیبہ نے اس مَطِيئَةُ الْكَذِبِ (جھوٹ کی سواری) سے حضرت امام کے قول کا ذکر کیوں کیا ہے۔ اُس دور کے جو حالات تھے اور جن کا نقشہ امام ابن عبد البر نے جامع بیان العلم و فضلہ میں کھینچا ہے اس کے پیش نظر عاجز کو خیال ہوتا ہے کہ یہ وہی اصحاب حدیث ہیں جن سے امام اعمش نے کہا ہے۔

قال حمص بن غياث سمعت الأعمش يقول يعني الأصحاب الحديث، لَقَدْ رَدَّ ثَمُودُ حَقِّي

صادق حلقی اَمَرَمِنَ الْعُلَمَاءِ مَا عَظَفْتُمْ عَلٰی اَحَدٍ اِلَّا حَمَلْتُمُوهُ عَلٰی الْكَذِبِ، حفص بن غیاث نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ اعمش اصحاب حدیث سے کہہ رہے تھے، تم نے حدیث کو بار بار اتنا دہرایا کہ وہ میرے حلق میں ایلوے سے زیادہ کڑوی ہو گئی، تم جس پر مہربان ہوتے ہو اس کو جھوٹ بولنے پر برا بیگختہ کر دیتے ہو۔

یعنی تم اپنی غلط بات اتنا اس پر دہراتے ہو کہ وہ اس کو بیان کر دیتا ہے۔

ائمہ کا اتفاق ہے کہ حضرت امام کو اول دن سے ایسے جلیل القدر اصحاب بکثرت ملے ہیں کرامہ میں کسی دوسرے کو نہیں ملے اور آپ کا مذہب پہلے ہی دن سے مُدَوَّن ہوتا چلا آرہا ہے۔ آپ کے اصحاب جو کچھ سنتے تھے لکھ لیا کرتے تھے۔ امام ابن ابی شیبہ امام طحاوی کے اصحاب سے اور کتابوں سے جو امام محمد وغیرہ نے تحریر فرمائی ہیں حضرت امام عالی مقام کا مسلک معلوم کر سکتے تھے۔

استاد کوثری نے لکھا ہے، حضرت امام ابو حنیفہ کے مسائل تقدیری فقہی کے متعلق تین قول ہیں، پہلے قول کی رُو سے تراسی ہزار مسائل ہیں، دوسرے قول کی رُو سے ایسے مسائل پانچ لاکھ ہیں اور یہ قول ابو الفضل کرانی کا ہے اور تیسرا قول صاحب عنایہ شارح ہدایہ کا ہے کہ ایسے مسائل بارہ لاکھ ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ کے طریقہ نقل سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے صرف نام نہاد اہل حدیث کے اعتراضات اور اعتراضات کو جمع کر دیا ہے کیونکہ انہوں نے دوسرے ابواب میں ایسی روایتیں لکھی ہیں جن کی اسانید قوی ہیں اور ان سے امام ابو حنیفہ اور آپ کے اصحاب کی تائید ہوتی ہے۔ اگر ابن ابی شیبہ حضرت امام پر ایرادات لکھتے وقت ان روایات کو نظر میں رکھتے تو یہ ایرادت نہ لکھتے۔ نام نہاد اہل حدیث کے نزدیک حضرت امام پر طعن کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ ابن عبدالبر نے لکھا ہے۔

تقریباً پچپن ساٹھ سال کا عرصہ گزرا کہ ہلائی مغربی ہندوستان آیا تھا اس کا مذہب مالکی تھا۔ اپنے وطن سے نجد گیا۔ نجدی حجاز مقدس پر قابض ہو چکے تھے، وہاں ہلائی وہابی ہوا اور پھر ہندوستان آیا اور یہاں کے غیر مقلدوں وہابیوں سے ملا اور ابن ابی شیبہ کی "فصل رد علی ابی حنیفہ" کو چھپوایا تاکہ وہابیت کو فروغ ہو اور پھر ہلائی ہندو حجاز سے غائب ہوا۔

علامہ کوثری رحمہ اللہ نے اپنی تالیف "النکت الطریفہ" میں حافظ ابن ابی شیبہ کی ذکر کردہ روایات پر محققانہ، عادلانہ بحث کی ہے۔ یہ کتاب دو سو چھیاسٹھ صفحات کی ہے۔ اس کتاب کے بعد کچھ لکھنا تحصیل حاصل کے زمرہ میں شامل ہے۔ علامہ کوثری نے حافظ ابن ابی شیبہ کی ذکر کردہ روایتوں کے مختلف روایتوں کا بیان کیا ہے۔ ائمہ اعلام کسی کی روایت کے پابند نہیں ہیں۔ اس صورت میں یہ

کہنا درست نہیں کہ امام ابو حنیفہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ہے۔ علامہ کوثری کی کتاب انصاف پسندوں کے لئے نفیس تحفہ ہے۔ مثال کے طور پر اس کتاب سے دو مسائل کا ذکر کیا جا رہا ہے۔
المصنف کے جزرچہ کے صفحہ دو سو بائیس میں لکھا ہے۔

عقیقہ۔ حدیث روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لڑکے کے دو بھڑیں اور لڑکی کی ایک بھڑ، چاہے بھڑ نر ہو چاہے مادہ کوئی حرج نہیں، اور اُتم کرز کی روایت اسی معنی کی لکھی ہے اور جابر کی روایت لکھی ہے کہ آپ نے حسن اور حسین کا عقیقہ کیا اور سمرہ کی روایت لکھی ہے لڑکا اپنے عقیقہ کا مرہون ہے ساتویں دن ذبح کیا جائے اور سر کے بال مونڈے جائیں اور اس کا نام رکھا جائے اور ذکر کیا گیا ہے کہ ابو حنیفہ نے کہا۔ اگر بچہ کا عقیقہ نہیں کیا گیا تو اس پر کچھ نہیں ہے۔

کوثری نے لکھا ہے۔ پہلی روایت میں عبید اللہ بن یزید ایک راوی ہیں نووی نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ وہ اکثر علماء کے نزدیک ضعیف ہیں اور یہ بات نووی کی وہم ہے۔

عبید اللہ بن یزید کی توثیق متفق علیہ ہے اور عقیقہ کے متعلق اہل علم کا اختلاف ہے جسٹس ابن سعد اور اہل ظاہر نے کہا ہے کہ واجب ہے۔ ابن حزم ظاہری نے شدت کی ہے اور کہا ہے کہ فرض واجب ہے اور ابو بکر بن العربی نے ان کا رد کیا ہے۔

اور واجب کہنے والوں کے بطلان مذہب کی دلیل بخاری کی روایت ہے ابو موسیٰ کچھ ہیں کہ ان کا لڑکا پیدا ہوا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ آپ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور آپ نے کھجور سے اس کی تخنیک کی اور بچے کو ابو موسیٰ کو دیا۔ اسی طرح اس کا لڑکا قبار میں ہوا وہ اپنے بیٹے کو لائیں۔ آپ نے اسی طرح کیا۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ کے لڑکے کے ساتھ کیا۔ ان احادیث سے عقیقہ کا ذکر نہ تو ثابت ہے نہ فعلاً، اگر عقیقہ واجب ہوتا آپ اس پر آگاہ فرماتے۔

مالک، شافعی اور ایک روایت میں احمد کے عقیقہ کرنا سنت ہے۔

محمد بن حنفیہ اور ابراہیم نخعی نے کہا ہے کہ جاہلیت کے دور میں عقیقہ کو واجب سمجھا جاتا تھا اسلام نے اس کو رد کر دیا یعنی اس کے وجوب کو اور وہ اختیاری فعل ہو گیا۔ جو چاہے کرے اور جو نہ چاہے نہ کرے۔

امام محمد بن علی الباقری نے کہا ہے۔ قربانی نے عقیقہ کو منسوخ کر دیا ہے۔ اور بیہقی نے کہا ہے۔ قربانی نے ہر ذبیحہ کو منسوخ کر دیا ہے۔ اور مالک نے زید بن اسلم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا میں عقوق کو پسند نہیں کرتا۔ اور فرمایا جس کا بچہ پیدا

ہوا اور وہ چلے کہ ٹسک کر دے (ذبیحہ کر دے) وہ ذبیحہ کر دے۔ اس روایت سے اختیار صاف طور سے ثابت ہے، امام محمد نے موطا میں لکھا ہے ہم کو یہ بات پہنچی ہے کہ جاہلیت میں اور اسلام کے ابتدائی دور میں عقیقہ کیا جاتا تھا۔ پھر قربانی نے ہر اُس ذبیحہ کو جو اس سے پہلے کیا جاتا تھا منسوخ کر دیا۔ اور کتاب الآثار میں امام محمد نے ابو حنیفہ سے یہ روایت لکھی ہے۔ جاہلیت کے دور میں عقیقہ ہوا کرتا تھا اسلام کے آنے پر منسوخ ہو گیا۔ یعنی وجوب باقی نہیں رہا۔

یہ عاجز کہتا ہے امام ابو یوسف کی کتاب الآثار میں بھی یہی روایت ہے۔

هل في الاستسقاء صلاة وخطبة۔ حافظ ابن ابی شیبہ نے لکھا ہے۔

عبداللہ بن کنانہ کہتے ہیں کہ میرے والد نے کہا۔ مجھ کو ایک امیر نے امرامیں سے ابن عباس کے پاس بھیجا کہ نماز استسقاء کے متعلق آپ سے پوچھوں۔ ابن عباس نے کہا۔ کیا بات ہے جو وہ مجھ سے پوچھتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاجزی، فروتنی اور تضرع کرتے ہوئے نکلے۔ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں جس طرح عید کی پڑھی جاتی ہیں اور آپ نے یہ خطبہ جو تم لوگ پڑھتے ہو نہیں پڑھا اور ابواسحاق کہتے ہیں ہم عبداللہ بن یزید انصاری کے ساتھ استسقاء کے لئے نکلے، انہوں نے دو رکعتیں پڑھائیں اور ان کے پیچھے زید بن ارقم نے نماز پڑھی اور محمد بن ہلال نے کہا کہ ہم نے عمر بن عبدالعزیز کی نماز دیکھی۔ انہوں نے پہلے نماز پڑھی پھر خطبہ پڑھا اور مینہ برسنے کی دعا کی اور اپنی چادر کو پٹا اور عبداللہ بن زید نے جو اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے تھے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے واسطے نکلے اور آپ نے لوگوں کی طرف اپنی پیٹھ کی۔ آپ دعا کرتے رہے اور آپ نے قبلہ کا استقبال کیا۔ پھر آپ نے اپنی چادر پٹی اور دو رکعتیں پڑھیں ان میں قرأت جہر سے کی۔

اور ابو حنیفہ سے ذکر کیا گیا ہے کہ استسقاء کی نماز جماعت سے نہ پڑھی جائے اور اس میں

خطبہ نہیں ہے۔

کوثری نے لکھا ہے۔ ابو حنیفہ کے نزدیک استسقاء میں نہ خطبہ ہے نہ نماز بلکہ گڑگڑانا اور استغفار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ ہود کی آیت ۵۲ میں فرمایا ہے۔ وَيَا قَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا۔ اور اے قوم گناہ بخشو اور اپنے رب سے پھر رجوع لاؤ اس کی طرف، چھوڑ دے تم پر آسمان کی دھاریں۔ اللہ تعالیٰ نے مینہ برسنے کا مدار صرف استغفار پر رکھا ہے اور احادیث صحیحہ میں صرف دعا پر استسقاء کا اقتصار ہے۔ صحیحین میں انس کی روایت ہے کہ ایک

شخص مسجد شریف میں داخل ہوا اور اس نے کہا چوپائے اور اموال ہلاک ہو گئے آپ دعا فرمائیں کہ اللہ ہماری فریاد قبول کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھ اٹھائے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اور فوری نے سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ عطار بن ابومروان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں استسقاء کے واسطے حضرت عمر کے ساتھ نکلا آپ نے صرف آیت استغفر وادبکم پڑھی۔

کوثری نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ استسقاء میں توبہ و استغفار کے قائل ہیں البتہ آپ کے صاحبین بہ وجہ بعض روایات کے نماز کی سنت کے قائل ہیں۔

ان دو مسائل سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ابوحنیفہ سنت مبارک ثابت کی ہرگز مخالفت نہیں کرتے ہیں بلکہ آپ خوب دقت سے مسئلہ پر نظر ڈالتے ہیں اور جو ثابت ہوتا ہے اس پر عمل کرتے ہیں۔ اب یہ عاجز رفع یدین کے متعلق کچھ لکھتا ہے جس کے لئے مجھ کو بی برداران بخاری کو در در لئے پھرتے ہیں۔

رفع یدین۔ اس وقت عاجز کے سامنے دکن کے مشہور محدث جناب سید ابوالحسنات عبداللہ شاہ حیدر آبادی کی نہایت اعلیٰ اور مستند کتاب زجاجة المصابیح اور جناب سید مشہود حسن امر دہوی کا رسالہ رفع یدین ہے۔ زجاجة المصابیح کو اگر اخاف کی "مشکاۃ" کہا جائے نسب واولیٰ ہے، چونکہ مشکاۃ المصابیح کے مصنف شافعی تھے انہوں نے از روئے تعصب ان روایات کا بیان نہیں کیا ہے جن سے حضرت امام عالی مقام نے استدلال کیا ہے، اس لئے وہابیہ اور نام نہاد اہل حدیث کو موقع مل گیا کہ وہ حنفی مسلک پر اعتراضات کریں اور عوام الناس کو دھوکہ دیں 'مزید افسوس اس بات کا ہے کہ ہندوستان کے درس نظامی میں مشکاۃ اور صحاح ستہ کو رکھا گیا ہے اور یہ سب کتابیں شوافع کی ہیں۔ امام محمد کی موطا امام طحاوی کی کتابیں اور امام محمد اور امام ابو یوسف کی آثار اور حضرت امام کی مسند موجود ہے ان میں سے ایک کتاب بھی شامل نصاب نہیں ہے۔ اِلٰی اللّٰهِ الْمُنْتَظَرُ وَ اِلَیْهِ الْمُنْتَهٰی۔

امام اوزاعی سے حضرت امام کا مکالمہ | اس واقعہ کو ائمہ اعلام اپنی کتابوں میں لکھ چکے ہیں اور امام ابن ہمام نے فتح القدیر میں اور سید عبداللہ شاہ زجاج میں اور مولانا مشہود حسن نے اپنے رسالہ میں اور یہ عاجز اس کتاب میں نقل کر چکا ہے اس لئے اب ترجمہ پر اکتفا کرتا ہے۔

امام اوزاعی کی حضرت امام سے ”دارِ حنّاطین“ میں مکہ مکرمہ میں ملاقات ہوئی، اوزاعی نے آپ سے کہا۔ کیا بات ہے کہ آپ صاحبان رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اُٹھتے وقت رفع یدین نہیں کرتے ہیں۔ حضرت امام نے فرمایا۔ لَمْ يَصِحْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ شَيْءٌ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق صحت کے ساتھ کچھ ثابت نہیں ہوا ہے۔ یہ سن کر اوزاعی نے کہا۔ کس طرح صحت کے ساتھ کچھ ثابت نہیں ہوا ہے حالانکہ مجھ سے زہری نے کہا ان سے سالم نے کہا اور وہ اپنے والد عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تھے اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے اور رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اُٹھتے وقت (ہاتھ اٹھاتے تھے) حضرت امام نے فرمایا ہم سے حماد بن ابی سلیمان نے کہا۔ وہ ابراہیم سے وہ علقمہ اور اسود سے وہ عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف نماز شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے اور کہیں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

اوزاعی نے کہا میں حدیث بیان کرتا ہوں از زہری از سالم از والد خود اور آپ حماد عن ابراہیم بیان کرتے ہیں۔

حضرت امام نے فرمایا، درایت میں حماد زہری سے بڑھے ہوئے تھے اور ابراہیم سالم سے بڑھے ہوئے تھے اور علقمہ درایت میں ابن عمر سے کم نہ تھے اگرچہ عبداللہ بن عمر کو صحابیت کا شرف حاصل ہے۔ اور اسود کے بھی فضائل بہت ہیں اور عبداللہ بن مسعود تو عبداللہ ہی ہیں۔

یہاں یہ نکتہ قابل ذکر ہے کہ امام اوزاعی کی نظر صرف روایت پر تھی، روایت نہایت اعلیٰ عدول اور ثقات کی ہو اگر درایت سے اس کا لگاؤ نہیں ہے وہ روایت مقبول نہیں ہوتی۔ ملاحظہ فرمائیں کہ بخاری نے قبار میں مدت قیام کی دو روایتیں اپنی صحیح میں لکھی ہیں، دونوں روایتوں کے راوی حضرت انس بن مالک انصاری ہیں۔ ایک میں چودہ دن ہے اور دوسری میں چوبیس دن ہے۔ ان دونوں صحیح روایتوں میں تعارض ہوا اور دونوں ساقط الاعتبار ہوئیں۔

امام اوزاعی اس کو دیکھتے کہ امام طحاوی نے مجاہد کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے ابن عمر کے پیچھے نماز پڑھی انہوں نے صرف تکبیر افتتاح کے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور وہ یہ دیکھتے کہ محمد بن عبدالعزیز بن حکیم سے روایت کی ہے کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ انہوں نے نماز کے شروع میں ہاتھ اٹھائے تکبیر افتتاح کے لئے اور اس کے بعد ہاتھ نہیں اٹھائے، اور شرح معانی الآثار میں برار بن عازب کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرنے کے لئے تکبیر تحریر کہتے تو آپ کے انگوٹھے کانوں کی نوک کے قریب ہوجاتے

ثُمَّ لَا يَعُودُ بِمَرَّاسٍ كَالْعَادَةِ نَهِيں کرتے تھے، اور صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ کی روایت ہے يَخْرُجُ ثَلَاثًا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِي أَرَاكُمْ رَافِعِينَ أَيْدِيَكُمْ كَأَنَّهُمْ أَذْنَابُ خَيْلٍ تُمْسِي أُسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ نے فرمایا - کیا بات ہے کہ میں تم کو سرکش گھوڑوں کی دُموں کی طرح ہاتھ بلند کرتے ہوئے دیکھتا ہوں، نماز میں سکون کے ساتھ رہو۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ نسا کی آیت مستحکم میں فرمایا ہے - كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ (اپنے ہاتھ روکو اور قائم کرو نماز) زجاجة المصباح کے مصنف نے یہ آیت لکھ کر لکھا ہے - قال صاحب الكنز المدفون والفلك المشحون فيه الاستدلال على ترك رفع اليدين في الانتقالات - کہ کنز مدفون کے مصنف نے کہا ہے کہ اس میں انتقالات کے وقت رفع یدین ذکر کرنے کا استدلال ہے۔

زجاجة المصباح میں ہے - عاصم بن کلیب جرّمی اپنے والد سے جو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے صحابہ میں سے تھے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نماز شروع کرتے وقت اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے اور پھر نماز میں کسی جگہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ اس کی روایت محمد نے، طحاوی نے اور ابن ابی شیبہ نے کی ہے اور علامہ عینی نے کہا ہے کہ اس کی سند مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ اور عینی نے لکھا ہے کہ حضرت علی یہ نہیں کر سکتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتا دیکھتے اور پھر اس کو ذکر کرتے، اور ایسی صورت اس وقت ہو سکتی ہے کہ اس کا نسخ ثابت ہو گیا ہو۔

عینی نے لکھا ہے۔ رفع یدین کی روایت سے مخالف نے استدلال کیا ہے۔ حالانکہ ابتدائے اسلام میں رفع یدین کیا گیا ہے اور پھر وہ نسخ ہو گیا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر نے ایک شخص کو رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے دیکھا آپ نے اس سے کہا - لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ هَذَا شَيْءٌ مَرَقَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ ثُمَّ تَرَكَهُ - رفع یدین نہ کرو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین کیا تھا اور پھر چھوڑ دیا تھا۔

بخاری کی روایت حضرت ابو ہریرہ سے ہے کہ ایک شخص نے مسجد کے گوشہ میں نماز پڑھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس سے فرمایا - جا نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی ہے۔ چنانچہ اس نے پھر نماز پڑھی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے پھر یہی بات فرمائی کہ جا نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی ہے۔ جب تیسری بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی۔ اس نے عرض کی - آپ مجھ کو تعلیم فرمائیں۔ آپ نے فرمایا جب نماز کے لئے اٹھو پورے طریقہ پر وضو کرو پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے تکبیر کر دو پھر کلام پاک جو یاد ہے پڑھو، پھر طہیّان کے ساتھ

رکوع کرو، پھر سر اٹھاؤ اور اطمینان سے کھڑے ہو، پھر سجدہ میں جاؤ اور اطمینان سے سجدہ کرو، پھر سر اٹھاؤ اور اطمینان سے بیٹھو پھر اطمینان سے سجدہ کرو اور پھر کھڑے ہو جاؤ اور اسی طرح باقی نماز میں کرو۔

ترمذی، نسائی اور ابوداؤد میں اس کے بعد ہے۔ اگر تم اس طرح کرو گے تمہاری نماز کامل ہے اور اگر کمی کرو گے نماز ناقص رہے گی۔ دیکھو اس کامل نماز میں رفع یدین کا ذکر نہیں ہے۔

مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی ابتدا تکبیر اور الحمد للہ رب العالمین کے پڑھنے سے کیا کرتے تھے اور جب آپ رکوع کرتے تھے نہ سر کو اٹھا ہوا رکھتے تھے اور نہ جھکا ہوا بلکہ مابین میں رکھتے تھے اور جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے تھے اُس وقت تک سجدہ نہیں کرتے تھے جب تک پوری طرح آپ کھڑے نہ ہو جاتے تھے، اور جب آپ سجدہ سے سر اٹھاتے تھے اس وقت تک دوسرا سجدہ نہیں کرتے تھے جب تک کہ آپ پوری طرح بیٹھ نہ جاتے تھے اور ہر دو رکعت پر آپ التحیات پڑھتے تھے۔ وَكَانَ يُفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيَنْصَبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى وَكَانَ يَتْنَى عَنْ عَقِبَةِ الشَّيْطَانِ، آپ بائیں پیر کو بچھاتے تھے اور دائیں پیر کو کھڑا رکھتے تھے اور آپ شیطانی بیٹھک سے منع فرماتے تھے اور کہنیوں کو درندہ کی طرح بچھانے سے منع فرماتے تھے اور سلام پر نماز ختم کرتے تھے۔

بخاری و مسلم کی روایت حضرت ابو ہریرہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تکبیر کہتے تھے پھر رکوع کرتے وقت تکبیر کرتے تھے پھر تَمِيعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے تھے اور آپ اپنی کمر کو رکوع سے سیدھا کرتے تھے اور کھڑے ہونے پر کہتے تھے رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، پھر سجدہ کو جاتے وقت تکبیر کہتے تھے اور پھر سر اٹھاتے وقت تکبیر کہتے تھے پھر سجدہ کرتے وقت تکبیر کہتے تھے پھر سر اٹھاتے وقت تکبیر کہتے تھے، اسی طرح آپ ساری نماز میں کرتے تھے اور دو رکعت کے بعد اٹھتے وقت تکبیر کہتے تھے جب کہ آپ بیٹھ جاتے تھے۔

نسائی نے عبد الجبار بن وائل سے وہ اپنے باپ وائل سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے نماز شروع کرتے وقت دیکھا کہ آپ نے اپنے ہاتھ کو اتنا اٹھایا کہ آپ کے انگوٹھے کان کی ٹوکی برابری میں ہو گئے اور مسلم کی روایت میں ہے کہ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ کے ہاتھ کانوں کی محاذات میں ہو گئے اور ابوداؤد اور نسائی کی روایت ابو ہریرہ سے ہے کہ میں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتا تو میں آپ کے بغل دیکھ لیتا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود نے کہا، کیا میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز بتاؤں

پھر آپ کھڑے ہوئے اور پہلی بار اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھائے اور پھر نہیں اٹھائے۔ نسائی نے روایت کی ہے مولانا ہاشم مدنی نے کشف الرین میں کہا ہے۔ نسائی کی یہ روایت شیخین کی شرط پر ہے۔

مولانا سید مشہود حسن نے کہا ہے حضرت جابر بن سمرہ سے امام مسلم کی روایت صاف طور پر نماز میں رفع یدین کرنے کی مانعت کے سلسلہ میں ہے، غیر مقلدین کا کہنا کہ یہ صرف سلام کے وقت رفع یدین سے مانعت کی ہے، بالکل غلط ہے۔ سلام کے وقت رفع یدین سے مانعت کی روایت جابر بن سمرہ سے امام نسائی نے کی ہے جو درج ذیل ہے۔

قال جابر بن سمرہ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَكَّنَا إِذَا سَلَّمْنَا قُلْنَا بَايَدِينَا السَّلَامَ عَلَيْكُمْ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ قَالَ فَظَرَّ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُكُمْ تُشِيرُونَ بِأَيْدِيكُمْ كَأَنَّهُمَا أَذْنَابُ خَيْلٍ تَحْسِبُ إِذَا سَلَّمَ أَحَدُكُمْ فَلْيَلْتَفِتْ إِلَى صَاحِبِهِ وَلَا يُؤْمِئْ بِمِئِدِهِ۔

جابر بن سمرہ نے کہا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور ہم جب سلام پھرتے تھے ہاتھ اٹھا کر السلام علیکم، السلام علیکم کہتے تھے۔ جابر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے اس فعل کو دیکھا اور آپ نے فرمایا۔ کیا بات ہے تم۔ بنے ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہو گویا کہ تمہارے ہاتھ سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہیں جب تم میں سے کوئی سلام پھیرے وہ اپنے پاس والے کی طرف التفات کرے اور ہاتھ سے اشارہ نہ کرے۔

جابر بن سمرہ کی دو روایتیں ہیں۔ ایک کی روایت امام مسلم نے کی ہے اور نماز میں رفع یدین کرنا سرکش گھوڑوں کے دموں کی طرح ہاتھ کا ہلانا ہے اور دوسری کی روایت نسائی نے کی ہے کہ سلام پھیرتے وقت رفع یدین کرنا سرکش گھوڑوں کے دموں کی طرح ہاتھ کا ہلانا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ۔ جیسا کہ مسلم کی روایت میں ہے کہ نماز میں سکون سے رہو۔

عاجز سے علامہ مولانا ابوبکر غازی پوری کی ملاقات شنبہ ۱۲ شعبان ۱۴۱۱ھ ۱۰ مارچ ۱۹۹۹ء کو ہوئی، انہوں نے بیان کیا کہ غازی پور میں ایک اہل حدیث آگیا اور اس نے یہ وعظ شروع کر دیا کہ جو رفع یدین نہ کرے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اس نام نہاد اہل حدیث کے رد میں ایک رسالہ مولانا ابوبکر نے لکھا اور فقہ رفع ہوا۔ رفع یدین کرنے والے حضرات اگر انصاف سے کام لیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر فعل پر نظر کریں یقیناً رفع یدین کرنے کو متروک فعل قرار دیں گے۔

مولوی نیازی کا ابو جندل سے مکالمہ | یہ عاجز ماہ صفر ۱۴۳۱ھ ستمبر ۱۹۸۹ء میں کوئٹہ بلوچستان
مجاہد و فقیہ مولوی عبدالواحد فرزند مولانا سلطان محمد قوم نیازی افغانی سے ملاقات ہوئی وہ جہنہ نجات
رہی " میں موقوف ہیں۔ یہ دفتر حکومت سعودیہ نے مجاہدین کی اعانت کے لئے کھولا ہے۔ اس دفتر
کے بڑے افسر کا نام ابو جندل تھا وہ رئیس شئون اسلامیہ کے عہدہ پر فائز تھے۔ وہ افغان مجاہدوں
کو اسلحہ وغیرہ دیتے تھے۔

نیازی مولوی صاحب نے عاجز سے کہا۔ ایک دن ابو جندل نجدی نے مجھ سے پوچھا۔ تم کس
طریقہ سے وابستہ ہو۔ میں نے کہا سلسلہ نقشبندیہ سے وابستہ ہوں۔ ابو جندل نے کہا۔ اذکار میں
یہ سلسلہ بہ نسبت دوسرے سلاسل کے بہتر ہے۔ پھر انہوں نے کہا۔ افغانستان کے باشندے شرک
میں بہت مبتلا ہیں۔ دیکھو ہمارا عقیدہ یہ ہے۔

۱۔ ہمارا امام محمد بن عبدالوہاب نجدی ہے۔

۲۔ تو تسل شرک ہے۔

۳۔ تقلید بدعت ہے۔

۴۔ مزارات پر جانا شرک ہے۔

یہ کہہ کر ابو جندل نے مولوی نیازی کو ایک چھپا ہوا خط دیا جو بن باز نے افغانستان کے
مجاہدین کے نام لکھا ہے اور ابو جندل نے مولوی نیازی سے اُن کا عقیدہ دریافت کیا۔
مولوی نیازی نے کہا ہمارا عقیدہ یہ ہے۔

۱۔ محمد بن عبدالوہاب ہمارا اور اللہ کا دشمن ہے۔

۲۔ ہم تو تسل کو کہیں فرض، کہیں واجب اور کہیں مستحب سمجھتے ہیں۔

۳۔ تقلید کو ہم کہیں واجب اور کہیں مستحب کہتے ہیں۔

۴۔ مزارات پر جانا ہم مسلمانوں کا شعار ہے، دُورِ اَوَّل سے اس وقت تک اس پر عمل ہے۔

اور مولوی نیازی نے بن باز کے نام درج ذیل مضمون کا خط عربی میں لکھ کر ابو جندل کو دیا۔

تم نے افغانستان کے مجاہدوں کو لکھا ہے کہ فردعی اور مذہبی اختلافات نہ چھیڑو حالانکہ اختلافات

تم پیدا کرتے ہو، ہمارا حنفی مذہب سینکڑوں برس سے اس دیار میں شائع اور رائج ہے۔ اب تم وہابی
کی باتیں لکھ کر طبع کر کے مجاہدوں میں تقسیم کراتے ہو، تم مسلمانوں میں اختلافات پیدا کر رہے ہو۔

ابو جندل نے اس خط کو پڑھا پھر مولوی نیازی سے کہا۔ اؤ نماز پڑھا دو۔ چنانچہ مولوی نیازی نے نماز پڑھائی اور نماز کے بعد ابو جندل سے کہا۔ لَا تَزْفَعُوا يَدَيْكُمْ كَأَنَّهُمَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شَمْسًا مَكْتُوًا فِي الصَّلَاةِ۔ بار بار نماز میں سرکش گھوڑوں کے دمموں کی طرح اپنے ہاتھ نہ اٹھاؤ، نماز میں سکون سے رہو۔ اللہ تعالیٰ مولوی نیازی کو اجر کثیر دے، حق بات کا اظہار کیا

مولانا سید مشہود حسن نے لکھا ہے اگر انصاف اور
رفع یدین کی مشروعیت کی نوعیت | نظر تحقیق سے دیکھا جائے رفع یدین کی منسوخت
 ثابت ہے کیونکہ احادیث میں رفع یدین حسب ذیل مقامات پر وارد ہے۔

۱۔ تکبیر تحریمہ کے وقت۔

۲۔ رکوع میں جاتے وقت۔

۳۔ رکوع سے اٹھتے وقت۔

۴۔ دونوں سجدوں کے درمیان۔

۵۔ تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے وقت۔

۶۔ سلام پھیرتے وقت۔

ان چھ مقامات پر رفع یدین احادیث سے ثابت ہے جن میں سے دونوں سجدوں کے درمیان اور سلام پھیرنے کے وقت کو بالاتفاق سب منسوخ مانتے ہیں اور تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونے کو اکثر غیر مقلدین حضرات اور مشہور اقوال کے مطابق امام شافعی صاحب بھی منسوخ مانتے ہیں۔ احناف برجز تکبیر تحریمہ کے باقی سب کو منسوخ کہتے ہیں، البتہ مقدار نسخ میں اختلاف ہے۔ اب ناظرین ان احادیث کو ملاحظہ فرمائیں جن میں ان مقامات پر رفع یدین کا ذکر ہے اور وہ منسوخ ہے۔

عمدة القاری شرح صحیح بخاری کی جلد ۳، صفحہ ۸ میں عبد اللہ بن زبیر کی روایت ہے۔

أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا يَزْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ رَفْعِ رَأْسِهِ مِنَ الرُّكُوعِ

فَقَالَ لَهُ لَا تَفْعَلْ فَإِنَّهُ شَيْءٌ فَعَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَرَكَهُ۔

آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتا تھا۔

آپ نے فرمایا یہ مت کیا کرو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے اس کو کیا کرتے تھے اور پھر آپ نے اس کو چھوڑ دیا۔

مولانا مشہود نے روایتیں لکھی ہیں کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبد اللہ

بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم رفع یدین صرف نماز شروع کرتے وقت کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے رفع یدین کرنے سے روکا۔ یہ عاجز کہتا ہے کہ جس کی نظر صرف روایت پر ہوگی وہ رفع یدین کا قائل ہوگا اور جو روایت پر نظر رکھے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر فعل کو اور تعامل کو دیکھے گا وہ رفع یدین نہیں کرے گا۔ کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ کی قسم عبادات کو اٹھا کر دیکھ لیا جائے۔ امام مالک کے مذہب میں رفع یدین کرنا مکروہ ہے حالانکہ یہی امام مالک امام زہری سے ابن عمر کی وہ روایت نقل کرتے ہیں جو اہل حدیث کا سب سے بڑا استدلال ہے کہ اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذَّ وَمَنْكَبِيهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهَا كَذَلِكَ۔ الخ۔ بے شک راویوں کے اعتبار سے یہ حدیث صحیح ہے اور وہ حدیث بھی صحیح ہے جس میں رفع یدین نہ کرنے کا بیان ہے۔ دونوں روایتیں دو وقتوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ ابتدائی دور سے رفع یدین کرنے والی روایت کا تعلق ہے۔ جیسا کہ عبداللہ بن زبیر نے فرمایا ہے۔

زجاجة المصابيح میں حصین بن عبدالرحمن کا بیان ہے کہ میں عمرو بن مرة، ابراہیم نخعی کے پاس گئے۔ عمرو بن مرہ نے کہا کہ مجھ سے علقمہ بن وائل حضرمی نے اپنے والد کا قول سنایا، کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور انہوں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تکبیر کہی اور جب رکوع کو گئے اور جب رکوع سے اٹھے رفع یدین کیا۔ یہ سن کر ابراہیم نخعی نے کہا۔ ہو سکتا ہے کہ وائل حضرمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دن کے سو پہرہ دیکھا ہو اور انہوں نے اس کیفیت کو یاد رکھا اور ابن مسعود اور ان کے اصحاب نے یاد نہ رکھا۔ یہ حضرات صرف تکبیر افتتاح کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے۔ اس کی روایت محمد نے کی ہے۔

حصین ابراہیم نخعی سے بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے مگر افتتاح نماز کے وقت، ابن ابی شیبہ اور طحاوی نے اس کی روایت کی ہے۔ الخ۔

حضرت امام عالی مقام کے متعلق آپ کے ہم عصر جلیل القدر علماء حدیث نے صاف طور پر کہا ہے کہ آپ کو فہ کی احادیث کے حافظ تھے اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر فعل کی تلاش میں رہتے تھے۔ آپ کو نسخ اور مسوخ حدیث کا خوب علم تھا۔ امام اوزاعی نے جب آپ سے کہا ما بالکم لا ترفعون ایدکم عند الرکوع والرفع منه آپ صاحبان رکوع میں جاتے ہوئے در رکوع

سے اٹھنے ہوئے اپنے ہاتھ کیوں نہیں اٹھاتے ہیں) آپ نے ان کو جواب دیا (لَا اِنَّهُ لَمْ يَصْعَدْ عَنْ رَسُوْلِ
اَللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ شَيْءٌ) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق کچھ بھی ثابت نہیں،
یعنی حدیث کی درایت اور تفقہ کی رُو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر فعل سے کچھ ثابت نہیں
ہے اور پھر آپ نے اپنے اساتذہ کا سلسلہ بیان کیا، جس کو سن کر اوزاعی دم بخود ہو کر رہ گئے۔

لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ عِنْدَ الثَّرِيَاءِ لَذَهَبَ بِهِ رَجُلٌ مِّنْ أَبْنَاءِ فَارِسٍ | اگر ایمان ثریا کے پاس
ہو ابنائے فارس میں سے ایک جواں مرد اس تک پہنچ جائے گا اور اس کو حاصل کر لے گا۔ وہ فارسی
نژاد جواہر حضرت امام عالی مقام کی مبارک ذات ہے جس کا بیان اور اعتراف ائمہ اعلام کر چکے
ہیں۔ جس شخص کی مبارک ذات ایسی بے مثل سعادتِ عظمیٰ کی متحمل ہو کیا وہ ایسی دناستوں کا متحمل
ہو سکتا ہے جس کا ذکر نام نہاد اہل حدیث کرتے ہیں۔ كَلَّا وَرَبِّيْ اِنَّهَا مِّنْ اِحْدَى الْكُبَرِ۔

عَنْقُودِ ثَرِيًّا | مولانا محمد عاشق پھلتی نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے فرمانے پر
کتاب الْقَوْلُ الْجَلِي فِيْ ذِكْرِ آثَارِ الْوَلِيِّ لکھی ہے۔ اس میں اسرار و معارف اور مکاشفات کا کثرت
سے بیان ہے اور یہ بیان حضرت شاہ ولی اللہ کے الفاظ سے ہے۔ اگر اس کتاب سے واقف
وفات کو جو کہ صفحہ ۲۵۹ سے ۲۷۹ تک بیس صفحات میں ہے نکال یا جائے تو ساری کتاب
حضرت شاہ ولی اللہ کے ارشادات سے متعلق ہے۔ اس کتاب میں شاہ ولی اللہ نے اَلْمُدَبِّرَاتِ
أَمْرًا کے لطائف سے انسان کے سینہ کو متملی فرمایا ہے۔ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانی نے
پانچ لطائفِ عالمِ امر کا بیان فرمایا ہے۔ شاہ ولی اللہ آپ ہی کے سلسلہ مبارک سے وابستہ تھے۔ آپ نے
لطائف المدبرات امر کا بیان کیا ہے۔ ان حضراتِ عالی قدر جامع رموزِ شریعت و اسرارِ طریقت کے
کلام گو ہر نظام کو دیکھ کر یہ عاجز لوکان الایمان عند الثریا کے متعلق کچھ لکھتا ہے۔ وَمَا تَوْفِيقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ
بِحَوْلِهِ اَجُولُ وَيَقْوَتِهِ اَصْوَلُ، عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔

یہ مبارک حدیث شریف اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کے
متعلق فرمایا ہے کہ اگر ایمان ثریا کے پاس ہو، ابنائے فارس میں سے ایک شخص اس تک پہنچ جائے گا اور اس
کو حاصل کر لے گا۔

یعنی اس اُمتِ مرحومہ میں جو کہ خیرِ اُمّیہ ہے ایمانی اسرار و معارف کا حاصل کرنے والا ایک فارسی
نژاد ہو گا اور وہ پہلا معلم ہو گا۔ ہمارے حضراتِ عالی مرتبت نے فرمایا ہے کہ رسالت و نبوت کے سوا جو
مرتبہ کسی بندہ کو اللہ دیتا ہے اس مرتبہ کا دروازہ بعد میں آنے والوں کے لئے بند نہیں کیا جاتا ہے،

دوسرے افراد بھی مستفید ہو سکتے ہیں اور حضرت شاہ ولی اللہ نے اس کا طریقہ بیان کیا ہے، البتہ اَلْفَضْلُ لِلسَّابِقِ کی رو سے حضرت امام عالی مقام کو یہ مرتبہ اَصْلًا طابہ اور اُن کے بعد والوں کو اِتِّبَاعًا اور حدیث صحیح جس کو امام مسلم اور دوسرے ائمہ حدیث نے روایت کی ہے۔ مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَعَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ كُتِبَ لَهُ مِنْهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِ هُمْ شَيْءٌ۔ یعنی جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا اور اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کیا گیا تو اس شخص کے واسطے اسی قدر اجر ہوگا جس قدر کہ اس کے بعد سب عمل کرنے والوں کا اجر ہوگا۔ ان عمل کرنے والوں کے اجر میں کچھ کمی نہیں کی جائے گی بلکہ اللہ اپنے خزانہ سے اس کو دے گا۔

حضرت امام عالی مقام نے دین کے جو مسائل بیان فرمائے ہیں، ساڑھے بارہ سو سال سے امت اسلامیہ اُن سے استفادہ کر رہی ہے اور اللہ تعالیٰ آپ کو بے حساب اجر دے رہا ہے۔ آپ کے بیان کردہ مسائل کو دیکھ کر امام سفیان ثوری کا قول یاد آتا ہے ”إِنَّهُ لَيَكْشِفُ لَكَ مِنَ الْعِلْمِ عَنْ شَيْءٍ كُنَّا عَنْهُ غَافِلِينَ“ یقیناً تم پر علم کے وہ دقائق واضح ہوتے ہیں کہ ہم سب اس سے غافل ہیں۔ ابوالاسود نے کہا ہے اور خوب کہا ہے۔

حَسَدُ وَالْفَتَى إِذْ لَمْ يَنَالُوا سَعْيَهُ فَالْنَّاسُ أَغْدَاءُ لَهُ وَخُصُومُ

حسد کرنے لگے جو ان سے جب اس کی دوڑ کو نہ پاسکے۔ لہذا لوگ اس کے مخالف اور دشمن ہوئے

الایمان امام عالی مقام کے حامدوں اور دشمنوں نے منظم طور پر پوری کوشش کی ہے کہ حضرت امام پراہمات کی بوجھاڑ کریں، ان کا بدترین معاندانہ حربہ یہ تھا کہ حضرت امام کو اسلام سے خارج کر دیں۔ خطیب کو یہ سب الزامات اور اتہامات دستیاب بھی ہو گئے تھے اور خطیب پر یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ حضرت امام کا جنازہ اپنے مال کے اعتبار سے اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ ایک نصرانی کا جنازہ تھا۔

اس سلسلہ میں الأستاذ الجلیل محمد ابوزہرہ نے اپنی کتاب ”ابو حنیفہ، جیاتہ وعصرہ آراؤہ وفقہہ“ میں الایمان کی سرخی لکھ کر چار اوراق کا تحقیقی مضمون لکھا ہے۔ عاجز اس میں سے کچھ لکھتا ہے۔

الایمان حقیقت ایمان کے متعلق حضرت ابو حنیفہ کا بیان جو ”فقہ اکبر“ میں ہے اور مختلف روایات سے ثابت ہے ہمارے نزدیک صحیح ہے اور بلا شک ثابت ہے یہ ہے کہ

ایمان اقرار اور تصدیق کا نام ہے۔ اور اسلام تسلیم کرنا (ماننا) اور اللہ تعالیٰ کے اوامر کا فرماں بردار ہونا ہے۔

اس بیان سے ظاہر ہے کہ لغت کی رو سے ایمان اور اسلام میں فرق ہے، لیکن ایمان بغیر اسلام کے نہیں ہوتا اور نہ اسلام بغیر ایمان کے۔ ان کی مثال پیٹھ اور پیٹ کی سی ہے اور دین کا اطلاق ایمان پر، اسلام پر اور تمام شرائع پر ہوتا ہے۔

حضرت امام کے اس بیان سے ظاہر ہے کہ آپ اس ایمان کا اعتبار نہیں کرتے ہیں جو کہ صرف دل سے ہو، بلکہ آپ کے نزدیک حقیقتِ ایمان یہ ہے کہ تصدیقِ دل سے ہو اور اقرارِ زبان سے ہو۔ اور اس طرح ایمان اور اسلام کی باہمی نسبت لازم اور ملزوم کی ہے۔ لہذا ایمان بغیر اسلام کے نہیں ہو سکتا اور اسلام بغیر ایمان کے نہیں ہو سکتا۔ امام ابو حنیفہ نے اپنی اس رائے کا بیان کیا ہے آپ کا بھروسہ اور آپ کی دلیل اس مناقشہ میں ہے جو جہم بن صفوان سے ہوا ہے۔ ہم ناظرین کے واسطے اس مناظرہ کو نقل کرتے ہیں تاکہ حضرت امام کا کلام سنیں کہ آپ کس طرح اپنے خیال کو پیش کرتے ہیں اور کس طرح اپنی دلیل کا بیان کرتے ہیں۔

امام الموفق بن احمد المالکی نے مناقب الامام الاعظم میں لکھا ہے۔

جہم سے مناقشہ جہم بن صفوان ابو حنیفہ کے پاس کلام کرنے کو آیا۔ اس نے کہا۔ اے ابو حنیفہ میں نے بعض مسائل تم سے دریافت کرنے کے لئے رکھ چھوڑے ہیں۔ امام ابو حنیفہ نے فرمایا تم سے بات کرنی عار اور جس میں تم مشغول ہو وہ نار (دورخ) ہے۔ جہم نے کہا کہ میرے متعلق تمہارا یہ کلام کس بنا پر ہے حالانکہ مجھ سے نہ تمہاری ملاقات ہوئی ہے اور نہ مجھ سے تم نے کچھ سنا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تمہاری ایسی باتیں مجھ تک پہنچی ہیں کہ کوئی شہاد گزار اس طرح کی بات نہیں کہہ سکتا۔ اس نے کہا۔ تم مجھ پر غائبانہ حکم لگاتے ہو۔ آپ نے فرمایا۔ وہ باتیں تم سے مشہور ہو گئی ہیں اور عام خاص ان سے واقف ہیں۔ لہذا میرے لئے جائز ہے کہ ان باتوں کو تم سے منسوب کروں۔ اس نے کہا۔ میں تم سے صرف ایمان کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا اب تک تم کو ایمان کی معرفت نہیں ہوئی ہے جو تم پوچھتے ہو۔ اس نے کہا۔ ہاں یہی بات ہے کیونکہ مجھ کو ایک طرح کا شک پڑ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ایمان میں شک کا واقع ہونا کفر ہے۔ اس نے کہا تم پر لازم ہے کہ مجھ کو بتاؤ کہ مجھ سے کفر کیسے لاحق ہو گا۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا مجھ سے دریافت کرو۔ اس نے کہا۔ مجھے اس شخص کے بارے میں بتاؤ جو اللہ کو ایک جس کا نہ کوئی شریک ہے نہ اس جیسا ہے، وہ اللہ کو اس کے اوصاف سے مانتا ہے اور اپنی زبان سے اقرار کرنے سے پہلے وہ مر گیا، کیا وہ مومن مرایا کا فرما۔ آپ نے

لے ملاحظہ کریں صفحہ ۱۶۸ اور اس کے بعد کے صفحات۔

فرمایا وہ کافر مرا ہے اور وہ اہل نار میں سے ہے جب تک کہ وہ اپنی زبان سے اس کا اعتراف نہ کرے جو اس کے دل میں ہے۔ اس نے کہا۔ بھلا وہ غیر مومن کیسے ہو گا جب کہ وہ اللہ کو اس کی صفات سے اپنے دل میں مانتا ہو۔ ابو حنیفہ نے کہا۔ اگر تمہارا ایمان قرآن پر ہے اور تم قرآن کو حجت سمجھتے ہو تو میں تم سے قرآن سے بات کروں اور اگر تم قرآن کو حجت نہیں تسلیم کرتے تو میں — اس طرح بات کروں گا جس طرح غیر مسلموں سے بات کرتا ہوں۔ جہم بن صفوان نے کہا۔ میں قرآن پر ایمان رکھتا ہوں اور اس کو حجت تسلیم کرتا ہوں یہ سن کر امام ابو حنیفہ نے کہا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ایمان کا تعلق دو اجزاء کے ساتھ رکھا ہے۔ ایک دل دوسرا زبان۔ وہ سورہ مائدہ کی آیت ۸۳، ۸۴، ۸۵ میں فرماتا ہے۔

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ۝ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ أَنْ يُدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصَّالِحِينَ ۝ فَأَقَابَهُمُ اللَّهُ بِمَا قَالُوا بِحَتَّابٍ تَجَرَّىٰ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدٍ فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ جَزَاءُ الْفَاسِقِينَ ۝ یعنی۔ اور جب سنیں جو اترار رسول پر، تو دیکھے ان کی آنکھیں اُبلتی ہیں آنسوؤں سے اس پر جو پہچانی بات حق۔ کہتے ہیں اے رب ہم نے یقین کیا، سو تو لکھ ہم کو ماننے والوں کے ساتھ۔ اور ہم کو کیا ہوا کہ یقین نہ لادیں اللہ پر اور جو پہنچا ہم پاس حق، اور ہم کو توقع ہے کہ داخل کرے ہم کو رب ہمارا ساتھ نیک بختوں کے پھر ان کو بدلہ دیا ان کے رب نے اس کہنے پر باغ، نیچے ان کی بہتیں نہریں، رہا کریں اُن میں اور یہ ہے بدلہ نیکی والوں کا۔

اللہ تعالیٰ نے ان بندوں کو ان کی معرفت اور ان کے قول کے بدلے میں جنتوں کو پہنچایا اور ان کو مومن کیا ان کے دواعضار سے جو دل اور زبان ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ — فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدْ اهْتَدَوْا. الخ (سورہ بقرہ آیت ۱۳۶، ۱۳۷) تم کہو ہم نے یقین کیا اللہ کو اور جو اترار ہم پر اور جو اترار ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اس کی اولاد پر اور جو بلا موسیٰ کو اور عیسیٰ کو اور جو ملا سب نبیوں کو اپنے رب سے، ہم فرق نہیں کرتے ایک میں ان سب سے اور ہم بھی اس کے حکم پر ہیں، پھر اگر وہ بھی یقین لادیں جس طرح پر تم یقین لائے تو راہ پاویں۔ الخ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَالزَّمَمُ كَلِمَةُ التَّقْوَىٰ (سورہ فتح آیت ۲۶) اور لگے رکھا ان

کو ادب کی بات پر۔

اور فرمایا ہے۔ وَهَذَا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهَذَا إِلَى صِرَاطِ الْحَمِيدِ (سورہ حج۔ آیت ۳۲)
اور راہ پائی انہوں نے سُتھری بات کی اور راہ پائی اس خوبیوں سراہے کی راہ۔

اور فرمایا ہے۔ إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ (سورہ فاطر آیت ۱۰) اس کی طرف چڑھتا ہے کلامِ ستھرا۔

اور فرمایا ہے۔ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ (سورہ ابراہیم آیت ۲۷) مضبوط کرتا ہے اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

اور نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ قُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَفْلَحُوا۔ کہو کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے، فلاح پاؤ گے۔ آپ نے فلاح کا بیان معرفت سے نہیں کیا ہے اور آپ نے فرمایا ہے۔ يُخْرِجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ كُذَّا كُذَّا آگ میں سے نکالے جائیں گے جن کے دل میں ذرہ بھی ہو۔

اور اگر منہ سے کہنے کی ضرورت نہ ہوتی تو وہ افراد جنہوں نے زبان سے اللہ کا انکار کیا ہے اور دل سے اللہ کو جان لیا ہے مومن ہوتے اور ابلیس مومن ہوتا کیونکہ وہ اللہ کا عارف ہے وہ جانتا ہے کہ اللہ اس کا خالق ہے، اور اس کا باعث اور گمراہ کرنے والا ہے۔ بولا اے رب جیسا تو نے مجھ کو راہ سے کھوایا اور بولا اے رب تو مجھ کو موصول دے اُس دن تک کہ مردے جیویں۔ اور بولا تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو گارے سے۔ اور کفار مومن ہوتے کیونکہ وہ اپنے رب کو جانتے تھے جب کہ وہ اپنی زبان سے انکار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے۔ وَتَحَذُّوْا بِهَا وَاسْتَيْقِنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ اور ان سے منکر ہو گئے اور ان کو یقین جان چکے تھے۔ ان کے یقین کر لینے کے باوجود کہ اللہ ایک ہے ان کو مومنین میں نہیں شمار کیا کیونکہ وہ زبان سے انکار کرتے تھے اور اللہ غل و غر نے فرمایا ہے۔ يَعْرِفُونَ نِعْمَةَ اللَّهِ ثُمَّ يُنْكِرُونَهَا وَأَكْثَرُهُمُ الْكَافِرُونَ۔ پہچانتے ہیں اللہ کا احسان پھر منکر ہو جاتے ہیں اور بہت ان میں ناشکر ہیں (نمل ۸۳) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قُلْ مَنْ يَزُوقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، مَنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدِيرُ الْأُمُورَ فَيَسْأَلُونَ اللَّهَ أَفَنُنَاكَتُونَ، فَذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ الْحَيُّ۔ تو پوچھ کہ کون روزی دیتا ہے تم کو آسمان اور زمین سے، یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا اور کون نکالتا ہے جیتا مردے سے

اور نکالتا ہے مردہ جیتے سے اور کون تدبیر کرتا ہے کام کی، سو کہیں گے اللہ۔ تو تو کہہ پھر تم ڈرتے نہیں، سو یہ اللہ ہے رب تمہارا سچا۔ (یونس ۳۱) ان کے انکار کی وجہ سے ان کی معرفت نے اُن کو فائدہ نہیں پہنچایا۔ اللہ نے فرمایا ہے۔ يَغْرِفُونَ كَمَا يَغْرِفُونَ اٰبْنَاءَهُمْ۔ اس کو پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو۔ ان کو اس معرفت نے کوئی فائدہ نہیں پہنچایا، کیونکہ وہ حق کو چھپاتے تھے اور اس کا انکار کرتے تھے۔ حضرت امام کے اس بیان کو شن کر جہم بن صفوان نے کہا۔ تم نے میرے دل میں کچھ ڈالا ہے میں تمہارے پاس پھر آؤں گا۔

حضرت امام کے کلام سے ظاہر ہے کہ آپ کے نزدیک ایمان مرکب دو چیزوں سے ہے۔ پختہ اعتقاد اور ظاہری اذعان و اقرار۔

ابو مقاتل نے ابو حنیفہ کا قول نقل کیا ہے کہ ایمان معرفت و تصدیق اور اقرار کرنا اسلام کا ہے اور تصدیق میں لوگ عین قسم کے ہیں۔ ایک وہ ہے کہ اس نے اپنے دل سے اور زبان سے تصدیق کی ہے، دوسرا وہ ہے کہ اس نے زبان سے تصدیق کی ہے اور دل سے جھٹلاتا رہا ہے اور تیسرا وہ ہے جو دل سے تصدیق کرتا ہے اور زبان سے جھٹلاتا ہے۔ پہلے قسم کے افراد اللہ کے نزدیک اور لوگوں کے نزدیک مومن ہیں اور دوسری قسم کے افراد لوگوں کے نزدیک مومن ہیں اور اللہ کے نزدیک کافر ہیں اور تیسری قسم کے افراد اللہ کے نزدیک مومن ہیں اور لوگوں کے نزدیک کافر ہیں۔

عمل ایمان کا جز نہیں | حضرت امام ابو حنیفہ کے نزدیک عمل ایمان کا جز نہیں ہے دو فریق اس مسئلہ میں آپ کے مخالف ہیں۔ ایک معتزلہ اور خوارج۔ ان کے نزدیک عمل ایمان کا جز ہے۔ جو شخص عمل نہ کرے وہ مومن نہیں ہے۔

اور دوسرا فریق فقہاء اور محدثین کا ہے۔ ان کے نزدیک ایمان کے تکوین میں عمل کا اثر زیادتی اور کمی کا سبب ہوتا ہے یہ نہیں ہے کہ اصل وجود ایمان میں عمل کا اثر ہو کیونکہ یہ اصل تصدیق سے وابستہ ہے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک ایمان میں کمی و بیشی نہیں ہوتی۔ آپ کے نزدیک آسمان کے رہنے والوں اور زمین میں رہنے والوں کا ایمان ایک ہے۔ آپ سے یہ قول منقول ہے۔ ”اہل زمین اور اہل سماوات کا ایمان ایک ہے۔ اور اولین و آخرین اور انبیاء و مرسلین کا ایمان واحد ہے کیونکہ ہم سب اللہ وحدہ لا شریک لہ پر ایمان لائے ہیں اور ہم نے اس کی تصدیق کی ہے۔ فرائض بہت ہیں اور مختلف ہیں، کسی امت میں کوئی شے حرام ہے دوسری امت میں حرام نہیں ہے۔ ایمان ایک ہے اور سب ایماندار ہیں۔ اسی طرح کفر ایک ہے لیکن کافروں کی صفات کثرت سے ہیں۔ ہم سب اس پر ایمان لائے ہیں جس

پر اللہ کے رسولوں کا ایمان ہے۔ اگرچہ ایمان لانے میں ہم سب برابر ہیں لیکن ان کے ایمان کا ثواب ہمارے ایمان کے ثواب سے کہیں زیادہ ہے اسی طرح ان کی عبادت کا اجر ہماری عبادت سے بہت بڑھ کر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہم سے اس بیشی اور زیادتی کا طالب نہیں ہے کیونکہ ان حضرات کے ایمان و طاعات کی بیشی اللہ کی طرف سے خصوصی عطیہ ہے۔ اللہ نے ہمارے حقوق میں کوئی کمی نہیں کی ہے۔ وہ حضرات اُمت کے رہبر اور اللہ کے امین ہیں۔ کوئی دوسرا اُن کے رُتبہ کو نہیں پاسکتا۔ کیونکہ جس طرح کوئی اُن کی طاعات کی فضیلت نہیں پاسکتا ان کے تمام امور کو (ثواب وغیرہ کو) نہیں پاسکتا۔ ان کے لئے یہ اضافہ درست ہے اس میں کسی کی حق تلفی نہیں ہوئی ہے بلکہ لوگوں کو جو فضل ملا ہے اور اُن میں سے جو جنت میں جائینگے اُن کی دعا سے جائیں گے۔

امام ابو حنیفہ کے نزدیک ایمان کی حقیقت تصدیق ہے جو نہ بڑھتی ہے نہ گھٹتی ہے اور اس کے فضل میں جو زیادتی ہوتی ہے وہ دوسری جہت سے ہوتی ہے۔

الانتقار میں ابو مقافل کا بیان ہے کہ میں نے ابو حنیفہ سے سنا کہ ہمارے نزدیک بندگانِ خدا کے تین درجے ہیں۔ ایک وہ ہیں جو اہل جنت میں سے ہیں اور وہ حضراتِ انبیاء کا درجہ ہے اور ان افراد کا درجہ ہے جن کے جنتی ہونے کی خبر حضراتِ انبیاء نے دی ہے اور دوسرا درجہ مشرکوں کا ہے ہم ان کے متعلق گواہی دیتے ہیں کہ وہ دوزخی ہیں اور تیسرا درجہ عام مومنوں کا ہے۔ ان کے متعلق ہم گواہی نہیں دے سکتے ہیں کہ وہ اہل جنت میں سے ہیں یا اہل نار میں سے، لہذا ہم ان کے لئے امید بھی رکھتے ہیں اور ڈرتے بھی ہیں۔ اور ہم وہی کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَ اٰخَرًا سَيِّئًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ" طایا ایک کام نیک اور دوسرا بد شاید اللہ تعالیٰ معاف کرے ان کو۔ اُن کے متعلق اللہ ہی فیصلہ کرے گا البتہ ہم ان کے حق میں اس لگاتے ہیں کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے: "اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَآءُ" تحقیق اللہ ہمیں بخشتا ہے یہ کہ اس کا شریک پکڑے اور بخشتا ہے اس سے نیچے جس کو چاہے۔ ہم ان کے گناہوں اور خطاؤں کی وجہ سے اُن کے حق میں خائف ہیں، کوئی کتنا ہی روزہ رکھے اور کتنی ہی نماز پڑھے ہم اس کے واسطے جنت کو لازمی نہیں کہہ سکتے۔

امام شافعی کا مسلک | مولانا نور شاہ کشمیری محدث نے فرمایا ہے۔ لہ
امام رازی شافعی نے کتاب "مناقب الشافعی" میں لکھا ہے کہ

لہ ملاحظہ فرمائیں "ملفوظات محدث کشمیری" کا صفحہ ۱۵۰۔

امام شافعی پر بھی ایمان کے بارے میں متناقض باتوں کے قائل ہونے کا اعتراض ہوا ہے کیونکہ ایک طرف تو وہ ایمان کو تصدیق و عمل کا مجموعہ کہتے ہیں اور دوسری طرف اس بات کے بھی قائل ہیں کہ ترکِ عمل سے کوئی شخص کافر نہیں ہوتا، حالانکہ مرکب چیز کا ایک جزء نہ رہا تو وہ مرکب بھی من حیثِ المركب باقی نہ رہا، اسی لئے معتزلہ جس عمل کو جزوِ ایمان کہتے ہیں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ عمل نہ ہو تو ایمان بھی نہیں، پھر امام شافعی کی طرف سے جواب دیا گیا کہ اصل ایمان تو اعتقاد اور اقرار ہی ہے اور اعمال ایمان کے توابع اور ثمرات ہیں، لیکن امام رازی اس جواب سے مطمئن نہ ہوئے اور کہا کہ اس جواب سے امام شافعی کا نظریہ باقی نہیں رہ سکتا۔

امام الحرمین جوینی شافعی نے اپنی عقائد و کلام کی مشہور تصنیف ”کتاب الارشاد الی قواطع الاولیٰ فی اصول الاعتقاد“ کے صفحہ ۳۹۶ سے ۳۹۸ تک ایمان کی تحقیق کی ہے اور دوسرے نظریات کے ساتھ اصحابِ حدیث کا نظریہ ایمان مجموعہ معرفتِ قلب، اقرارِ لسان اور عمل بالآرکان بتلا کر اس کی غلطی بتلائی ہے اور اہل حق کا مذہب یہی بتلایا ہے کہ حقیقتِ ایمان تو صرف تصدیقِ قلبی ہی ہے کیونکہ وہ تصدیقِ کلامِ نفسی ہے اس لئے جب تک اس کا اظہار زبان سے نہ ہو اس کا علم نہیں ہو سکتا اس لئے وہ بھی ضروری ہوا، لیکن اعمال و عبادات کو جزوِ الایمان کسی طرح قرار نہیں دیا جاسکتا۔ پھر دوسروں کے دلائل کے جوابات دیئے ہیں۔

کلام متین | امام اجل ابو عبد اللہ فضل اللہ شہاب الدین بن ابوسعید الحسن تاج الدین بن حسین بن یوسف التوریشی متوفی ۶۶۱ھ مؤلف ”المعتمد فی المعتقد“ معروف بہ توریشی نے اس کتاب کے باب سوم کے فصل دہم میں اس اختلاف کا بیان کیا ہے جو ایمان کے مسئلہ میں حنفیہ اور شافعیہ میں ہوا ہے۔ یہ کتاب فارسی میں ہے۔ عاجز مختصر طور پر اس کا بیان کرتا ہے۔ حضرت امام عالی مقام ابو حنیفہ نے کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ بقرہ کی آیت ۲۷۷ میں فرماتا: ”جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کئے اور قائم رکھی نماز اور دی رکات“ دیکھو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اعمالِ صالحہ کو ایمان پر عطف کیا ہے اور یہ معلوم ہے کہ معطوف معطوف علیہ سے مغایر ہوتا ہے۔

اور اللہ نے سورۃ مجادلہ کی آیت میں فرمایا ہے: ”اُن کے دلوں میں لکھ دیا ہے ایمان“ اور سورۃ حجرات کی آیت ۱۴ میں فرمایا ہے: ”کہتے ہیں گنوار ہم ایمان لائے، تو کہہ تم ایمان نہیں لائے۔ پر کہو مسلمان ہوئے“

اور سورہ نحل کی آیت ۱۰۶ میں فرمایا ہے: ”جو کوئی منکر ہوا اللہ سے یقین لائے پیچھے (ایمان لائے کے بعد) مگر وہ نہیں جس پر زبردستی کی اور اس کا دل برقرار رہے ایمان پر“
اور سورہ مائدہ کی آیت ۴۱ میں فرمایا ہے: ”اور اُن کے دل مسلمان نہیں“

ان آیات مبارکہ سے ظاہر ہے کہ ”ایمان دل کا عمل ہے“

امام شافعی اور اہل حدیث کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ کی آیت ۵ میں فرمایا ہے۔
”اور ان کو حکم یہی ہوا کہ عبادت کریں اللہ کی، نرمی کر کر اس کے واسطے بندگی“ ابراہیم کی راہ پر
اور کھڑی کریں نماز اور دیں زکات اور یہ ہے راہ مضبوط لوگوں کی۔“

اللہ تعالیٰ نے ان سب اعمال کو دین کہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آل عمران کی آیت ۱۹ میں کہا ہے: ”دین جو ہے اللہ کے ہاں سو یہی مسلمان حکم برداری“ اور اللہ تعالیٰ نے اسلام کو ایمان کہا ہے۔ وہ سورہ آل عمران کی آیت ۸۵ میں فرماتا ہے: ”جو کوئی چاہے سوا حکم برداری (اسلام) کے اور دین، سو اس سے ہرگز قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں خراب ہے“ چونکہ ایمان اسلام (حکم برداری) ہے اور اسلام دین ہے اور اعمال دین سے ہیں۔ تو اعمال ایمان میں سے ہوتے اور اس قول کی تائید اس حدیث شریف سے ہوتی ہے کہ عبدالقیس کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے وفد کے افراد سے کہا: تم جانتے ہو کہ ایمان کیا ہے۔ اہل وفد نے کہا۔ اللہ اور اس کا رسول ہی دانا ہے۔ آپ نے فرمایا: گواہی اس بات کی کہ کوئی معبود اللہ کے سوا نہیں ہے اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز کھڑی کرنی اور زکات دینی اور رمضان کے روزے رکھنے اور مال غنیمت کا پانچواں حصہ دینا۔“

اس حدیث سے ثابت ہے کہ ایمان اسلام ہے اور اسلام دین ہے اور اعمال دین میں سے

ہیں اور وہ ایمان ہیں۔

دونوں فریقوں کے مسلک کا یہ ہے مختصر بیان۔ اگر تفصیل سے اس کا ذکر کیا جائے اور طرفین کی جھٹیں لکھی جائیں اس کے لئے کئی مجلد درکار ہیں۔ ہمارا مقصد اس جگہ یہ ہے کہ دونوں فریق یہ سمجھ لیں کہ ائمہ نے جو کچھ کہا ہے از روئے استنباط و استدلال کہا ہے۔ لَنْ يَكُنَّ رِجَالًا مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ اللَّهَ وَنَحْنُ نَخْشَاهُ (بقرہ آیت ۱۲۸) اور ہر کسی کو ایک طرف ہے کہ منہ کرتا ہے۔

یہ مسئلہ دوسرے مسائل کی طرح کا نہیں ہے کہ جن میں مخالفت ظاہر نصوص کی یا مخالفت اجماع کی پائی جاتی ہو، کیونکہ اس مسئلہ میں اگر ایک فریق نے کسی آیت سے استدلال کیا ہے تو

دوسرے فریق نے کسی دوسری آیت سے استدلال کیا ہے، اور اگر کسی ایک فریق نے کسی حدیث سے تمسک کیا ہے تو دوسرے فریق نے کسی دوسری حدیث سے تمسک کیا ہے اور ان دونوں فریقوں میں سے کوئی ایک بھی فرائض میں سے کسی ایک فرض کے اہمال کا مرتکب نہیں ہو رہا ہے۔ جب صورت حال یہ ہے تو فریقین میں سے کسی کو نہیں چاہیے کہ ازراہ تعصب دوسرے کی تفصیل کرے۔

بعض افراد ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہ جس فریق کے پاس جاتے ہیں اُسی کے مسلک کا بیان کرتے ہیں اور اپنے کو ان ہی کا ہم مسلک ظاہر کرتے ہیں، عاجز کے نزدیک اپنے کو مُعْتَمَد بنانا درست نہیں ہے، بنا بریں عاجز اپنا مسلک بیان کرتا ہے۔

عاجز کے نزدیک دونوں اقوال کی وجہ جمع یہ ہو سکتی ہے کہ ایمان کی ایک اصل ہے اور اس کے فروع بہ منزلہ اس کے پھل اور توابع و لواحق کے ہیں۔ ہر وہ حدیث جس میں ایمان کے ساتھ توابع و لواحق کا بیان کیا گیا ہے، تاکیدِ بلیغ کی وجہ سے کیا گیا ہے تاکہ مُکَلَّف یہ سمجھ لے کہ اگر اس نے ایمان کے توابع اور لواحق پر عمل نہیں کیا وہ ایمان کا حق نہیں بجالایا اور اس نے داؤدِ سلطانی میں کوتاہی کی ہے۔ اور یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ عبدالقیس کے وفد کے ارکان نو مسلم تھے اور دین کے مسائل سے بے خبر تھے، اگر اُن کے سامنے اصول و فروع کی تفریق بیان کی جاتی وہ کچھ نہ سمجھتے لہذا ایک ہی سلسلہ میں سب کا بیان کر دیا گیا۔ اس تاویل کی صحت اس ارشادِ نبوی سے ظاہر ہے کہ اَلْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ (حیا ایمان کا ایک شعبہ ہے) سب کو معلوم ہے کہ مستحقِ ایمان میں حیا داخل نہیں ہے۔ حیا ایک جبلی خصلت ہے اور اس کی وجہ سے انسان برائیوں سے محفوظ رہتا ہے لہذا یہ ایمان کے مشابہ اور اس کے شعاب میں سے ایک شعبہ ہوا۔

اب ناظرین اس مبارک صحیح حدیث شریف کو دیکھیں جو مشکاة شریف کی کتاب الایمان کی پہلی حدیث از بخاری و مسلم ہے۔ اس حدیث شریف کے روایت کرنے والے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے والے حضرت جبریل امین علیہ السلام ہیں اور جواب دینے والے سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت جبریل نے دریافت کیا۔ اے محمد اسلام کے متعلق مجھ کو بتاؤ۔ سردارِ دو عالم نے فرمایا۔ اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور قائم کرو نماز اور ادا کرو زکات اور روزے رکھو رمضان کے اور حج کرو اللہ کے گھر کا اگر جانے کا راستہ پاؤ۔ یہ سن کر جبریل نے کہا۔ آپ نے درست فرمایا۔ پھر جبریل نے کہا۔ ایمان کے متمن مجھے بتاؤ۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور

اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور یوم آخر پر اور ایمان لاؤ قدر کے خیر و شر پر۔ یہ سن کر جبریل نے کہا۔ آپ نے درست فرمایا۔ الخ

دیکھو اس حدیث میں ایمان کے بیان میں عقائد کا بیان ہے، اعمال کا بیان نہیں ہے اور اسلام کے بیان میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے اور اعمال کا ذکر ہے اور یہی حضرت امام عالی مقام کا مسلک ہے۔ رضی اللہ عنہ (صفحہ ۲۶۱ تا ۲۶۲)

ایمان کی زیادتی اور کمی | امام اجل تورپشتی نے لکھا ہے۔ حضرت امام اور آپ کے اصحاب کے نزدیک ایمان میں نہ کمی کی گنجائش ہے نہ بیشی کی۔ ایمان قلبی تصدیق کا نام ہے جس کا زبان سے اقرار کیا جاتا ہے۔ شافعی اور اہل حدیث کے نزدیک اعمال ایمان کے اجزاء ہیں لہذا ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے۔

تورپشتی فرماتے ہیں دل کی تصدیق میں کمی کے یہ معنی ہیں کہ وہ کافر ہے۔ رہا مراتب معرفت اور درجات یقین تو اس میں اللہ کے بندوں میں تفاوت موجود ہے اور ہم انبیاء اور ملائکہ کے مراتب نہیں پاسکتے۔ (۲۶۶)

ارجاء | حضرت امام عالی مقام نے فقہ اکبر میں لکھا ہے۔ ہم کسی گناہ کی وجہ سے کسی مسلمان کو کافر نہیں کہہ سکتے اگرچہ وہ گناہ کبیرہ ہو، ہاں اگر گناہ کا کرنے والا اس گناہ کو جائز سمجھے وہ کافر ہو جاتا ہے کیونکہ اس نے اللہ کے حکم کو رد کیا ہے، پناہ بہ خدا۔ حضرت امام کی یہ بات قرآن مجید کے وعدہ اور وعید کے موافق ہے اور فقہاء نے اس کو تسلیم بلکہ پسند کیا ہے۔

عمر بن حزام کا بیان | حضرت امام کے پوتے عمر کا بیان ہے میں امام مالک کے پاس گیا اور ان سے حدیث شریف سنی۔ جب میں نے اپنا مقصد پورا کر لیا اور اپنے وطن آنے کا قصد کیا میں نے امام مالک سے کہا مجھ کو کھٹکا ہے کہ میرے دادا کو ان کے دشمنوں اور حاسدوں نے غلط رنگ میں آپ کے سامنے پیش کر دیا ہو گا لہذا میں چاہتا ہوں کہ صحیح طور پر ان کا بیان آپ کے سامنے پیش کر دوں، اگر آپ نے پسند کیا بہتر ہے اور اگر اس سے بہتر بات آپ کے پاس ہو تو اس سے آپ مجھ کو آگاہ کر دیں۔ یہ سن کر امام مالک نے کہا۔

امام مالک کی تحسین | تم بیان کر دو۔ میں نے کہا میرے دادا کسی مومن کو گناہ کی وجہ سے کافر نہیں کہتے تھے۔ انہوں نے کہا ”بہت اچھا کہا ہے“ یا ”درست کہا ہے“

لے ملاحظہ کریں استاذ محمد ابو زہرہ کی کتاب ابو حنیفہ ص ۱۴۴

پھر میں نے اُن سے کہا۔ اگرچہ وہ فاحشہ گناہ کا مرتکب ہو جائے میں اس کو کافر نہیں کہتا۔ انہوں نے کہا ”بہت اچھا کہا ہے“ یا ”درست کہا ہے“ میں نے کہا وہ اس پر بھی اضافہ کر کے کہتے تھے، انہوں نے پوچھا کیا کہتے تھے، میں نے کہا وہ کہتے تھے اگرچہ وہ شخص کسی کو قصداً قتل کر دے میں اس کو کافر نہیں کہتا۔ انہوں نے کہا ”بہت اچھا کہا ہے“ یا کہا ”درست کہا ہے“

حضرت امام ابو حنیفہ کی اس رائے پر متاخرین مسلمانوں کے جمہور ہیں اور بجز معتزلہ اور خوارج کے کسی نے اختلاف نہیں کیا ہے۔ باوجود اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ ایک جماعت علماء کی آپ کی بُرائی بیان کرتی ہے اور آپ پر جرح و طعن کرتی ہے۔ ہم نے اس سلسلہ میں شہرستانی کا کلام بیان کر دیا ہے فقہ اکبر میں حضرت امام ابو حنیفہ نے اس الزام کو اپنے سے دفع کیا ہے۔ آپ نے اپنے مذہب کا اور ارجار کا فرق بیان کیا ہے۔ آپ نے کہا ہے۔

ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ مومن کو گناہ سے نقصان نہیں پہنچتا اور نہ ہم یہ کہیں کہ وہ آگ میں نہیں جائے گا اور نہ ہم یہ کہیں کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا چاہے وہ فاسق ہی کیوں نہ ہو جب کہ وہ دنیا سے ایمان کے ساتھ گیا ہے اور ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ ہماری نیکیاں مقبول ہیں اور ہمارے گناہ بخنہ ہوئے ہیں جیسا کہ مرجئہ کا قول ہے البتہ ہم یہ کہتے ہیں کہ جو شخص کوئی نیکی اس کی شرطوں کے ساتھ کرے کہ وہ نیکی تمام عیوب سے خالی ہو کفر و ارتداد اور بُرے اخلاق سے محفوظ ہو اور دنیا سے دولتِ ایمان کے ساتھ گیا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو ضائع نہیں کرتا بلکہ قبول کرتا ہے اور ثواب دیتا ہے۔ شرک اور کفر سے کم درجہ کے گناہ جن کا ارتکاب اس نے کیا ہے اور اس نے توبہ نہیں کی ہے اور وہ ایمان کے ساتھ مر گیا ہے اس کا معاملہ اللہ کی مشیت پر ہے وہ چاہے تو دوزخ میں ڈالے اور چاہے معاف فرمائے اور اس کو آگ سے بالکل دُور رکھے۔

اس میں کوئی کلام نہیں کہ ارجاء اپنے آخری مراحل میں اباحت کے قریب پہنچ گیا تھا، فاسقوں نے اپنے فسق کے واسطے ارجاء کو ایک کھلا دروازہ بنا لیا تھا، چنانچہ حضرت زید بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم اجمعین نے فرمایا ہے، میں ان مرجئہ سے بیزار ہوں جنہوں نے فاسقوں کو اللہ کی عفو کا جھانسہ دیا ہے۔

از نکاب کبار کے سلسلہ میں مرجئہ تین مراتب میں ہیں۔ ایک وہ ہیں جو مومن نہیں کہلاتے (یعنی اہل سنت) اور وہ خوارج اور معتزلہ ہیں، دوسرے وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ایمان کے ہوتے ہوئے گناہ سے نقصان نہیں پہنچتا ہے کیونکہ اللہ سب

خطاؤں کو معاف کرتا ہے اور یہ مذموم فرقہ ہے اور تیسرے وہ ہیں جو جمہور علماء کا مسلک ہے کہ ہم کسی گنہگار کو کافر نہیں کہتے، نیکی کا اجر دس گنا اور برائی ایک کی ایک، اللہ کی مہربانی کے لئے کوئی بندش نہیں ہے اور نہ کوئی حد لگانے والا اس کی حد لگا سکتا ہے۔ امام ابو حنیفہ اسی جماعت میں ہیں اور یہی جمہور مسلمین کا مسلک ہے۔ اب اگر اس تیسرے مرتبہ والوں کو کوئی مرجئہ کہے تو جمہور مسلمین مرجئہ ہوئے۔

استاذ محمد ابو زہرہ نے الخیرات احسان کی عبارت نقلی ہے کہ ایک جماعت نے ابو حنیفہ کو مرجئہ میں سے شمار کیا ہے لیکن یہ بات حقیقت کے خلاف ہے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ شارح مواقف نے کہا ہے کہ غتان مرجی اپنے ارجاء کی نسبت ابو حنیفہ کی طرف کیا کرتا تھا اور وہ ابو حنیفہ کو مرجئہ میں سے شمار کرتا تھا۔ اور یہ حضرت امام پر تہمت تھی۔ غسان آپ کے نام سے اپنے مذہب کی ترویج چاہتا تھا۔ دوسری وجہ یہ ہے، آمدی نے کہا ہے ہو سکتا ہے کہ جس نے آپ کو مرجئہ میں سے شمار کیا ہے اس نے اہل سنت کے مرجئہ میں سے آپ کو شمار کیا ہو، کیونکہ پہلی صدی میں جو لوگ مسئلہ قدر میں معتزلہ کے خلاف تھے، معتزلہ ان کو مرجئہ کہتے تھے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے ایمان کے متعلق فرمایا ہے کہ اس میں بیشی اور کمی نہیں ہوتی اس قول سے یہ سمجھا گیا کہ آپ نے عمل کو پیچھے ڈال دیا ہے حالانکہ یہ خیال بالکل غلط ہے کیونکہ عبادت میں آپ کا انہماک مشہور ہے۔ علامہ ابن عبد البر نے کہا ہے۔ آپ سے حسد کیا جاتا تھا اور ایسی باتیں آپ سے منسوب کی جاتی تھیں جو آپ میں نہیں ہوتی تھیں۔ آپ پر ایسی تہمتیں لگاتے تھے جو آپ کی خان کے خلاف ہوتی تھیں۔

استاذ محمد ابو زہرہ کہتے ہیں۔ علماء نے حضرت امام ابو حنیفہ کے متعلق یہ کہا ہے اور میں کہتا ہوں کہ ابو حنیفہ اس وقت مرجئہ میں سے ہوں گے کہ فاسق کو مومن کہنے والے سب افراد کا شمار مرجئہ میں ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کا بعض گنہگار افراد کو معاف کرنے کا بیان ارجاء کہلائے۔ اس صورت میں صرف امام ابو حنیفہ ہی میں ارجاء نہیں ہے بلکہ تمام فقہاء اور محدثین اس ارجاء میں آپ کے ساتھ ہیں۔

ساجی وغیرہ نے حضرت امام پر خلق قرآن کا الزام عائد کیا ہے حالانکہ اہل حدیث کے امام حضرت احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا ارشاد یہ عاجز نقل کر چکا ہے کہ حضرت امام عالی مقام نے یہ بات نہیں کہی ہے۔ ائمہ اربعہ میں سے ایک عالی مرتبت امام کا ارشاد حجت ہے۔

ایک المیہ حضرت شاہ ولی اللہ نے موطا کی فارسی شرح مُصَنَّفی میں کہا ہے۔ امام مالک نے موطا میں تقریباً دس ہزار حدیثیں جمع کی تھیں اور پھر آپ ان پر نظر ڈالتے تھے اور کم کرتے تھے یہاں تک کہ یہ مقدار باقی رہ گئی۔

ابو بکر ابہری نے کہا ہے کہ موطا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین سے ۷۲۰ حدیثیں ہیں۔

۶۰۰	اُن میں مُسند روایتیں
۲۲۲	اور مُرسل روایتیں
۶۱۳	اور موقوف روایتیں
۲۸۵	اور تابعین کے اقوال
مجموعہ ۱۷۲۰	

ابن حزم نے کہا میں نے موطا کی حدیثیں شمار کی ہیں۔ مجھے مسند پانچ سو اور کچھ اور مرسل تین سو اور کچھ ملی ہیں۔

موطا امام محمد کے سلسلہ میں فخر بندوستان محقق بے مثال علامہ ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی تَفَضَّلَہ اللہ بِرَحْمَتِہ نے اپنی تالیف قیَمُ التَّعْلِيقِ الْمُجْتَمَعِ عَلٰی مَوْطَا مُحَمَّدٍ میں صفحہ پینتیس سے اُنتالیس تک نہایت ضبط و تفصیل سے روایات کا بیان کیا ہے اور لکھا ہے۔

اس کتاب کی تمام احادیث مرفوعہ و آثار موقوفہ خواہ وہ صحابہ پر موقوف ہوں یا بعد کے افراد پر موقوف ہوں اور وہ مسند ہوں یا غیر مسند ہوں ایک ہزار ایک سوا ستی ہیں ان میں سے ازراہ مالک ایک ہزار پانچ ہیں اور دوسرے طرق سے ایک سو پچھتر ہیں۔

علامہ نے جو تفصیل لکھی ہے اس سے ظاہر ہے کہ اس کتاب میں امام مالک سے تین سو چالیس مرفوعہ احادیث ثابت ہیں عاجز نے کسی کتاب میں چند روز پہلے دیکھا تھا کہ موطا مالک میں ڈھائی سو حدیثیں باقی رہ گئی ہیں باقی سب کو امام مالک نے رد کر دیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ تعداد احادیث مرفوعہ کی رہی ہو اور آثار موقوفہ اس کے علاوہ ہوں۔

امام مالک کی ولادت ۱۱۲ھ کی ہے اور ستاسی سال کی عمر پاکر ۱۹۹ھ میں رحلت فرمائی ہے۔ آپ حضرت امام عالی مقام سے بتیس سال چھوٹے تھے۔ حضرت امام کی وفات کے وقت آپ کی عمر اڑتیس سال کی تھی۔ امام محمد تلمیذ حضرت امام عالی مقام احادیث مبارکہ کے استماع کے لئے امام مالک کے پاس پہنچے اور تین سال ان کے پاس قیام کیا۔ اس مدت میں امام مالک کو بھی پورا موقع ملا کہ

حضرت امام ابو حنیفہ کے اصول و قواعد اور آپ کی تحریکات اور استنباطات سے امام محمد کے ذریعہ مستفید ہوئے ہوں اور اس افہام و تفہیم کے دور نے آپ کے ترتیب دادہ اصولوں پر اثر ڈالا ہو اور یہ اثر آخر وقت تک رہا ہو اور دس ہزار روایات کی کتاب دس سو روایات کی کتاب بھی نہ رہی ہو۔ کسی محقق نے کہا ہے اگر کچھ مدت اور امام مالک بہ حیات رہتے شاید مسائل کی جگہ عشرات لیتے۔

شاہ ولی اللہ نے مصنفی کے صفحہ چار میں لکھا ہے کہ یحییٰ بن سعید القطان اور یحییٰ بن معین کہا کرتے تھے کہ حدیث میں مالک امیر المومنین ہیں اور صفحہ ۵ میں لکھا ہے کہ بخاری نے کہا ہے۔ اسانید میں سب سے زیادہ صحیح روایت مالک کی از نافع از ابن عمر ہے اور صفحہ چھ میں لکھا ہے۔ سرگردان محمد بن مثل احمد بخاری، مسلم، ترمذی، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی نے ایک حدیث بھی اپنی تالیفات میں امام مالک سے روایت نہیں کی ہے۔

حیرت کا مقام ہے کہ ائمہ حدیث کو امام مالک کی روایت کردہ احادیث میں سے ایک روایت بھی صحیح طریقہ سے نہیں پہنچی ہے جس کی وہ روایت کرتے حالانکہ امام مالک سے ان کی موطا کی روایت امام محمد اور حضرت امام کے پوتے عمر بن حماد کرتے ہیں۔

تنسيق النظام في مسند الامام | اس سلسلہ میں عاجز کو نابغۃ العصر عبقری البند علامہ ابوالحسن محمد حسن بن ظہور حسن بن شمس علی حنفی سنہ ۱۲۵۷ھ کی ایک عبارت ان کی تالیف قیم تنسيق النظام في مسند الامام میں ملی ہے۔

حضرت امام کی یہ مسند امام قاضی صدر الدین موسیٰ بن زکریا الحسکفی متوفی ۷۵۰ھ نے جمع کی ہے علامہ حسکفی نے اپنے اساتذہ کرام کے ناموں پر اس کو مرتب کیا تھا۔ پھر اس مسند کو محدث شہیر علامہ محمد عابد انصاری سندھی متوفی ۱۲۵۷ھ نے ابواب فقہیہ کے مطابق مرتب کیا اور پھر علامہ سنہلی نے اس کی شرح ”تنسيق النظام“ لکھی، تراجم روات کا بیان مقدمہ میں کیا ہے۔ آپ نے مقدمہ کے صفحہ چھ اور سات میں لکھا ہے۔

سلف کو احادیث کا علم تھا اور ان احادیث کی معرفت بھی تھی، البتہ انجام کار اس پر ہوا ہے کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں ان کا اندراج نہیں کیا ہے اور ان کے اندراج نہ کرنے پر ہم ان پر زور و قلع

۱۷ مولانا سید عبدالحی نے نزہۃ الخواطر میں آپ کی تالیفات ایک سورتائی ہیں اور لکھا ہے کہ آپ چالیس سال کے تھے کہ تپ دق کی بیماری میں ۱۳ صفر ۷۵۳ھ میں رحلت کر گئے۔ مولانا ابوالحسنات لکھنوی کی وفات کے گیارہ مہینے بعد اگر ابوالحسنات اپنے وقت کے شمس الغنی تھے آپ اس درجہ کے ہر والدہ جی تھے۔ رحمۃ اللہ علیہما رحمۃ واسعة۔

نہیں کر سکتے۔ دیکھو شیخین (بخاری و مسلم) کو انہوں نے اکثر صحاح کا ذکر نہیں کیا ہے باوجود اس کے کہ ان کو علم تھا، وبالجملة هذه التحقيقات جلها كمال جمود التقليد في مسالك اهل الخبر من غير خبر واستعمال حكم ودرأك والامداد الصفة وغيرها على السند ومعرفة رجاله وغير ذلك من احوال الاسانيد وهذا المعيار يتأله كل ذي تبحر في الحديث واحاديث مسند امامنا صحاح واصح من احاديث الأربعة۔

یعنی خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ سب کچھ اہل خبر (اصحاب حدیث) کے طریقوں کی ایسی جامد تقلید کا نتیجہ ہے جو بغیر کسی دلیل کے اور بلا فہم و انصاف کے درگزر کرنا پڑا ہو ورنہ حدیث کی صحت کا مدار سند پر ہے کہ اس کے راویوں کے احوال کا علم ہو اور یہ بات احادیث کے ہر راہر کو حاصل ہے ہمارے حضرت امام کی اس مسند کی احادیث، سنن اربعہ کی احادیث سے صحیح بلکہ اصح ہیں۔ علامہ سنہلی نے حضرت امام ابو حنیفہ کی مدح و ثنا مالک اور شافعی سے نقل کر کے حصفی کی یہ عبارت مفسوسات پر لکھی ہے۔

اگر ہم تفصیل سے حضرت امام کے مناقب لکھیں مضمون زیادہ ہو جائیگا
حضرت امام کی مدح اور ہم پوری طرح بیان بھی نہ کر سکیں گے۔ یقیناً آپ عالم تھے، عالم تھے، عابد تھے، صاحب ورع تھے، علوم شریعت میں امام تھے، آپ سے ایسی باتیں منسوب کی گئی ہیں کہ آپ کی قدر و منزلت اس سے بہت بلند و برتر ہے، جیسے خلق قرآن اور قدر اور ار جابر کے مسائل ہیں، ہم کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ ان باتوں کے بیان کرنے والوں کا ذکر کریں، کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ ان اقادیل سے آپ پاک و صاف ہیں۔ دیکھو اللہ نے تمام اطراف میں آپ کا ذکر پھیلا دیا ہے، آپ کا علم روئے زمین پر چھا گیا ہے، اگر اس میں اللہ تعالیٰ کا کوئی راز مضمون ہوتا وہ نصف اہل اسلام کو یا اس کے قریب کو آپ کا مقلد نہ بناتا جو آپ کی رائے پر ہمارے زمانہ تک (امام قاضی حصفی کے زمانہ تک) ساڑھے چار سو سال تک مسلسل عمل کر رہا ہے اور آپ ہی کے طریقہ پر اللہ کی عبادت کر رہا ہے اور یہ بہت بڑی دلیل ہے کہ آپ کا مذہب صحیح ہے۔

امام لیث بن سعد کا مکتوب ایک شرعی وثیقہ ہے اور عاجز اس
امام لیث مصری نے کہا ہے کو نقل کر چکا ہے۔ امام لیث کا ایک قول ”جامع بیان العلم“ میں گزر چکا ہے کہ امام مالک نے ستر مسائل میں احادیث نبویہ کے خلاف کیا ہے۔ یہ لکھ کر امام ابن عبد البر نے لکھا ہے کہ اہل علم میں سے کوئی فرد ایسا نہیں گزرا ہے جس نے کسی آیت کی تاویل نہ کی ہو

یا کسی سنت میں ایسی راہ اختیار نہ کی ہو جس کی وجہ سے دوسری سنت نظر انداز نہ کی گئی ہو۔

حضرات مجتہدین، ائمہ راسخین، فقہار مکرمین نے اپنی جان، اپنی اولاد، اپنا مال، اپنا تن، شریعتِ مطہرہ پر قربان کر دیا ہے۔ ان حضرات کے پیش نظر یَتَرَوُا وَلَا تَقْتَرُوا اور یَشْرُوْا وَلَا تَنْفَرُوْا ہے۔ یعنی آسان کر د مشکل نہ بناؤ، خوشخبری سناؤ، نفرت نہ دلاؤ۔ جو کچھ ان حضرات نے کیا ہے شریعتِ مطہرہ کی تقویت کے لئے کیا ہے۔ یہ حضرات اطباء کا ملین ہیں، بھلا اطباء کے سامنے صیاد لہ یعنی جڑی بوٹی فروخت کرنے والوں کی کیا وقعت ہے، ان صیاد لہ کو حضرت امام مالک کی صحیح حدیث نہیں ملی کیا اس کی وجہ سے امام مالک کے مذہب کو کوئی چھوڑے گا۔ حضراتِ ائمہ کی پیردی اگر کوئی نہیں کرنی چاہتا، شوق سے نہ کرے۔ یہ کہاں کا تدبیر اور انسانیت ہے کہ حضراتِ ائمہ پر تہمتیں لگائی جائیں اور ان کو گالیاں دی جائیں۔ سترہ نے کہا ہے اور خوب کہا ہے۔ غفر اللہ و رحمہ۔

زاہد بہ نماز و روزہ ربطے دارد عاشق بہ می و مدام ضبطے دارد
معلوم نہ شد کہ یار مسرور زکیست ہر کس بہ خیالِ خویش ضبطے دارد

علامہ ابن الہمام محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر جلد اول کے باب
علامہ ابن الہمام کا بیان | النوافل صفحہ تین سو سترہ اور اٹھارہ میں احادیث کے متعلق اچھی بحث کی ہے۔ عاجز اس کا ترجمہ لکھتا ہے۔

”جس نے کہا ہے کہ احادیث میں سب سے زیادہ صحیح وہ حدیث ہے جو بخاری اور مسلم میں ہے، پھر جو بخاری میں ہے، پھر جو مسلم میں ہے، پھر جو بخاری اور مسلم کی شرطوں پر کسی دوسرے نے روایت کی ہے، پھر بخاری کی شرطوں پر پھر مسلم کی شرطوں پر۔ یہ قول بلا دلیل ہے اس کی تقلید جائز نہیں کیونکہ احادیث کا زیادہ صحیح ہونا اس بنا پر ہے کہ وہ ان شرطوں پر اُتری ہیں جن پر بخاری و مسلم کی روایتیں اُتری ہیں۔ اگر ان دو کتابوں کے سوا کسی کتاب میں ان شرطوں پر حدیث پوری اُتری ہے۔ اس سے بخاری و مسلم کی روایت کو زیادہ صحیح قرار دینا بے دلیل قول ہے۔ ان دو کتابوں کی روایت پر یا ان میں سے کسی ایک کی روایت پر یہ کہنا کہ اس کا راوی اُن شرائط کا جامع ہے جو روایت کی صحت کے لئے مقرر کی گئی ہیں قطعی قول نہیں ہے کیونکہ مسلم میں کثرت سے ایسی روایتیں ہیں کہ جن کے راوی جرح کی گرفت سے نہیں بچے اور بخاری میں بھی ایک جماعت ایسے راویوں کی ہے جن پر گرفت کی گئی ہے۔ راویوں کے متعلق کسی رائے کا قائم کرنا علماء کے اجتہاد پر ہے اور یہی حالت شرطوں کی ہے۔ ائمہ میں سے کسی نے کسی شرط کا اعتبار کیا ہے اور کسی نے اس شرط کا اعتبار نہیں کیا ہے۔ اس

کے باوجود شرط کا اعتبار نہ کرنے والے کی روایت، شرط کا اعتبار کرنے والے کی روایت کے معارضہ کی صلاحیت رکھتی ہے۔ یہی حال راویوں کا ہے، کسی نے ایک راوی کو ضعیف قرار دیا ہے اور دوسرے نے اس راوی کی توثیق کی ہے جو لوگ تا واقعہ ہیں اور راویوں کے احوال سے بے خبر ہیں وہ اس بات سے خوش اور مطمئن ہو جاتے ہیں جدھر اکثریت ہوتی ہے اور جو مجتہد ہے اور راویوں کے احوال سے باخبر ہے وہ اکثریت اور اقلیت سے غرض نہیں رکھتا ہے بلکہ وہ اپنی رائے اور سمجھ کی طرف رجوع کرتا ہے۔

حضرت امام عالی مقام پر ظلم و ستم اور آپ کی رحلت تدفین

علامہ شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی کی شافعی نے لکھا ہے۔

بنو مردان کے آخری بادشاہ مردان بن محمد نے یزید بن عمرو بن ہبیرہ کو عراق کا والی بنایا اس نے سنہ ۱۳۰ میں ربیع کو بھیج کر امام ابو حنیفہ کو بلوایا کہ آپ قاضی القضاۃ ہوں۔ آپ نے انکار کیا۔ اور اس نے آپ کو کوڑوں سے پٹوایا۔

لکھا ہے کہ عراق میں بنو مردان کے خلاف فتنہ اٹھا۔ ابن ہبیرہ نے علماء کو جمع کیا اور ان کو بعض اعمال پر مقرر کیا۔ عقود الجمان میں ہے کہ ان علماء میں ابن ابی لیلیٰ، ابن شبرمہ اور داؤد بن ابی بند شامل تھے۔ ابن ہبیرہ نے قاصد امام ابو حنیفہ کے پاس بھیجا کہ آئیں اور حکومت کی مہر اپنے پاس رکھیں، بغیر مہر کے نہ کوئی حکم نافذ ہوگا اور نہ بیت المال میں کچھ تصرف کیا جائے گا۔ آپ نے مہر رکھنے سے انکار کیا۔ ابن ہبیرہ نے قسم کھائی اگر امام ابو حنیفہ انکار کرینگے تو وہ کوڑے لگوائے گا۔ علماء نے حضرت امام سے کہا ہم نے بادل نا خواستہ حکومت میں اشتراک کیا ہے، تم بھی اس کام کو کر لو اور اپنے نفس پر رحم کرو۔ قاضی صیمری نے لکھا ہے کہ ابن ہبیرہ نے قسم کھائی کہ عہدہ قبول نہ کرنے پر وہ سر پر کوڑے لگوائے گا۔ حضرت امام نے قسم کھائی کہ میں اس کام کو قبول نہیں کروں گا۔ ابن ہبیرہ نے کہا۔ یہ میری قسم کے مقابلہ میں قسم کھاتے ہیں میں اس وقت تک پٹاؤں گا کہ یہ عہدہ قبول کر لیں یا مرجائیں آپ نے فرمایا، اخروی عذاب کے مقابلہ میں دنیوی عذاب مجھ کو قبول ہے۔ چنانچہ آپ کے سر پر بیسٹس کوڑے مارے گئے۔ آپ نے ابن ہبیرہ سے کہا۔ تم یاد رکھو کہ تم کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا ہوگا اور وہ کھڑا ہونا میرے اس کھڑے ہونے سے بہت ذلت کا کھڑا ہونا ہوگا اور اللہ تم سے پوچھ کرے گا۔ یہ سن کر ابن ہبیرہ نے جلا د کوڑک جلنے کا اشارہ کیا اور آپ کو قید خانہ بھجوا یا۔ رات کو ابن ہبیرہ نے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ ابن ہبیرہ کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَمَّا تَخَافُ اللہَ تَضْرِبُ رِجْلًا مِنْ اُمَّتِي بِلَا جَرَمٍ وَ تَهْدِدُهُ، فَارْسِلْ اِلَيْهِ فَاُخْرِجْهُ وَاسْتَحْلِهِ، تَوَالِلَهُ سَے نہیں ڈرتا ہے کہ میری امت کے ایک شخص کو بغیر جرم کے مارتا ہے اور اس کو دھمکتا ہے۔ چنانچہ ابن ہبیرہ

نے آدمی بھیج کر آپ کو آزاد کیا اور آپ کی قسم پوری ہوئی۔

عقود الجمان میں ہے کہ ایک روایت میں ہے کہ دس دن تک دس دس کوڑے آپ کے لگے ہیں اور لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل کو کوڑے لگے اور وہ حضرت امام کے کوڑے لگنے کو یاد کر کے رویا کرتے تھے آپ کے لئے دعائے رحمت کرتے تھے۔

یہ بھی آپ کے احوال میں لکھا ہے کہ حضرت امام کو سوچنے کے لئے مہلت دی گئی تھی لہذا آپ قید سے نکل کر حجاز مقدس چلے گئے اور جب حکومت بنی عباس کی ہوئی آپ کو فہ تشریف لائے۔

ظلم شدید و وفات بنو مروان کا ظلم دور ہوا اور بنی عباس نے اپنی جباریت کا اظہار کیا، لکھا ہے کہ منصور عباسی نے حضرت امام کو بلایا کہ آپ قاضی کا عہدہ قبول کریں۔ آپ نے قبول نہیں کیا۔ منصور نے حکم دیا کہ ان کو ہر روز قید خانہ سے نکال کر منظر عام پر دس کوڑے مارا کریں اور بازاروں میں گھما کر اعلان کیا جائے۔ چنانچہ دس روز تک یہ ظلم آپ نے برداشت کیا۔ خون بہا کرتا تھا اور کوڑے پڑتے تھے اور اسی حال میں آپ کو پھرایا جاتا تھا۔ دس دن گزرنے پر آپ روئے اور آپ نے دعا کی اور ”اجابت از در حق بہر استقبال می آید“ کا ظہور ہوا۔ ہیتی نے لکھا ہے۔ ایک جماعت نے کہا ہے کہ آپ کو ایک پیالہ پینے کو دیا گیا۔ آپ نے فرمایا مجھ کو معلوم ہے کہ اس میں کیا ہے؟ میں نہیں پیتا۔ چنانچہ آپ کو ٹپا کر آپ کے حلق میں ڈالا گیا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ سب کچھ منصور کے سامنے کیا گیا ہے اور یہ بات صحت کے ساتھ ثابت ہے جب آپ کو موت کا احساس ہوا، آپ سجدہ میں گئے اور اسی حال میں آپ کی وفات ہوئی۔

ہیتی نے یہ بھی لکھا ہے۔ اتنا شدید عذاب اور ایسی شناعیت سے قتل کرانا اس بڑا پر نہیں ہو سکتا کہ آپ نے قاضی بننے سے انکار کیا تھا بلکہ اس کی وجہ یہ ہوئی ہے کہ آپ کے مخالفوں نے منصور سے کہا کہ حضرت ابراہیم بن عبد اللہ بن حسن بن حسن بن حضرت علی مرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شورش حضرت ابو حنیفہ نے کروائی تھی اور آپ نے حضرت ابراہیم کو دولت دی تھی۔ ابو حنیفہ کا اثر بہت زیادہ ہے۔ یہ سن کر منصور نے آپ کو بلایا اور ظلم کے ساتھ آپ کو قتل کرایا اور یہ واقعہ ماہ رجب یا شعبان میں ہوا ہے نیز کہا گیا ہے کہ نصف شوال کا واقعہ ہے اور سن ایک سو پچاس تھا۔ رحمۃ اللہ علیہ ورضی عنہ۔

آپ کی تجہیز و تکفین و تدفین ہیتی نے لکھا ہے۔ قید خانہ سے پانچ افراد آپ کو اس جگہ لائے جہاں آپ کو غسل دیا گیا۔ جناب حسن بن عمارہ قاضی بغداد نے آپ کو غسل دیا اور ابو جابر عبد اللہ بن واقد ہروی نے پانی ڈالا۔ جب حسن بن عمارہ غسل دے کر فارغ

ہوئے ان الفاظ سے تابین کی۔

رَحِمَكَ اللَّهُ لَمْ تَفْطَرْنَا وَلَا أَزْهَدَنَا وَلَا أَجْمَعَنَا لِخَصَالِ الْخَيْرِ وَقَبُرَتْ إِذْ قَبُرْتَ إِلَى خَيْرٍ
سُنَّةٍ وَأَتَّبِعْتَ مِنْ بَعْدِكَ۔

تم پر اللہ رحم فرمائے، تیس سال سے افطار نہیں کیا اور چالیس سال سے رات کو کروٹ نہ لی۔ ہم میں تم سب سے زیادہ فقیہ تھے اور سب سے زیادہ عبادت گزار تھے اور ہم میں سب سے زیادہ بھلائی کی خصلتوں کو جمع کرنے والے تھے اور جب بھی دفن ہوئے بھلائی اور سنت کے ساتھ ہوئے اور اپنے بعد کے آنے والوں کو اشکال میں ڈالا۔ (اشکال یہ ہے کہ تم جیسا علم ان کا نہیں) آپ کو غسل دے کر ابھی فارغ نہیں ہوئے تھے کہ اہل بغداد اس کثرت سے جمع ہوئے جن کی گنتی اللہ ہی کو معلوم ہے۔ بعضوں نے کہا ہے پچاس ہزار افراد تھے اور بعض نے کہا ہے اس سے زیادہ تھے۔ آپ پر نماز چھ مرتبہ پڑھی گئی۔ آخری مرتبہ آپ کے بیٹے حماد نے نماز پڑھائی اور تقریباً بیس دن تک آپ کی قبر پر نماز ہوتی رہی اور آپ نے وصیت فرمائی خیراں کے مقبرہ میں جو شرقی سمت میں ہے دفن کئے جائیں کیونکہ وہ زمین غصب کی ہوئی نہیں ہے۔ جب منصور کو یہ بات پہنچی اس نے کہا۔ کون ہے جو امام ابو حنیفہ سے ان کی زندگی اور موت میں ہماری طرف سے معذرت چاہے۔

جب یہ خبر ابن جریج کو پہنچی جو کہ امام شافعی کے استاد الا ستاد تھے آپ نے کلمہ استرجاع پڑھا اور فرمایا۔ کیسا علم گیا۔ اور یہ خبر جب شعبہ کو پہنچی فرمایا۔ کوفہ کا نور علم بجھ گیا۔ ایسا نور وہ پھر نہ دیکھیں گے۔

صدقۃ المفابری کی دعا قبول ہوتی تھی۔ انہوں نے حضرت امام کی تدفین کے بعد تین رات تک یہ دو شعر پڑھے۔

ذَهَبَ الْفَقْهُ فَلَا فِقْهَ لَكُمْ فَأَتَقُوا اللَّهَ وَكُونُوا خَلَفًا

مَاتَ نِعْمَانٌ فَمَنْ هَذَا الَّذِي يُحْيِي اللَّيْلَ إِذَا مَا سَجَفَا

۱۔ اگنی فقہ اب تمہارے پاس فقہ نہیں اللہ سے خوف کھاؤ اور ان کے خلف بنو

۲۔ مر گئے نعمان اب کون ایسا ہے جو شب کو بیدار ہو جب وہ پردے چھوڑ دے

حضرت امام پر قید خانہ میں دس دن تک سخت تکلیفیں گزری ہیں۔ آپ کا خون پنڈلیوں

سے بہتا ہوتا تھا اور آپ کو بازار میں گھمایا جاتا تھا۔ عقود الجمان میں ہے۔ ضیق علیہ تضييقاً
 شديداً فی الطعام والشراب فی الحبس۔ قید خانہ میں آپ پر کھانے پینے کی نہایت تکلیف
 دی جاتی تھی اور یہ کیفیت دس دن تک رہی اور ہر روز دس کوڑے مارے جاتے تھے۔
 مورخین نے یہ بھی لکھا ہے کہ منصور حضرت امام کی قبر پر گیا اور وہاں نماز پڑھی۔ کچھ معذرت خواہ
 الفاظ بھی کہے۔ مومن خاں نے خوب کہا ہے ۵

وہ آئے ہیں پشیاں لاش پر اب
 تجھے اے زندگی لاؤں کہاں سے

حضرت امام اور روایت حدیث

جامع مسانید الامام الاعظم | اس کتاب کو علامہ ابوالمؤید محمد بن محمود بن محمد بن حسن جو اصلاً ۵۹۳ھ اور وفات ۶۵۵ھ میں ہوئی، نے لکھی ہے۔ انہوں نے اس مبارک مسند کے لکھنے کی وجہ یہ لکھی ہے۔ میں نے ملک شام میں بعض جاہلوں سے سنا حضرت امام عالی مقام کی روایت حدیث کم تھی اور ایک جاہل نے امام شافعی کی مسند جس کو ابوالعباس محمد بن یعقوب اہم نے جمع کیا ہے اور امام مالک کی موطا اور امام احمد کی مسند سے استدلال کرتے ہوئے حقارت سے حضرت امام عالی مقام کا ذکر کیا، یہ سن کر میری حقیقت دینی نے مجھ کو مجبور کیا کہ میں حضرت امام عالی مقام کی پندرہ مسانید و آثار سے ایک مسند مرتب کروں، چنانچہ میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے ابواب فقہ کی ترتیب پر یہ مسند مرتب کی تاکہ جاہل معاندوں کا شبہ دور ہو۔ ایسے معاندوں کے متعلق امام ابن مبارک نے کہا ہے۔

حَسَدُ وَالْفَقْءِ اِذْ لَمْ يَنْالُوا مَعِيَهُ
فَالْقَوْمُ اَعْدَاؤُ لَهُ وَخُصُومُ

كَضَرَّ اَثْرَ الْحَسَاءِ قُلْنَ رُؤُوسَهُمَا
حَسَدًا وَبُغْضًا اِنَّهُ لَدَمِيمٌ

- ۱۔ انہوں نے نوجوان پر حسد کیا جبکہ اس کی کوشش کو نہ پہنچ سکے تو قوم اس کی دشمن اور مخالف ہے۔
 - ۲۔ جیسا کہ حسد کی سوکنوں نے اس کے چہرے کو حسد اور بغض کی وجہ سے کہا، یہ بد صورت ہے۔
- عاجز کے سامنے اس مبارک مسند کا وہ نسخہ ہے جس کو جناب منصور علی مصطفیٰ آبادی مولدا اور حنفی مذہب کے بے وقت عصر روز شنبہ، پندرہ شعبان ۱۲۷۱ھ کو جناب محمد حسین کے مطبع محمدی واقع دہلی میں طبع کیا ہے۔ انہوں نے پندرہ مسانید کا بیان اس طرح کیا ہے۔

پندرہ مسانید جن کو فحول علماء حدیث نے جمع کیا ہے۔

- ۱۔ مسند امام حافظ ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب بن الحارث البخاری المعروف ببعد اللہ الاستاذ رحمہ اللہ
- ۲۔ مسند امام حافظ ابوالقاسم طلحہ بن محمد بن جعفر الشاہ العدل رحمہ اللہ
- ۳۔ مسند امام حافظ ابوالحسن محمد بن المنظر بن موسیٰ بن عیسیٰ بن محمد رحمہ اللہ

۴۔ مُسْنَدُ إِمَامِ حَافِظِ ابْنِ نُعَيْمٍ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَحْمَدَ الْأَصْفَهَانِيَّ رَحِمَهُ اللَّهُ

۵۔ مُسْنَدُ الشَّيْخِ الثَّقَةِ الْعَدْلِ أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْبَاقِي بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ

۶۔ مُسْنَدُ إِمَامِ حَافِظِ صَاحِبِ الْجَرَحِ وَالتَّحْدِيلِ أَبُو أَحْمَدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْجَرَّاجَانِيَّ رَحِمَهُ اللَّهُ

۷۔ مُسْنَدُ إِمَامِ أَحْسَنَ بْنِ زِيَادٍ اللَّوْلُؤِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ

۸۔ مُسْنَدُ الْحَافِظِ عَمْرِ بْنِ أَحْسَنَ الْأَشْثَنَانِيَّ رَحِمَهُ اللَّهُ

۹۔ مُسْنَدُ إِمَامِ الْحَافِظِ أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ خَالِدِ بْنِ خَلَّاءٍ الْكَلَامِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ

۱۰۔ مُسْنَدُ إِمَامِ الْحَافِظِ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ خُسْرٍ وَابْلِخِيَّ رَحِمَهُ اللَّهُ

۱۱۔ مُسْنَدُ إِمَامِ أَبُو يُونُسَ الْقَاضِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْأَنْصَارِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ

۱۲۔ مُسْنَدُ إِمَامِ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْسَنَ الشَّيْبَانِيَّ رَحِمَهُ اللَّهُ

۱۳۔ مُسْنَدُ إِمَامِ حَمَّادِ بْنِ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ

۱۴۔ مُسْنَدُ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْسَنَ مَعْظَمِهِ مِنَ التَّابِعِينَ وَرَوَاهُ عَنْهُ رَحِمَهُ اللَّهُ وَسَمِيَ الْأَثَارَ

۱۵۔ مُسْنَدُ الْحَافِظِ أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْعَوَّامِ السَّعْدِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ

علامہ خوارزمی نے درج ذیل تحفہ جامع المسانید کا لکھا ہے۔

أَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي سَقَانَا بِطَوْلِهِ مِنْ أَصْنَمَى شَرَائِعِ الشَّرَائِعِ وَكَسَانَا بِفَضْلِهِ مِنْ أَجْمَلَى مَذَاهِبِ
الرَّوَايَةِ وَأَطْلَعَ دَرَارِي شَرَائِعِنَا مِنْ أَشْرَفِ الْمَطَالِيعِ وَهُوَ مَطْلَعُ سَيِّدِ الْأَصْفِيَاءِ خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ
وَشَفِيعِ الْأُمَمِ يَوْمَ الْجَزَاءِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَتَمِّمُ الظُّلُمَاءِ وَسُيُوفِ الْأَوْلِيَاءِ وَخُتُوفِ
الْأَعْدَاءِ، وَبَعْدُ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى فَضَّلَ نَبِيَّنَا عَلَى سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ فَجَعَلَ فِي أُمَّتِهِ مُجْتَهِدِينَ عُلَمَاءَ
مُتَّبِعِينَ، فَقَهَاءَ عَلَى مَا وَضَعَهُمْ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَقَالَ قُتَيْبَةُ أُمَّتِي كَأَنَّهُمْ فِي الْفَقْهِ
أَنْبِيَاءُ، وَقَالَ تَعَالَى إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ، وَقَدْ شَرَّفَهُمُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَ
تَقَدَّسَ بِالْتِّمَاءِ عَلَيْهِمْ فِي مَوَاضِعَ مِنَ التَّنْزِيلِ وَجَعَلَهُمْ بِلِسَانِ نَبِيِّهِ كَأَنْبِيَاءِ أَهْلِ التَّوْرَةِ
وَالْإِنْجِيلِ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَانَ أَسْبَقَهُمْ
إِجْتِهَادًا وَأَطْيَبَهُمْ إِعْتِقَادًا وَأَبْنَاهُمْ رَشَادًا وَأَقْوَمَهُمْ طَرِيقَةً وَسَدَادًا إِمَامَ الْأُمَمَةِ وَ
سِرَاجَ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو حَنِيفَةَ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ الْكُوفِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَحَظَّ عَنْ وَجْهِ الشَّرِيعَةِ
إِسْنَامَ الْإِنْكِتَامِ وَكُشِفَ عَنْ جَبِينِ الْفَقْهِ عَمَامَ الظُّلَامِ وَقَدَّمَ خُلُوفَ عُلَمَاءِ عَصْرِهِ بِقَدَامِ
الْأَفْحَامِ وَأَرْسَى قَدَمَهُ فِي مَزَالِقِ الْأَقْدَامِ وَبَدَّلَ فَجْهَهُ دُودَهُ فِي إِحْكَامِ الْأَحْكَامِ ثُمَّ بَعْدَهُ

أَيُّوَصُونَ فِي عَمَّانِ النُّعْمَانِ فَيَسْتَخْرِجُونَ مِنْهُ دُرَرًا قَوَائِدَ وَيَرْقُصُونَ دُرَرًا قَوَائِدَ وَيَتَنَاوَلُونَ
أَشْهُى أَغْذِيَةِ الدَّائِي مِنْ مَوَائِدِهِ فَمَنْ اسْتَطَاعَهُوَ وَاسْتَغْطَاهُ فَقَدْ تَنَاوَلَ حَلَالًا
جَعَلَ النَّاسَ لَهُ فِي الْفَقْهِ عِيَالًا مِثْلَ الْإِمَامِ الْمُعْظَمِ وَالصَّادِرِ الْمُفْعَمِ الشَّافِعِيِّ الْمُطَّلَبِيِّ ابْنِ عَجْمٍ
الْتَّبِي حَيْثُ قَالَ النَّاسُ عِيَالُ أَبِي حَنِيفَةَ فِي الْفَقْهِ فَقَدْ نَقَلَ هَذَا الْمَعْنَى أَخْطَبُ الْخُطَبَاءِ شَرْقًا
وَعَرَبًا أَبُو الْمُؤَيَّدِ الْمَلِكِيُّ الْخَوَارِزْمِيُّ عَلَى مَا أَنْشَدَ فِي جَدِّهِ الصَّادِرِ الْعَلَّامَةِ أَخْطَبُ خُطَبَاءِ
الشَّرْقِ وَالْعَرَبِ صَدْرُ الْأُمَمَةِ أَبُو الْمُؤَيَّدِ مُوَفَّقُ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِكِيُّ الْخَوَارِزْمِيُّ لِنَفْسِهِ فِي عِدَّةِ
آيَاتٍ لَهُ يَمْدَحُ بِهَا أَبَا حَنِيفَةَ -

أُمَّةٌ هَذِهِ الدُّنْيَا جَمِيعًا بِلَا رَيْبَ عِيَالُ أَبِي حَنِيفَةَ

آزاد ترجمہ: تعریف اس خدا کی جس نے اپنی قدرت سے شریعت کی گولوں سے ہمیں سیراب
کیا اور اپنے فضل سے پہنائیں ہم کو نہایت قیمتی چادریں اور طلوع کئے ہم پر ہماری شریعت
کے اعلیٰ چمکدار ستاروں کو اشرف مطالع سے اور وہ برگزیدگان کے سردار کا مطلع ہے جو انبیاء کے
خاتم ہیں اور جزا کے دن امتوں کے شفیع ہیں، اُن پر اور اُن کی اولاد و اصحاب پر جو کتاری کی کتاری
ہیں، اولیاء کی تلواریں ہیں اور دشمنوں کی موتیں ہیں، درود نازل ہو۔

حمد و صلاۃ کے بعد بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء پر
فضیلت دی ہے اور اُن کی امت میں مجتہدین، متبحر علماء، فقہاء بنائے ہیں جیسا کہ خود آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ میرے امت کے فقہاء ایسے ہوں گے گویا کہ وہ فقہ میں انبیاء
ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ بے شک اللہ سے ڈرتے ہیں اس کے بندوں میں سے علماء
اور اللہ نے قرآن مجید میں کئی جگہ ان کی تعریف فرمائی ہے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان
سے کہلوا یا ہے۔ "میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں" اور ان علماء میں سب
سے پیش قدمی کرنے والے اجتہاد میں اور سب سے پاکیزہ تراعتقاد میں اور سب سے واضح تر
رُشد و ہدایت میں اور سب سے درست تر سدا و در راہ رومی میں، امت کے امام اور اس
امت کے چراغ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوئی ہیں، اللہ ان سے راضی ہو۔ انہوں نے شریعت
کے چہرے سے پوشیدگی کا نقاب اور فقہ کی پیشانی پر سے ظلمت کے سائے ہٹا دیئے اور
اپنے زمانے کے پیچھے رہے ہوئے علماء کو افہام و تفہیم کی پیش قدمی کے ذریعہ آگے بڑھایا اور
قدم پھیلنے کے مواقع میں اپنے قدم جمائے اور احکام کے مضبوط بنانے میں اپنی کوشش صرف کی۔

آپ کے بعد اب نعمان کے دریا میں علماء کے بعد دیگرے غوطے لگا رہے ہیں اور اس میں سے بیش بہا فوائد اور نادر نعمتیں حاصل کر رہے ہیں۔ (نعمان جمع نعم ہے جیسے حلمان جمع حمل ہے) اور جو ان نایاب دقیق نادرات کی قدر کرتا ہے اور ان سے بہرہ مند ہونا چاہتا ہے اس کو ان حلال پاکیزہ نعمتوں سے استفادہ کی راہ دکھاتے ہیں اور حضرت امام عالی مقام کی فقہ کا والد شیدا کرتے ہیں جس کے متعلق امام معظم اور صدر مغنم جو کہ مطلب بن عبد مناف کی اولاد سے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے ہیں، نے کہا ہے: ”فقہ میں لوگ ابو حنیفہ کے دستِ نگر ہیں۔“ امام خافعی کے اس قول کو مشرق و مغرب کے خطیبوں میں سب سے بڑے خطیب ابوالمؤید موفق بن احمد کی نے نظم کیا ہے اور مجھ کو میرے دادا آخطب الخطباء صدر العلماء ابوالمؤید موفق بن احمد کی خوارزمی نے سنایا تھا (ترجمہ)

اس دنیا کے تمام امام بلا شک ابو حنیفہ کے محتاج ہیں۔
جامع مسانید امام اعظم کے ناشر نے حاشیہ میں امام ابن مبارک کا قصیدہ لکھا ہے جو درج ذیل ہے۔ عاجز اس مبارک قصیدہ کا ترجمہ بھی لکھتا ہے۔

قَالَ الْإِمَامُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ رَحِمَهُ اللَّهُ وَرَضِيَ عَنْهُ

١- لَقَدْ زَانَ الْبِلَادَ وَمَنْ عَلَيْهَا	إِمَامُ الْمُسْلِمِينَ أَبُو حَنِيفَةَ
٢- بِأَحْكَامٍ وَآثَارٍ وَفَقْهِ	كَآيَاتِ الزُّبُورِ عَلَى صَحِيفَةٍ
٣- فَمَا فِي الْمَشْرِقَيْنِ لَهُ نَصِيحَةٌ	وَلَا فِي الْمَغْرِبَيْنِ وَلَا يَكُوفُ
٤- يَمِيتُ مُشْتَمِرًا سَهْرَ اللَّيَالِي	وَصَامَ نَهَارَهُ لِلَّهِ خِيفَةَ
٥- فَمَنْ كَأَبَى حَنِيفَةَ فِي عُلَاهُ	إِمَامُ الْخَلِيقَةِ وَالْخَلِيفَةِ
٦- رَأَيْتُ الْعَائِلِينَ لَهُ سِقَاهًا	خِلَافَ الْحَقِّ مَعَ حُجَجٍ ضَعِيفَةٍ
٧- وَكَيْفَ يَحِلُّ أَنْ يُؤْذَى فَعِيَهُ	لَهُ فِي الْأَرْضِ آثَارُ شَرِيفَةٍ
٨- فَقَدْ قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ مَقَالًا	صَحِيحُ الثَّقَلِ فِي حِكْمِ لَطِيفَةٍ
٩- بِأَنَّ النَّاسَ فِي فَقْهِ عِيَالٌ	عَلَى فَقْهِ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ
١٠- فَلَعْنَةُ رَبِّنَا أَعْدَادَ رَمَلٍ	عَلَى مَنْ رَدَّ قَوْلَ أَبِي حَنِيفَةَ

ترجمہ:- ۱۔ شہروں اور ان میں بسنے والوں کو مسلمانوں کے امام ابو حنیفہ نے زینت بخشی ہے۔

۲۔ احکام کے ذریعہ اور آثار کے ذریعہ اور فقہ کے ذریعہ جیسا کہ زبور کی آیتیں صحیفہ پر۔

۳۔ نہ دونوں مشرقوں میں اُن کی نظیر ہے اور نہ دونوں مغربوں میں اور نہ کوئی وہ میں۔

۴۔ وہ رات گزارتے ہیں دامن سمیٹے، شب کو بیدار رہے اور دن کو روزہ رکھا اللہ کے ڈر سے۔

۵۔ پس کون ہوگا ابو حنیفہ کی طرح ان کی بلندی میں جو کہ مخلوق کے اور خلیفہ کے امام ہیں۔

۶۔ ان پر بیوقوفی سے عیب لگانے والوں کو میں نے حق کے خلاف کمزور دلیلوں والا پایا۔

۷۔ اور کس طرح جائز ہو سکتا ہے کہ ایسے فقیہ کو تکلیف پہنچائی جائے جس کی عمدہ نشانیاں زمین پر ہیں۔

۸۔ ادریس کے صاحبزادے امام شافعی نے وہ پاکیزہ حکمت بھری بات کہی ہے جس کی نقل صحیح ہے۔

۹۔ کہ فقہ میں لوگ امام ابو حنیفہ کی فقہ کے محتاج ہیں۔

۱۰۔ ہمارے رب کی لعنت ریتے کے دانوں کے شمار اُس شخص پر ہو جو (عناد کی وجہ سے) ابو حنیفہ کے

قول کو رد کرتا ہے۔

یہ عاجز کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”فَنَجْعَلُ لَعْنَتَهُ اللَّهُ عَلَى الْكَاذِبِينَ“ ہم اللہ کی

لعنت جھوٹوں پر ڈالیں۔ حضرت ابن مبارک نے اس ارشاد پر عمل کیا ہے کہ وہ افراد جو جھوٹ بول کر حضرت امام کے اقوال کو رد کرتے ہیں وہ سزاوار لعنت ہیں۔

(جامع المسانید کے ص ۴۴ میں ہے) قاضی ابو عبد اللہ القمی نے سند متصل سے یہ واقعہ لکھا ہے کہ

امیر المومنین المامون کے زمانہ میں ایک کتاب حدیث کی لکھی گئی اور وہ کتاب یہ کہہ کر مامون کو پیش کی گئی کہ

ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے ابو یوسف اور محمد جو آپ کے مقرب ہیں اس کتاب پر عمل نہیں کرتے پورے

واقعہ کا بیان طوالت کا سبب ہو گا۔ خلاصہ اس طرح ہے کہ اہل حدیث کی کتاب کے سلسلہ میں علامہ

عسی بن ابان نے کتاب ”الْحَجَّةُ الصَّغِيرَةُ“ لکھی اور اس میں امام ابو حنیفہ کا مسلک بیان کیا کہ اخبار میں

سے کن اخبار کو رد کن کو قبول کیا جائے گا اور کن کی تاویل کی جائے گی اور یہ کتاب المامون کو پیش کی

گئی۔ المامون نے اس کو پڑھا اور ابو حنیفہ پر ترحم کیا یعنی رَحِمَهُ اللہُ کہا (اللہ ان پر رحم فرمائے) اور پھر

ابن مبارک کے دو شعر ”حَسَدُ الْفَتَى اَذَلَّ مِنَ الْوَاسِعِيَّةِ“ پڑھے۔

اصحاب مناقب نے اسانید متصلہ سے صاحب جرح و تعدیل امام اہل حدیث یحییٰ بن معین کے

متعلق لکھا ہے کہ جب حضرت امام عالی مقام کا ذکر ان کے سامنے کیا جاتا تھا وہ ابن مبارک کے یہ

دو شعر پڑھتے تھے۔

امام موفق مکی نے کہا ہے ۷

آيَا جَبَلِيٍّ نُّعْمَانٍ اِنَّ حَصَاكُمَا لَتُحْصَى وَلَا يُحْصَى فُضَائِلُ نُّعْمَانٍ

marfat.com

Marfat.com

جَلَّائِلَ كُتُبِ الْفِقْهِ طَالِعَ بِجَدِّهَا دَقَائِقَ نِعْمَانٍ شَقَائِقَ نِعْمَانٍ

۱۔ اے نعمان نام کے دو پہاڑ و تمہاری کنکریاں گنی جاسکتی ہیں اور حضرت نعمان کی خوبیاں نہیں گنی جاسکتیں۔

۲۔ فقہ کی بڑی کتابوں کا مطالعہ کرو تو ان میں تم پاؤ گے نعمان کی دقیقہ سنجیاں شقائق نعمان ہیں۔

”ابجدی منجد“ میں لکھا ہے کہ ربیع کے موسم میں مختلف اقسام کے سرخ رنگ کے پھول ہوتے ہیں جیسے شَقَارِ آخِر، حَوْزَان، زَهَارِین۔ ان سب کو شَقَائِقُ نِعْمَانِ کہتے ہیں۔

مسانید پر کلام | مولانا کاندھلوی نے ص ۳۸۹ میں لکھا ہے۔ مشہور محقق زاہد کوثری نے ”تَقْدَمَہ

لکھا ہے۔ ”وَكَانَ مَعَ الْخَطِيبِ عِنْدَ مَا حَلَّ دِمَشْقَ مُسْنَدُ أَبِي حَنِيفَةَ لِلدَّارِ قُطْنِي وَمُسْنَدُ أَبِي

حَنِيفَةَ لِابْنِ شَاهِينَ“ جب خطیب بغدادی دمشق پہنچے ہیں ان کے پاس دارقطنی کی مسند ابی حنیفہ

اور ابن شاہین کی مسند ابی حنیفہ تھی۔ یہ دونوں مسندیں ان مسانید کے علاوہ ہیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا

ہے۔ چونکہ جامع المسانید میں حضرت امام کی متعدد مسانید کی روایتیں موجود ہیں اس لئے متاخرین میں

اس کی شہرت ہوئی اور جلیل القدر محدثین نے اس کی شروح لکھی ہیں۔ حافظ زین الدین قاسم متوفی

۸۷۹ھ کی ضخیم شرح ہے۔ حافظ سیوطی کی شرح ”التعليقات المنيفه على مسند الامام ابی حنيفه“

کے نام سے مشہور ہے۔ متعدد محدثین نے جامع المسانید کا اختصار کیا ہے۔ چنانچہ امام شرف الدین اسماعیل

بن عیسیٰ بن دولہ الملکی نے اس مختصر کا نام ”اعتماد المسانید فی اختصار اسماء بعض رجال الاسانید“ لکھا ہے۔

امام ابوالبقار احمد بن ابی الفیاء محمد القرشی کے اختصار کا نام ”المستند فی قیصر المسند“ ہے۔ شیخ ابو عبد اللہ

محمد بن اسماعیل نے بھی مختصر لکھی۔ علامہ حافظ الدین محمد بن محمد الکردری نے مسند ابی حنیفہ کی ان روایات

کو جو صحاح ستہ سے زائد میں جمع کیا ہے۔ امام ابو حفص زین الدین عمر بن احمد الشجاع نے بھی ایک

اختصار ”لفظ المرجان من مسند ابی حنیفہ النعمان“ کے نام سے کیا ہے۔ متاخرین میں سے علامہ

السید مرتضیٰ زبیدی نے جامع المسانید سے امام اعظم کی ان احادیث احکام کا انتخاب کیا ہے کہ جن

کی روایت میں مصنفین صحاح بھی حضرت امام کے شریک ہیں اور انہوں نے اس کتاب کا نام

”عقود الجواهر المصیۃ فی ادلة مذهب الامام ابی حنیفہ“ رکھا ہے۔ اس کتاب کی ترتیب

ابواب فقہ پر ہے۔

۱۔ یہ کتاب ۱۰۷۷ھ میں لکھی گئی ہے اور ۱۲۰۷ھ میں حضرت مؤلف کی مصر میں وفات ہوئی۔ عاجز کے پاس اس کتاب کے مطبوعہ نسخے ہیں اور ان میں المفید کی جگہ المنیف ہے۔

مولانا کاندھلوی نے حضرت امام کی مزید بعض مسانید کا ذکر کیا ہے۔ اختصار کے ساتھ ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ حافظ محمد بن مخلد دوری نے "مَجْمَعُ حَدِيثِ أَبِي حَنِيفَةَ" کے نام سے مسند لکھی ہے تاریخ بغداد میں اس کا ذکر ہے۔ حافظ محمد بن مخلد دوری امام دارقطنی کے استاد ہیں۔

۲۔ حافظ بدرالدین عینی نے تاریخ کبیر میں لکھا ہے: "أَنَّ مَسْنَدَ أَبِي حَنِيفَةَ لِابْنِ عَقْدٍ يَحْتَوِي عَلَى مَا يَزِيدُ عَلَى الْفَحْدِثِ" کہ حافظ ابوالعباس احمد بن محمد بن سعید معروف بہ حافظ ابن عقد متوفی ۳۳۲ھ کی مسند ابی حنیفہ میں ایک ہزار سے زیادہ احادیث ہیں۔

۳۔ حافظ امام ابو محمد عبداللہ الحارثی مشہور بہ عبداللہ الاستاذ متوفی ۳۴۷ھ نے مسند امام ابو حنیفہ لکھی ہے۔

۴۔ حافظ ابوبکر محمد بن ابراہیم الاصفہانی متوفی ۳۸۱ھ کے متعلق امام ذہبی نے کہا ہے کہ انہوں نے مسند امام ابو حنیفہ لکھی ہے۔

۵۔ حافظ ابوالحسن محمد بن المنظر نے مسند ابی حنیفہ لکھی ہے۔ آپ کی وفات ۳۶۹ھ میں ہوئی ہے۔

۶۔ حافظ ابو عبداللہ حسین بن محمد بن خسرو بلخی کے متعلق ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ ان کی مسند ابو حنیفہ، امام حارثی کی مسند اور حافظ ابن مقری کی مسند سے بڑی ہے۔ ان کی وفات ۵۲۲ھ میں ہوئی ہے۔

۷۔ حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ بن احمد الاصفہانی صوفی ہیں۔ حلیۃ الاولیاء ان کی تالیف ہے انہوں نے مسند ابو حنیفہ لکھی ہے۔ اکابر نے ان سے حدیث شریف کی سند لی ہے۔

۸۔ حافظ ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن ابی العوام السعدی امام نسائی اور حافظ ابو جعفر طحاوی کے شاگرد ہیں۔ ۳۳۵ھ میں ان کی وفات ہوئی، انہوں نے مسند ابو حنیفہ لکھی ہے۔

۹۔ حافظ ابواحمد عبداللہ بن عدی الجرجانی معروف بہ ابن القطان کی وفات ۳۶۵ھ میں ہوئی۔ آپ نے مسند ابو حنیفہ لکھی ہے۔

۱۰۔ حافظ قاضی ابوالحسن عمر بن الحسن بن علی معروف بہ حافظ ارشستانی نے مسند ابو حنیفہ لکھی ہے۔ آپ کی وفات ۳۳۹ھ میں ہوئی ہے۔

۱۱۔ حافظ قاضی ابوبکر محمد بن عبدالباقی بن محمد انصاری بزاز معروف بہ قاضی المرستان

نے مسند ابو حنیفہ لکھی۔ آپ کی وفات ۲۵۰ھ میں ہوئی۔

۱۲۔ حافظ طلحہ بن محمد بن جعفر الشاہد ابو جعفر نے مسند ابو حنیفہ لکھی۔ ان کی وفات ۳۸۰ھ میں

ہوئی ہے۔

۱۳۔ حافظ ابوالقاسم علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ المعروف بہ ابن عساکر دمشق نے مسند ابو حنیفہ

لکھی، ان کی وفات ۴۰۰ھ میں ہوئی ہے۔

۱۴۔ محدث عینی مغربی نے مسند ابو حنیفہ لکھی ہے۔

بعض فضائل | جناب مؤلف نے حضرت امام عالی مقام کے بعض فضائل کا بیان ابواب الاول

میں کیا ہے۔ آپ نے اس باب کو دس انواع میں ذکر کیا ہے۔ النوع الرابع

میں بہ سند متصل جریر سے روایت کی کہ ایک شخص امام اعمش کے پاس آیا اور اس نے کوئی مسئلہ پوچھا آپ نے اس سے کہا۔ تم اس حلقہ میں جا کر پوچھو وہ ابو حنیفہ کا حلقہ ہے، وہاں جب کوئی مسئلہ پیش آتا ہے تو اہل حلقہ اس کو الٹے پلٹے ہیں۔ اس بحث و تمحیص کے بعد صحیح جواب پالیتے ہیں۔

اور النوع السابع میں لکھا ہے کہ قاضی القضاۃ ابو بکر عتیق بن داؤد الیمانی نے امام ابو حنیفہ

کے مذہب کی فضیلت بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ آپ امام الائمہ تھے، آپ کی ہمت بڑی تھی،

آپ نے علم شریعت کو مدون کیا۔ اللہ نے آپ کی مدد کی اور آپ کو ایسے اصحاب اور ائمہ عطا کئے جو کسی دوسرے کو نہیں دئے گئے ہیں۔

اور ابن کرامہ کا قول لکھا ہے کہ ہم وکیع بن الجراح کے پاس تھے۔ ایک شخص نے کہا ابو حنیفہ

نے خطا کی، وکیع نے اس سے کہا۔ ابو حنیفہ خطا کس طرح کر سکتے ہیں جب کہ ابو یوسف اور محمد

اور زفر جیسے اصحاب قیاس اور اہل اجتہاد ان کے ساتھ ہیں اور یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ اور

حفص بن غیاث اور حبان و منذل پسران علی جیسے حفاظ حدیث اور اصحاب معرفت اور قاسم بن

معن بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود جیسا ادیب اور داناتے عربیت و لغت اور داؤد طائی

اور فضیل بن عیاض جیسے خدا ترس اور زاہدان کے ساتھ ہوں۔ ایسے جلیل القدر افراد جس کے

ساتھ ہوں گے، اگر اس سے غلطی ہوگی وہ اس کی غلطی دور کر دیں گے۔ یہ کہہ کر وکیع نے کہا۔ جو شخص

اس طرح کی بات کہے وہ حیوان ہے بلکہ اس سے زیادہ بے وقوف ہے۔ جو شخص یہ سمجھتا ہو کہ حق

ابو حنیفہ کے مخالف کے ساتھ ہے اس شخص نے تنہا الگ اپنا مذہب بنایا ہے اور میں اس کے

سامنے فرزدق کا شعر پڑھوں گا جو اس نے جریر کو خطاب کر کے کہا ہے۔

أُولَئِكَ آبَائِي فَجَنِّتْنِي بِمِثْلِهِمْ إِذَا جَمَعْتُنَا يَا جَرِيرًا لِمَجْمَعٍ

یہ ہیں میرے باپ دادا اے جریر تم ان کا مثل پیش کرو اگر بر حسب میں ٹھننے جمع کریں
صدرالائمہ امام ابوالمؤید الموفق بن احمد الملکی رحمہ اللہ متوفی ۵۶۸ھ نے حضرت امام عالی مقام
ابو حنیفہ النعمان کے مناقب میں ضخیم مستند کتاب لکھی ہے۔ کتاب کے نصف آخر کے صفحہ ۱۲۲ میں خلاصہ
القول اس طرح بیان کیا ہے۔

حَسْبِي مِنَ الْخَيْرَاتِ مَا أَعَدَّ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي رِضَى الرَّحْمَنِ
دِينُ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ خَيْرًا لَوَدَيَّ ثُمَّ إِعْتِقَادِي مَذْهَبَ النُّعْمَانِ

۱۔ میرے لئے وہ بھلائیاں کافی ہیں جو میں نے تیار کی ہیں قیامت کے دن کیلئے خدا کی رضامندی کے بارے میں
۲۔ تمام فلولق میں بہتر حضرت محمد نبی اللہ کا دین، پھر نعمان کے مسلک پر میرا اعتقاد۔
بعض اہل حدیث نے حضرت امام عالی مقام کو بدنام کرنے کے لئے ہر طرح کے حربہ کے
استعمال کو جائز قرار دیا اور دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ حضرت امام الائمہ کا مذہب روز افزوں ترقی پر رہا
اور ان شارائیتوں آخر زماں ترقی پر رہے گا۔

ابن حجر ہیتمی کی عبارت گزر چکی ہے۔ ابراہیم بن معاویہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ ابو حنیفہ
کی محبت اتمام سنت ہے وہ عدل و انصاف کا بیان کرتے تھے۔ یہی آپ کا کلام تھا۔ آپ نے علم کی
راہ لوگوں کے واسطے واضح کی ہے۔ اور اسد بن حکیم نے کیا حکمت بھری بات کہی ہے کہ جاہل یا مبتدع
ہی ابو حنیفہ پر طعن کرے گا۔ اور ابوسلیمان نے کہا ابو حنیفہ عجائب میں سے ایک عجب تھے جو ان
کے کلام کو برداشت نہ کر سکا وہی ان پر طعن کرتا ہے۔

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے زمانہ میں اگر کوئی نیا
استاذ عبدالحلیم الجندی کے بیان کا خلاصہ مسئلہ ظاہر ہوتا تھا تو اصحاب شوریٰ کا اجتماع

ہوتا تھا اور ان کے فیصلہ پر عمل ہوتا تھا۔ اہل شوریٰ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت
علی، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت تھے۔
بنو امیہ کے دور میں حضرات صحابہ مختلف ممالک میں آباد ہو گئے۔ خوارج، روافض کا ظہور ہوا
موضوعی احادیث اور لا اذریٰ کا قول رائج ہوا۔ مغرب سے ایک شخص چالیس مسئلے دریافت کرنے
کے لئے امام مالک کے پاس آیا۔ آپ نے چھتیس کا جواب لا اذریٰ (میں نہیں جانتا) سے دیا اور چار
سوالات کے جوابات دیے۔

امام شعبی سے کسی نے مسئلہ پوچھا آپ نے لا اذری کہہ دیا۔ مسئلہ پوچھنے والے نے کہا آپ کو شرم نہیں آتی کہ لا اذری کہتے ہیں حالانکہ آپ عراق کے فقیہ ہیں۔ شعبی نے کہا کہ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے کہا ہے۔ قَالُوا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا (بولے تو سب سے نرالا ہے ہم کو معلوم نہیں مگر جتنا تو نے سکھایا) فرشتوں کو اللہ سے لَا عِلْمَ لَنَا کہتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ عاجز کہتا ہے جس کو قیاس کرنے کے اصول سے واقفیت نہیں ہوتی ہے وہ مسائل کا جواب دینے سے قاصر ہوتا ہے۔

ان احوال میں شہدہ میں حضرت امام عالی مقام کی ولادت ہوئی اور سنہ ۲۱۰ھ میں آپ نے اپنے جلیل القدر اصحاب کو قیاس اور استحسان کے اصول سے واقف کیا تا کہ عظیم اسلامی مملکت کے قوانین صحیح طور پر منعقد ہوں۔

شیعہ، خوارج، معتزلہ وغیرہ کے ظہور سے احادیث نبویہ کی روایات بہت مجروح ہوئیں ہر حزب نے اپنی جماعت کی تائید میں کثرت سے احادیث گھڑیں۔ چنانچہ امام دارقطنی فرماتے ہیں: "أَصْبَحَ الْحَدِيثُ الصَّيْنَعُ فِي الْحَدِيثِ الْكَذِبِ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ" صحیح حدیث جھوٹی حدیثوں میں ایسی کیاب ہو گئیں جیسے کالے بیل کے بالوں میں سفید بال کیاب ہوتا ہے۔ اور یہ دباغ اق بھی پہنچی۔

اس دباغ کے ہوتے ہوئے ایک بڑی وقت روایت بالمعنی کے رواج سے پیدا ہوئی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک الفاظ کو اپنے الفاظ میں بیان کرنا۔ الفاظ کے بدلنے سے ترجمہ میں فرق پیدا ہوتا ہے اور جب ہر راوی اپنی بولی میں الفاظ ادا کرے گا بات کچھ سے کچھ ہو جائے گی۔ جیسا کہ خطبۃ الوداع کی روایت میں ہوا ہے۔

اور اس میں کوئی کلام نہیں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کثرت روایت ناپسند تھی جب آپ نے حضرات صحابہ کو عراق بھیجا آپ نے ان سے کہہ دیا کہ وہاں کے لوگ قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہیں تم ان کو حدیثوں کی روایت میں نہ لگاؤ اور لکھا ہے۔

لَقَدْ يَهَابُونَ الذُّرَّةَ فِي يَدَيْهِ وَيَعْلَمُونَ أَنََّّهُ حَبَسَ ثَلَاثَةَ مِنَ الصَّحَابَةِ لِأَنَّهُمْ أَكْثَرُوا الْحَدِيثَ عَنِ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

صحابہ آپ کے ہاتھ کے ڈرے سے ڈرتے تھے اور ان کو معلوم تھا کہ آپ نے تین صحابہ کو

قید کر دیا تھا۔ وجہ اس کے کہ وہ کثرت سے احادیث کی روایت کرتے تھے۔

ہو سکتا ہے کہ عراق کی حالت کی وجہ سے حضرت امام نے احادیث کی روایت کم کی ہو۔ کیونکہ آپ فرمایا کرتے تھے: "عِنْدِي صِنْدِيقٌ مِّنَ الْحَدِيثِ مَا أَخْرَجْتُ مِنْهَا إِلَّا النَّسِيرَ الَّذِي يَنْتَفِعُ بِهِ" میرے پاس احادیث کے بھرے ہوئے صندوق ہیں۔ میں نے استفادہ کے لئے ان میں سے تھوڑے نکالے ہیں۔

چار ہزار حدیث کی روایت | حضرت امام چار ہزار احادیث کی روایت کرتے ہیں۔ دو ہزار اپنے استاد حضرت حماد سے اور دو ہزار دوسروں سے اور اس امر میں کوئی تعجب نہیں ہے ہم دیکھتے ہیں کہ صحیح قولی روایتیں حنفیہ کے نزدیک بہت کم ہیں۔ امام مالک اپنی موطا کی احادیث کو سال بہ سال کم کرتے تھے اور اپنے شاگرد ابن وہب کو احادیث کے اِکثار سے منع فرماتے تھے بلکہ امام مالک کو افسوس رہا ہے کہ احادیث کی مزید کمی کی جاتی اور یہ سب حضرت امام ابو حنیفہ کے عمل کا اثر تھا۔

امام احمد بن حنبل کی مسند میں چالیس ہزار سے زیادہ روایتیں نہ تھیں۔

امام ابو حنیفہ پیوستہ احادیث کی چھان بین میں مصروف رہے حتیٰ کہ بعض مورخین نے کہا ہے کہ آپ کے نزدیک سات قولی روایتیں پایہ صحت کو پہنچی ہیں (یعنی درجہ تواتر کو بمشکل سات روایتیں پہنچی ہیں) اور ابن خلدون نے سترہ احادیث کا بیان کیا ہے۔

دوسو پندرہ احادیث میں امام ابو حنیفہ منفرد ہیں | خوارزمی نے جمع کیا ہے۔ لکھا ہے۔

وَالصَّحِيحُ أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ لَا يَفْرَدُ بِمَا سَبَقَ حَدِيثٌ وَخَمْسَ عَشَرَ حَدِيثًا غَيْرَ مَا اشْتَرَكِيَ فِي إِخْرَاجِهِ مَعَ سَائِرِ الْأَئِمَّةِ وَلَهُ مُسْنَدٌ رَوَى فِيهِ فِي الصَّلَاةِ وَحْدَهَا ١٢٨ حَدِيثًا وَلَمَّا جَمَعَ أَبُو الْمُؤَيْدِ الْخَوَارِزْمِيُّ مُسْنَدًا لَهُ وَقَعَ فِي ٨٠٠ صَفْحَةٍ۔

صحیح قول یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ ۲۱۵ احادیث کی روایت میں تمام ائمہ سے منفرد ہیں اور باقی روایات میں ان کے ساتھ ہیں۔ ان کی مسند میں صرف نماز کے بیان میں ۱۲۸ روایات ہیں۔ اور یہ مسند ۸۰۰ صفحات میں ہے۔

یہ عاجز کہتا ہے کہ یہ مسند چالیس ابواب پر مشتمل ہے۔ پانچواں باب نماز کے بیان میں ہے اور یہ باب سات فصول پر مشتمل ہے۔

کہاں حضرت امام کی امتیازی شان ۲۱۵ روایات میں اور کہاں معاندوں کا بیان کرنا کہ آپ کی روایات قلیل تھیں۔

حضرت امام کے پرکھنے کے اصول | حضرت امام عالی مقام نے روایات کے پرکھنے اور ان کو قبول کرنے اور رد کرنے کے لئے جو اصول مقرر

کئے ہیں ان کی متانت اور افادیت کا اندازہ آپ کی کتاب الآثار اور آپ کی مسانید سے ہوتا ہے جو کہ حدیث شریف کی سب سے اقدم کتابیں ہیں اور ہر طرح کے غلطی سے محفوظ ہیں، استاذ البغندی نے آپ کے مقرر کردہ اصول کو ”الفجار قبلہ“ سے تعبیر کیا ہے یعنی بگم کے پھٹنے سے۔ کیونکہ بڑے بڑے ائمہ حدیث کو اپنی تالیفات میں غلطی نظر آگئے۔ امام لیث بن سعد، امام مالک کے رفیق اور ہم سبق تھے، امام لیث نے اپنے مکتوب میں اپنے جلیل القدر استاد اہل حدیث کے مسلم امام ابن شہاب زہری کے متعلق لکھا ہے۔

ابن شہاب زہری کے فتاویٰ اور اقوال میں بڑا اختلاف ہوا کرتا تھا۔ ہم جب ان سے ملتے تھے اور جب ہم میں سے کوئی ان کو لکھ کر کچھ پوچھتا تھا تو باوجود ان کے علم اور رائے اور فضل کے ان کا تحریر کردہ جواب کسی ایک مسئلہ میں تین طرح کا ہوا کرتا تھا۔ ان کی ایک تحریر دوسری تحریر کی نقیض ہوتی تھی اور ان کو اس کا احساس نہیں ہوا کرتا تھا کہ وہ پہلے کیا لکھ چکے ہیں، اور اب کیا لکھ رہے ہیں۔ ایسے ہی منکر اقوال کی وجہ سے ان کو میں نے چھوڑا جو تم کو پسند نہ آیا۔

اور اب ہم دیکھتے ہیں کہ امام مالک موطا کی کاٹ چھانٹ میں تا دم آخر مصروف رہے چنانچہ موطا ہزاروں کے دائرے سے نکل کر سینکڑوں کے دائرے میں منحصر ہو گئی اور علمائے کرام نے فرمایا ہے اگر کچھ دن اور حیات رہتی مزید اختصار ہوتا۔ حضرت امام عالی مقام کے پوتے اور امام محمد امام مالک کے پاس گئے، ان سے موطا رسی۔ اس دوران میں حضرت امام کے اصول سے امام مالک پوری طرح واقف ہوئے اور مشکوک روایات کو موطا میں سے خارج کیا۔

اس سلسلہ میں حضرت امام اعظم اور حضرت امام مالک کا مسلک مبارک مسلک ہے۔ اخبار آحاد کے سلسلہ میں حضرت عمر کا طریقہ یہ تھا کہ روایت کرنے والے صحابی سے دو افراد کی گواہی طلب کرتے تھے اور اپنے دور میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ رادی سے حلف اٹھواتے تھے۔

الاستاذ البغندی نے لکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب احادیث میں تحریف کا کھٹکا ہوا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کو جمع کیا اور ان سے کہا: ”مُحَمَّدٌ تَوْنٌ عَنْ“

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَادِيثَ تَخْتَلِفُونَ فِيهَا وَالنَّاسُ بَعْدَكُمْ أَشَدُّ اخْتِلَافًا، فَلَا تُحَدِّثُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَمَنْ سَأَلَكُمْ فَقُولُوا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابُ اللَّهِ فَاسْتَحْلُوا حَلَالَهُ وَحَرِّمُوا حَرَامَهُ۔ یعنی تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کی روایت کرتے ہو اور ان روایتوں میں تم اختلاف کرتے ہو اور تمہارے بعد کے آنے والے لوگوں میں اختلاف شدید ہوگا لہذا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نہ کیا کرو، اگر تم سے استفسار کیا جائے، کہہ دو۔ ہمارے تمہارے درمیان اللہ کی کتاب ہے۔ تم کتاب اللہ کے حلال کردہ کو حلال اور حرام کردہ کو حرام کہو۔

الاستاذ البجندی نے لکھا ہے کہ حضرت عمار نے اپنا اور حضرت عمر کا واقعہ حضرت عمر کے سامنے بیان کیا کہ احتلام کی صورت میں جبکہ پانی نہ ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم کرنے کو فرمایا ہے۔ حضرت عمر کو واقعہ یاد نہ آیا اور آپ نے فرمایا۔ اَتَّقِ اللَّهَ يَا عَمَّارُ۔ اے عمار خوف خدا کرو۔ حضرت عمار جن کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اِهْتَدُوا بِهَدْيِ عَمَّارٍ۔ عمار کی سیرت کو اختیار کرو۔ حضرت عمار نے کہا۔ اِنْ شِئْتَ لَمْ اُحْدِثْ بِهٖ۔ اگر آپ چاہیں تو میں اس حدیث کی روایت نہ کروں۔ حضرت عمر نے ان سے کہا۔ بَلْ نُوَلِّيكَ مِنْ ذَلِكَ مَا تَوَلَّيْتَ۔ بلکہ ہم تم کو اختیار دیتے ہیں جس کا تم کو اختیار حاصل ہے۔

جلیل القدر صحابہ کا عمل | حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اخباراً عامہ کے قبول کرنے کے لئے شرط رکھے ہیں۔ حالانکہ ان سے روایت کرنے والے حضرات صحابہ تھے اور حضرت ابوعبیدہ اور حضرت مالک سے بیان کرنے والے سلسلہ سند کے جو تھے پانچویں فرد ہوتے ہیں۔ کیا یہ سب افراد سہو اور نسیان سے منزہ تھے۔ بخاری کی دو روایتیں قبا میں چودہ دن اور چوبیس دن قیام کی حضرت انس سے مروی ہیں کیا یہ سہو و نسیان کا ثمرہ نہیں ہے۔ یا بخاری میں بندریا کے زنا کا قصہ ہے اگر اس قسم کے واقعات کو کوئی رد کرے اس پر نکیر کیوں کی جاتی ہے۔

حضرات ائمہ مجتہدین اس خیر امت کے وہ ائمہ ہیں جو انبیاء بنی اسرائیل کی طرح ہیں ان حضرات نے جو کچھ کیا ہے شریعت مطہرہ کی حمایت کے لئے کیا ہے۔ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہدایت پر آپ کے بعد عمل ہوتا بڑی حد تک اختلاف روایات کا وجود نہ ہوتا۔

حضرت امام عالی مقام نے جن مسائل کو حل کیا ہے نام نہاد اہل حدیث ان کو حل نہیں کر سکتے تھے خطیب نے تاریخ بغداد کی چھٹی جلد صفحہ چھیاسٹھ میں لکھا ہے کہ احمد بن محمد بن خالد البراتی نے

بیان کیا کہ میں احمد بن حنبل کے پاس تھا کہ ایک شخص نے احمد بن حنبل سے حلال و حرام کے متعلق ایک مسئلہ دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا۔ سَلُّ عَاثَاكَ اللّٰهُ غَيْرَنَا، قَالَ اِنَّمَا نَرِيدُ جَوَابَكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ سَلُّ عَاثَاكَ اللّٰهُ غَيْرَنَا، سَلِّ الْفُقَهَاءَ، سَلِّ اَبَا ثَوْرٍ۔ اللہ تم کو عافیت میں رکھے ہمارے علاوہ دوسروں سے پوچھ لو۔ اس نے کہا کہ ہم آپ کا جواب چاہتے ہیں۔ اے ابو عبد اللہ۔ آپ نے فرمایا اللہ تم کو عافیت سے رکھے ہمارے علاوہ دوسروں سے پوچھ لو، فقہار سے دریافت کر لو۔ ابو ثور سے دریافت کر لو۔“

امام احمد حنبل محدثین کے سردار ہیں۔ آپ کس محبت سے مسئلہ دریافت کرنے والے سے فرماتے ہیں، تم فقہائے کرام سے دریافت کر لو۔ (وہی اس کام کے مرد میدان ہیں)

ایک واقعہ | امام احمد کے اس جواب نے ایک واقعہ یاد دلایا۔ قندھار میں اس عاجز سے بعض علماء نے دریافت کیا تھا کہ قرأت کے ائمہ کی قرار قوں کو ملا کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ عاجز کو امام بخاری کا باب اُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلَى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ یاد آیا۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری کی جلد نو میں صفحہ بیس سے چھبیس تک اس سلسلہ میں اچھی بحث کی ہے اور لکھا ہے۔

ابو شامہ نے وجیز میں لکھا ہے۔ عجم سے ایک استفطار شام آیا۔ لکھا تھا ایک قاری قرآن مجید کا کوئی عشر (رکوع) پڑھتا ہے اور وہ قرأت کو ملا کر پڑھتا ہے۔ اس کا جواب ابن حابط ابن الصلاح اور اس دور کے دوسرے ائمہ نے لکھا کہ جائز ہے اگر معنی میں خلل نہ آئے جیسے کوئی یہ آیت شریفہ پڑھے۔

فَتَلَقَّى آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ۔ (آیت ۳۷۔ بقرہ) پھر سیکھ لیں آدم نے اپنے رب سے کئی باتیں پھر متوجہ ہوا اس پر برحق وہی ہے معاف کرنے والا مہربان۔

امام ابن کثیر کی نے آدم پر زبردیا ہے اور کلمات کو کلمات دو پیش سے پڑھا ہے۔ آیت کا ترجمہ اس طرح ہوگا۔

پھر پڑیں آدم کے دل میں اپنے رب سے کئی باتیں۔

اب اگر کوئی شخص آدم کو زبرد سے پڑھے اور کلمات کو دوسرے ائمہ کی قرأت سے دوزیر سے پڑھے یہ فعل ناجائز ہے۔ بلکہ بعض نے صراحت کے ساتھ کہا ہے کہ یہ فعل حرام ہے۔ اور لکھا ہے کہ اس دور میں بعض قاریوں نے اس کو بھی جائز کہا ہے اور فقہار کو یہ خیال ہوا کہ شاید قاریوں نے کسی دلیل سے تمسک کیا ہے اور انہوں نے قاریوں کی حمایت کر دی اور لکھا ہے۔

وَهَذَا أَذْهَوُّهُ مِمَّنْ قَالَهُ فَإِنَّ عِلْمَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ إِشْمَاً يَتَلَقَّى مِنَ الْفُقَهَاءِ۔
جس نے بھی یہ بات کہی ہے اس کو نسیان ہوا ہے۔ کیونکہ حلال اور حرام کا علم حضرات فقہاء
سے معلوم کیا جاتا ہے۔

یہ عبارت پڑھ کر حضرت امام احمد کا قول یاد آگیا۔ سَلِّ عَاثَاكَ اللَّهُ غَيْرَنَا سَلِّ الْفُقَهَاءَ
الْحَرَامِ۔ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں کھلے الفاظ سے لکھ رہے ہیں کہ جس نے بھی اس کے خلاف
کہا ہے یہ اس کی بھول ہے۔ کیونکہ حلال و حرام کا علم حضرات فقہاء ہی سے لیا جائے گا۔

محقق ابن خلدون مالکی کیا فرماتے ہیں

قاضی القضاة 'حقائق بین عبدالرحمن بن محمد بن خلدون کی عبارت اور ترجمہ پیش کیا جا چکا ہے

اب مدار بحث صرف ترجمہ کی عبارت ہے۔

ابن خلدون نے لکھا ہے: "ابو حنیفہ کے متعلق کہا گیا ہے کہ آپ کی روایتوں کی تعداد سترہ یا اس کے قریب ہے" علماء کرام جانتے ہیں کہ یہ تَمْرِیضی طرزِ ادا ہے۔ یعنی بیان کرنے والا خود اس بیان سے متفق نہیں ہے۔ چنانچہ ابن خلدون نے لکھا ہے: "بعض بُغض اور تعصب رکھنے والوں نے الزام تراشا ہے کہ حدیث میں جس کی استعداد کم تھی اس کی روایت کم ہوئی"۔

ابن خلدون نے اس عبارت سے سترہ روایتوں کے قائلین کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ یہ لوگ دولتِ بغض و تعصب سے مالا مال ہیں۔

اور پھر ابن خلدون نے امام ابو حنیفہ کی قلتِ روایتِ حدیث کی وجہ وجہ بیان کی ہے اور پھر لکھا ہے۔

"اِنْ وَجْهٌ كِي بِنَا بِرَآپ كِي رَوَايَات كَم هِيْنَ، نَهْ يَهْ كَهْ آپ نَهْ قَصْدُ اَحَدِيْث كِي رَوَايَاتِيْنَ چھوڑی ہیں۔ اس سے آپ قطعاً بری ہیں"۔

ملاحظہ فرمائیں کہ ابن خلدون نے بغض و تعصب کرنے والوں کا رد کس شد و مد سے کیا ہے اور پھر حقیقت کا اظہار اس طرح فرمایا ہے۔

"آپ علمِ حدیث کے بلند پایہ محدثوں میں سے ہیں کیونکہ محدثین کے بڑوں نے آپ کے مذہب پر اعتماد اور بھروسہ کیا ہے اور آپ کے رد و قبول کے وقت دی ہے"۔

علامہ ابن خلدون نے یہ لکھ کر حضرت امام عالی مقام کی جلالتِ قدر کا اعتراف کیا ہے کہ آپ مبارک علمِ حدیث کے بلند پایہ محدثوں میں سے ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ کے رد و قبول کو محدثین نے تسلیم کیا ہے۔ تَذَلُّقُ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَن يَّشَآءُ۔

طبقات حفاظ حدیث کے لکھنے والوں کی شانہ مسلک

عاجز نے ندوۃ العلماء لکھنؤ سے چھپنے والے مجلہ ”البعث الاسلامی“ کے شمارہ ۶ جلد ۳۴ میں صاحب الفضیلۃ محمد عبدالرشید نعمانی کا مقالہ ”مکانة ابی حنیفۃ فی الحدیث“ مطالعہ کیا، یہ مقالہ کافی طویل ہے ”البعث“ کے چار شماروں میں چھپا ہے، جو کچھ بھی لکھا ہے درست لکھا ہے۔ عاجز کے لئے حفاظ حدیث کی طبقات بیان کرنے والے جلیل القدر حفاظ کا کلام جاذبِ نظر ہوا لہذا اس کا اختصار لکھ رہا ہے۔

۱۔ علامہ امام حافظ ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی الشافعی المتوفی ۷۴۸ھ نے ... ”طبقات حفاظ الحدیث“ لکھی۔ آپ نے حضرت امام اعظم کا ذکر اس کتاب میں کیا۔ آپ نے حضرت امام کی جو ثناء و صفت کی ہے عاجز لکھ چکا ہے، آپ کی کتاب چمپ چکی ہے، اس کا اختصار

۲۔ امام حافظ شمس الدین محمد بن احمد بن عبد البہادی المقدسی الحنبلی نے کیا ہے اور اس کا نام ”المختصر فی طبقات علماء الحدیث“ رکھا ہے۔ یہ کتاب اب تک نہیں چھپی ہے۔ اس کا عکسی نسخہ مدرسہ منورہ میں جامعہ اسلامیہ کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ اس میں حضرت امام کے متعلق لکھا ہے۔

ابو حنیفہ نے عطاء، نافع، عبد الرحمن بن ہریر، زاذل، عدی بن ثابت، سلمہ بن کہیل، ابو جعفر محمد ابی اقر بن علی، قتادہ، عمرو بن دینار، ابواسحاق اور دیگر محدثین سے روایت کی ہے۔

ابو حنیفہ سے حدیث کی روایت وکیع، یزید بن ہارون، سعد بن القسطنط، ابو عاصم عبدالرزاق، عبد اللہ بن موسیٰ، ابونعیم، ابو عبد الرحمن المقرئ اور دیگر محدثین نے کی۔

آپ سے فقہ زفر بن الہذیل، داؤد طائی، ابو یوسف، محمد، اسد بن عمرو، حسن بن زباید، لؤلؤی، نوح الجامع، ابو مطیع بلخی اور ایک جماعت نے حاصل کی۔

آپ امام تھے، صاحبِ ورع تھے، عالم تھے، عامل تھے، عبادت گزار تھے، آپ کی شان بڑی تھی، شاہی تحائف قبول نہیں کرتے تھے، بلکہ تجارت کے ذریعہ حلال کسب کرتے تھے۔

ضرار بن صرد نے کہا۔ یزید بن ہارون سے دریافت کیا گیا۔ فقہ میں کون بڑھا ہوا ہے، ابو حنیفہ یا سفیان ثوری۔ انہوں نے کہا۔ فقہ میں ابو حنیفہ اور حفصہ حدیث میں سفیان ثوری۔

ابن مبارک نے کہا، افقہ الناس ابو حنیفہ ہیں۔

شافعی نے کہا، فقہ میں لوگ ابو حنیفہ کے محتاج ہیں۔

یزید نے کہا، میں نے ابو حنیفہ سے زیادہ درع والا، عقل والا کسی کو نہیں دیکھا۔

امام ابو داؤد نے کہا، اللہ رحم فرمائے ابو حنیفہ پر، وہ امام تھے۔

بشر بن الولید ابو حنیفہ کے ساتھ جا رہے تھے کسی شخص نے دوسرے سے کہا۔ یہ ہیں ابو حنیفہ جرات کو سوتے نہیں ہیں۔ یہ بات امام اعظم نے سنی تو فرمایا۔ وَاللّٰهِ لَا يُتَحَدَّثُ عَنِّيْ بِمَا لَمْ أَفْعَلْ قسم بے خدا کی، اب میں اس چرچ کے مطابق عمل کروں گا۔ چنانچہ آپ ساری رات نماز دعا اور عاجزی میں مصروف رہتے تھے۔ آپ کے فضائل اور معارف کثرت سے ہیں۔ باوجود بے کہ یہ کتاب مختصر ہے۔ اس میں حضرت امام کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ گنتی کے ان چند افراد میں سے ہیں جن کے احوال کو اعتناء کے ساتھ بیان کرنا چاہئے۔

ابن عبد الہادی کے بعد امام، علامہ، حافظ، مجتہد، مورخ دیار شامیہ

۳۔ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر مشہور بہ ابن ناصر الدین نے اپنی دو کتابوں میں حضرت امام ابو حنیفہ نعمان کا ذکر کیا ہے۔ آپ کی ایک کتاب منظوم ہے اور اس کا نام ”بَدِيعَةُ الْبَيَانِ عَنْ مَوْتِ الْأَغْيَانِ“ ہے، اور دوسری کتاب اس کی شرح ہے اور اس کا نام ”التَّبْيَانُ لِبَدِيعَةِ الْبَيَانِ“ ہے۔ یہ دونوں کتابیں مدینہ منورہ میں شیخ الاسلام عارف حکمت کے کتب خانہ میں غیر مطبوعہ ہیں۔ اس میں لکھا ہے۔

بَعْدَ هَافَتِي جُرَيْجُ الدَّانِي مِثْلُ أَبِي حَنِيفَةَ النُّعْمَانِ

أَبِي بَعْدَ وَفَاةِ الْحَجَّاجِ وَالزُّبَيْدِيِّ بِعَامِ وَفَاةِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَأَبِي حَنِيفَةَ الْإِمَامِ، قَالَ أَوَّلُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ جُرَيْجٍ أَبُو الْوَلِيدِ وَقِيلَ أَبُو خَالِدٍ الْأَمْوِيُّ مَوْلَاهُمُ الْمَكِّيُّ، وَالثَّانِي النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ بْنِ رُوَيْطٍ التَّيْمِيُّ مَوْلَاهُمُ الْكُوفِيُّ۔

یعنی حجاج اور زبیدی کی وفات کے ایک سال بعد ابن جریج اور امام ابو حنیفہ کی وفات ہوئی، اور لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ ائمہ عالم میں سے ایک امام اور عراق کے فقیہ عبادت گزار اور بڑے مرتبہ والے تھے، آپ تجارت کرتے تھے اور سلطانی عطیات کو قبول نہیں کرتے تھے، آپ اُن پاک نہاد افراد میں سے ایک فرد تھے جنہوں نے کلام پاک الہی ایک رکعت میں پڑھا، آپ نے چالیس سال عشار کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی ہے، آپ کے فضائل کثرت سے معروف ہیں۔

۴۔ اور پھر حضرت ابو حنیفہ نعمان کا ذکر امام محدث جمال الدین یوسف بن حسن بن احمد بن عبدہار الصالحی الحنبلی معروف بہ ابن المبرور نے اپنی کتاب ”ذَبْتُ ذُبَابَاتِ الدِّرَاسَاتِ عَنِ الْمَذَاهِبِ الْأَرْبَعَةِ الْمُتَنَاسِبَاتِ“ میں نقل کیا ہے، اس کتاب کو ”تَجْنِیۃُ اَحْیَاءِ الْأَدَبِ السُّنَدِی“ نے چھپوا دیا ہے۔ اس مطبوعہ کتاب کی جلد اول کے صفحہ ۴۴۵ کو ملاحظہ فرمائیں۔

۵۔ پھر خاتمہ الحفاظ امام جلال الدین سیوطی نے ”طبقات الحفاظ“ لکھی ہے اور اس میں امام ذہبی کے کلام کا خلاصہ لکھا ہے۔ سیوطی کی کتاب بیروت میں چھپ گئی ہے۔
سیوطی نے شمس الدین محمد بن یوسف الصالحی مؤلف ”السیرۃ الشامیہ“ کا قول
”عقود الجمان“ سے نقل کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ نعمان محدثین کے اعیان حفاظ میں سے تھے۔ امام ذہبی نے اپنی کتاب ”الممتع“ اور ”طبقات الحفاظ للمحدثین“ میں حضرت امام کا ذکر کیا ہے اور خوب کیا ہے۔ اور کہتا ہے۔

اگر حضرت امام ابو حنیفہ نعمان کا حدیث سے زیادہ تعلق نہ ہوتا، وہ مسائل فقہیہ کا استنباط نہ کر سکتے، کیونکہ آپ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ادلہ سے استنباط کیا ہے۔

۶۔ علامہ محدث اسماعیل العجلونی بن محمد جراح نے اپنے رسالہ ”عَقْدُ الْجَوْہَرِ الثَّمِیْنِ فِي أَرْبَعَةِ حَدِيثَاتٍ مِنْ أَحَادِيثِ سَيِّدِ الْمُزَسَّلِیْنِ“ میں جس کی شہرت ”رسالہ عجلونی“ سے ہے، لکھا ہے۔ میں نے اس میں مسند امام ابو حنیفہ نعمان کا اضافہ کیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ آپ اس شان کے اہل ہیں، اور پھر امام ابو حنیفہ نعمان پر یہ حاشیہ لکھا ہے۔

”آپ اماموں کے امام، اُمت کے ہادی، ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوئی ہیں بنی ہاشم میں آپ کی ولادت ہوئی اور بنی ہاشم میں وفات ہوئی، آپ تابعین میں سے ایک تابعی اور مجتہدوں کے بلا نزاع امام ہیں۔ اَوَّلُ مَنْ فَتَحَ نَابَ الْإِجْتِهَادِ بِالْإِجْمَاعِ“ اور اجماع سے ثابت ہے کہ آپ نے اجتہاد کا دروازہ کھولا ہے۔ جس نے آپ کی فقہ اور اس کے فروع کو سمجھا ہے اور آپ کے علوم کے پھیلاؤ اور جلالتِ قدر کو دیکھا ہے، وہ ہرگز اس میں شک نہیں کرے گا کہ قرآن و حدیث کا علم آپ کا سب سے زیادہ تھا، کیونکہ شریعت کتاب و سنت ہی سے بنی ہے۔

اور لکھا ہے، سمجھ لو کہ امام ابو حنیفہ کا قول جرح و تعدیل میں قبول کیا گیا ہے۔ اس فن کے علمائے آپ کے قول کو لیا ہے۔ جس طرح امام احمد بخاری، ابن معین، ابن المدنی وغیرہم کے اقوال لئے جلتے ہیں۔ امام ترمذی نے الجامع الکبیر کی کتاب العلل میں لکھا ہے۔

مجھ سے محمود بن غیلان نے ان سے ابو یحییٰ الحمائی نے کہا ہے کہ میں نے ابو حنیفہ سے سنا وہ فرماتے تھے میں نے جعفر جعفی سے زیادہ جھوٹا اور عطار بن ابی رباح سے افضل کسی کو نہیں دیکھا۔ اور حافظ بیہقی کی کتاب ”المدخل لمعرفة دلائل النبوة“ میں عبد الحمید حمائی سے مروی ہے کہ ابو سعد صنعانی اُٹھ کر ابو حنیفہ کے پاس گئے اور ان سے کہا۔ اے ابو حنیفہ، ثوری سے روایت لینے کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ان کی روایت لکھ لیا کرو، کیونکہ وہ سچے ہیں، البتہ اُن کی وہ روایتیں نہ لکھو جو انہوں نے ابواسحاق اور جابر جعفی سے کی ہیں۔

اور ابو حنیفہ نے کہا ہے طلق بن حبیب قدری اور زید بن عیاش ضعیف ہے۔

سوید بن سعید نے سفیان بن عیینہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ حدیث کی روایت کرنے کے لئے ابتداءً ابو حنیفہ نے مجھے مجبور کیا۔ میں جب کوفہ آیا۔ ابو حنیفہ نے لوگوں سے کہا۔ یہ شخص عمرو بن دینار کی مرویات سب سے زیادہ جانتا ہے۔ آپ کے فرمانے پر لوگوں نے مجھے گھیر لیا اور میں ان سے احادیث بیان کرنے پر مجبور ہو گیا۔

ابو سلیمان جوزجانی نے کہا۔ میں نے حماد بن زید سے سنا کہ ہم کو عمرو بن دینار کی کنیت کا علم ابو حنیفہ سے ہوا۔ ہم مسجد حرام میں تھے اور ابو حنیفہ عمرو بن دینار کے پاس تھے۔ ہم نے ابو حنیفہ سے کہا۔ آپ عمرو بن دینار سے فرمائیں کہ وہ ہم سے احادیث بیان کریں۔ ابو حنیفہ نے ان سے کہا۔ اے ابو محمد آپ اُن کو احادیث سنائیں۔ آپ کے اس خطاب سے ہم کو علم ہوا کہ عمرو بن دینار کی کنیت ابو محمد ہے۔

ابو حنیفہ نے کہا ہے۔ عمرو بن عبید پر اللہ کی پھٹکار ہو کہ اس نے لوگوں پر علمِ کلام کی راہ کھول دی ہے۔

اور ابو حنیفہ نے فرمایا۔ ہلاک کرے اللہ تعالیٰ جہم بن صفوان اور مقاتل بن سلیمان کو، اس نے نفی کرنے میں مبالغہ کیا ہے اور اس نے تشبیہ میں مبالغہ کیا ہے۔

ابو یحییٰ الحمائی نے کہا۔ میں نے ابو حنیفہ سے سنا کہ میں نے عطار سے افضل اور جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا کسی کو نہیں دیکھا، میں نے جب بھی اپنی رائے کی کوئی بات اس سے بیان کی، وہ اس کی تائید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث سنا دیتا تھا اور کہتا تھا کہ اس کے پاس اتنے ہزار حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں، جن کو اس نے بیان نہیں کیا ہے۔

امام بیہقی نے ”کتاب القراءۃ خلف الامام“ میں لکھا ہے، اگر جابر جعفی کی جرح میں ابو حنیفہ کے

قول کے سوا کسی کا قول نہ ملے تو جابر کی بُرائی کے اثبات کے لئے کافی ہے کیونکہ ابو حنیفہ نے اس کو دیکھا ہے، پر کھا ہے اور اس سے وہ کچھ سنا ہے کہ اس کی تکذیب واجب ہو اور ابو حنیفہ نے اس کا بیان کیا ہے۔

اور حافظ ذہبی نے "تذکرۃ الحفاظ" میں مدینہ منورہ کے فقیہ ابو الزناد کے احوال میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ نے کہا۔ میں نے ربیعہ کو اور ابو الزناد کو دیکھا ہے، ان دونوں میں ابو الزناد زیادہ فقیہ ہیں۔ اور حضرت جعفر صادق کے احوال میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ نے کہا ہے۔ "مَا رَأَيْتُ افْتَهُ مِنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ" کہ میں نے حضرت جعفر صادق فرزند محمد باقر سے زیادہ فقیہ کسی کو نہیں پایا۔ (تمام ہوا اختصاراً) یہ عاجز کہتا ہے۔ حضرت امام عالی مقام کا ارشاد ہے کہ میں نے عطار بن ابی رباح سے افضل کسی کو نہیں دیکھا ہے۔ عطار حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں اور یہ روایت یقیناً صحیح الاسناد اور سلسلۃ الذہب ہے۔ حضرت امام عالی مقام کو بُرا کہنے والے ان ائمہ اعلام کو دیکھیں جنہوں نے طبقات حفاظ حدیث لکھے ہیں کہ ان حضرات نے حضرت امام کے فضائل و محاسن کا بیان کیا ہے اور حاسدوں اور معاندوں کی یادہ گوئی کا ذکر تک نہیں کیا ہے۔ امام ذہبی نے "تذکرۃ الحفاظ" میں لکھا ہے۔ "قَدْ أَحْسَنَ شَيْخُنَا أَبُو الْحَجَّاجِ حَيْثُ لَمْ يورد شيئاً يلزم منه التضعيف" ہمارے شیخ ابو الحجاج نے خوب کیا ہے کہ تہذیب الکمال میں کوئی بات اس قسم کی نہیں لکھی ہے جس سے تضعیف کا اثبات ہوتا ہو۔ علامہ ابن تیمیہ نے "المنہاج السنۃ" میں (جیسا کہ گزر چکا ہے) خوب لکھا ہے۔ "وَقَدْ نَقَلُوا عَنْهُ أَشْيَاءَ يَقْصِدُونَ بِهَا الشَّاعَةَ وَهِيَ كَذِبٌ عَلَيْهِ قَطْعًا۔ انہوں نے ابو حنیفہ سے باتیں نقل کی ہیں، ان کا مقصد آپ کو بدنام کرنا ہے اور یہ آپ پر یقیناً جھوٹ ہے۔"

علامہ ذہبی نے اپنے استاد کے اُحْسَنِ مسلک کو اپنا یا ہے اور ان کے بعد طبقات الحفاظ لکھنے والے حضرات نے اسی پاک روش کو اپنا یا ہے۔ جزا ہم اللہ خیراً۔

امام شرانی اپنی کتاب "المیزان الکبریٰ" میں تحریر فرماتے ہیں۔ "إِتْيَاكَ أَنْ تَخْوَضَ مَعَ الْخَائِضِينَ فِي أَغْرَاضِ الْأُمَمَةِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَتُخْسِرَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، فَإِنَّ الْإِمَامَ (أَبَا حَنِيفَةَ) رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَتْ مَتَقَيِّدًا بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ مُتَبَرِّئًا مِنَ الرَّأْيِ كَمَا قَدْ مَنَالَتْ لِي عِدَّةٌ مَوَاضِعٍ مِنْ هَذَا الْكِتَابِ، وَمَنْ فَتَشَ مَذْهَبَهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَجَدَهُ مِنْ أَكْثَرِ الْمَذَاهِبِ أَحْتِيَاطًا فِي الدِّينِ وَمَنْ قَالَ غَيْرَ ذَلِكَ فَهُوَ مِنْ جُمْلَةِ الْجَاهِلِينَ الْمُتَعَصِّبِينَ الْمُنْكَرِينَ عَلَى أُمَّةِ الْهُدَى بِفَهْمِهِ السَّقِيمِ" بچے رہو اس سے کہ تم حضراتِ ائمہ پر بلاوجہ نکتہ چینی کرنے والوں کا ساتھ دو اور دنیا و آخرت میں غمناک رہو۔ حضرت

امام ابو حنیفہ یقیناً کتاب و سنت کے پابند تھے، راہی سے بری تھے، جیسا کہ ہم کئی جگہ اس کا بیان اس کتاب میں کر چکے ہیں اور جو شخص ان کے مذہب کی تفتیش کرے گا اس پر یہ بات واضح ہوگی کہ مذاہب میں آپ کا مذہب بہت محتاط ہے دین میں اور جو شخص اس کے سوا کچھ کہے وہ یقیناً ان مستعقب اور منکر جاہلوں میں سے ہے جو حضرات ائمہ دین پر اپنی بد عقلی سے رد و قدح کر رہے ہیں۔“

یہ عاجز حضرت امام عالی مقام کے دو جلیل القدر اصحاب کے بیان پر اس موضوع کو ختم کرتا ہے یہ دونوں حضرات اللہ تعالیٰ کے ادیائے عظام میں سے ہیں۔ ایک حضرت فضیل بن عیاض جن کے پاس خلیفہ ہارون الرشید برکت و نصیحت کے لئے گئے تھے اور آپ نے خلیفہ ہارون الرشید کو اُن تین حضرات کی نصیحت سنادی جو حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی کو ان کی طلب پر ان حضرات نے کی تھی۔ (تین حضرات)

۱۔ حضرت سالم بن عبداللہ نے کہا تھا۔ دنیا سے روزہ دار ہو جاؤ اور تمہاری موت تمہاری افطاری ہو۔

۲۔ حضرت محمد بن کعب نے کہا تھا۔ اگر اللہ کے عذاب سے نجات کے طالب ہو تو بوڑھے مومن تمہارے لئے باپ ہوں اور وسط عمر والے تمہارے لئے بھائی ہوں اور چھوٹے تمہارے لئے بچے ہوں، لہذا چاہیے کہ باپ کی توقیر اور میاں نہ عمر والے کی تکریم اور بچوں پر شفقت کرو۔

۳۔ اور حضرت رجا بن حیوہ نے کہا۔ اگر تم کل کے عذاب الہی سے بچنا چاہتے ہو تو مسلمانوں کے لئے وہ پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو اور اس کو ناپسند کرو جس کو اپنے واسطے بُرا سمجھتے ہو اور پھر جب چاہو مرد۔

حضرت فضیل نے یہ فرما کر ہارون الرشید سے فرمایا۔ تمہارے لئے مجھ کو پیر پھسلنے کے دن کا درد بہت ہے۔ کیا تمہارے پاس اس طرح کی نصیحت کرنے والے نیک اور پاکیزہ مشیر ہیں۔ یہ سن کر خلیفہ خوب روئے۔ رحمۃ اللہ علیہ لے

اور دوسرے حضرت داؤد طائی ہیں۔ امام عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ حضرت داؤد طائی کے پاس حضرت امام عالی مقام کا ذکر آیا۔ آپ نے فرمایا۔ حضرت ابو حنیفہ وہ تارا ہیں جس سے سفر کرنے والے ہدایت پاتے ہیں اور آپ وہ علم ہیں جس کو مومنوں کے دل لیتے ہیں، ہر وہ علم جو اُن کے علم میں سے نہیں ہے وہ اس علم والے کے لئے آفت ہے۔ اللہ کی قسم ہے اُن کے پاس حلال و حرام کا اور

لے ملاحظہ کریں مک ۳ شمارہ ۵ جلد ۳۔ البعث کا۔

بڑے طاقتور کے عذاب سے نجات پانے کا علم ہے اور اس علم کے ساتھ عاجزی اور پیرستہ خدمت ہے۔
حضرت امام کے مخالف اس کو دیکھیں کہ کیسے کیسے جلیل القدر علماء و اولیاء حضرت امام کی مدح و ثنا کر رہے ہیں اگر حاسدوں اور معاندوں کی بات کو تسلیم کیا جائے اس صورت میں اللہ کے برگزیدہ بندے جھوٹے ثابت ہوں گے اور یہ قطعاً غلط ہے۔

امام ابن عبدالبر مالکی نے الاستغفار فی الکفی میں لکھا ہے: "أَهْلُ الْفَقْهِ لَا يَلْتَفِتُونَ إِلَى مَنْ طَعَنَ عَلَيْهِ وَلَا يَصْطَدُّونَ بِشَيْءٍ مِنَ الشُّؤْمِ يُنْسَبُ إِلَيْهِ" اہل فقہ طعن کرنے والوں کی طرف التفات نہیں کرتے ہیں اور نہ ان کی ذکر کردہ بُرائیوں کی تصدیق کرتے ہیں۔

اہل فقہ کا عمل یہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے۔ "وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا عَمَلُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا تَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ" (قصص ۵۵) اور جب سنیں نکمے باتیں اس سے کنارہ کشیں اور کہیں ہم کو ہمارے کام اور تم کو تمہارے کام، سلامت رہو! ہم کو نہیں چاہئیں بے سمجھ۔
اللہ کے نیک بندے کہتے ہیں ع جواب جاہلان باشد خموشی

حضرت امام کے شاگرد اجل قیاس بے بدل امام زفر بن ہذیل فرماتے ہیں جیسا کہ گزر چکا ہے۔
حضرت امام عالی مقام جب بات کرتے ہیں محسوس ہوتا ہے کہ فرشتہ ان کو تلقین کر رہا ہے۔
امام شعرانی اور دیگر اکابر نے کہا ہے کہ امام عالی مقام کا حال حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حال سے ملتا ہے۔ ایک جماعت آپ کی مخالف تھی اور ان ہی اختیار نے آپ کو شہید کیا اور ایک جماعت آپ کی حمایتی بلکہ فدائی تھی۔ یہی حال حضرت امام عالی مقام کا ہے۔ آپ کے مخالفوں نے ہر طرح کے الزام کو آپ پر لگانا جائز سمجھا اور آپ کو قتل کرایا۔ اور دوسری جماعت حضرات فقہاء کی ہے جو آپ کی جلالت قدر کی قائل ہے۔ اور یہ جماعت مخالفوں کی باتوں کی طرف دھیان نہیں کرتی، ان کا کام تمہیں و تدوین مسائل ہے اور وہ اسی میں مصروف ہے کہ ان کی کتابیں ہدایت کی مشعلیں ہیں۔ جزاؤں اللہ خیر الجزاء۔

عاجز کے بچپن کا قہقہہ ہے۔ ایک کہن سال نے کسی شخص کا ذکر کیا اور کہا کہ اس کی وفات ہو گئی۔ اس کے ایک مخالف نے کہا: "میٹی خراب" اس شخص کی تاریخ وفات ہے۔ اس محفل میں ایک نیک دل بیٹھے تھے۔ انہوں نے کہا۔ اب تم بددعا کیوں کرتے ہو، کیوں نہیں کہتے "مات بخیر" تاریخ وفات ہے۔ کسی نے کہا ہے اور خوب کہا ہے۔

سے اخبار ابو حنیفہ از صیری ص ۷۱۔

جز صحبت عاشقان مستان پسند در دل ہوس قوم فرومایہ پسند
 مست عاشقوں کی صحبت کے علاوہ کچھ پسند نہ کر، اپنے دل میں کمینی قوم کی ہوس پسند نہ کر
 ہر طائفہات بہ جانب خویش کشد چغند ویرانہ و طوطی سوکتند
 ہر گروہ تجھ کو اپنی طرف کھینچتا ہے، چغند ویرانہ کی جانب اور طوطی شکر کی جانب
 حضرت امام الائمہ ابو حنیفہ اور آپ کے اصحاب اور تبعین نے خوب شرح و بسط سے دین کے مسائل
 بیان کئے۔ ان حضرات نے حرام و حلال، جائز و مکروہ کا بیان بڑی دقت سے کیا ہے۔ امام محمد کی کتاب الاصل چار
 ضخیم جلدوں میں، کتاب الحجہ چار ضخیم جلدوں میں، کتاب ایک جلد میں اور دوسری کتابیں اور امام سرخسی کے
 مبسوط تیس جلدوں میں، امام کاسانی کی البدائع والفضائع سات جلدوں میں، امام زیلعی کی تبیین
 الحقائق چھ جلدوں میں، امام ابن الہمام کی فتح القدیر چھ جلدوں میں، الدر المختار، رد المحتار فتاویٰ
 قاضی خاں فتادی تاتارخانیہ، فتاویٰ عالمگیری اور دیگر صد ہا بلکہ ہزار ہا کتب و رسائل کو دیکھا جائے
 امام شرانی شافعی کی عبارت تقریباً دو تین صفحات پہلے گزر چکی ہے وہ لکھ رہے ہیں: ”ومن
 فتن مذہبہ رضی اللہ عنہ وجداہ من اکثر المذاہب احتیاطاً فی الدین“ الخ جو شخص ابو حنیفہ
 رضی اللہ عنہ کے مذہب کی تفتیش کرے گا اس پر یہ بات واضح ہوگی کہ اکثر مذاہب سے آپ کا مذہب
 دین میں بہت محتاط ہے الخ چونکہ امام شرانی نے ہدایہ شریف پڑھی ہے آپ پر حقیقت واضح ہو گئی ہے۔
 چند سال ہوئے کہ مصر کے محامی (دکیل) احمد مہدی انحضرت نے کتاب ”نحوۃ اثرۃ معارف الفقہ الاسلامی“
 یعنی فہرست کتاب رد المحتار معروف بہ ابن عابدین لکھی حضرت امام کے حاسد اور معاند اس کتاب کو اٹھا کر
 دیکھیں، سرورقی میں نام کے نیچے لکھا ہے۔

لَئِنْ كَانَ الْإِسْلَامُ فِي مَذَاهِبِهِ وَالْمَذْهَبُ الْحَنَفِيُّ يَخْتَلُّ دَوْرَ الطَّلِيعَةِ مِنْهَا فَإِنَّ ابْنَ
 عَابِدِينَ هُوَ مَرَّآةٌ هَذَا الْفَقْهِي الْعَظِيمُ۔

اگر اسلام اپنے مذاہب اور مذہب حنفی کی وجہ سے مذاہب عالم میں بلندی کا مقام حاصل
 کر رہا ہے تو ابن عابدین مذاہب فقہیہ کے آئینہ ہیں۔

یہ ہے حضرات فقہاء کی بے مثال مساعی اور ان کا عمل، حضرات حنفیہ نے صحیح معنی میں شریعت
 مطہرہ کے احکام کو اس دقت اور باریکی سے مرتب کیا ہے جس کی نظیر نہیں ملتی۔

أُمَّةٌ فَازَتْ بِرِضْوَانٍ مَتِينٍ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهَا كُلَّ حِينٍ

یہ امت قوی رضا مندی سے فائز ہو گئی ہے، ان پر اللہ کی رحمت ہر گھڑی ہو۔

حضرت امام عالی مقام کے روضہ مبارکہ کی زیارت

اس عاجز کی خوش نصیبی ہے کہ مصر القاہرہ میں تقریباً ہر جمعہ کو حضرت امام شافعی کے مزار شریف جاتا تھا اور وہاں مغرب سے عشاء تک مشہور قاریوں سے قرآن مجید کی تلاوت ائمہ سب سے بلکہ ائمہ عشرہ کی روایات سے سنا کرتا تھا۔ اور اب مصر سے ہندوستان آتے وقت ازراہ فلسطین و شام و عراق آمد ہوئی عاجز جمعہ ۸ شوال ۱۳۵۲ھ ۳ جنوری ۱۹۳۵ء کو عراق پہنچا، ایک ہفتہ وہاں قیام رہا۔ علماء اعلام اور اولیاء کرام کے مزارات مبارکہ کی زیارت کی۔ حضرت امام الائمہ کا مزار پُرانوار اس زمانہ میں شہر سے ڈومیل کے فاصلہ پر تھا، عاجز تین مرتبہ آستانہ فیض کا شانہ پر حاضر ہو سکا۔ حضرت امام شافعی کی حاضری اور حضرت امام الائمہ سے مستفید ہونے کا حال کتابوں میں پڑھ چکا تھا۔ اب روز شنبہ ۹ شوال ۱۳۵۳ھ مطابق ۴ جنوری ۱۹۳۵ء کو وہاں کی حاضری نصیب ہوئی، پہلے مسجد شریف میں دو گانہ ادا کیا پھر مزار پُرانوار پر حاضر ہوا۔ دل نے کہا۔

اس سنگ آستان پر جبین نیاز ہے وہ اپنی جانا زہے اور یہ نماز ہے

عاجز کو ماہ رجب ۱۳۴۲ھ میں جو لطف و انبساط سرہند شریف میں حضرت جدِ امجد اعلیٰ امام بانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی کے مزار مبارک پر حاصل ہوا تھا اس کی یاد تازہ ہو گئی، ... بے ساختہ زبان پر آیا۔

بہشت آنجا کہ آزار ہے نہ باشد کسے را با کسے کارے نہ باشد

جو وقت اس بقعہ مبارکہ میں اس عاجز کا گزرا ہے، وہ اُن مبارک واقعات میں سے ہے جن کی یاد آتی رہتی ہے اور تڑپاتی رہتی ہے۔

حضرت امام شافعی نے فرمایا ہے (جیسا کہ گزر چکا ہے) دو رکعت پڑھ کر حضرت امام کی قبر پر حاضر ہوتا ہوں اور وہاں اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرتا ہوں اور اللہ کے فضل سے بہت جلد حاجت پوری ہو جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں عاجز عرض کرتا ہے۔ امام شافعی کا ارشاد گرامی صدائے لاریبی ہے، خوش نصیب ہیں وہ افراد جو اس نعمت کبریٰ سے مستفید ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے حضرت امام کے حاسدوں اور معاندوں کے شر سے سب کو محفوظ رکھے۔ ان بد نصیبوں کو ان کی عداوت کا یہ پھل ملا ہے، جیسا کہ انہوں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت امام عالی مقام کا جنازہ ان کی نظروں میں نہرانی کا جنازہ ظاہر ہوا، اور حضرت امام کے اصحاب جو جنازے کی مشایعت کر رہے تھے بہ شکلِ رہباں ان پر ظاہر ہوئے۔ ذَلِکَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ۔ یہ ہے ٹوٹا صریح یعنی کھلا نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَتِلْكَ الْآیَاتُ مُذَوَّلًا بِئِنَّ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَیَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظَّالِمِیْنَ۔ اور یہ دن بدلتے لاتے ہیں ہم لوگوں میں اور اس واسطے کہ معلوم کرے اللہ جن کو ایمان ہے اور کرے بعضے تم میں شہید اور اللہ چاہتا نہیں ناحق والوں کو۔ وَلِيْمُحَقِّقَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَیَنْصَحَقَ الْكَافِرِیْنَ (آل عمران ۱۴۰-۱۴۱) اور اس واسطے کہ نکھارے اللہ ایمان والوں کو اور مٹا دے منکروں کو۔

اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم ہے بارہ سو سال سے حضرت ابو حنیفہ کا مذہب برابر نکھر رہا ہے اور پھل رہا ہے اور آپ کے حاسد اور معاند میٹ رہے ہیں اور نیست و نابود ہو رہے ہیں۔

بجلی

جلیل القدر مشائخ کے کشفیات

امام شعرانی شافعی اور ان کے مرید اکمل حضرت خواص کا بیان اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اور حضرت خواجہ محمد یار ساہلیفہ اکمل حضرت شاہ نقشبند بخاری کے تاثرات اور کشفیات اور امام مالک امام یث امام اوزاعی امام ابن مبارک امام ابن عبد البر امام موفق امام ابن حزم ظاہری امام ابن تیمیہ حنفی امام ابن قیم امام ذہبی امام جلال الدین سیوطی امام ابن حجر مکی کے بیانات و اعترافات اور ائمہ حدیث کی ثنا و صفت اور حضرت داؤد طائی اور حضرت فضیل بن ابی عیاض کے اعترافات اور تحسینات کو دیکھ کر لسان الغیب محمد شمس الدین خواجہ حافظ شیرازی رحمہ اللہ کی یہ غزل یاد آگئی۔

دل سرا پرده محبتِ دوست	دیدہ آئینہ دار طلعتِ دوست
دل اس کی محبت کا خیمہ ہے	آنکھ اس کے چہرے کی آئینہ دار ہے
من کہ سر در نیارم بہ دو کون	گردنم زیر بارِ منتِ دوست
میں جو کہ دونوں جہاں کے سامنے سر نہیں جھکا	میری گردن اس کے احسان کی زیر بار ہے
تو و طوبی و ما و قاصتِ یار	فکر ہر کس بہ قدرِ ہمتِ دوست
تو ہے اور طوبی میں ہوں اور دوست کا قد	بر لسان کی فکر اس کی ہمت کے اندازے کے مطابق ہے
دورِ مہنوں گزشت و نوبتِ ماست	ہر یکے پنج روزہ نوبتِ دوست
مہنوں کا دور گزر گیا اب ہمارا دور ہے	ہر شخص کا کچھ دن کے لئے ندر ہے
من کہ ہاشم دہاں حرم کہ صبا	پردہ دارِ حریمِ حرمتِ دوست
اس حرم میں میں کون ہوتا ہوں اس لئے کہ صبا	اس کی حرمت کے حریم کی پردہ دار ہے
ملکتِ عاشقی و گنجِ طرب	ہر چہ دارم زمینِ ہمتِ دوست
عاشقی کا ملک اورستی کا خزانہ	جو کچھ میرے پاس ہے اس کی توجہ کی برکت ہے
من و دل گرفتہ شویم چہ باک	غرض اندر میاں سلامتِ دوست
میں اور دل اگر فنا ہو جائیں تو کیا پروا ہے	مقصود تو درمیان میں اس کی سلامتی ہے

بے خیالش مباد منظر چشم
خدا کرنے نگاہ کا منظر اس کے خیال کے بدو ہو
گرم آلودہ دامن چہ عجب
اگر میں آلودہ دامن ہوں تو کیا تعجب ہے
ہر گل نو کہ شد چمن آرائے
سروہ نیا پھول جو چمن آرا بسا
فقر ظاہر میں کہ حافظ را
ظاہری فقر کو نہ دیکھ حافظ کا سینہ تو

زاں کہ ایں گوشہ خاص دولتِ اوست
اس لئے کہ یہ گوشہ خاص اس کی دولت ہے
ہمہ عالم گواہ عصمتِ اوست
اس کی پاک دامنی کا سارا عالم گواہ ہے
اثر رنگ و بوئے صحبتِ اوست
اس کی صحبت کے رنگ و بو کا اثر ہے
سینہ گنجینہ محبتِ اوست
اس کی محبت کا خزانہ ہے

یہ عاجز مصر، شام و فلسطین، عراق اور حجاز مقدس گیا اور افغانستان میں خوب پھرا، پاکستان اور ہندوستان کے علماء کرام سے بلا ہر جگہ حضرت امام شافعی کے ارشاد گرامی کا پورا اثر پایا کہ النَّاسُ فِي الْفَقْرِ عِيَالٌ اَبْنِي حَنِيفَةَ۔ کہ فقہ میں لوگ ابو حنیفہ کے محتاج ہیں۔ ہر جا یہی دیکھا کہ ہر قاضی کی میز پر علامہ ابن عابدین کی رد المحتار موجود رہتی ہے اور حضرات فقہائے احناف کے معارف سے خلقِ خدا مستفید ہو رہی ہے اور حضرت امام عالی مقام کے مراتب میں اضافہ ہو رہا ہے۔ عاجز کو امید قوی ہے کہ حضرات اولیائے پروردگار کے حسب ارشاد حضرت امام کا یہ فیض قیام قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔
وَمَا ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَوَّلًا وَآخِرًا۔

الحمد لله رب العالمين

۲۰۱۱/۱۲/۲۰
بسمہ جمعیۃ مبارک مطابقت

حیاتیاتی بیکیا دیلی
نیک

اختتامیہ

اللہ تعالیٰ جل شانہ و عظم احسانہ کے لطف و کرم سے ائمہ اعلام کی کتابوں سے حضرت امام الامام ابو حنیفہ نعمان علیہ الرحمۃ والرضوان کے مبارک احوال عاجز نے لکھ دیے ہیں۔ وہ افراد جو انصافی پسند ہیں اس کتاب کو پڑھ کر ان شاء اللہ خوش ہوں گے۔ اور فامًا الذین فی قلوبہم زبغ فیتسعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تآویلہ (یعنی) ”سو جن کے دل پھرے ہوئے ہیں وہ لگتے ہیں اُن کی ڈھب والیوں سے تلاش کرتے ہیں مگر اہی اور تلاش کرتے ہیں اُن کی کل بیٹھانی“ جو افراد حاسد اور معاند ہیں ان کا بیان اللہ نے کر دیا ہے کہ وہ گمراہی کی راہ تلاش کرتے ہیں، لہذا ایسے افراد سے بحث نہیں ہے۔ ان کے لئے اللہ سے دعا ہے کہ وہ غلط روش سے منہ موڑ کر راہ صدق و صفا اختیار کر لیں۔

عاجز اس کتاب کی تالیف سے دو شنبہ تین ذوالقعدہ ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۸ مئی ۱۹۹۷ء کو فارغ ہوا۔ اتفاق سے اس وقت زبان پر آیا۔ اِنَّهُ كِتَابٌ كَرِيمٌ مِنْ ذُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ۔ عاجز کو خیال ہوا کہ بلا ارادہ اس عبارت کا ظہور ہوا ہے، کہیں یہ تاریخی مادہ نہ ہو، چنانچہ عاجز نے اس کے عدد نکالے جو کہ ۱۱۷۶ ہیں۔ اس میں ۲۳۴ اعداد کی کمی ہے، اس وقت لفظ مُصَدِّقٌ کا خیال آیا۔ دیکھا کہ اس کے ۱۱۷۶ اعداد ۲۳۴ ہیں۔ دل خوش ہوا کہ یہ تالیف کتاب کی تاریخ ہے۔

اِنَّهُ كِتَابٌ كَرِيمٌ مُصَدِّقٌ مِنْ ذُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ۔

یہ تاریخ یقیناً حسب حال ہے۔ عاجز نے حضرات ائمہ اعلام کی کتابوں کو سامنے رکھا ہے اور ان کے مبارک کلام سے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ اس تاریخ کا ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادر کے ترجمہ کی رو سے اس طرح ہے۔

یہ ایک نادر کتاب ہے اس کی تائید پہلوں کی کتابوں سے ہوتی ہے۔

یہ تاریخی مادہ کلام الہی کے مبارک الفاظ سے مرکب ہوا ہے۔ لفظ مُصَدِّق کلام پاک میں دال کے زیر سے ہے اور اس کا ترجمہ سے تصدیق کرنے والا۔ اور مادہ تاریخ میں یہ لفظ دال کے فتح سے

ہے اور ترجمہ تصدیق کیا ہوا۔ اس تاریخی مادہ کے دستیاب ہونے سے دل کو خیال ہوا کہ ان شاندار اللہ کتاب مقبولِ خلاق ہوگی۔ چند روز گزرے تھے کہ فضیلتِ آبِ مولانا حکیم محمد فضل الرحمن شرر مصباحی لکچر ایور ویک و یونانی طبیبہ کالج قرول باغ نئی دہلی میں کی آمد ہوئی۔ آپ نے اس کتاب کی تین لاجواب تاریخیں پیش کیں جو درج ذیل ہیں۔

- ۱۔ سوانح بے بہاے امام اعظم ابو حنیفہ ۱۴۱۰ھ
- ۲۔ امام اعظم ابو حنیفہ کی سوانح ۱۴۱۰ھ

رباعی

۳۔

سزائے آخرت بنا یا مولیٰ سرایۂ عاقبت بنا یا مولیٰ
اس سچی حسن کو زید حق گو کے لئے ”زاد رہِ مغفرت بنا“ یا مولیٰ ۱۴۱۰ھ
ابتدائی دو تاریخوں کو عاجز عطائے غیبی سمجھتا ہے اور یہی شایانِ تسمیہ کتاب ہیں۔ عاجز نے بعض بزرگوں کی تحریرات میں یہ شعر لکھا دیکھا ہے۔

کار سازِ ما بہ فکرِ کارِ ما فکرِ ما در کارِ ما آزارِ ما

ہمارا کام بنانے والا ہمارے کام کی فکر کر رہا ہے اب ہمارا اپنے کام میں فکر کرنا اپنے کو آزار میں ڈالنا ہے حضرات ائمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم اجمعین کا ہم عاجزوں پر جو حق ہے اس کا اندازہ عوام نہیں کر سکتے۔ یہ ایک مسلم بات ہے کہ جو کچھ ائمہ مجتہدین نے کہا ہے قرآن و حدیث کی روشنی میں کہا ہے۔ ائمہ اعلام کے اختلافات نے امتِ مرحومہ کے لئے سہولت کی راہیں مہیا کر دی ہیں حضرت امام شافعی نے فرمایا ہے إِنَّ اللَّهَ لَا يَعْذِّبُ عَلَى قَوْلٍ اِخْتَلَفَ فِيهِ الْعُلَمَاءُ۔ پروردگار اس قول پر عمل کرنے والے کو عذاب نہیں دے گا جس میں علمائے راہنما نے اختلاف کیا ہے۔ کتاب و سنت کے بعد ائمہ مجتہدین کا قول ہمارے لئے حجت ہے۔

حضرت عاصم فرزند حضرت عمر کا بیان ہے کہ جب لوگوں کے مقدمات بہت ہو جاتے تھے آپ حضرت زید کے پاس مقدمات بھیج دیا کرتے تھے۔ اتفاق سے آپ نے ایک شخص کو دیکھا جس کو آپ نے حضرت زید کے پاس بھیجا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا تمہارے مقدمہ کا کیا ہوا۔ اس نے کہا۔ یا امیر المؤمنین میرے خلاف فیصلہ ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر میں فیصلہ کرتا تمہارے حق میں کرتا۔ اس نے کہا آپ کو کیا بات روکتی ہے کہ فیصلہ کریں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر اس سلسلہ میں میرے پاس کتاب اللہ کی آیت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہوتی تو ان کی طرف رجوع کرتا۔ اب تو میرے پاس میری اپنی رائے

ہے اور کوئی وجہ نہیں ہے کہ میں اپنی رائے کی وجہ سے قاضی کی رائے کو رد کروں رائے تو مشیر ہے۔

بحان اللہ کیا حق و انصاف کی بات فرمائی ہے۔ وہ افراد جو دو چار کتابیں پڑھ کر حضرات ائمہ مجتہدین پر رد و قدح کرتے ہیں حضرت عمر کے اس ارشاد پر عمل کریں۔ حضرات ائمہ مجتہدین نے جان سے تن سے مال سے زبان سے دین مبین کی خدمت کی ہے۔ ایک کو شہادت نصیب ہوئی اور دوسرے سخت تکالیف برداشت کیں لیکن مسلک حق نہیں چھوڑا۔ حضرت امام عادل نے دوسرے کی رائے کا احترام کر کے یہ سبق دیا ہے کہ اصحاب رائے کا استخفاف نہ کیا کرو۔ اللہ کا ارشاد ہے۔ قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَىٰ شَاكِلَتِهِ فَرَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدَىٰ سَبِيلًا۔ تو کہہ، ہر کوئی کام کرتا ہے اپنے ڈول پر سو تیرا رب بہتر جانتا ہے کون سو جھٹتا ہے راہ۔

حضرات ائمہ کا اختلاف مکروہات و مستحبات ہی میں دائر نہیں بلکہ حرام و حلال میں بھی ہے۔ اور تیرہ سو سال سے ہر امام کا مقلد اپنے امام کے قول پر عمل کر رہا ہے اور اللہ کے فضل و کرم سے ہر ایک صواب پر ہے اور یہ ہے اِخْتِلَافٌ اُمْتِي رَحْمَةً كَا بَيَان۔

اس مبارک حدیث کو امام سیوطی نے ”الجامع الصغير“ میں نقل کیا ہے۔ آپ نے نہ راوی کا نام لکھا ہے اور نہ کسی کتاب کا حوالہ دیا ہے بلکہ آپ نے لکھا ہے کہ نصر مقدسی نے ”کتاب الحجۃ“ میں اور بیہقی نے رسالہ اشعریہ میں بلا سند لکھا ہے اور سیوطی نے لکھا ہے۔ وَلَعَلَّكَ خَرَجَهُ فِي بَعْضِ الْكُتُبِ الْحَفَظُ اَلَّتِي لَمْ تَصِلْ اَيْنَا۔ اور ہو سکتا ہے کہ حلیمی، قاضی حسین اور امام الحرمین وغیرہم جنہوں نے اس حدیث کا نوکر کیا ہے کسی مستند حافظ کی کتاب میں اس حدیث کو دیکھا ہو اور وہ کتاب ہم تک نہیں پہنچی ہے۔ علماء اعلام نے جلیل القدر علماء کو جھوٹا کہنے کی کوشش نہیں کی ہے، بلکہ ایک عمدہ تالیف توجیہ بیان کی ہے۔ اکابر امت کی یہ مبارک روش اور حضرت امام عالی مقام کے مخالف مثل اختر بے ہوا کے ہر طرف منہ مارتے ہیں اور حضرت امام کو برا کہنے میں کسی قسم کا تردد نہیں کرتے۔ حضرات ائمہ مجتہدین کو شریعت مطہرہ کا علم پوری طرح تھا۔ قطب شام علامہ عبدالغنی نابلسی نے رسالہ ایضاح الدلالات فی سماع الآلات میں سیاست شرعیہ کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے ایک بلند پایہ حنفی عالم نے اس فن میں ایک عمدہ کتاب لکھی ہے۔ آپ نے نہ کتاب کا نام لکھا ہے اور نہ مصنف کا نام لکھا ہے۔ اس سلسلہ میں ابن تیمیہ کے شاگرد علامہ ابن قیم الجوزیہ متولد ۶۹۰ھ متوفی ۷۵۰ھ نے ایک عمدہ کتاب لکھی ہے جو پہلی مرتبہ مفتی محمد عابد کے نام میں الفِرَاسَةُ الْمَرْغُوبَةُ فِي اَحْكَامِ السِّيَاسَةِ کے نام سے چھپی اور پھر ۱۳۴۲ھ میں ”الطَّرِيقُ الْحَكِيمَةُ فِي السِّيَاسَةِ الشَّرْعِيَّةِ“ کے نام سے چھپی ہے۔ عاجز اس کتاب کے بعض فوائد کا بیان کر رہا ہے۔

سیاستِ شرعیہ کی اساس بخاری و مسلم کی روایت کردہ یہ حدیث شریف ہے کہ حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ لکڑیوں کے جمع کرنے کا حکم دوں اور پھر نماز کے واسطے اذان دلوؤں اور کسی شخص کو حکم دوں کہ نماز پڑھ لے اور میں ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز پڑھنے کے واسطے نہیں آئے ہیں، میں ان کو اچانک پکڑ لوں اور ان پر ان کے گھروں کو جلا دوں۔ قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ان لوگوں کو معلوم ہو کہ ایک فریہ بڑی یا گائے یا بکری کے دو سم ملیں گے عشاء کی نماز پڑھنے ضرور آئیں گے۔ اس حدیث شریف کی روشنی میں ائمہ دین کا مسلک اس طرح رہا ہے۔

۱۱۔ حضرت خالد بن ولید نے حضرت ابو بکر صدیق کو لکھا۔ یہاں کچھ لوگ لواطت کرتے ہیں حضرت ابو بکر نے حضرات صحابہ کو جمع کیا اور اس مسئلہ میں ان کی رائے پوچھی۔ حضرت علی نے کہا۔ پہلی امتوں میں سے ایک امت اس فعلِ شنیع کی مرتکب ہوئی جس کا ذکر اللہ نے کیا ہے۔ اس امت کے انجام کا سب کو علم ہے میری رائے ہے کہ ان کو جلا دیا جائے۔ چنانچہ لواطت کرنے والوں کو یہی سزا دی گئی۔

۲۔ حضرت عمر نے شراب خانہ کو اور اس گاؤں کو جس میں شراب خانہ تھا جلوا دیا۔

۳۔ حضرت عمر نے سعد بن وقاص کے محل کو جو کوفہ میں تھا اور جس میں حضرت سعد انصاری کے طلبگاروں سے روپوش ہوا کرتے تھے نذر آتش کرایا۔

۴۔ حضرت عثمان نے قرآن مجید کو ایک حرف پر جمع کیا تا کہ اُمتِ محمدیہ میں اختلاف پیدا نہ ہو۔ اس سلسلہ میں آپ نے جو کچھ کیا، احکامِ سیاست پر عمل تھا۔

حضرات ائمہ اربعہ نے جو کچھ کیا ہے شریعتِ اسلامیہ اور امتِ اسلامیہ کی بھلائی کے لئے کیا اور وہ افراد جن کو سیاستِ شرعیہ کی درک نہیں ہے وہ حضرات ائمہ پر کیچڑ اچھالتے ہیں جو الٹ کر خود ان کے سروں پر گرتی ہے۔ تاریخ اور طبقات کی کتابوں کو دیکھا جائے کہ بارہ سو سال کی مدت میں کیسے کیسے ائمہ اعلام نے ان حضرات کو اپنا امام تسلیم کیا ہے مشہور امام عیش حضرت امام عظیم اور امام ابو یوسف سے فرماتے ہیں۔ اَنْتُمْ الْاَطْبَاءُ وَنَحْنُ الصَّيَادُكَةُ۔ آپ صاحبانِ اطباء ہیں اور ہم اجزاءِ فردش ہیں۔ حضرات ائمہ مجتہدین کو اللہ نے اس امت کا امام بنایا ہے۔ ان پر اعتراض سراسر نادانی کی دلیل ہے۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ۔

اے اللہ تو اپنی خاص رحمت اور برکت اور سلام نازل فرما اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ پر اور آپ کے آل اور اصحاب پر جو کہ آپ کے بھیدوں کے خزانے اور آپ کے انوار کے چشمے اور حقائق کے گنجینے ہیں جب تک کہ یاد کرنے والے تجھ کو یاد کریں۔

پنجشنبہ ۲۵۔ ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ۔ ۱۹ جولائی ۱۹۹۰ء

”سوانح بے بہائے امام اعظم ابو حنیفہ“

۱۰ ص ۴۲ ۱

نمبر شمار	کتاب کا نام	مؤلف کا نام
۱	ابو حنیفہ، آراؤہ و فقہہ	استاذ محمد ابو زہرہ مصری
۲	امام ابو حنیفہ کی تدوین قانون اسلامی	ڈاکٹر محمد حمید اللہ
۳	امام اعظم ابو حنیفہ	مفتی عزیز الرحمن
۴	امام اعظم اور علم حدیث	مولانا محمد علی صدیقی کاندھلوی
۵	اخبار ابی حنیفہ واصحابہ	قاضی حسین بن علی صیمری متوفی ۳۳۶ھ
۶	الانتقاء	امام ابو عمر یوسف ابن عبدالبر نمیری
۷	الاستیعاب	” ” ” ”
۸	الاستغفار	” ” ” ”
۹	الأصابع فی تمییز الصحابہ	علامہ شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی
۱۰	اعلام الموقعین	علامہ شمس الدین محمد بن ابوبکر معروف بابی قییم الجوزیہ
۱۱	الاکمال فی اسماء الرجال	علامہ ولی الدین محمد الخطیب التبریزی خافضی
۱۲	انوار باری	مولانا سید احمد رضا بجنوری
۱۳	ارشاد الشاری	علامہ احمد بن محمد قسطلانی
۱۴	ابجدی منجد	آباء یسوعیین، بیروت
۱۵	احکام القرآن	امام ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص
۱۶	اشعۃ اللمعات	محدث شہیر عبدالحق بن سیف الدین دہلوی
۱۷	الآثار	امام ابو یوسف
۱۸	الآثار	امام محمد بن الحسن
۱۹	بیان خطا محمد بن اسماعیل البخاری فی تاریخہ	امام حافظ ابو محمد عبد الرحمن رازی متوفی ۳۲۷ھ
۲۰	البطلان التحریۃ والتسامح فی الاسلام	استاذ عبد الحکیم بجنوری

نمبر شمار	کتاب کا نام	مؤلف کا نام
۲۱	البدایۃ والنهاية	حافظ عماد الدین اسماعیل بن کثیر
۲۲	تاریخ الامم والملوک	امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری
۲۳	تبیین الصغیر فی مناقب ابی حنیفہ	امام سیوطی
۲۴	تاریخ بغداد	ابو بکر احمد بن علی الخطیب
۲۵	تاریخ التشريع الاسلامی	محمد بک الحنفی
۲۶	تاریخ مدینہ	ابن شہہ نمیری بصری
۲۷	التعلیق المجد علی موطاء محمد	آفتاب دین ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی
۲۸	تنسیق النظام فی مسند الامام	ماہتاب دین محمد حسن سنبھلی
۲۹	تذکرۃ اعظم	علامہ مفتی عبداللطیف رحمانی
۳۰	تانیہ الخطیب	علامہ محمد زاہد کوثری
۳۱	التنکیل مع التعلیقات	عبد الرحمن العلوی، ناصر الدین، زہیر، عبدالرزاق
۳۲	تاریخ الخمیس	علامہ حسین بن محمد الدیار بکری
۳۳	تحفہ اثنا عشری	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
۳۴	تبصروہ بر تاریخ خطیب بغدادی	نواب صد ریا جنگ حبیب الرحمن شروانی
۳۵	الجواهر المزیئۃ فی تراجم الحنفیہ	علامہ عبدالقادر مصری متوفی ۱۲۰۵ھ
۳۶	جامع بیان العلم و فضلہ	امام ابو عمر یوسف ابن عبدالبر متوفی ۴۶۳ھ
۳۷	جامع مسانید الامام الاعظم	علامہ ابوالموید محمد خوارزمی متوفی ۶۵۵ھ
۳۸	جائزۃ ترجمہ کتاب الخراج	پروفیسر خورشید احمد فارق
۳۹	حضرت امام کی شاگردوں کو نصیحت	امام ذہبی نے کتاب المناقب میں لکھا ہے
۴۰	حضرت عبداللہ بن مسعود اور ان کی فقہ	ڈاکٹر حنیفہ رضی
۴۱	حضرت امام کے پانچ وصایا	مرتبہ مولوی عاشق الہی
۴۲	حفظ الرحمن لمذہب النعمان	مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی
۴۳	الخیرات الحسان	علامہ احمد بن حجر مکی، میمنی
۴۴	خطورة التسرع فی الافتاء (مقالات مشہور)	استاذ محمد زاہد الکوثری

نمبر شمار	کتاب کا نام	مؤلف کا نام
۴۵	ذیل الجواہر المضيئة	علامہ علی القاری
۴۶	الرد علی سیر الاوزاعی	امام قاضی القضاات ابو یوسف
۴۷	رفع یدین	مولانا سید مشہود حسن
۴۸	روائع البیان	محمد علی الصابونی، مکہ مکرمہ ۱۳۹۱ھ
۴۹	الرد علی ابی بکر الخطیب	علمائے ازہر کی تالیف ہے
۵۰	زجاجة المصابیح	علامہ سید ابوالحسنات عبداللہ حیدر آبادی
۵۱	سیرۃ النعمان	علامہ شبلی نعمانی
۵۲	شرح شرح معانی الآثار	علامہ ابو محمد محمود عینی
۵۳	شذرات الذهب	علامہ ابوالفلاح عبدالحی بن العواد حنبلی
۵۴	معجم مسلم	مطبقة العامرة دار الخلافہ
۵۵	معجم بخاری	مطبوعہ مولانا احمد علی سہارنپوری
۵۶	الطبقات الکبریٰ	ابو عبداللہ محمد بن سعد بصری زہری
۵۷	طبقات الشافعية الكبرى	ابوالنصر عبدالوہاب تاج الدین سبکی
۵۸	الطرق الحکمیة فی السياسة الشرعية	ابن قیم الجوزیہ
۵۹	عقود الجہان الجہان	علامہ حافظ شمس الدین محمد العالمی دمشقی
۶۰	عقود الجواہر المنیفة	علامہ محمد بن شہیرہ مرتضیٰ حسینی زبیدی
۶۱	عمدة القاری	علامہ بدر الدین ابی محمد محمود عینی
۶۲	الغرة المنیفة فی تحقیق بعض مسائل ابی حنیفہ	امام سراج الدین ابو حفص عمر غزنوی متوفی ۳۷۰ھ
۶۳	فتح القدير	محقق علی الاطلاق علامہ کمال بن الہمام
۶۴	فتاوی التاتارخانیہ	علامہ عالم بن العلار انصاری دہلوی متوفی ۸۶۰ھ
۶۵	فتح الباری	شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی
۶۶	القول الجلی	شیخ محمد عاشق بھلتی در احوال شاہ ولی اللہ
۶۷	القاموس المحيط	امام مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی متوفی ۱۲۸۰ھ
۶۸	کتاب الفقه علی المذاهب الاربعہ	علامہ مذاہب اربعہ کی تالیف ضررہی

نمبر شمار	کتاب کا نام	مؤلف کا نام
۶۹	کشف الظنون	ملاکاتب حلبی
۷۰	المقدمة السنیة	شاہ ولی اللہ (المجموعۃ السنیہ میں یہ رسالہ چھپا ہے)
۷۱	مناقب الامام الأعظم	ملا علی قاری
۷۲	المناقب	ابوالموید موفق کی متوفی ۵۶۸ھ
۷۳	المناقب	حافظ الدین محمد معروف بہ ابن البرزاز الکردی متوفی ۸۲۶ھ
۷۴	مناقب الامام ابی حنیفہ وصاحبہ	حافظ ابو عبد اللہ محمد بن احمد ذہبی
۷۵	مرآة الجنان	امام عبد اللہ بن اسعد یافعی متوفی ۷۶۸ھ
۷۶	المبسوط	شمس الدین ابوبکر محمد بن ابی سہل مرخسی متوفی ۷۸۳ھ
۷۷	المیزان	للمحقق الفرد علامہ عبد الوہاب شعرانی
۷۸	معانی الآثار	امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ
۷۹	المقدمہ	قاضی القضاۃ عبد الرحمن ابن خلدون مالکی
۸۰	مکتوبات حضرت مجدد شیخ احمد سرہندی	یار محمد بخشی، عبد الحمی حصاری، ہاشم کشمی
۸۱	مکتوب امام لیث بن سعد مصری	شمس الدین محمد معروف بہ ابن قسیم الجوزیہ
۸۲	موطار امام محمد	امام محمد بن الحسن
۸۳	مصنفی شرح موطا	شاہ ولی اللہ
۸۴	مرقات المفاتیح	ملا علی قاری
۸۵	ملفوظات محدث کشمیری	مولانا سید احمد رضا بجنوری
۸۶	المصنف	حافظ ابوبکر عبد الزاق بن ہمام متوفی ۳۱۱ھ
۸۷	مقام ابی حنیفہ	مولانا محمد سرفراز خاں صفدر
۸۸	منہاج السنہ النبویہ	علامہ احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ
۸۹	المُصَنَّف	حافظ ابوبکر عبد اللہ ابن ابی خنیبہ متوفی ۲۴۵ھ
۹۰	مفتاح السعاده	طاش کبریٰ زادہ
۹۱	مشکاة المصابیح	علامہ ولی الدین محمد الخطیب البزیزی شافعی
۹۲	المنتظم فی تاریخ الملوک والائم	ابو الفرج عبد الرحمن بن علی ابن الجوزی متوفی ۵۹۸ھ

نمبر شمار	کتاب کا نام	مؤلف کا نام
۹۳	موضع قرآن	ترجمہ شاہ عبدالقادر
۹۴	منتہی الأرب	۱۸۷۱ء میں لاہور میں طبع ہوئی
۹۵	النشر فی قراءات العشر	حافظ ابوالخیر محمد معروف بربا بن جزری
۹۶	النهاية فی غریب الحديث	حافظ مجد الدین ابوالسعادات ابن الاثیر
۹۷	نزهة الخواطر	مولانا سید عبدالحی ندوی
۹۸	النکته الطریفه	محمد زاید الکوثری
۹۹	النجوم الزاهره	جمال الدین یوسف اتابکی
۱۰۰	هَدَى الساری	شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی
۱۰۱	وَفَیَاتِ الْأَعْيَانِ	شمس الدین احمد اتابکی

مناجات

لَكَ الْحَمْدُ يَا مَنْ فَضْلُهُ مُتَوَاتِرٌ وَيَا مَنْ لَهُ جُودٌ عَمِيمٌ وَغَايَرُ

تیرے لئے ہی حمد ہے اے وہ ذات جس کا فضل بیوستہ ہے۔ اے وہ ذات جس کا کرم عام ہے اور ڈھانپنے والا ہے۔

لَكَ الْحَمْدُ مَتْنِي قَابِلِ الْحَمْدِ إِنِّي بِجُودِكَ وَالْإِحْسَانِ وَالْفَضْلِ شَاكِرٌ

میری جانب سے تیرے لئے تعریف ہے تو تو تعریف قبول فرما اس لئے کہ میں تیری سخا اور احسان اور فضل کا شکر گزار ہوں۔

تبصرہ بر کتاب

”سوانح بے بہائے امام اعظم ابو حنیفہ“

از علامہ ڈاکٹر عبدالرحمن مومن صاحب، صدر شعبہ عمرانیات، بمبئی یونیورسٹی

علوم اسلامیہ کے ساتھ اعتنا اور ان کی ترویج و اشاعت میں ہندوستانی مسلمانوں کا جو حصہ ہے وہ ہمارے لئے باعثِ صداقت و افتخار ہے۔ تفسیر، حدیث، سیرت، لغت، تاریخ، تصوف، کلام، غرض کہ علوم دینیہ کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس پر ہندوستان کے علماء نے اپنے علم و فضل، لگن اور اخلاص کے انمٹ نقوش نہ چھوڑے ہوں۔ اس کی تفصیلات مولانا غلام علی آزاد بلگرامی کی سحۃ المرجان اور آثار الکرام مولانا عبدالحی لکھنوی کی نزہۃ النواظر، مولوی رحمن علی کی تذکرۃ علماء ہند مولانا مناظر احسن گیلانی کی کتاب ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت اور ڈاکٹر وید احمد کی انگریزی تصنیف عربی ادبیات میں ہندوستان کا حصہ نیز پنجاب یونیورسٹی لاہور کی شائع کردہ دائرہ معارف اسلامیہ وغیرہ میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ علوم دینیہ کی خدمت اور اشاعت کا یہ سلسلہ الذہب آج بھی جاری و ساری ہے۔

حالیہ صدی میں ہمارے ملک کے جن علمی اداروں نے علوم اسلامیہ کی خدمت و اشاعت میں کلیدی کردار ادا کیا ہے ان میں دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد، مجلس علمی ڈابھیل، لجنۃ احیاء المعارف العثمانیہ حیدرآباد اور دارالمفتیین اعظم گڑھ کے نام سرفہرست ہیں۔ حیدرآباد کے دائرۃ المعارف العثمانیہ نے اس صدی کے اوائل سے لے کر اب تک حدیث، رجال، فقہ، لغت، تاریخ اور انساب کی بیش بہا کتابیں پہلی بار شائع کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ حیدرآباد کے سابق نظام میر محبوب علی خاں نے اپنے خرچ پر پہلی بار مسند احمد بن حنبل کو قاہرہ سے چھپوانے کی سعادت حاصل کی۔ امام ابو حنیفہ اور صاحبین نیز دیگر فقہائے احناف کی بلند پایہ کتابیں پہلی بار دائرۃ المعارف العثمانیہ سے شائع ہوئیں۔ امام ابو حنیفہ کی الفقہ الاکبر امام محمد بن حسن شیبانی کی کتاب الاصل چار جلدوں میں، امام سرخسی کی شرح السیر الکبیر امام ابو جعفر طحاوی کی مشکل الآثار، ابوالموید خوارزمی کی جامع مسانید الامام الاعظم ابی حنیفہ ابوالموید کی مناقب الامام الاعظم علامہ جلال الدین سیوطی کی تبصیر الصحیفہ اور عبدالحق قادری حنفی کی الجواہر المفیہ شائع کرنے کا سہرا دائرہ کے سر ہے۔ مجلس علمی ڈابھیل نے حدیث کی نایاب اور بلند پایہ کتابوں کو پہلی بار دنیائے اسلام کے سامنے پیش کرنے کا شرف حاصل کیا۔ عبدالرزاق بن ہمام

الصنعانی کی مصنف، امام بخاری، امام مسلم اور امام داؤد کے استاد سعید بن منصور الخراسانی (متوفی ۲۲۴ھ) کی سنن، امام بخاری کے استاد امام ابو بکر حمیدی (متوفی ۲۱۹ھ) کی سنن، امام عبد اللہ بن مبارک کی کتاب الزہد والرقائق دنیا میں پہلی دفعہ مجلس علمی کے توسط سے منصف شہود پرائیں۔ حالیہ برسوں میں حیدرآباد کے احیاء المعارف النعمانیہ نے دنیائے اسلام کے مختلف کتب خانوں سے علماء احناف کے غیر مطبوعہ مخطوطات جمع کرنے اور انھیں شائع کرنے کا زبردست کارنامہ انجام دیا ہے۔ اس ادارہ کی بنیاد ۱۳۳۸ھ ہجری میں مولانا سید ابوالوفا افغانی کی سرپرستی میں حیدرآباد میں رکھی گئی۔ اس وقت سے لے کر آج تک اس ادارہ نے امام ابو حنیفہ کی کتاب العالم والمتعلم، امام ابو یوسف کی کتاب الآثار، کتاب الرد علی سیر الاوزاعی اور کتاب اختلاف ابی حنیفہ و ابی یسلی، امام محمد بن حسن شیبانی کی الجامع الکبیر الحجۃ علی اہل المدینہ اور شرح زیادات الزیادات اور امام سرخسی کی کتاب النکت شائع کی ہیں۔ ان کے علاوہ حافظ شمس الدین ذہبی کی مناقب ابی حنیفہ، علامہ شمس الدین صالحی دمشقی کی عقود الجمان اور قاضی حسین بن علی صمیری کی اخبار ابی حنیفہ و صاحبیہ پہلی بار اس ادارہ نے شائع کی ہیں دارالمصنفین اعظم گڑھ نے ایک بڑے پیمانہ پر اسلام کی علمی میراث کو اردو زبان میں منتقل کرنے کا مہتمم با نشان کام انجام دیا ہے۔

یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ قحط الرجال کے اس ہوش ربا دور میں بھی ہمارے درمیان چند ایسی علمی شخصیتیں موجود ہیں جنہیں بجا طور پر علوم اسلامیہ کی جوئے شیر کے فراہد کہا جاسکتا ہے اور جن کے علمی کارنامے ہمارے لئے باعث فخر و مباہات ہیں۔ پیرائے سالی کے باوجود ان حضرات کا علمی شغف اسلاف کی یاد تازہ کرتا ہے۔ ان میں سر فہرست حضرت مولانا الشیخ المحدث حبیب الرحمن الاعظمی (متعنا اللہ بطول حیاته) کا نام گرامی ہے۔ جس پیمانہ پر اور جس انداز میں انھوں نے حدیث کے نادر و نایاب مخطوطات کو تحقیق و تعلیق سے آراستہ کر کے مرتب کیا ہے اس کی مثال حالیہ زمانہ میں نہ صرف ہندوستان بلکہ سارے عالم اسلام میں ملنی مشکل ہے۔ ان کی تحقیق و تحشیہ کے ساتھ مصنف عبد الرزاق پہلی بار بیروت سے گیارہ جلدوں میں شائع ہوئی۔ اس کے علاوہ آپ نے مسند حمیدی سنن سعید بن منصور اور عبد اللہ بن مبارک کی کتاب الزہد والرقائق بھی ترتیب دی ہے۔ آپ کی مرتب کردہ کشف الاستار عن زوائد البزار للہیثمی دو جلدوں میں دمشق سے شائع ہو چکی ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی کی کتاب المطالب العالیہ فی زوائد المسانید العثمانیہ جس کی تحقیق و تعلیق مولانا حبیب الرحمن صاحب نے کی ہے۔ کویت کی وزارت اوقاف کی طرف سے شائع ہو چکی ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ کی تحقیق سے بھی آپ فارغ ہو چکے ہیں اور اس کی چار پانچ جلدیں مدینہ منورہ سے شائع ہو چکی ہیں۔ اس کے علاوہ ثقات ابن شاہین کی بھی آپ نے تحقیق کی ہے جو ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔ حضرت والا باوجود ضیفی اور کہنہ سالی کے (اس وقت عمر اٹھاسی سے متجاوز ہے) ہنوز علمی و دینی مشاغل میں لگے ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ حیدر آبادی (مقیم فرانس) کا نام اور علمی کارنامے دنیائے اسلام کے لئے محتاج تعارف نہیں ہے۔ آپ نے دنیائے اسلام کے مختلف کتب خانوں سے حدیث و سیرت کے جواہر پاروں کو ڈھونڈ نکالا ہے۔ سنن سعید بن منصور کی دریافت کا سہرا آپ کے سر ہے۔۔۔ سیرت ابن اسحاق پہلی بار آپ کی کوششوں سے اور آپ کی تحقیق و تالیق کے ساتھ شام اور ترکی سے شائع ہوئی۔ حال میں آپ نے واقدی کی کتاب "کو مرتب کر کے پیرس سے شائع کی ہے۔ آپ کی مرتب کردہ مجموعۃ الوثائق سیاسیہ جس میں عہد نبوی اور خلافت راشدہ کے تمام اہم خطوط، فرامین اور وثیقات تحقیق کے ساتھ جمع کر دیئے گئے ہیں چوتھی دفعہ بیروت سے آب تاب کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ قرآن کریم کا آپ نے فرانسیسی زبان میں ترجمہ کیا ہے جس کا بیسولڈیشن زیر طبع ہے۔ ان کے علاوہ فرانسیسی، جرمن، ترکی، انگریزی، اردو اور دیگر زبانوں میں آپ کی متعدد تصنیفات ہیں جن کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ گو آپ کی عمر اسی سے زائد ہو چکی ہے آپ علمی دینی مشاغل میں ہمہ وقت لگے رہتے ہیں جو ہمارے اسلاف کا شیوہ تھا۔ اللہ تعالیٰ اُن کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور ہم جیسے دیرینہ نیاز مندوں کو ان کے علم و فضل سے مزید استفادہ کرنے کا موقع عطا فرمائے۔

ان ہی بقیۃ السلف میں حضرت مولانا شاہ زید ابوالحسن فاروقی مدظلہ العالی کی ذات گرامی ہے۔ حضرت شاہ صاحب نسباً فاروقی اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اولاد امجاد میں سے ہیں۔ آپ کے والد حضرت مولانا عبداللہ ابوالخیرؒ اپنے زمانے کے صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ آپ ۱۸۱۸ء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایا پر دلی تشریف لائے اور یہاں آکر لاتعداد بندگانِ خدا کی تربیت فرمائی۔ آپ نے تین صاحبزادے چھوڑے شاہ ابوالفیض بلال، شاہ ابوالسعد سالم اور زید ابوالحسن مولانا زید شاہ صاحب نے پانچ سال تک جامعہ ازہر میں تعلیم حاصل کی اور وہاں کے جید علماء و محدثین سے حدیث شریف کی سند حاصل۔ پرانی دلی میں حضرت شاہ غلام علیؒ کی خانقاہ عالیہ میں تشریف رکھتے ہیں۔ باوجود کہنہ سالی کے (حضرت کی عمر اس وقت پچاسی برس کے لگ بھگ ہے) آپ علمی کاموں میں منہمک رہتے ہیں۔ خانقاہ سے متصل آپ کا ذاتی کتب خانہ ہے جو بیش بہا علمی

جواہر پاروں سے پڑ ہے۔ عربی، فارسی، پشتو اور اردو زبانوں پر کامل عبور حاصل ہے اور تینوں ادبی زبانوں میں شعر کہے ہیں۔ علم ظاہر کے ساتھ صاحبِ حال بھی ہیں۔ دلی کی ٹکسالی زبان بولتے اور لکھتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب عربی، فارسی اور اردو میں متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے ملفوظات القول الجلی کے غیر مطبوعہ فارسی متن اور اس کے اردو ترجمہ کی اشاعت پہلی بار آپ کی کوشش سے ہوئی۔ علامہ ابوالحسن علی تقی الدین سبکی کی مشہور کتاب شفا السقام فی زیارت خیر الانام کا اردو ترجمہ آپ نے اپنے رفیق دیرینہ حضرت مولانا قاضی سجاد حسین صاحب سابق صدر مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی سے کرایا اور زیارت خیر الانام کے نام سے حضرت شاہ ابوالخیر اکیڈمی سے شائع فرمایا۔ علامہ ابن تیمیہ اور ان کے ہم عصر علماء، مقامات خیر حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، اور مولانا اسماعیل دہلوی ان کی اہم کتابوں میں سے ہیں۔ آپ کا انداز تحریر خالص علمی اور لہجہ متین و شستہ ہوتا ہے۔ چوں کہ قرآن و حدیث اور آثارِ صحابہ پر آپ کی گہری نظر ہے اس لئے اپنی تحریریں میں جا بجا قرآن و سنت سے استشہاد فرماتے ہیں۔ عاجز کو ان کے نیاز مندوں میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہے۔

زیر نظر کتاب حضرت مولانا زید شاہ صاحب کے علم و فضل اور وسعتِ مطالعہ کی آئینہ دار ہے۔ آپ نے نہ صرف ائمہ احناف کی اصل کتابوں سے مراجعت فرمائی ہے بلکہ امام صاحب کے فقہی اصولوں کی تائید و تصویب میں قرآن و حدیث اور آثارِ صحابہ سے استشہاد فرمایا ہے۔ ائمہ احناف اور متقدمین و متاخرین کی شہادتوں کی روشنی میں انھوں نے حضرت امام اعظم کے تفقہ فی الدین اور ان کی فضیلت و جلالتِ شان پر سیر حاصل تبصرہ کیا ہے۔ مولانا موصوف کی کتاب سے حضرت امام صاحب کی عظمت، علم و فضل، زہد و تقویٰ اور سیرت و کردار کا جو مرقع سامنے آتا ہے وہ بڑا دل آویز اور پرکشش ہے۔ ہم اس مرقع کے بنیادی خدوخال کا مختصرًا جائزہ لیتے ہیں۔

حضرت امام صاحب کا مولد و نشا کوثر | کوثر جو عراق میں دریائے فرات کے کنارے آباد ہے اسے خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ نے ۱۱ ہجری میں آباد کیا۔ اس شہر میں ایک ہزار سے زیادہ صحابہ کرام نے سکونت اختیار کی جن میں تین سو افراد بیعت رضوان والے اور ۲۳ بدری صحابی تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے خاص طور پر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو تعلیم و تدریس کے لئے کوثر بھیجا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن مسعودؓ کے بارے میں فرمایا تھا کہ جسے قرآن سیکھنا ہو وہ عبداللہ بن مسعود سے سیکھے۔ کوثر آنے کے بعد حضرت ابن مسعودؓ ساہا

تک یہاں کی جامع مسجد میں حدیث و فقہ کا درس دیتے رہے۔ ان کے شاگردوں میں دو یمنی فاضل نلقمہ اور اسود نخعی بڑے نامور ہوئے۔ نلقمہ کے جلیل القدر شاگردوں میں امام ابراہیم نخعی نے امتیاز حاصل کیا۔ ان کے شاگرد حماد بن ابی سلیمان تھے۔ ان ہی حماد بن ابی سلیمان کے شاگرد اود مسند نشین امام ابو حنیفہ ہوئے۔ کوفہ میں حدیث، تفسیر، صرف و نحو، فقہ اور اصول فقہ کے بڑے بڑے ماہرین آکر جمع ہو گئے۔ خود آخری زمانہ میں حضرت علیؑ نے یہاں قیام فرمایا۔ اس طرح کوفہ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے علوم کا گہوارہ اور سرچشمہ بن گیا۔

امام اعظم حضرت نعمان بن ثابت زوطیؒ ۸۰ ہجری میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔ حماد بن ابی سلیمان (متوفی ۱۲۰ ہجری) کے حلقہ درس میں بیٹھے اور استاد کی وفات کے بعد ان کے مسند نشین ہوئے۔ جیسا کہ اُس زمانہ میں دستور تھا امام صاحب نے اپنی طالب علمی کے زمانہ میں دور دراز کا سفر کیا اور خاص کر مکہ اور مدینہ کئی بار گئے اور وہاں کے محدثین و فقہار سے استفادہ کیا۔ آپ نے امام باقرؑ، امام جعفر صادقؑ اور امام زید بن علیؑ سے اخذ فیض کیا۔ حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں امام صاحب کے اساتذہ کے بیسیوں نام گنوائے ہیں۔

ائمہ اربعہ میں صرف امام ابو حنیفہ کو تابعیت کا شرف حاصل ہے۔ آپ نے نہ صرف حضرت انس بن مالکؓ کو دیکھا بلکہ حضرت عبداللہ بن اونیؓ حضرت سہل بن سعدؓ اور حضرت ابو الطفیل عامر بن داؤد انصاری رضی اللہ علیہم اجمعین کا زمانہ بھی پایا۔ علامہ ابن سعد نے انھیں تابعین کے طبقہ پنجم میں شمار کیا ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ کے علم و فضل، ذہانت و
امام صاحب کی فضیلت اور جلالت شان فطانت، فقہی تبحر اور زہد و ورع پر اولین و

آخرین کا اجماع ہے۔ جلیل القدر محدثین اور فقہار آپ کی عظمت اور ولایت کے قائل اور آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، سفیان ثوریؒ، عبداللہ بن مبارکؒ، مسعر بن کدامؒ، اعمشؒ، ابن عیینہؒ، داؤد طائیؒ، یحییٰ بن معینؒ، امام باقرؑ و کعبؒ، عبدالرزاق بن ہمامؒ، امام جعفر صادقؑ، ایوب سختیانیؒ، ابن جریجؒ اور وزاعیؒ جیسے ائمہ فن اور باکمال افراد نے آپ کی جلالت شان کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے۔ امام شافعیؒ کا قول ہے کہ لوگ پانچ افراد کے محتاج ہیں۔ جو شخص مغازی میں تبحر چاہتا ہے وہ ابن اسحاقؒ کا محتاج ہے۔ جو فقہ میں تبحر چاہتا ہے وہ ابو حنیفہؒ کا محتاج ہے۔ جو تفسیر میں تبحر چاہتا ہے وہ مقاتل بن سلیمانؒ کا محتاج ہے۔ جو شاعری میں تبحر چاہتا ہے وہ زہیرؒ کا محتاج

ہے اور جو صرف دُنخو میں تبحر چاہتا ہے وہ کسائی کا محتاج ہے۔ امام شافعی حضرت امام ابو حنیفہ کے شاگرد محمد بن حسن شیبانی اور دکیع کے شاگرد تھے۔ امام احمد بن حنبل امام شافعی کے شاگرد تھے۔ امام مالک جو حضرت امام ابو حنیفہ سے تیرہ سال چھوٹے تھے، آپ کی عظمت اور جلالتِ شان کے معترف تھے۔ اپنی تابعیت اور جامعیتِ کمال کی بنا پر امام صاحب الامم اور امام اعظم کہلانے کے واقعی مستحق ہیں۔ حضرت امام صاحب کی عبادت و ریاضت اور شب بیداری کی روایت حدیث کو پہنچی ہوئی ہے۔ ان کی قبر کی زیارت علماء و صلحاء کے نزدیک مستحسن رہی ہے۔ ابن حجر ممتحنی نے الخیرات الحسان میں امام شافعی کا بیان نقل کیا ہے کہ میں امام ابو حنیفہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور آپ کی قبر پر جاتا ہوں اور جب مجھ کو کوئی ضرورت پیش آتی ہے تو میں دو رکعت نماز پڑھ کر آپ کی قبر کے پاس جاتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں اور میری وہ حاجت جلد پوری ہو جاتی ہے۔

امام صاحب کی سیرت و شخصیت | امام صاحب کی سیرت جامع الصفات تھی۔ تجارت میں آپ کی دیانت داری ضرب المثل تھی۔ منقول ہے کہ ایک دفعہ ان کے غلام نے ان کے مال میں تجارت کی اور تیس ہزار کا نفع کمایا۔ امام صاحب کو خیال ہوا کہ اس مال میں کچھ خرابی تھی۔ اس پر انھوں نے ساری رقم خیرات کر دی۔ اسی طرح آپ کی امانت داری مشہور تھی۔ آپ کی ایمان داری اور دیانت کی وجہ سے بہت سارے لوگ اپنی امانتیں آپ کے پاس جمع رکھتے تھے۔ تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ جس وقت امام صاحب کی وفات ہوئی آپ کے گھر میں لوگوں کی پانچ کروڑ کی امانتیں رکھی ہوئی تھیں۔ امام صاحب نہایت ذہین و طباع اور حاضر جواب تھے۔ آپ شب بیدار رقیق القلب اور کثرت سے تلاوت کرنے والے تھے۔ کثرت سے صدقات و خیرات کیا کرتے تھے۔ ابو بکر معتصمی بیان کرتے ہیں کہ میں تین سال تک امام ابو حنیفہ کے پڑوس میں رہا۔ میں رات بھر ان کو نماز میں قرآن پڑھتے سُننا اور دن بھر اپنے شاگردوں سے فقہی مباحث کے شور و غل میں گھرا ہوا پاتا۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کھاتے کب تھے اور سوتے کب تھے۔ امام صاحب علماء و فقہاء کی بڑی سرپرستی فرمایا کرتے تھے۔ اپنی گذراوقات کے لئے امام صاحب نے ریشمی کپڑوں کی تجارت کا پیشہ اختیار کر رکھا تھا۔ تجارت میں جو نفع ہوتا اس کا معتد بہ حصہ اہل علم کی خبر گیری اور طلبہ کی کفالت میں صرف کرتے۔ اساتذہ اور محدثین کی ضروریات پورا کرنے میں بڑے مستعد تھے۔ ان کی خدمت میں پوشاک وغیرہ کے علاوہ نقد رقم پیش کرتے اور فرماتے کہ میں نے اپنے مال میں سے کچھ نہیں دیا ہے بلکہ یہ سب مال اللہ کا ہے۔ اس نے اپنے فضل سے تمہاری ضرورت پورا کرنے کے لئے مجھے دیا ہے۔ امام صاحب جب

بھی اپنے واسطے یا اپنے اہل و عیال کے واسطے کپڑے یا میوے وغیرہ خریدتے تو علماء و مشائخ کے لئے بھی خریدتے۔ طلبہ کی ضروریات کا خاص خیال رکھتے۔ جمعہ کے دن اپنے شاگردوں کی دعوت کرتے اور طرح طرح کے کھانے پکوان کو کھلاتے۔ تہواروں کے موقع پر انھیں تحفے تحائف بھجواتے۔ طلبہ کی شادی بیاہ بھی امام صاحب اپنے خرچ پر کرواتے۔ امام صاحب کے یہاں سے شاگردوں کو ماہوار وظیفے بھی ملا کرتے تھے۔ قاضی ابو یوسف، جو امام صاحب کے جلیل القدر تلامذہ میں سے ہیں، بیان کرتے ہیں کہ بیس سال تک میری اور میرے گھروالوں کی کفالت امام صاحب نے فرمائی۔

امام صاحب کی مجلس مجلس البرکت کے نام سے مشہور تھی۔ اس مجلس میں مختلف طبقوں کے لوگ نہ صرف علمی استفادہ کے لئے بلکہ دنیوی حوائج و ضروریات کے حل کے لئے بھی آیا کرتے تھے۔ لوگوں کی حاجتیں پوری کرنے کے لئے امام صاحب ہمیشہ تیار رہتے۔ فقیروں اور محتاجوں کا خاص خیال رکھتے تھے۔ انھوں نے اپنے بیٹے حماد کو حکم دے رکھا تھا کہ ہر روز دس درم کی روٹیاں خرید کر غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم کریں۔ معاشی لحاظ سے امام صاحب خوشحال تھے لیکن اُن کے رہن سہن میں انتہا درجہ کی سادگی تھی۔ گھر میں چٹائیوں کے سوا اور کچھ ساز و سامان نہ تھا۔ امام صاحب خود فرماتے ہیں کہ مہینہ بھر کی میری خوراک دو درم سے زیادہ نہیں ہے جو اکثر ستوا اور روٹی پر مشتمل ہوتی ہے۔ امام صاحب نے ساری زندگی ایک ہی بیوی کے ساتھ گزاری۔

امام صاحب زبردست عزیمت و استقامت کے مالک تھے۔ عراق کے گورنر ابن مسیرہ نے انھیں عہدہ قضا کی پیش کش کی لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ اس پر آپ کو کوڑے کی سزا دی گئی پھر بھی آپ نے قبول نہ فرمایا۔ اسی طرح آپ نے قاضی القضاۃ کا عہدہ قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ بارہ دنوں تک ہر روز آپ کے دس کوڑے لگائے جاتے۔ آپ کو بازاروں میں پھرایا جاتا لیکن اس پر بھی آپ کے پائے استقامت میں جنبش نہ آئی۔ خلیفہ ابو جعفر منصور نے آپ کو عہدہ قضا پیش کیا لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ اس پر منصور کے حکم سے آپ کو قید کر دیا گیا۔ انھیں جیل میں کوڑے لگائے گئے۔ بالآخر جیل ہی میں آپ کو زہر دے دیا گیا جس سے آپ کی شہادت واقع ہوئی۔ فرحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

عافظ ابن حجر عسقلانی نے تہذیب التہذیب میں امام ابو حنیفہ کا قول نقل کیا ہے کہ امام صاحب فرماتے ہیں: "میں کتاب اللہ سے

اخذ کرتا ہوں۔ اگر وہاں کوئی مسئلہ مجھے نہیں ملتا تو میں سنت رسول اللہ سے لیتا ہوں۔ اور جب وہاں بھی نہ ملے تو صحابہ میں سے کسی کا قول لیتا ہوں اور ان کا قول چھوڑ کر دوسروں کا قول نہیں لیتا۔ اور جب

ابراہیم شعبیؒ ابن سیرین اور عطاء پر آجائے تو یہ لوگ مجتہد تھے۔ اس وقت میں بھی ان ہی لوگوں کی طرح اجتہاد کرتا ہوں۔ امام صاحب قرآن و سنت، آراء صحابہ اور قیاس کے اصولوں پر کاربند تھے۔ جن مسائل میں نصوص نہیں ملتے تھے ان میں کوفہ کے مروجہ تعامل پر عمل کرتے تھے۔ امام صاحب کے زمانہ میں علمائے اسلام کے دو مشہور گروہ یا مکاتب فکر تھے جنہیں اہل حدیث اور اہل الرائے کہا جاتا تھا۔ اہل حدیث رواۃ، اسناد اور حدیث کے ظواہر کی طرف زیادہ توجہ دیتے تھے جبکہ اہل الرائے حدیث کی درایت اور معانی و مفہام پر زیادہ زور دیتے تھے چونکہ وہ اجتہاد اور فقہی استنباط کو زیادہ اہمیت دیتے تھے اس لئے ان کو فقہاء کہا جانے لگا۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کو اہل الرائے میں شمار کیا جاتا ہے بایں ہمہ امام صاحب فقہی مسائل میں رائے اور قیاس کو اسی حد تک دیکھا کرتے تھے جس حد تک ان کے زمانہ میں دیگر فقہی مذاہب کا دستور تھا۔ امام صاحب کے بعض کوتاہ چشم مقررین نے ان پر یہ بہتان لگایا ہے کہ وہ معاذ اللہ اپنی رائے کو حدیث پر مقدم رکھتے تھے۔ یہ سراسر کذب و افتراء ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کے بنیادی مراجع قرآن و سنت تھے اور ان سے مسائل کے استنباط میں ان کی رائے بڑی دقیق اور ان کی بصیرت بڑی گہری ہوا کرتی تھی۔ امام صاحب کے فقہی اور اجتہادی نقطہ نظر میں رائے کی جواہریت ہے اس کی بنیاد حضرت معاذ بن جبلؓ کی حدیث ہے جسے ابوداؤد، ترمذی اور دارمی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ کو یمن کا عامل بنا کر بھیجا تو ان سے دریافت فرمایا: اے معاذ، تمہارے سامنے کوئی قضیہ یا معاملہ آئے تو تم اس میں کیسے فیصلہ کرو گے؟ انہوں نے فرمایا کہ میں اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ حضورؐ نے پھر ان سے پوچھا: اگر اللہ کی کتاب میں تمہیں نہ ملے تو پھر کیا کرو گے؟ حضرت معاذ نے کہا کہ میں سنت رسولؐ کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ آپؐ نے پھر دریافت فرمایا: اگر کتاب اللہ اور سنت رسولؐ اللہ میں تمہیں نہ ملے تو پھر کیا کرو گے؟ حضرت معاذ نے جواب دیا اجتہاد بروائی (میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا) اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کروں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم معاذ کے اس جواب سے خوش ہوئے۔ آپؐ نے حضرت معاذ کی چھاتی پر دست مبارک مارا اور فرمایا: اللہ کی حمد و ثنا ہے کہ اس نے اپنے رسولؐ کے فرستادہ کو اس چیز کی توفیق عطا فرمائی جس پر اللہ کا رسولؐ راضی ہے۔

یہ بات قابل لحاظ ہے کہ امام صاحب باوجود قیاس اور رائے کے قائل ہونے کے خبر واحد کو قیاس پر مقدم رکھتے ہیں۔ خبر واحد وہ حدیث یا روایت ہے جس کے راوی ایک یا دو افراد ہوں اور جرح عام

طور سے معروف و مروج نہ ہو۔ اسی طرح امام صاحب ضعیف حدیث کو اور آثارِ صحابہ کو قیاس پر ترجیح دیتے ہیں۔ علامہ ابن القیم نے اعلام الموقعین میں امام صاحب پر باندھے گئے اس جھوٹ کی قلعی کھولی ہے کہ آپ حدیث پر قیاس کو مقدم رکھتے ہیں۔ علامہ ابن القیم لکھتے ہیں کہ امام صاحب کے مذہب میں ضعیف حدیث بھی قیاس اور رائے سے اعلیٰ ہے۔ چنانچہ امام صاحب نے ایک ضعیف حدیث کی بنیاد پر دس درم سے کم کی چوری پر ہاتھ کاٹنے سے منع فرمایا ہے۔

جہاں تک فقہ اور علمِ شریعت کی تدوین کا تعلق ہے امام صاحب کو اولیت کا شرف حاصل ہے۔ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے فقہی مسائل کے ابواب قائم کئے۔ پھر ان کی متابعت میں امام مالک نے موطا مرتب کی۔ امام صاحب نے پہلی بار کتاب الفرائض اور کتاب الشروط کو مرتب کیا۔ اسی طرح انہوں نے قانون بین الممالک کو علیحدہ فقہی خانہ میں رکھا۔ کہا جاتا ہے کہ امام صاحب نے جو مسائل مدون کئے ان کی تعداد تیرہ لاکھ تک پہنچتی ہے۔ اسی بنا پر امام شافعی نے فرمایا۔ الناس فی الفقہ عیال ابی حنیفہ (لوگ فقہ میں امام صاحب کے محتاج ہیں)۔

کبار محدثین مثلاً امام علی بن المدینی، امام ابو زکریا یحییٰ بن معین،
امام صاحب اور حدیث دیکھ بن الجراح، امام شعبہ بن الحجاج اور عبداللہ بن مبارک وغیرہم

امام صاحب کو حدیث میں ثقہ اور معتبر سمجھتے ہیں۔ بہت سارے ثقہ اور بلند پایہ محدثین نے امام صاحب سے احادیث روایت کی ہیں۔ حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں انہیں حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے۔ امام نکی بن ابراہیم جو امام بخاری کے استاد تھے انہوں نے امام ابو حنیفہ کی خدمت میں رہ کر حدیث اور فقہ کا استماع کیا اور امام صاحب سے بکثرت حدیثیں روایت کیں۔ امام ابو داؤد سجستانی امام ابو حنیفہ کو اللہام کہہ کر پکارتے ہیں۔ امام حاکم اُن کو علمِ حدیث کے ائمہ ثقات میں شمار کرتے ہیں۔ حافظ ابن تیمیہ نے امام صاحب کو ائمہ الحدیث والفقہ میں شمار کیا ہے۔ ابن خلدون مالکی نے لکھا ہے کہ امام صاحب بلند پایہ محدثوں میں سے ہیں کیوں کہ کبار محدثین نے آپ کے مذہب پر اعتماد کیا ہے۔ حافظ ابن حجر ہیتمی نے الخیرات الحسان میں لکھا ہے کہ جس شخص نے امام صاحب کے بارے میں یہ خیال کیا کہ وہ حدیث میں کم شان رکھتے تھے تو اس کا یہ خیال یا تو تساہل پر مبنی ہے یا حسد پر۔

بعض لوگوں نے امام صاحب پر قلتِ روایت کا الزام مائد کیا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ امام صاحب سے نسبتاً کم حدیثیں مروی ہیں لیکن یہی معاملہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر سے روایت کردہ حدیثوں کا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ امام صاحب حدیث کی روایت کے معاملہ میں بڑی احتیاط اور باریک بینی سے کام لیا کرتے

تھے۔ وہ روایت باللفظ پراصرار کرتے تھے۔ اس کے باوجود امام صاحب نے چار ہزار احادیث کی روایت کی ہے دو ہزار اپنے استاد حماد بن ابی سلیمان سے اور دو ہزار دوسروں سے۔ ان میں سے ۲۱۵ احادیث میں امام صاحب منفرد ہیں۔ مولانا زید شاہ صاحب نے زیر نظر کتاب میں ایک باب حضرت امام اور روایت حدیث کے نام سے باندھا ہے۔ اس باب میں انھوں نے حدیث سے متعلق امام ابو حنیفہ پر کئے گئے اعتراضات کا منصفانہ جائزہ لیا ہے اور صحاح ستہ اور حدیث کی دیگر معتبر کتابوں کا حوالہ سے امام صاحب کے فقہی اصولوں اور حدیث سے ان کے اعتنا کی تصدیق و توثیق کی ہے۔ اس باب میں انھوں نے امام صاحب کی طرف سے نہایت عمدہ دفاع کیا ہے۔

مجلس علمی کی تشکیل | صحیح بخاری شریف کی کتاب العلم (باب ۷، یقبض العلم) میں آنحضرت ﷺ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ علم کو یوں نہیں اٹھائے گا کہ بندوں کے سینوں سے نکال لے بلکہ علماء کو موت دے کر علم کو اٹھالے گا۔ جب کوئی اہل علم باقی نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا مقتدی بنالیں گے اور ان سے مسائل دریافت کئے جائیں گے تو وہ علم کے بغیر فتوے دیں گے۔ یوں خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ امام صاحب اس حدیث سے متاثر تھے۔ انھیں اس بات کا اندیشہ لاحق ہوا کہ کہیں علم شریعت اس فتنہ کا شکار نہ ہو جائے۔ اس غرض سے انھوں نے فقہ اسلامی کی تدوین کا بیڑا اٹھایا۔ اس مہتمم با نشان مقصد کی برآری کے لئے انھوں نے محض اپنے ذاتی اجتہاد اور رائے پر تکیہ کرنا مناسب نہ سمجھا۔ انھوں نے اپنے شاگردوں میں سے چالیس ممتاز طلبہ کو منتخب کیا اور ان کی ایک علمی مجلس تشکیل دی۔ اس علمی مجلس کے صدر نشین خود امام صاحب تھے۔ اس مجلس تدوین فقہ میں امام ابو یوسف اور زفر بن الہذیل جیسے ماہرین فقہ، حفص بن غیاث اور عبداللہ بن مبارک جیسے ماہرین حدیث، قاسم بن معن بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن مسعود اور حسن بن زیاد جیسے لغت اور زبان کے ماہر، فضیل بن عیاض اور داؤد طائی جیسے عابد و زاہد بزرگ اور علی بن مسعر اور اسد بن عمرو جیسے ماہرین فن شامل تھے۔ اس مجلس علمی کے چالیس اراکین میں تفسیر، حدیث، سیرت، بلاغت، صرف و نحو، لغت و ادب اور منطق و ریاضی وغیرہ علوم کے ماہرین تھے جن سے تدوین فقہ کا گہرا تعلق ہے۔ اس مجلس نے امام صاحب کی سرکردگی اور قیادت میں تیس برس تک کام کیا۔ امام صاحب کا طریقہ یہ تھا کہ وہ مجلس میں ایک علمی مسئلہ چھیڑتے۔ پہلے مجلس کے ہر فرد کی رائے دریافت فرماتے اور پھر اپنی رائے کا اظہار کرتے۔ مہینہ بھر بحث مباحثہ کا سلسلہ جاری رہتا۔ جب مسئلہ کے سارے پہلوؤں پر تشفی بخش انداز میں بحث پوری ہو جاتی اور مجلس کے اراکین ایک رائے پر متفق ہو جاتے

تو امام ابو یوسف اس کو لکھ دیا کرتے۔ امام صاحب کے سوانح نگار خوارزمی کا بیان ہے کہ اس مجلس میں تراسی ہزار مسائل پیش ہوئے۔ ان میں سے ۳۸ ہزار مسائل کا تعلق عبادات سے اور بقیہ ۲۵ ہزار کا تعلق معاملات سے تھا۔

دیگر ائمہ کے برخلاف امام صاحب نے فقہی مسائل کی تنقیح و تدوین کو انفرادی رائے اور اجتہاد کی جگہ باہمی مشورہ کا پابند بنایا۔ امام صاحب کے فقہی مسلک میں جو وسعت گہرائی، رواداری اور آفاقیت پائی جاتی ہے اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اس میں نہ صرف امام صاحب کے علم و فضل اور فقہی بصیرت کو بلکہ مختلف علوم و فنون کے ماہرین کی اجتماعی مساعی کو دخل ہے۔ خطیب بغدادی اپنی سند کے ساتھ ابن کرامہ سے نقل کرتے ہیں کہ ہم ایک دن وکیع کی مجلس میں تھے کہ ایک شخص نے کہا کہ ابو حنیفہ نے خطا کی ہے۔ امام وکیع نے فرمایا کہ یہ کیسے مانا جاسکتا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے خطا کی ہے جبکہ ابو یوسف اور زفر جیسے قیاس داں اور فقیہ یحییٰ بن ابی زائدہ، حفص بن غیاث، حبان اور مندل جیسے حفاظ حدیث، قاسم بن معن جیسے لغت اور زبان کے ماہر اور داؤد طائی اور فضیل بن عیاض جیسے زاہد اور متقی ان کے ہم مجلس ہوں۔ اندر میں حالات امام ابو حنیفہ کی خطا کیونکر تسلیم کی جاسکتی ہے کیونکہ ان کی موجودگی میں اگر وہ خطا کرتے تو وہ ان کو راہِ راست کی طرف لوٹا دیتے۔ علامہ خوارزمی یہ پوری روایت بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ پھر امام وکیع نے فرمایا کہ جو شخص امام ابو حنیفہ کے بارے میں یہ کہتا ہے وہ تو جانوروں کی مانند یا ان سے بھی زیادہ گم کردہ راہ ہے۔

امام ابو حنیفہ، جن کی ثقاہت، علم و فضل، زہد و تقویٰ اور سخاوت و شریعت پر تقدیر

امام صاحب پر اعتراضات کی نوعیت

اور متاخرین کا اجماع ہے، اپنے معاصرین کے حسد و تعصب کا شکار ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ آپ کے معاندین نے آپ کو کافر، یہودی، معتزلی اور بدعتی تک کہہ ڈالا لیکن آپ نے اس کے جواب میں فراخ دلی اور وسیع القلبی کا مظاہرہ کیا۔ دوسری طرف آپ کے معاصرین علم اور متاخرین نے آپ کی طرف سے دفاع کیا۔ آپ کی پاک نفسی، عزیمت، استقامت اور تفقہ فی الدین کی شہادت دی اور آپ پر لگائے گئے رکیک الزامات کو حسد و تعصب کا نتیجہ قرار دیا۔

خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ ہجری) نے اپنی مشہور کتاب تاریخ بغداد کے ۲۶ صفحات میں امام صاحب کے علم و فضل، زہد و تقویٰ، بصیرت ایمانی اور دیگر اوصاف کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد ۸۵ صفحات میں بعض مجہول الحال، متکلم فیہ اور نامعتبر اشخاص کی طرف سے امام صاحب پر

کی گئی جرمیں نقل کی ہیں جن سے خطیب کے تعصب کا اندازہ ہوتا ہے۔ امام صاحب اپنی ذہانت و فطانت، فقہی تبحر، زہد و خدا ترسی، سخاوت و شرافت اور دیگر اوصاف کی بنا پر اپنے معاصرین پر تفوق رکھتے تھے۔ امام صاحب کی عظمت اور مقبولیت کو دیکھ کر بعض لوگ حسد کرنے لگے اور انہوں نے فاسد آراء و عقائد امام صاحب سے منسوب کرنے شروع کئے تاکہ ان کی رسوائی ہو جس غیر محتاط اور متعصبانہ انداز میں خطیب نے امام صاحب پر کئے گئے اعتراضات نقل کئے ہیں اور نامعتبر راویوں پر تکیہ کیا ہے اس پر اہل علم نے گرفت کی ہے۔ حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں اور مناقب ابی حنیفہ میں، حافظ ابن حجر عسقلانی نے تہذیب التہذیب میں، شرف الدین نووی نے تہذیب الاسماء والصفات میں، یافعی نے مرآۃ الجنان میں اور ابن العما د حنبلی نے شذرات الذہب میں ان جرحوں کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔ خطیب کی متعصبانہ روش پر حافظ ابن اثیر الجزیری نے خوا تم جامع الاصول، علامہ ابن عبد البر مالکی نے جامع بیان العلم میں اور حافظ ابن حجر مکی نے النخیرات الحسان میں خوب کلام کیا ہے۔ مزید برآں الملک المعظم نے اسہم المصیب میں، علامہ زاہد کوثری نے تانیب الخطیب میں اور مولانا زید شاہ صاحب نے زیر نظر کتاب میں خطیب پر خوب گرفت کی ہے۔ اسی طرح حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں امام صاحب پر بے بنیاد الزامات عائد کئے ہیں۔ حافظ محمد بن یوسف صالحی دمشقی صاحب السیرۃ الشامیہ نے عقود الجمان میں، علامہ زاہد کوثری نے النکت الطریفہ میں اور مولانا زید شاہ صاحب نے اس کتاب میں ابن ابی شیبہ کے ایرادات کا مسکت جواب دیا ہے۔ علامہ ابن تیمیہ نے کہل ہے کہ لوگوں نے امام صاحب سے بے سرو پا باتیں نقل کی ہیں۔ ان کا مقصد آپ کو بدنام کرنا ہے اور یہ آپ پر قطعاً جھوٹ ہے۔ مولانا زید شاہ صاحب نے آج کے اس ہوش رُبا اور پر فتن دور میں حضرت امام صاحب کے حالات و کمالات پر یہ عمدہ کتاب لکھ کر نہ صرف احسان شناسی کا حق ادا کیا ہے بلکہ ہمیں یہ بھی یاد دلایا ہے کہ

نام نیکو رفتگاں ضائع مکن

حضرت شاہ صاحب اہل علم کی طرف سے شکریہ اور مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ہمارے لئے یہ بیش قیمت علمی سوغات فراہم کی۔ زیر نظر کتاب اس لائق ہے کہ تعلیم یافتہ اور بالخصوص جدید تعلیم یافتہ طبقہ میں اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہو۔

ہمارے زمانہ میں بعض کوتاہ چشم اور نام نہاد اہل علم نے امام صاحب کی شان میں گستاخانہ انداز میں کلام کیا ہے اور ان کی دینی و علمی مساعی اور ان کے رتبہ کا استخفاف کرنے کی سعی مذموم

کی ہے۔ مگر مثل مشہور ہے کہ چاند کا تھوکا منہ پر آتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ تم اگر کسی کو دیکھو کہ وہ امام ابو حنیفہ پر اعتراضات کرتا ہے اور ان کو بُرائی سے یاد کرتا ہے تو سمجھو کہ وہ شخص کم علم ہے۔ اس کی معلومات کا دائرہ تنگ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سمجھوں کو عجب عیب جوئی اور خود بینی سے محفوظ رکھے اور اپنے اسلاف کی قدردانی کی توفیق عطا فرمائے۔

۹ صفر المنظر ۱۴۱۲ھ
۲۰ اگست ۱۹۹۶ء

تبصرہ مولانا سید اخلاق حسین دہلوی ۱۳۔ لال محل بستی نظام الدین نئی دہلی

حضرت مولانا ابوالحسن زید صاحب ازہری مدظلہ العالی علماء و مشائخ عصر میں بمثل اور علم و فضل میں یگانہ روزگار ہیں۔ بحر العلوم و بحر ذخار ہیں۔ بلند پایہ ادیب اور نکتہ رس نقاد و محقق ہیں۔ آج تک جو کچھ آپ کے قلم سے نکلا ہے معقولیت سے اس پر حرف گیری کی گنجائش نہیں ہیں۔ ہر کہیں پوری پوری داد و تحیق دی ہے اور بلا خوف و لومۃ لائیم غیر جانب داری سے اظہار خیال فرمایا ہے۔

امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اللہ پاک کی آیتوں میں سے ایک آیت تھے۔ علم فقہ میں کوئی ان کا ہمسرا درہم ردیف نہیں۔ حفاظ حدیث میں بھی بلند تر مقام پر فائز ہیں۔ آپ کی بکثرت سوانح حیات لکھی گئی ہیں اور ہر لکھنے والے نے غیر جانبداری سے داد و تحیق دی ہے۔ حضرت مولانا صاحب نے بھی اس موضوع پر قلم اٹھایا اور کمال جامعیت سے داد و تحیق دی ہے۔ یہ سوانح کیا ہے، حیات امام اعظم کی انسائیکلو پیڈیا ہے۔ حضرت موصوف نے معتبر و قدیم کتب میں حضرت امام صاحب سے متعلق جو کچھ بھی ملا وہ بعینہ صحت کے ساتھ جمع کر دیا ہے۔ سلیس اردو زبان میں ترجمہ بھی کر دیا ہے اور بقید صفحہ کتاب کا نام بھی لکھ دیا ہے۔ اس سے عام و خاص خاطر خواہ مستفید ہو سکتے ہیں۔ حتیٰ کہ آئندہ کا سوانح نگار جو حضرت امام اعظم پر لکھے گا وہ بھی اس سے بے نیاز نہیں رہ سکتا کہ یہ کتاب مخزن ہے حضرت امام اعظم سے متعلق جملہ معتبر معلومات کا۔ حضرت موصوف نے محل محل بعض امور کی وضاحت بھی فرمادی ہے جو ضروری تھی۔

حضرت موصوف نے ضعیفی کے باوجود بڑی مشقت سے اور بڑی لگن سے اس خدمت کو انجام دیا ہے اور ملت حنفیہ پر یہ احسان عظیم ہے۔ یہ کتاب اہل سنت کے لئے مشعل راہ ہے اور اہل قلم کے لئے خضر راہ ہے اور اگر تنگ نظری سے کنارہ کش رہ کر حضرت امام اعظم کے معاندین مطالعہ

کریں تو وہ نورِ ہدایت پائیں گے۔ مجموعی طور سے یہ کتاب معلومات افزا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کتاب کو مقبولیت سے نوازیں اور حضرت مولانا موصوف کو اجرِ جزیل عنایت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔
اخلاق حسین دہلوی

صاحبان ذوق و محبت اور ارباب فکر و نظر

مَرْدَةُ جَانِ فِرَآءِ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر

حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کے

بہار آفریں قلم سے نکلا ہوا لازوال شاہکار
درد و سوز اور تحقیق و آگاہی سے معمور تصنیف

ضیاء الامت
صلی اللہ علیہ وسلم

مکمل سیٹ سات جلدیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

قرآن کتابِ ہدایت ہے۔
مکمل ضابطہ حیات ہے۔

قرآن ہماری دنیوی اور اخروی کامیابی کا ضامن ہے۔
قرآن کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

پیر محمد شہزادہ شاہ رضا ازہری کی معرکہ آرا تفسیر

مختصر و مفید ترجمہ بہترین تفسیر

ضیاء القرآن

فہم قرآن کا بہترین ذریعہ ہے

تجھ کر: جن کے ہر لفظ سے آغاز قرآن کا حسن نظر آتا ہے

تفسیر: اہل دل کے لیے درد و سوز کا ارمغان

ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور